UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226329

UNIVERSAL
LIBRARY

فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران و آوان سعادت
توامان این کارنامۂ نادرہ و واقعات غریبہ اعنی -

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ

جناب مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری مرحوم

بفرمایش ملک محمد الدین صاحب اینڈ برادرس صوفی پنڈی بہاؤالدین

بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ میں باہتمام کرم بخش چھپی

بار دوم | جلد ۱۰۰۰ | قیمت مجلد دو روپیہ عما

ہشت بہشت

یعنی

مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت

یہ کتاب بہت بڑا مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت کا بڑی محنت اور تلاش سے بہم پہنچا کر ایجاد و اردو ترجمہ کرا کر شائع کیا جاتا ہے۔ اس مجموعہ میں اکابر بزرگان چشت کے ملفوظات نہایت احتیاط سے ترتیب دے کر شائع کیے گئے ہیں۔ ان ملفوظات کے پڑھنے سے ایک قسم کا نور ایمان حاصل ہوتا ہے اور روح باطنی تازگی حاصل کرتا ہے۔ اور دل طالبان حق کا یہی چاہتا ہے کہ اسے پڑھتے رہیں۔ اور ان بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اس میں حضرات بزرگان چشت رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے حسب ذیل ملفوظات ہیں :-

(۱) ملفوظات خواجہ خواجگان حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ **مرتبہ** خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ۔

(۲) ملفوظات حضرت خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ **مرتبہ** حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) ملفوظات حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **تصنیف** حضرت بابا فرید گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) ملفوظات حضرت سید الانبیاء سراج الاولیاء بابا فرید گنج شکر اجودھنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) ملفوظات حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** حضرت بدر الدین اسحاق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) ملفوظات حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** حضرت طوطی ہند امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) ملفوظات حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** بلبل ہند خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ

(۸) ملفوظات حضرت سراج الملت والدین خواجہ خواجگان محمد نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ اعظم حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ **مرتبہ** حضرت جید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

ان آٹھ ملفوظات کے علاوہ اس کتاب کے اخیر پر اوراد فصیریہ الموسوم بہ دوائے دل بھی شامل کی گئی ہے تاکہ محبان صادق اور طالبان خدا کو ان اوراد کا پتہ ملجاوے جو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے وظائف میں تھے۔ نہایت عمدہ کتاب طبع کی گئی ہے اور بہت بڑی ضخامت کی کتاب ہے۔ **قیمت** صرف (ع) ۸ آٹھ

المشتہر

منیجر کارخانہ آبحیات وصوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ **ترجمہ** میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آویں گے۔ پس جو کوئی میرے ہادیوں کی اطاعت کرے گا نہ تو اُس کو دنیا میں ڈر ہے اور نہ آخرت میں غم ہے۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی اکرم الخلق مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ قَالَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ قَائِمًا حَتّٰی یَکُوْنَ عَلَیْھِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ **ترجمہ** "دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہونگے۔ اور وہ سب کے سب قوم قریش سے ہونگے"۔ عادت اللہ ہمیشہ سے اِس بات پر جاری ہے کہ جس کسی ملک پر رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی اور ہدایت خلق اللہ کے اِسی ملک کے لوگوں میں سے کسی شخص کو پسند کرکے ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے۔ اور معجزے اور خرقِ عادات حسب ضرورت اُس قرن کے اُس ہادی کو عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قائم کردیتا ہے۔ پس اُس وقت جو سعید ازلی ہوتے ہیں وہ اُس ہادی کی اطاعت اختیار کرکے عقوبت دُنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کرلیتے ہیں۔ اور جو شقی ازلی ہوتے ہیں وہ اُس ہادی سے مقابلہ اور اُس کی تعلیمات سے انکار کرکے دُنیا میں ذلّت اور آخرت میں عذاب کے سزاوار ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہادیوں من اللہ کے آنے کے وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر معاش یا معاد سب میں اعلیٰ اور افضل سمجھے جاتے ہیں۔ اُن میں علوم اور فنون مسلّمہ کی تردید کا آلہ یا کمال اُنہیں علوم اور فنون کا اسطرح سے اُن کو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جس میں ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر میں ساحروں کا بڑا زور تھا۔ اور اسی علم سحر کو کمال انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا۔ اسی واسطے حضرت موسیٰؑ کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی اُستاد ظاہری کے اِس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت کیے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اُس کو دیکھ کر برسرِ موقع اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہوگئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی مگر دین حق سے نہ پھرے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ اُس وقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُس میں غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا۔ اسی لیے اُس حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہیں علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجہ وقت کے روکرنے کو ایسے معجزے عنایت کیے تھے کہ آپ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں اور لاعلاج بیماروں کو بلا استعمال کسی دوا یا دعا کے فوراً اچھا کردیتے تھے۔ اور اِن سب سے بڑھ کر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے مُردوں کو زندہ کردیتے تھے۔ اِن کے بعد جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو اُس وقت ملک عرب میں فن فصاحت اور شاعری کا بڑا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہلِ عرب ساری دُنیا کو گونگا بتلاتے تھے۔ سو

اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب میں ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچوایا کہ جس کی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحاء و بلغاء عرب عاجز آگئے۔ اور باوجود جا بجا قرآن مجید میں للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ۔ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے بنالاؤ۔ ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہ بنی۔ گو ہمارے حضرت صلی اللہ پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ مگر سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بدریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا۔ پہلے وقتوں میں جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اِس امت میں حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء اُمت انجام دیکر بشارت عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (یعنی میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے خدمت کو انجام دیا کرینگے) میں داخل ہوتے رہینگے۔

دیباچہ

یہ سب لوگوں پر ظاہر ہے کہ بارھویں صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دُنیا میں عموماً اور ملک ہندوستان میں خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا۔ توحید جو اصل منفعہ اسلام کا ہی برائے نام رہ گئی تھی۔ گو پرستی تعزیہ پرستی اور دیگر رسومات شرک کا بالکل زور تھا۔ بڑے بڑے نامی علماؤں کے گھروں میں صدہا رسومات شرک و بدعت کھلی کھلی ہوا کرتی تھیں۔ ہزاروں ہندوں کی رسمیں بیاہ شادی اور تجہیز و تکفین وغیرہ میں داخل ہوکر مثل فرض واجب کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھیں۔ کونسی قبر اور چلہ بزرگوں کا تھا کہ جسکا عرس اور میلا مثل گنگا اور جوالا کھی وغیرہ کے نہ ہوکر وہاں کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہ ہوتی ہو۔ بیوؤں کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا تھا۔ یہ بیدار اس خاندان عالی شاہ عبدالعزیز صاحب میں بھی گھس گئی تھی۔ بیوؤں کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوا کرتی تھی۔ شغل بزخ یعنی تصور پیر شیخ کا (جو صریح بُت پرستی ہی) مراقبہ میں کرنا خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب میں بھی جاری تھا۔ اکثر صوفیوں میں الحاد اور مسئلہ وحدت وجود کا زور ہوگیا تھا۔ ہر فرد بشر اپنے کو خدا جانتا تھا فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا۔ مسئلہ تقدیر پر پرے سرے کا بدال و قتال تھا۔ کوئی قدریہ کوئی جبریہ ہو بیٹھا تھا۔ نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا۔ مثل خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقائد رفض اور تفضیل خود سنیوں میں آگئے تھے۔ افتخار بمکارم آباو اجداد شریف خاندانوں میں برہمنوں سے بڑھ کر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی تھی۔ مسلمانوں میں سے ہمدردی اور اخوت اسلامی اور میل محبت مفقود ہوچلی تھیں۔ استماع غناو نزامیر و اخلاط امارد عمدہ عبادات اور تزکیہ نفس سے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا۔ سنتیں مٹتی چلی جاتی تھیں۔ بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا منطق اور فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے۔ قرآن و حدیث کا چرچا اُٹھ چلا تھا مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہوگیا تھا۔ صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال انسانی اور سبیل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اُسکے طریق مفقود ہوگئے تھے اور اُسکی قدر و منزلت دلوں کو اُٹھ گئی تھی اور نطاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا۔ پشاور سے لیکر دہلی تک سکھوں کا راج تھا جہاں باآواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی۔ قاتل گائے کو پھانسی کی سزا ہوتی تھی۔ اُدھر دکن میں مرہٹوں کا زور و شور تھا۔ وہ بڑھ بڑھ کر اٹکرہ اور دہلی تک آپہنچے تھے۔ اگر خدانخواستہ یہی کیفیت اور دو ایک صدی رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہوجاتا۔ اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا۔ مگر حسب بیانات نوبت گمراہی اور ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی قوہ اسطے دور کرنے خرابیوں کے

لہ یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ ہمیشہ اس خاندان میں ہی نہیں بلکہ حسب ترقی علوم خانوادہ عالی میں ہوتی گئی یہ بلائیں دفع ہوتی گئیں ۱۲ محمد علی

تیرھویں صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم ۱۲۰۱ھ ہجری مطابق ۱۷۸۶ء عیسوی قصبہ رائے بریلی حالا ضلع ہے میں جناب **سید احمد** صاحب فخر خاندان سیادت مرجع ارباب ہدایت مرکز دائرہ سعادت مظہر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر و ماحی شرک و بدعات سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک صحیح سے پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ اُن سے عبداللہ محض۔ اُن سے ابو محمد صاحب نفس الزکیہ۔ اُن سے ابو محمد عبداللہ الاشتر۔ اُن سے محمد الثانی۔ اُن سے حسن الاعوز قیب الجیاد۔ اُن سے ابو محمد عبداللہ۔ اُن سے سید قاسم۔ اُن سے سید جعفر اُن سے سید حسین عرف بابی الحسن۔ اُن سے سید حسن۔ اُن سے سید علیبی۔ اُن سے سید یوسف۔ اُن سے سید رشید الدین احمد المدنی۔ اُن سے سید قطب الدین محمد الکرانی۔ اُن سے سید نظام الدین۔ اُن سے سید رکن الدین۔ اُن سے سید صدر الدین۔ اُن سے سید قیام الدین۔ اُن سے سید علی۔ اُن سے سید احمد۔ اُن سے سید زین الدین۔ اُن سے سید معظم الدین۔ اُن سے سید قطب الدین۔ اُن سے سید علاؤ الدین۔ اُن سے سید محمود۔ اُن سے سید احمد۔ اُن سے سید محمد معظم۔ اُن سے سید فضیل۔ اُن سے سید محمد علم اللہ۔ اُن سے سید محمد مہدی۔ اُن سے سید محمد نور۔ اُن سے سید محمد عرفان۔ اُن سے **سید احمد** صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم الحرام ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے ہو کو اسحٰق گورکھ پوری سے روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھ کو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔

حلیہ شریف - بلند قامت - رنگ سرخ - سفید ریش و بروت سیاہ - قوی ہیکل - پیوستہ ابرو - کشادہ پیشانی - دراز بینی - خنداں رُو - نہایت حسین و جمیل - خلق مجسم تھے - بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اُس حدیث کے مصداق ہوتے ہیں جو مشکوٰۃ شریف میں اسطرح سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے۔ وقریب ہے کہ اس کی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اسکا نام تمہارے نبیؐ کے نام پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبیؐ سے خلق میں مشابہ ہوگا لیکن بہت خلیق ہوگا۔ اور وہ گمراہی کو دُور کر کے زمین کو ہدایت اور انصاف سے بھر دیگا۔ اِس مظہر انوار نبیؐ کے سوانح ایسے عجیب ہیں کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے۔ اگر اس بزرگ کو مجدد تیرھویں صدی یا مہدی وسط کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ بقول شاعر ؎ ہوتا معصوم اگر بعد نبیؐ کے کوئی۔ ہوتی اس عصر میں عصمت ہی اسی کے اندر ؎ مگر احتمال ہے کہ نبی روشنی والوں کو اِن اتفاقات سے سخت حیرت ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر مسیح کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو ما بین ہر دو سوانح کے سرمو تفاوت نہ پائینگے۔ بلکہ وقت موازنہ جان لینگے کہ مسیح اور سید صاحبؒ ایک ہی شاہراہ کے راہ رو اور ایک اُستاد کے شاگرد تھے۔ میں نے اِس کتاب کو بڑی۔ استیاز لوگوں کی متعدد تحریروں سے نقل کیا ہے جنہوں نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے۔ میرے نزدیک اِس کتاب کی کسی روایت میں دروغگوئی یا مبالغہ کو کچھ دخل نہیں ہے۔ گو بعض مورخوں کے بے توجہی سے اکثر واقعات۔ پس و پیش ہو گئے ہیں۔ اس سوانح کو بالترتیب لکھنے میں بہت دشواری ہوئی۔ کیونکہ جس قدر کتابیں میں نے اِس سوانح کے جمع کرنے کے لیے فراہم کیں اُن میں مورخوں نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات کو بتاکید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین و دقیق جس کا سمجھنا آسان نہیں قلمبند کیا ہے۔ اِس سبب سے مطالب کتاب پس و پیش اور بے ربط تھے جن کے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے میں عاجز کو دُور دُور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ و قائع بلیٹر کے اگرچہ بالیقین سعی میں جز یہ دعوی نہیں کرتا کہ کل مطالب تاریخ وار اپنے اپنے موقع پر قائم ہو گئے۔ مگر اسمیں بھی شبہ نہیں کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات سابق اور عام فہم اور نہایت اصح ہو گئی ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ناظرین اِن قصص سے عبرت پکڑیں۔ اور اُس ہادی کا متبع اختیار کریں۔ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ اب اِن سوانح کو سلیس اُردو عبارت میں سپرد قلم میں نے اِن سوانح کو پانچ حصوں پر منقسم کیا ہے ؎

حصہ اوّل میں ۱۲۰۱ھ سے ۱۲۳۶ھ تک سید صاحبؒ کے ایام طفولیت اور دور بیشانہ زندگی اور فیوض باطنی اور ترویج ہدایت

اور سفر حج و بمبئی کا ذکر ہے۔ حصۂ دوم اسمیں آپ کی تعلیمات پُر تاثیر کا بیان ہے۔ علاوہ بیان دیگر تعلیمات کے صراط المستقیم کو سلیس اُردو کر کے بطور لبِ لباب شامل کر دیا۔ حصۂ سوم اسمیں شروع ۱۲۴۱ھ سے تا ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ زندگی کا بیان ہے جسمیں وہ کل معرکے اور جنگ جو سکھوں اور دیگر منافقوں سے ہوئے شرح و بسط کے ساتھ شامل کیے گئے۔ حصۂ چہارم میں آپ کے خلفاء کی ایک فہرست نام بنام مع کیفیت رسوانح ہر حصہ کے درج کر کے اُسی حصہ کے آخر میں مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور مولوی سید محمد علیہ صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ ان بڑے خلیفوں کے سوانح بشرح تمام درج کیے گئے۔ حصۂ پنجم اسمیں سید صاحب کے مکاتیب ہیں جو انہوں نے روسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہیں (یہ مجموعہ مکاتیب قابل دید ہے) واللہ المستعان وعلیہ التکلان +

حالات ایام طفولیت سیّد صاحب

حصۂ اوّل - صاحب مخزن احمدیہ جو سید صاحب کے بھانجے اور ہمن اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے ہیں لکھتے ہیں کہ جب آپ کا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفاء ہند کے آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو واسطے تعلیم کے ایک مکتب میں بٹھلا دیا۔ مگر آپ کو تحصیل علم کی کچھ رغبت نہ تھی۔ اُس کیطرف بالکل توجہ نہ کرتے تھے۔ ہر چند آپ کا اُستاد اور باپ بھائی آپ کی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اُسکا کچھ اثر آپ پر نہ ہوتا تھا۔ آثار امیت مثل نبی اُمّی کے جو بطور میراث آپ کی جبلت میں امانت تھے روز بروز ظاہر ہونے لگے۔ تین برس تک آپ کتب میں ہر گز سوائے چند سورہ قرآن شریف کے آپ کو کچھ بھی یاد نہ ہوا۔ آخر سید محمد عرفان آپ کے والد بزرگوار نے آپ کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اس کی نوشت و خواند کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اسکے واسطے مہیا کردیگا جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپ کا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکوں کو ایک لشکر اسلام جمع کر کے بطور جہاد باواز بلند تکبیریں کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ مار اور فتح ہوا ہی صدا میں آپ کے لشکر اطفال سے بلند ہوتی تھیں۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید خاتمہ صراط المستقیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ایشاں (یعنی سید احمد صاحب) از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار ایں طریق از وجدان حلاوت مناجات لایسہ و نماز و تعظیم شرع شریف و وفور رغبت و در اتباع سنت و کمال نفرت از تلوث بدعت و میلان طبعی بسوئے طاعات و کراہیت جبلیہ از معاصی و سیئات و رخوسالی بر ایشاں ظاہر و باہر۔ القصہ آثار طہارت جبلیہ و ریذ طبیعت ایشاں پیدا بود و انوار سعادت ازلیہ بر جبین مبارک ایشاں ہویدا بود +

پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلایق اور سلوک اور ترحم ضعیفوں اور یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور بچوں سے خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل آپ نے کرنا شروع کیا۔ آپ کی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھ کر آپ کے ہمقوم سیّدوں کو جو دوسروں سے خدمت کرنے کے عادی تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپ کو طعن و ملامت کر کے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے۔ لیکن آپ کو اس کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح و شام مسکینوں اور بیووں کے گھروں میں جا کر اُن کا حال پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھ کو فرماؤ میں اسکے سرانجام کرنے کو دل و جان سے حاضر ہوں اہل محلہ و ہمسایہ جو آپ کے بزرگوں کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے (ایسی) خدمات رذیل آپ سے کرانے پر راضی نہ ہوتے تھے۔ بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے بزرگوں کے غلامان غلام اور خادمان خادم ہیں۔ ہم آپکی خدمت کرنے کو تیار ہیں۔ تاکہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کریں۔ آپ اسکے جواب میں ایک نرتنفاش خدمتگذاری

ضعفا و مساکین و محتاجوں کا اُن پر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے ہیں - اور مجھ سے اپنی خدمت کراتے - اپنے ہمسایوں اور غریبوں کے گھروں میں جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھر کر لا دیتے - اور جس کسی کو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شاداں و فرحاں جنگل کو جاکر گٹھہ لکڑیوں کا اپنے سر پر رکھ کر اُسکے گھر پہونچا دیتے - اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کرا کے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر میں اُسکا ممنون و مشکور رہونگا +

حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب محزن لکھتا ہے کہ اُنہیں ایام میں ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ اُنہیں ایک سید صاحب بھی تھے - سوائے بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئے - ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہو لیتا تھا - لیکن جب نوبت سواری سید صاحبؒ کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے - بلکہ سنت سماجت کر کے دوسرے کمزور آدمیوں کو اپنی باری میں سوار کرا دیتے جب آدھی منزل طے ہو گئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر ایک گٹھہ اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ یہاں سے کوئی مزدور لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھ دو مگر عند التلاش ہائے کوئی مزدور نہ ملا اسواسطے سارے سید بھائیوں کو سخت حیرانی تھی - اُسوقت سید صاحبؒ نے سب ساتھیوں سے نہایت عجز و لابہ کی سے کہا کہ اِس خاکسار کی ایک عرض ہے اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائیں تو میں عرض کروں - تب سب نے پکا عہد کر لیا کہ جو آپ فرمائینگے ہم کو بسر و چشم منظور ہوگا - بعد پختہ ہو جانے عہد کے آپ نے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل میں باندھ کر میرے سر پر رکھ دو - میں تنہا تمہارا کل اسباب لیچلونگا - تم سب بھائی فراغت سے چلو - چونکہ عہد پکا ہو چکا تھا ناچار سب لوگوں نے سارا اسباب ایک کمبل میں باندھ کر آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا - آپ سب کے آگے آگے نہایت شاداں و فرحاں گٹھہ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگوں نے آج مجھ پر کیا ہے میں تمام عمر اُسکا مشکور ہونگا - اسیطرح سے گٹھہ اسباب کا اُٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ طے کر کے داخل شہر لکھنؤ ہوئے +

لکھنؤ میں پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہاں جو کچھ تھوڑا بہت خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہو گیا - اب ان بیچاروں کو دو مشکل درپیش ہوئیں ایک تلاش روزگار دوسرے تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحبؒ کے ہر متنفس سخت حیران اور پریشان تھا - بعض آدمی ایک دو جزو کتاب مثل کریما خالق باری کے لکھ کر شام کو بازار میں فروخت کر آتے - اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سی کر بیچ ڈالتے - مگر بایں ہمہ بھی اُن کو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحبؒ کیواسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونوں وقت کا کھانا مقرر ہو گیا تھا - جہاں سے دونوں وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپ کے واسطے آجاتے مگر آپ کے ساتھیوں کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہ ہوتا تھا - مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیوں کے دسترخوان پر رکھ کر اُنکی الم روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرما لیتے - اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونوں وقت ساتھیوں کو کھلا دیتے - بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیوں پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ کر کے بجائے اُنکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیوں کو کھلا دیتے - چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے - بعد چار مہینے کے اُس امیر محب سادات کو جسکے یہاں سید صاحبؒ کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو ٹوار بھرتی کرنیکی اجازت ہوئی - مگر اس خبر کو سُنکر قریب ایکہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہو گئے - تب اُس امیر نے ہر دس امیدواروں میں سے ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا - اور دو اسامیاں رہ گئیں

سید صاحب کے حوالہ کردیں لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی بندوں کو فضل الٰہی کا امیدوار کرکے وہ دونوں اسامیاں سرے دو اجنبی اور غریب لوگوں کو محض لوجہ اللہ عنایت کردیں ؛

حالات سفر اوّل بجانب دہلی

اس عرصہ میں والی لکھنؤ بغرض سیر و شکار جانب کوہستان روانہ ہوا۔ اور وہ امیر بھی جنکے ہاں سید صاحب مہمان تھے ہمراہ رکاب والی لکھنؤ کے اس سفر میں شریک ہوئے۔ سید صاحب بھی مع اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہولیے لیکن شامل خرچ خانہ وطن اس سفر میں بھی آپ سب ساتھیوں کا اسباب ایک کنبل میں باندھ کر شادان و فرحان ہمیشہ رفیقوں کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ اُس سخت موسم سرما میں قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اس سفر میں سید صاحب وعظ اور نصیحت واسطے ترک دنیا ناپائدار کے ہر ایک ساتھی کو سنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجائے تلاش دنیا و تقریب کے تم لوگ دہلی چلکر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے دین حاصل کرو۔ جب آپنے دیکھا کہ ساتھیوں پر کچھ اثر آپ کے وعظ اور نصیحت کا نہیں ہوتا تو یک و چپ چاپ تن تنہا محمدی کے جنگل میں سے آپ دہلی کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب شام کو آپ تشریف نہ لائے تو آپکے ساتھیوں کو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا ہاتھی (کہ وہ جنگل ایسے درندوں سے بھرا ہوا ہے) آپ کو راہ میں سے کھا گیا۔ بوجہ ایسے خیالوں کے آپ کے ساتھیوں کو تین روز تک بہت رنج و الم دامنگیر رہا۔ چوتھے روز ایک شخص جانب قصبہ محمدی سے اُس لشکر میں آیا اُس کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسی صورت اور شکل کا اُسکو راہ میں ملا تھا۔ اور ایک گٹھڑا رسے بھرا ہوا اُسکے سر پر تھا اور ایک سپاہی اُسکے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں نے حمال کو بصورت شرفا دیکھ کر اُس سپاہی سے اسکا سبب پوچھا تو اُس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب میں اپنے مکان سے یہ راب کا گٹھڑا لیکر روانہ ہونے کو تھا تو اتفاق سے اسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اُٹھانے اس گٹھڑے کے مجھکو ملا گو اُس مزدور میں بوجہ کمزوری کے طاقت اُٹھانے اُس گٹھڑے کی نہ تھی مگر محض بطمع حصول چند آنوں کے وہ یہ گٹھڑا اُٹھاکر میرے ساتھ ہولیا اور گرتا پڑتا بصد دشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا۔ راہ میں یہ جوان ہمسے ملگیا اور اُس مزدور کو پریشان حال دیکھ کر اُس کے آنسو بھر آئے۔ اور میرا طرف مخاطب ہوکر مجھ سے کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیوں پکڑا ہے۔ تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ میں نے کہا کہ میں نے اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہیں پکڑا بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہے۔ تب اُس جوان نے مزدور سے یہ حال دریافت کیا اُس نے کہا کہ میں دو روز سے بھوکا تھا۔ پیٹ بھرنے کی طمع سے میں نے یہ محنت کام بخوشی خود اپنے اوپر لیا ہے سپاہی کا اسمیں کچھ قصور نہیں ہے۔ تب اُس جوان نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری باقی ہو ابھی اسکو دیکر رخصت کردو ورنہ سخت مواخذہ الٰہی میں گرفتار ہوگے۔ میں نے اُسی وقت جو چند پیسے اُسکے باقی تھے اُس جوان کے ہاتھ پر رکھ دیے اُس نے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کرکے بصد منت و زاری مجھ سے کہا کہ اس مزدور کو رخصت دے اور یہ گٹھڑا راب کا میرے سر پر رکھ دے میں بعوض اس مزدور کے اس گٹھڑے کو تیرے مکان تک پہنچا دونگا۔ میں نے اس کی شکل شرافتوں کی سی دیکھ کر بہت عذر کیا کہ میں آپ کے سر پر یہ بوجھ نہ رکھونگا مگر اُس جوان نے بمنت و زاری مجھ کو اس بات پر مجبور کردیا کہ میں نے اُس مزدور کو رخصت دیکر طوعاً و کرہاً یہ گٹھڑا اس بزرگ کے سر پر رکھ دیا۔ یہ جوان وہ گٹھڑا اپنے سر پر اُٹھاکر شادان و فرحان ساری راہ میرا شکر ادا احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا۔ فقط آپ کے ساتھیوں کو اسطرح سے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوکر قدرے تسلی ہوگئی۔ جب آپ گٹھڑا راب کا پہنچا کر جانب دہلی روانہ ہوئے تو اسوقت آپ کے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل تھی۔ آپنے ایک منزل چلکر ایک پیسے کے چنے اور گڑ خرید کیا اور گڑ دیکر

پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے صدا کی کہ میں چار روز سے بھوکا ہوں۔ سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ صدا سُن کر میرے نفس نے یہ صلاح دی کہ مجھ پُر سائے ستو پیکر سائل کو خشک جواب دے دو مگر اُسوقت غیب سے یہ بات میرے دلپر ملہم ہوئی کہ میں دو روز کا بھوکا ہوں۔ اور وہ سائل چار روز کا بھوکا ہے۔ اُس کا حق مجھ سے زیادہ ہے۔ میں نے اُسی وقت کُل ستو اُس کے حوالے کر دیے۔ اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل و تسبیح سے رات بھر سیر ہو کر فجر کو آگے روانہ ہوئے دوسری منزل پر آپ نے پھر ایک پیسے کے ستو اور گُڑ خرید کر نوش جان فرمائے۔ اُس کے بعد دو تین روز تک آپ نے کچھ نہیں کھایا۔ پانچویں منزل پر آپ ایک مسجد میں جا کر مقیم ہوئے۔ وہاں ایک شخص نے جو آپ کے والد کے مریدوں میں سے تھا آپ کو پہچان لیا اور آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ آپ کے پاؤں سے خون جاری تھا۔ اُس شخص نے آپ کو غسل دلا کر پاؤں میں مہدی اور ہیول کے پتوں کا لیپ کر دیا۔ بعد چند روز کے جب آپ کے آبلے اچھے ہو گئے اُس شخص نے آپ کو سوار کرا کے اور خود ہمرکاب ہو کے **دہلی** پہونچا دیا۔ دہلی پہونچکر آپ مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحب سے جا کر ملاقی ہوئے۔ حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپ کو اپنے پہلو میں بٹھلا کر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ **بریلی** سے۔ پھر مولانا نے پوچھا کہ آپ کس قوم سے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ سادات **تکیہ** سے محسوب ہوں۔ پھر مولانا نے استفسار فرمایا کہ سید ابوسعید اور سید ابوالنعمان سے بھی واقف ہو آپ نے کہا کہ سید ابوسعید میرے نانا اور سید ابوالنعمان میرے حقیقی چچا تھے۔ یہ بات سُنکر مولانا نے دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سخت سفر دُور و دراز کی اُٹھائی ہے۔ اس پر آپنے کہا کہ آپ کی ذات مقدس کو غنیمت جان کر واسطے طلب باریتعالی جلشانہ کے یہانتک آیا ہوں۔ تب مولانا رح نے فرمایا کہ آپ کے خاندان مقدس میں تو منصب ولایت موروثی ہے۔ دو ایک پشت کے بعد ضرور اُس خاندان میں مادرزاد ولی پیدا ہوتا ہے۔ اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور وارث اپنے آباؤ اجداد کے اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔ اُسکے بعد آپ نے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو **اکبرآبادی** مسجد میں میرے بھائی عبدالقادر کے پاس پہونچا دو اُن کے ہاتھ میں اِن کا ہاتھ دے کر میری طرف سے کہنا کہ اِس مہمان عزیز کو غنیمت جانکر حتی الامکان ان کی خدمت سے قصور نہ کرنا۔ اور اِن کا مفصل حال بروقت ملاقات کے میں تم سے خود بیان کرونگا۔ اُس روز سے سید صاحب مسجد اکبرآبادی میں بمصاحبت مولوی عبدالقادر صاحب کے رہنے لگے۔ چونکہ اِس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری میں اکثر معاملات باطنی جن کو خرقِ عادات یا کرامات کہتے ہیں بیان ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس وقت سے سید صاحب یا شاہ عبدالعزیز صاحب کے صحبت یافتہ لوگ اِس دارفانی سے کوچ کر گئے اُسوقت سے فرقہ موحدین ہند میں کوئی شخص موصوف اُن اوصاف باطنی کا نہیں رہا۔ اور یہ ایک قاعدہ کلیہ انسانوں کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اعلیٰ فہم کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہیں پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے۔ اِس سبب سے بعض کم علم موحدین فیوض باطنی اور کراماتی واقعات کے منکر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ضرور اُن کے پیشوا فرقہ مولانا **محمد اسمٰعیل** شہید صراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ شریعت کو ظاہر اور باطن دونوں چیزیں ہیں سو دل کا تعلق اور محبت ساتھ باری تعالی کے پیدا کرنا اسکو باطن شریعت کہتے ہیں۔ اور اسی تعلق کا نام صوفیوں کے نزدیک نسبت ہے۔ اور شریعت کے حکموں پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اِس کا نام ظاہر شریعت ہے۔ اور اِن افعال ظاہری اور اُن تعلقات قلبی کو آپس میں ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے۔ پس جس شخص کا ظاہر اور باطن دونوں علاقوں پر عمل ہو تو اُسکی عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُس کے افعال سے بلکہ شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر تمسک کرتا ہے۔ اور وہ تعلق دلی اور محبت قلبی اُسکے اندر پیدا نہیں ہوئی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے

اور پیرِ مرات حبِ ایمانی کے مولانا شہید کہتے ہیں کہ اُس فوقہ سے اہلِ خدمات مثل قطاب۔ وراولما کے مقرر ہوتے ہیں اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مجھول کے لیے دعا کرتے ہیں تو ہمیشہ اُن کی دُعا تیر ہدف ہوتی ہے۔ اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق کے اپنے نورِ جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں۔ اور طریق اُن کے اخذ کا ایک شعبہ شعبِ جبی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہیں" ۔ اب میں خاکسار اُن لوگوں کو اُن کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے بعد واقعات باطنی سید صاحبؒ کے بیان کرتا ہوں۔ آپ نے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور صباح تک آپ نے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف سیاہ صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپ نے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعفِ بصر کا پیدا ہو گیا ہے۔ فجر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے سید صاحبؒ سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر آتی ہے۔ یا سب چیزیں ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں تو آپ نے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال نہ اور سب چیزیں برابر جوں کی توں نظر آتی ہیں۔ تب مولانا صاحب نے فرمایا کہ کتاب کو رکھ دو خداوند تعالیٰ نے تم کو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اب تم کو لکھنا پڑھنا ضرور نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ خود بخود بلا تعلیم کسی ظاہری معلم کے آپ کو سب علوم اور حکمت سکھلا دیوے گا۔ اُردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپنے سیکھا اور نمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسے کہ ہندوستان میں دستور ہے آپ نے چھوڑا نا چاہا ۔

حالاتِ بیعت بر دستِ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

اس کے بعد آپ نے طریقہ نقشبندیہ میں مولانا صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اُسوقت مولانا ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اِس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی احتیاج نہیں ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری ہے۔ پس فقط واسطے رفع تہمت اہل ظاہر کے بیعت لے لینا ہوں ۱۲۳۲ھ ہجری میں کہ اس وقت آپ کی عمر پورے بائیس سال کی تھی یہ بیعت آپ کو نصیب ہوئی۔ بیعت لینے کے بعد مولانا صاحبؒ نے پہلے دن آپ کو لطیفہ قلب کی تعلیم فرمائی۔ دوسرے دن باقی پانچوں لطیفے آپ پر کھلگئے۔ تیسرے دن سلطان الاذکر کی منزل کو آپ طے کر گئے۔ چوتھے جلسہ میں نفی اور اثبات باحسن وجوہ آپ کو حاصل ہو گیا۔ چھٹے جلسہ میں طریقہ یاد داشت آپ نے سیکھ لیا ۔

تعلیم شغل برزخ

اس کے بعد شغل برزخ کہ جسمیں تصویر شیخ کا مراقبہ کرتے ہیں آپ کو تعلیم کرنا چاہا۔ اُسوقت سید صاحبؒ نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے۔ اُسمیں صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اس میں صورت خیالی جو تہ دل میں جگہ پکڑتی ہے تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے۔ تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کا پڑھی ؎ بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید۔ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا ۔ تب سید صاحبؒ نے عرض کیا کہ اگر حکم نوشی کا جو گناہ کبیرہ ہے کیجئے تو اس کی تعلیم کو بھی حاضر ہوں مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصاً غیبت شیخ میں اور توجہ اور استعانت چاہنا اُس تصویر سے جو بعینہٖ بت پرستی اور شرک صریح ہی سے نہیں ہو سکتا۔ اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع اُمت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہیں ہے بعد سُننے اور سمجھنے اِس ساری تقریر کے مولانا صاحبؒ نے سید صاحب کو اپنی بغل میں پکڑ کر اور آپ کے رخسارہ اور پیشانی کو

بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و انعام سے ولایت اولیا و ولایت انبیاء کی جو افضل ولایتوں کی ہے تم کو عطا کی۔ اُسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیاء اور ولایت انبیاء میں فرق کیا ہے۔

تفصیل ولایت اولیاء و ولایت انبیاء

اُس وقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کرلیتا ہے۔ اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت باری تعالیٰ کی اُس شخص کے دل قلب میں قائم ہوجاتی ہے۔ اُسوقت دنیا اور مافیہا سے وہ شخص بے رغبت اور بیزار ہوجاتا ہے۔ محبت جاہ و مال و اولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُس کے دل سے محو ہوجاتی ہے۔ اُس کا نفس اور قلب اور سب اعضاء جوارح قربت الٰہی اور متابعت مرضیات باریتعالیٰ کے ہوکر اُسمیں منہمک اور مشغول ہوجاتے ہیں۔ کہ عوام الناس ایسے لوگوں کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں۔ پس صاحب ولایت ولی کا قیام اور صیام اور کثرت نوافل اور خدمت خلایق کے ذریعہ سے مجاہدہ نفس میں مشغول ہوتا ہے اور گوشہ گزینی کو محبوب اور مرغوب سمجھتا ہے۔ اور مجرمین اور فاسقین کو کچھ تعرض نہیں کرتا۔ اور ایسے اعمال کو اصطلاح صوفیوں میں قرب النوافل کہتے ہیں۔ اور اصحاب ولایت نبی کے قلب میں اسقدر محبت الٰہی قائم ہوتی ہے کہ ایثار (جیسے کہ آیۂ کریمہ میں حکم ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی دوسرے لوگوں کو خدائی رضامندی کے واسطے فائدہ پہنچانے کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اگرچہ اُن کو ہزار تنگی اور تکلیف کیوں نہ ہو) اُن کے ہر قول اور فعل میں داخل ہوجاتا ہے اور بوجہ غلبۂ ایثار تمامی رذائل اور ظلمات کدورات نفسانی و جسمانی ایسے لوگوں سے زائل ہوکر خصائل حمیدہ و شمایل پسندیدہ سے وہ متصف ہوجاتے ہیں۔ اور انکی تمام ہمت ہدایت خلق و نصائح مجرمین و اجرائے اقامت فرائض الٰہی و احیاء سنن انبیاء و المرسلین میں منہمک اور مصروف ہوجاتے ہیں۔ اور جہاد با کفار و تادیب اشرار و تعذیر گنہگاران کا شعار ہوجاتا ہے۔ اور مسلمانوں کی مجلسوں میں یہ لوگ جاکر وعظ اور نصیحت اور خیر خواہی کرنا اپنا اصل کام سمجھتے ہیں۔ اور اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی انکے وعظ اور نصیحت کو سُنے یا نہ سُنے۔ اس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاح صوفیوں میں قرب الفرائض کہتے ہیں ایسے بزرگوں کا عمل قرآن و حدیث و نصوص صریح پر ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ جملہ مراتب ولایت سے افضل اور اعلیٰ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ۔ بعد ختم کرنے اس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپنے مکان کو تشریف لے جاکر ان اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجیے۔ اور خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق نفی و اثبات اور توجہ قلب و روح بعالم قدس رکھکر مناجات و الحاح و تضرع بجناب الٰہی کثرت سے کرتے رہیئے۔ اور حتی الامکان ان کو کبھی ناغہ نہ کیجیے۔ اور اپنے کو بہمہ جہت ذات باریتعالیٰ کے سپرد کرکے اُسکے فضل اور کرم کے اُمیدوار ہوجایئے۔ سید صاحب نے حسب فرمودۂ مولانا کے اشغال اور تسبیح و تہلیل وغیرہ میں ہمہ تن اپنے کو مشغول کردیا۔ اسی اثنار میں اکیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی۔ اسی روز سید صاحب نے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا کہ اس عشرہ کی کونسی رات میں شب بیداری کرکے جویائے شب قدر کا ہونا چاہیئے تب مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح پر کہ تمہارا معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہو بہمیطرح سے ان راتوں میں بھی معمول شب بیداری کا رکھو۔ صرف شب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے۔ دیکھو چوکیدار و سپاہیان ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہیں۔ اگر تمنائے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے اگر تم سوتے بھی ہوگے تو خداوند تعالیٰ تم کو خود بخود جگا کر

شریک اُن برکات کا کر دیگا۔ سید صاحب بعد سُننے اِس کلام کے رخصت ہو کر اپنی جائے سکونت کو چلے آئے۔ اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے تھے۔ مگر شبِ بیسویں رات کو اپنے جی میں کہا کہ ساری رات جاگتا رہوں اور بعد ادائے نماز عشا کے نوافل اور مراقبہ میں مشغول رہ کر صبح کر دوں۔ لیکن اُس رات کو بعد ادائے نماز عشا کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اَور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے۔

زیارت جسمی رسُول مقبولؐ و حضرت ابوبکر صدیقؓ

جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت دو آدمیوں نے آکر اور آپکا ہاتھ پکڑ کر جگا دیا۔ آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپکے داہنے طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر۔ سید صاحب اِن دونوں بزرگوں کو دیکھ کر نہایت شرم کے ساتھ دوڑتے ہوئے حوض مسجد کیطرف چلے گئے۔ اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہو رہا تھا۔ مگر اُسی گرمجوشی سے آپ غسل کرنے لگ گئے اور اثنائے غسل میں حضرت عمرؓ کو اور حضرت ابوبکرؓ کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے۔ آپ بہت جلدی سے غسل سے فارغ ہو کر اِن حضرات کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فرزند آج شبِ قدر ہے تو یاد الٰہی میں مشغول ہو جا۔ اور دُعا اور مناجات کرتا رہ۔ اِس ارشاد اور تلقین کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔ صاحب مخزن لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اِس رات میں بفضل الٰہی وہ باتیں عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے میں آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیاء دُنیا کی سجدے میں سر رکھے ہوئے تحمید اور تہلیل و تسبیح میں مصروف تھے۔ مگر طرفہ یہ کہ اِن ظاہری آنکھوں سے ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ مگر چشم قلب سے سجدے میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ اُسوقت میں بھی سجدے میں سر رکھ کر ثنا الٰہی بجا لایا اور دُعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا۔ اُسوقت فنا کلی اور استغراق کامل مجھے حاصل ہوا۔ اور اُسی حالت میں صبح تک سجدے میں پڑا رہا۔ یہانتک کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھ کو ہوش آیا۔ اور وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گیا۔ اور جب بعد ادائے اشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہو کر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہو کر آپنے فرمایا کہ باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ پس اُس روز کے بعد سے آناً فاناً آثار ترقیات و علوِ درجات و معاملات عجیب و اذواقِ غریب آپ پر ظاہر ہونے لگیں۔

رویا حقہ کھلانے خرما رسول مقبولؐ کا و دینے غسل حضرت علیؓ کا اور بار یتیمالی کو رویا میں دیکھنا

اِس معاملہ عجیبہ کے بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چھوارے اپنے دستِ مبارک سے سید صاحب کے مُنہ میں ایک دوسرے کے بعد رکھ کر بہت پیار اور محبت سے کھلا کر اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی اُن چھواروں کی آپ کے ظاہر اور باطن سے ہویدا تھی۔ اِسکے بعد ایکدن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سید صاحبؒ نے خواب میں دیکھا۔ اِس آنات کو حضرت علیؓ نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کو نہلایا۔ اور حضرت فاطمہؓ نے ایک لباس اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا بعد اِن وقوعات کے کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب و تاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے۔ اور وہ عنایاتِ ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہو گئی۔ اور تربیتِ غیبی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپ کے ہو گئی۔ اور عنایات

عجیب و غریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے۔ یہانتک کہ ایکدن ایک لمحہ میں اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحبؒ کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت رفیع اور بدیع تھی آپ کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ تجھ کو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزیں تجھ کو عطا فرماوینگے۔ انہیں ایام میں ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر ان ایام میں سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے۔ اسواسطے اُس شخص کی درخواست کو بھی منظور نہ فرمایا۔ تب وہ شخص نہایت عجز اور انکسار کو عرض کرنے لگا اُسوقت آپنے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کرو۔ بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا۔ اسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت کے جناب باری میں اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندوں میں سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے۔ اور اس دنیا میں جو کوئی کسی کی دستگیری کرتا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ رکھتا ہے۔ اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ پس اُس معاملہ اخذ بیعت میں تیری کیا مرضی ہے۔ جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کرونگا۔ بعد وقوع ان معاملات مذکورہ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپ کو حاصل ہوگیا۔

متوجہ ہونا ارواح حضرت غوث الثقلین و حضرت خواجہ بہاؤالدین رضی اللہ عنہما کا

اس کے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبدالقادر گیلانی رضہ و حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئیں۔ اور قریب ایک گھنٹہ تک کسی قدر تنازعہ ان دونوں روحوں کے درمیان رہا ہر ایک روح ان دونوں روحوں میں سے سید صاحبؒ کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی۔ آخر بعد انقضائے ایام تنازعہ کے دونوں روحوں کی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی۔ تب دونوں ارواح مقدس نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بنفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی۔ کہ اُس ایک پہر میں نسبت ان دونوں خاندانوں کی آپ کو حاصل ہوگئی +

ملاقات ہونا ارواح حضرت خواجہ صاحب سے

اس کے بعد ایک روز سید صاحبؒ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے۔ اور اُس وقت روح پرفتوح خواجہ صاحبؒ جسم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ تو اُس روح مقدس نے آپ کے اُوپر توجہ قوی فرمائی۔ اسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی بھی آپ کو حاصل ہوگئی۔ اور اسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ۔ غرض کل مشہور خاندانوں کی خود بخود آپ کو حاصل ہوگئی۔ بعد ان دو واقعات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپ کو حاصل ہوگیا۔ بعد تکمیل ان دونوں سلوکوں کے ایکروز عالم مراقبہ میں آپ کی ملاقات روح پرفتوح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اُس وقت سید صاحبؒ نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اسیوقت آپ کو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپ کے سر پر دو چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں۔ چونکہ سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب شمار کرتے تھے۔ یہ معاملہ معکوس دیکھکر آپ کو بہت شرم ہوئی اور فوراً مراقبہ سے باہر آکر ترسان و لرزان بخدمت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حاضر ہوئے۔ اور نہایت خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو بخدمت مولانا صاحب

عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان و خندان اُسکے جواب میں فرمایا کہ اے فرزند جائے تعجب نہیں ہے۔ ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہیں۔ اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے اور مشتے نمونہ از خروارے۔ یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تصور فرما ہر ہوا ہے آگے کو روز بروز اس سے بڑھ بڑھ کر ہزاراں ہزار اس قسم کی باتیں تجھ پر ظاہر ہوا کرینگی۔

ہندوؤں کے میلے میں جبراً سید صاحب کو لیجانا اور وہاں آپکا بیہوش ہوجانا

انہیں ایام میں ایک روز برلب دریائے جمنا ہندوؤں کا کوئی میلہ تھا۔ اُس روز سب مرد عورت اقوام ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہوکر اُس میلہ میں شامل ہوکر اشنان اور پوجا پرستی میں مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے۔ دو تین نوجوان طلبا مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا اُنہوں نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشا، قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کریں۔ آپنے یہ درخواست دوستوں کی سُنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے۔ اور پھر بکمال عجز یاروں سے کہا کہ مجھ کو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو۔ میں ایسی جگہ ہرگز نہ جاؤنگا۔ مگر یاروں کے سر پر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی اُنہوں نے آپ کے عذر کو کچھ نہ سُنا اور جبراً و کرہاً آپ کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کہ میلہ میں لے گئے۔ آپ کا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری ہوگئی جب اُن اندھوں نے آپ کی یہ حالت زار دیکھی تو اُن کی آنکھ کھلی فوراً اُسیوقت کاندھے پر اُٹھائے ہوئے آپ کو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویوں سے اسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سُنی ہے کہ ایکروز آپ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں لوگوں نے کچھ مزامیر اور غنا شروع کردیا۔ بجرد استماع اُس آواز نامشروع کے آپ بیہوش ہوگئے۔ اسی حفاظت الٰہی کا نام عصمت اور اذعان قلبی ہے۔ صاحب مقامات طریقت لکھتا ہے کہ ان ایام میں شوق درویشی اور مسکینی آپکی طبیعت اور طینت میں بھرا ہوا تھا۔ اکثر اوقات اُس مقام کے درویشوں اور طالب علموں و مسافروں اور نیز مسجد کی خدمت میں دل و جان سے لگے رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرت قیام لیل سے پاؤں میں ورم ہوکر خون جاری ہوجاتا تھا یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبدالقادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں۔ اور مادہ اس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج علیا کے نظر آتا ہے۔ مولوی سید جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ اس قدر تحصیل سلوک کے بعد آپ ایک مرتبہ وطن کو تشریف لے گئے۔ اُسوقت آپ لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ اپنے وطن پہونچکر اوّل اپنی مسجد میں مقیم ہوئے۔ لوگوں نے مشکل سے آپکو شناخت کیا۔ اُسوقت ایک کلاہ بھی آپ کے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد میں دھوپ میں دیکر رکھی گئی تھی۔ اُسوقت سید عبدالقادر بن حافظ سید امان اللہ نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے سنکلکر عرش تک جارہا تھا۔ اُس روز سید عبدالقادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچان کر وہ کلاہ آپسے مانگ لی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرقع بھی جسمیں ایک پیوند جامۂ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر میں دہلی سے آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اور وہ مرقع بطور تبرک مدتوں تک والدۂ محمد اسمٰعیل وجیہ سید صاحب کے پاس رہا تھا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہوگیا۔ قریب دو برس تک اس دفعہ آپ بریلی میں رہے۔ اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپ کی بڑی لڑکی پیدا ہوئی۔ بعد دو برس کے آپ پھر دہلی تشریف لیگئے۔ جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اس دولت بے زوال کی اہل دنیا کو خبر ہونے لگی۔ اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے

آپ پر ہجوم کیا۔ کسی نے بیعت کی درخواست کی کسی نے کسی حاجت روائی کیواسطے دُعا چاہی۔ اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اِسوقت اخفاء راز منظور تھا۔ اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپ کے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی۔ اسواسطے سکونت دہلی کو ترک کرکے سنہ ۱۸۱۷ء کے قریب آپ نواب **امیر خان** کے لشکر میں تشریف لیگئے اور وہاں کچھ مُدت فن سپاہگری میں بسر کی۔ تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہوگیا۔ ان ایام رفاقت نواب امیر خان میں جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئیں احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب بروایت نور اللہ خان نام ایک آپ کے خادم کے تحریر کرتے ہیں کہ ان ایام میں سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام میل تھی کہ فجر کو آپ کے پاؤں پر ورم ہوجاتا تھا۔ اور دو دو پہر تک فکر میں آپ کو گذر جاتے تھے۔ اور دو دو پہر تک مراقبے میں لگاتار بیٹھے رہتے تھے۔ اور ایسا مزہ آپ کو ہوتا تھا کہ اُٹھنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لیے ہوئے نواح مالوہ میں سرکار انگریزی اور بعض ہندو راجاؤں سے برسرِ مقابلہ تھے۔ اور ابھی تک ریاست ٹونک نواب امیر خان صاحب کو نہ ملی تھی ؛

طباق حلوا غیب سے حاضر ہونا

اِنہیں ایام کے حالات میں سے صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ ایکروز موسم برسات میں لشکر نواب امیر خان صاحب جسم کا صبح سے آدھی رات تک چکر چالیس کوس مسافت طے کرکے ایک ایسے مقام پر جا اُترا کہ جہاں کسی اعلیٰ و ادنیٰ کو کھانا میسّر نہیں ہوتا تھا۔ ایک سیر غلّہ یا دو روٹی ایک اشرفی کو بھی نہیں ملتی تھی۔ اور دشمن کا لشکر صرف تین چار کوس کے فاصلہ پر تعاقب میں تھا۔ اُس رات کو دو تین آدمیوں نے جو سید صاحب کے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے بہت عاجزی سے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دُعا کریں کہ وہ رازق مطلق اپنے خزانۂ غیب سے ہم لوگوں کیواسطے اِسوقت کھانا عنایت کرے۔ تب پہلے سید صاحب نے اُن کو سمجھایا اور کہا کیا روز ایک رات بھر بھوکے کی سختی اُٹھالو۔ مگر اُنہوں نے نہیں مانا اور کہنے لگے کہ ہمسے بھوک کے مارے بھوک کے ہم سے صبر نہیں ہوسکتا آپ ضرور دُعا کریں۔ تب ناچار سید صاحب نے دُعا کرنے کے بعد ایک کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے۔ اُسیوقت ایک آدمی کہ جس کے سر پر ایک طباق کلاں حلوائے گرما گرم سے بھرا ہوا رکھا تھا سید صاحب کے سرہانے پر آکر آپ کو جگانے لگا آپ نے مُنہ کھولکر دیکھا تو ایک آدمی مع حلوائے گرما گرم حاضر ہے اور کہا کہ یہ حلوا خداوند تعالیٰ کی نذر ہے۔ آپ اسکو بیلیجئے اور تناول فرمائیے۔ سید صاحب نے اُس حلوا برداسے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف کریں۔ میرے ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر میں گئے ہیں عنقریب وہ آجاوینگے تب ہم اس حلوا کو اپنے برتنوں میں ڈالکر اور آپ کا طباق خالی کرکے دیدیوینگے۔ اُس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے پس مع طباق لے لیجیے اور مجھ کو رخصت کیجئے۔ میں زیادہ توقف نہیں کرسکتا۔ یہ کہکر وہ تو رخصت ہوا۔ اُسکے چلے جانے کے بعد سید صاحب کے ساتھی بھی آگئے۔ تب سید صاحب نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ **فَنَظُرُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ** یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ **اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ** ۵ یعنی اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب رزق پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ طباق پُر از حلوا یاروں کے سامنے رکھدیا۔ انہوں نے شکر الٰہی بجالاکر بشوق تمام اُسکو کھانا شروع کیا۔ اور اُس ازق مطلق کی رزاقی کو دیکھکر متحیر ہوگئے۔ انہیں ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ جب سید صاحب ہمراہ لشکر نواب صاحب ملک کٹن میں تھے تو آپ کے ساتھ برکات الٰہی زیادہ تھیں۔ بیسیوں آدمی آپ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے نقد سے بیاعت برکات غیبی بہت کام نکلتے تھے۔ ایک کیمیاگر جو اُس سفر میں آپ کے ساتھ تھا یہ درخرچی دیکھ کر آپ کو بھی کیمیاگر خیال کرتا تھا۔ مگر بعد تفحص اُسکو معلوم ہوا کہ یہ محض برکات آسمانی ہیں۔ اُسوقت وہ کیمیاگر آپ کا بہت معتقد ہوا اور آپ کے روبرو فن کیمیاگری

سے تانبے سے سونا بنا کر وہ فن آپ کو سکھلانے لگا۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مجھ کو ایسا فن سیکھنا منظور نہیں ہے جس سے میرے توکل میں فرق آجائے اور میں اُس فن پر بھروسہ کر کے خدا سے غافل ہو جاؤں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی اُس نے کہا کہ اصلی تو نہیں ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ ہزاروں تاؤ پر بھی بڑی بڑی نقاد اور پرکھنے والوں کو اسکا قلبی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔

ایک بھوت گھسی ہوئی لاش کو رات بھر آپ کا نگہبانی کرنا

انہیں ایام میں کہ جب آپ لشکر نواب امیر خانصاحب میں رونق افروز تھے ایک رات کو آپ اسطے ادائے عبادت الٰہی کے جنگل میں چلے گئے کہ وہاں بفراغت تمام یاد الٰہی میں مشغول رہیں۔ وہاں جا کر دیکھا کہ جنگل میں ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے۔ آپ وہاں تشریف لیگئے اور جا کر دیکھا کہ ایک مُردہ چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اُسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رو رہی ہے۔ آپ نے اُسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مُردہ میرا بیٹا ہے۔ آج یہ مرگیا مگر نہ معلوم اُسکے بدن میں کیا بلا گھس گئی ہے۔ یہ مُردہ گاہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی دانت اور کبھی ہنستا ہے اور گاہے ناچنے لگتا ہے۔ اسواسطے مارے ڈر کے میں قریب برگ ہو رہی ہوں۔ اور میرے اقربا یہاں کے نزدیک ایک گاؤں میں بستے ہیں اگر کوئی جوانمرد آج کی رات اس مُردے کے پاس ہو تو میں اپنی بستی میں جا کر علی الصباح اپنے خویش و اقارب کو مع اسباب تجہیز و تکفین لیکر آجاؤں اور اُسکو دفن کرا دوں۔ تب سیّد صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش و اقارب اور سامان تجہیز و تکفین کو لیکر صبح کو آجانا۔ آج کی رات میں اس مُردے کی نگہبانی کرونگا۔ وہ عورت آپ کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چلی گئی۔ اور آپ اُس مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مصلّا بچھا کر نماز پڑھنے لگے۔ اور جب وہ مُردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا تو آپ گھرک دیتے تھے کہ چُپ ہو کر پڑا رہ۔ صبح تک وہ مُردہ مع اُس بلا کے جو اُسمیں گھسی ہوئی تھی کروٹیں لے لیکر چُپ چاپ پڑا رہا۔ بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزوں کے وہاں آگئی اور اُسکی تجہیز و تکفین کرا کے سیّد صاحب وہاں سے رخصت ہو کر اپنے قیام گاہ کو تشریف لے آئے +

آپ کے گھوڑے کا چوری کی گھاس کھانا

انہیں ایام دور و دھوپ میں نواب امیر خانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضر میں جہاں موقع پاتے کسانوں اور کاشتکاروں کے کھیتوں کو اپنے گھوڑوں سے چرد اکر تباہ کر دیا کرتے تھے۔ مگر سیّد صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چراتے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ سیّد صاحب کی غیر حاضری میں آپ کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کے ساتھ آپ کے گھوڑے کو بھی چرنے کے واسطے کھیتوں میں چھوڑ دیا۔ مگر شانِ الٰہی ہے آپ کے گھوڑے نے اُس کھیت میں اپنا مُونہہ ہی نہ ڈالا۔ اور چُپ کھڑا رہا۔ لوگ دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ پرہیزگاروں کا گھوڑا بھی پرہیزگار ہے +

جنرل فوج انگریزی کو عین وقت جنگ اپنے لشکر میں آنا

ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا۔ دونوں طرف سے توپ و بندوق چل رہی تھیں۔ اُسوقت سیّد صاحب اپنے خیمہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اپنا گھوڑا تیار کرا دیا اور اُسپر سوار ہو کر مشل ہوا کے دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچ گئے جہاں سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبوں کے کھڑا تھا۔ پس وہاں سے اُس سپہ سالار کو ساتھ لیکر پھر دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اپنے خیمہ تک چلے آئے۔ یہاں آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد سپہ سالار مذکور نے عہد کر لیا کہ میں اسی دم اپنے لشکر کو مقابلۂ نواب امیر خانصاحب سے واپس لیجاؤنگا اور

پھر مقابلہ کو نہ آوینگا - بلکہ جہانتک ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اسبات پر مجبور کرونگا کہ نواب امیر خانصاحب سے صلح کرلے - اس قرارداد کے بعد پھر سرکار انگریزی اور نواب امیر خان میں جنگ نہیں ہوئی - بلکہ صلح کی بات چیت اور رسل رسائل شروع ہوگئے - اور بعد لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر وایسرائے ہند ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی - ابھی صلح کی بات چیت طے نہیں ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے پھر لشکر نواب امیر خانصاحب سے جدا ہوکر دوبارہ ۱۸۱۶ء میں رونق افروز دہلی ہوگئے - نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ رکھا کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپ کے ساتھ آئے - اپنے چلنے کے وقت آپ نے وہ پیشین گوئی کی تھی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے دعایائے وزیری میں اسطرح سے لکھتے ہیں - کہ سید صاحب نے مولوی سید نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اسی لشکر میں حاضر تھے اپنے رخصت ہونے کے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہوجائیگی اور فلاں فلاں شہر اور فلاں فلاں علاقہ سرکار انگریزی نواب صاحب کو دیوینگے - اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاءاللہ تعالی میں بھی ایک لشکر مجاہدینوں کا ساتھ لیکر نشانوں کے پھریرے اڑاتا ہوا نواب امیر خانصاحب کے ملک میں سے گذر کرونگا" - بعد ذکر کرنے اس پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ موافق اس پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک آپنے بتلائے تھے ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہم کو دئے اور صلح ہوگئی - اور یہ ملک بھی برکت قدم سید صاحب کے نوابصاحب کو ملا تھا - ورنہ اسوقت تک سب موضع انگریزی لارڈ ہیسٹنگ کی اس پالیسی پر طعن کرتے ہیں - مولوی جعفر علی نقوی نے آپ کی بہت سی کرامات حین قیام بہ لشکر نواب امیر خان اپنی کتاب میں لکھے ہیں جنکو میں عمداً بخوف طوالت ترک کردیتا ہوں - اس سات برس کے قیام میں سید صاحب کی ذات برکات سے نوابصاحب اور آپ کے لشکر کو بہت ہدایت ہوئی کہ جسکا اثر اسوقت تک اس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے *

سید صاحب کے دوبارہ رونق افروز دہلی ہونے سے پہلے شاہ عبدالعزیز کا خواب دیکھنا

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی میں پہونچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب موصوف نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع مسجد دہلی میں تشریف رکھتے ہیں اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسولخدا کے دوڑی چلی آتی ہے - سب سے اول شاہ صاحب موصوف جامع مسجد میں پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول کا حاصل کیا - اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عصائے مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے عبدالعزیز تو یہ عصا لیکر دروازہ مسجد پر بیٹھ جا - اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت کا حال مجھ سے عرض کریں جسکو میں اجازت دوں اسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو میں منع کردوں اسکو میرے پاس آنے دو - چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازہ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور ہر ایک شایق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جاکر عرض کرنے لگے - پس جسکو حضرت اجازت دیتے وہ زیارت سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرمادیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روکدیا جاتا - ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر شرف زیارت سے مشرف ہوئی - اس خواب کی صحت کو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب و اجلہ خلفائے حضرت شمس الدین شہید سو کے تشریف لیگئے - اور یہ رویا حقہ اُن سے بیان کرکے اسکی تعبیر پوچھی - حضرت غلام علیشاہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ عجیب ماجرا ہے کہ آپ یوسف ثانی ہو کر تعبیر خواب کی مجھ سے پوچھتے - تب مولانا نے فرمایا کہ میں نے خواب عجیب کی تعبیر آپ کی زبان مبارک سے سُنا چاہتا ہوں - غلام علیشاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات سید حسن صاحب مولف کے کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئی توجہ اور ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب

ہدایت خلائق اس دیار سے موقوف ہو گئی تھی۔ اب اس خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلہ ہدایت کا جو دیڑھ سو برس سے مسدود ہو پھر جاری ہو جاویگا۔ مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرا خیال ناقص میں بھی اسکی تعبیر ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ اس خواب پر نہ گذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز دہلی ہو کر بدستور سابق مسجد اکبرآبادی میں فروکش ہوئے۔ ان چھ برس کی محنت و مشق میں (جو آپنے بیعت لشکر نواب امیر خان صاحب عالم تھانوی اور جنگلوں میں بہ لباس سپاہیانہ رہکر کی تھی) ہر دو سلوک اپنے کمال کو پہونچکر ایسے صفا اور مجلا ہو گئے تھے کہ اُن کا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑکر چکا چوند کیے دیتا تھا۔ اب تو خلقت نے چار و نظر سے اُنکی طرف رجوع کیا۔ اور بقول شاعر ؎ تو یکیفیت ہوئی ؎ سینہ صاف سے اُسکے ہو جھل آئینہ۔ نور ایماں سے ہی قلب مصفی گوہر حق میں گمراہوں کے تاثیر جو کچھ ہو اُسکی۔ جو شش خون میں کرے کام نہ ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تیری نخلیہ غفلت لاکھ چلوں کی بھی باطن میں نہاتا اثر + اسم اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کوہ پر دم۔ بوطلا جنے ہیں کسار کے سانے چھپے ناخدا جوئے حقیقت کا ہو کشتیباں۔ بحر ذخار طریقت کا حقیقی معبر + علم لدنی سے مگر علم لدنی ہے۔ جو کہ آتا ہے اُسی دم کہ یہ مضطر

مولوی عبدالحی صاحب کا سید صاحب کیخدمت میں حاضر ہو کر حضوری قلب کی نماز سیکھنا

مولانا عبدالقادر صاحب جسی مسجد میں مقیم تھے انہیں ایام میں ایکروز مولوی عبدالحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ اور اثنائے گفتگو میں اسرار صلوٰۃ اور حضوری قلب کا ذکر آیا۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار الصلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق میں بخوبی مذکور ہے۔ مگر مبتدوں کو تو سل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے۔ اگر اس جوان نوادرد (یعنی سید احمد) سے اس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے۔ تب مولوی عبدالحی صاحب فوراً سید صاحب کیخدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کے حضور میں اس مدعا کو پیش کیا۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز کی اسطور سے جانے کہ اللہ رب العزت نے اُسکو تمام مخلوق میں بہتر یعنی خلیفہ کرکے پیدا کیا ہے اور بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن بطلق دیا ہے۔ اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے۔ اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اُس دربار شہنشاہ حقیقی کے ہوں بجالائے۔ جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہالے۔ اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر اُس دربار میں حاضر ہو۔ اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور آپ کو سامنے اپنے رب کے جانے۔ اور اُسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جو نسی سورت پڑھے معنی اور مضمون اُس سورت کا خیال کرتا جاوے۔ اگر مقام عتاب اور غصہ کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے پناہ چاہے۔ اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہو اُسکو خدا تعالیٰ سے مانگے۔ پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دلمیں کرکے حاضر دربار الٰہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے وہ روبرو اُس شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چار و نطرف سے اپنے رخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اُس کیطرف متوجہ ہو۔ اور جیسے مونہہ طرف کعبے کے کیا ہے ایسے ہی روح کو طرف محل اُسکے کہ یعنی حق تعالیٰ کے جو پیدا کرنیوالا اُسکا ہے رجوع کرے۔ پس قبلہ رو کھڑا ہو کر پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھاوے۔ اور دل میں یہ خیال کرے کہ میں سوائے تیرے دو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا۔ اور پھر مونہہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے) تب دونوں ہاتھ باندھ کر نہایت خشوع اور خضوع سے مؤدب ہو کر کھڑا ہو اور دل میں خیال کرے کہ میں اُس شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور وہ رب العزت بہمہ جہت میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بڑی توجہ سے دیکھتا اور سُن رہا ہے۔ اس خیال باندھنے

کے بعد دُعائے استفتاح پڑھی یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کے ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا - اور تیرے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہیں ہے" اب بسقدر کلام تعظیم اور توحید کے نمازی سے صادر ہوتے ہیں اُسی قدر عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے - لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ حاجج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے) پھر کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا - پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا - اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مالک ہے انصاف کے دن کا - اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ چلا ہم کو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا - غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ نہ راہ اُن کی جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہوں کی - اسکے پیچھے اٰمِيْن کہے یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر - اور اسکے بعد کوئی سورت قرآن شریف کی پڑھ کر اور اسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ بوسی کا کرے اَللّٰهُ اَكْبَر یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک جاوے اور رکوع میں جا کر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور منہ سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا - جب رکوع میں ایک کیفیت حضوری کی پیدا ہو جاوے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ یعنی سن لی اللہ نے اُسکی بات جس نے تعریف کی اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاوے اور دل میں خیال جماوے کہ میں تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور اب وقت بوسی کا پہونچا اسواسطے اَللّٰهُ اَكْبَر کہتا ہوا سجدے میں جاوے اور سجدے میں سر رکھ کر منہ سے بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمیں خیال کرے کہ تیری عظمت اور حضوری کے سامنے میں نے اپنا سر جو افضل سب اعضاؤں کا ہے تیرے خاک آستان پر رکھ دیا - اور چونکہ سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مائے ہیبت کے سب مضمون ایک ہی بار عرض نہیں کر سکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھیر کر دوسری بار عرض کرے اسواسطے سجدے سے سر اُٹھا کر جلسہ میں بیٹھ جاتا ہے اور منہ سے کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ یعنی اے اللہ بخشدے مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور ہدایت کرے مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند کر مرتبہ میرا اور نقصان میرا دور کر - یہ کہہ کر پھر اَللّٰهُ اَكْبَر کہتا ہوا زمین پر رکھے اور مثل اوّل سجدے کے خیال کر کے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند - اسکے پیچھے دوسری رکعت مثل اوّل رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھ لینے کے بعد اس نے اس دربار عالی میں قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اسواسطے قعدے میں بیٹھ جاتا ہے - مگر ایسے دربار عالی میں بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے اسکو حکم ہوا کہ وہاں بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ - اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی سب بندگی زبان کی اللہ کو ہیں اور سب بندگیاں بدن کی اور سب بندگیاں مال پاک کی - سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ کی اور خوبیاں اسکی سلام ہمپر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہیں سب پر اور گواہی دیتا ہوں اِسبات کی کہ سوائے

اللہ کے کسی کی بندگی نہیں - اور گواہی دیتا ہوں اسبات کی کہ محمدؐ بندہ اُسکا ہی اور رسُول اُسکا ہی - قعدہ اخیر میں یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہی تو بعد درُود اور دُعا معمولی کے اپنے بھائی بائیں والے نمازیوں اور فرشتوں حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر دربار سے رخصت ہو جائے انتہیٰ - یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے فرمائی تھی - ورنہ اُس پُوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے - اسکے بعد سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی - دیکھو یہ نماز ایک ایسی چیز ہے کہ خود رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کر سکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود امام ہو کر اسرار اور حقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نہ کر دیے - اے مولانا تم آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہو کر دو رکعت نماز پڑھو - اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز آپ کے پیچھے مقتدی ہو کر پڑھی اور اُن رکعت میں تمامی اسرار اور حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی - چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ میں نے اُن دو رکعتوں میں پایا ساری عمر میں اور ساری کتابوں میں نہیں پایا - ان دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا اسمٰعیلؒ صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور یہ ساری کیفیت نماز اور فیض و برکات سید صاحب کے سُنا کر اور اُن کو ساتھ لیکر پھر یہ دونوں بزرگ بخدمت بابرکت سید صاحب کے حاضر ہوئے اور مثل مولانا عبدالحیؒ صاحب کے مولانا شہیدؒ بھی دو ہی رکعت میں اپنے مطلب اور مقصد کو پہنچگئے اور لکھا ہے کہ آپ کو دو ہی رکعت میں صبح نمودار ہو گئی - بلکہ مولانا شہیدؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن دو رکعات میں خانۂ کعبہ کو ہم اپنے سامنے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے - اب تو یہ دونو سرتاج علماء دہلی آپ کے عاشق زار ہو گئے - اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ میں بشمول طریقہ محمدیہ کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی - اور اُسوقت سے تادم اخیر آپ کی کفش برداری میں حاضر رہے - اور آپکی پالکی کے ساتھ پا برہنہ دوڑنے کو اپنا فخر دارین جانتے تھے - اِس بیعت ہو جانے کے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف طریقہ چشتیہ میں آپ کے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ میں چاروں طریقوں قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور چشتیہ میں بیعت لینے کا مختار ہوں - اُسکے جواب میں مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپ نے یہاں تشریف لانے سے پہلے مینے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اِس شہر کی گروہ گروہ ہو کر دیوان عام بادشاہی کو جا رہی ہے - تب میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ ساری خلقت کہاں جا رہی ہے اُس نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جا رہے ہیں - کیونکہ آج اللہ رب العزت نے دیوان عام بادشاہی میں اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے - میں بھی بمجرد سُننے اِس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا - اور دروازۂ دیوان عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہاں دربان کسی آدمی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے - اُسوقت میں حیران و پریشان ہو کر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا - مجھ کو وہاں کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر تشریف لیجائیں اُسوقت میں نے دُور سے بآواز بلند پکارا کہ اے ہادیٔ طریقت اِس معتقد دیرینہ اور خادم کمینہ کو بھی اپنے ساتھ لیجا کر زیارت دیدار الٰہی سے مشرف کرایئے - تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کر کے مجھ کو اندر بلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے - میں نے اندر جا کر دیکھا کہ ایک شخص صاحب جمال بارعب و جلال دیوان عام کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے - اور سوائے اُس تخت نشین کے اور

مولوی عبدالحی صاحب کا باری تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا

کوئی دوسرا آدمی اِس مکان میں نظر نہیں آتا۔ مجھ پر ایسا رُعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ میں بڑے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ بات کرنا تو درکنار مجھ میں اُسکے جمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ اِس ہشت میں میری آنکھ کھل گئی۔ چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی میں بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی اسواسطے میں نے مناسب جانا کہ بذریعہ اُس طریقہ کے بتوسل آپ کے تقرب الٰہی حاصل کروں۔ جب اِن دونوں عالمان سرتاج دہلی کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہت سے کور باطن لوگوں نے اِن دونوں بزرگوں پر زبانِ طعن اور ملامت کی دراز کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور خادم ہو گئے۔ بلکہ اُن اندھوں نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپ کے مدارج عُلیا ظاہر ہو چکے تھے اُن کو رباطنوں کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال بیان کر کے سید صاحب کیطرف رجوع کرنے کی ترغیب دی۔ تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہو کر سید صاحب کے مرید ہو گئے اور بہت سے بدبختوں کا عناد اور بھی بڑھ گیا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اب تو دُور دُور سے صدہا علما اور فضلا اور مؤمنین و مؤمنات آ آ کر آپ کی بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ کُل خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب کا اور مولوی وجیہ الدین و حکیم مغیث الدین و حافظ معین الدین معہ عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہؒ برادر شاہ ولی اللہ صاحب معہ جمیع خویش و اقارب خود آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ اِن ایام میں سید صاحب کے سیکڑوں مریدوں کو مشاہدہ ذات باری تعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی۔

صُوفی کی فال کا قصہ

اِنہیں دنوں میں ایک شخص صوفی نام باشندۂ دہلی جسکو دیوان حافظ کی فال نکالنے میں کمال مشاقی تھی آپکی بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا۔ جب اُسکے دوستوں نے اُسکو بہت سمجھایا تو وہ بولا کہ میں دیوان حافظ میں فال کھولکر دیکھتا ہوں۔ اگر مجھ کو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہیں تو نہیں۔ خیر ایک مجمع عظیم اپنے رفیقوں میں جب اُس نے حسب قاعدہ مقررہ درود وغیرہ پڑھ کر یہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اوّل صفحہ کی پہلی سطر میں یہ بیت نکلی بیت نجاست صُوفی و دجّال چشم ملحد شکل ۔ بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید۔ فالی نمونۂ حال دیکھ کر صُوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی نسبت عتاب الٰہی یہ الفاظ دجّال و ملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت بہ لفظ مہدی دین پناہ دیکھ کر اُسکی آنکھ کھلگئی اور بولا کہ خواجہ حافظ نے یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے بطور پیشین گوئی کے لکھا تھا۔ اُسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال پُر ملال عرض کر کے بیعت سے مشرف ہو گیا۔ اِن ایام میں بھی آپ کو بڑا شوق عبادت الٰہی کا تھا۔ اپنے حُجرے کا دروازہ بند کر کے یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ صرف نماز کے وقت باہر تشریف لاتے اور جماعت سے نماز پڑھ کر پھر حُجرے میں چلے جاتے۔ اِن ایام میں شاہ عبدالعزیزؒ صاحب ہر ہفتے میں ایک بار سوا پہر دن چڑھے وہاں تشریف لاتے۔ اُسوقت سید صاحبؒ اپنے حجرے سے باہر نکلتے اور دونوں بزرگوار مثل آفتاب و ماہتاب صحن مسجد میں کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور بعد تشریف لیجانے مولانا کے آپ پھر حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ آپ کا کھانا دونوں وقت [illegible] صاحبؒ کے گھر سے آتا تھا۔

مولوی اسمٰعیل صاحبؒ کا بیوی کی صحنک کو منع کرنا

اِنہیں ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیلؒ کا علم و فضل کسی انوار سے سید صاحبؒ سے جلا پایا تو ایک روز مولانا شہیدؒ نے اپنے گھر میں پکا کہ عورتوں نے بیوی کی صحنک کا کھانا تیار کیا ہے۔ اور فقط ایک سے ہر والی عورتیں اُسکے کھانے کو بلائی گئیں آپکے یہ کیفیت دیکھ کر ان کو منع کیا۔ اِس عرصے میں مولوی عبدالقادر صاحب آپ کے چچا بھی تشریف لائے۔ عورتوں نے مولوی عبدالقادر سے اِسکا مرافعہ کیا۔ تب مولوی صاحبؒ صوفے مولانا شہید کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسمٰعیل! یہ تو فقط ایصال ثواب ہی اِسکا کیا مضائقہ ہے۔ تب مولانا شہیدؒ نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (یعنی اُنہوں نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتے ہیں اِسکو وہی لوگ کھاویں جسکو اپنے گمان سے تجویز کریں) اور فرمایا کہ بیوی کا کوٹنا بھی اچھوتا ہے اپر مرد کا سایہ تک نہیں پڑنے دیتے اور اِن عورتوں نے اپنے گمان سے اِسکے کھانے کے واسطے اُن عورتوں کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا کاح ثانی نہ ہُوا ہو۔ مولانا عبدالقادر صاحب یہ تقریر مولانا شہیدؒ کی سُنکر خاموش ہوئے اور باہر تشریف لے گئے۔ تب مولانا شہیدؒ نے وہ کھانا اُٹھوا کر درویشوں اور طالب علموں میں تقسیم کروا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ بعد بیعت سید صاحبؒ کے ایکروز میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحبؒ نے پوچھا کہ میاں اسمٰعیل جو کچھ نعمای الٰہی اور اطمینان باطنی فیض صحبت سید صاحب سے تم کو معلوم ہوا ہے بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے حضرت میں مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا اور اک کر سکتا ہوں "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔ مگر ہاں اسقدر تو میں سمجھتا ہوں کہ نظر کرم و احسان اتم پروردگار عالم کی سید صاحب اور مجھ اور اسکا شکریہ آپ ہی پر لازم ہے۔ کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو علم عنایت فرمائے ہیں ایک علم ظاہری جس کے حامل اور فیضیاب مولوی عبدالقادرؒ صاحب ہوئے دوسرا علم باطنی جسکے حامل حضرت سید صاحبؒ ہیں۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سُنکر شاہ صاحبؒ عاجزی اور فروتنی ظاہر فرمانے لگے۔ اور پھر فرمایا میاں اسمٰعیلؒ محبّ الٰہی تو بہت ہیں مگر محبوب الٰہی بہت کم اور نایاب۔ میں نے عرض کیا کہ محبوب الٰہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت کا شامل مرتبہ رسالت کے ختم نہیں ہُوا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر گیلانیؒ ہیں تب آپ نے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت حضرت سید عبدالقادرؒ پر بھی ختم نہیں ہُوا اور محب اور محبوب الٰہی میں فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ بلا اور محنت اور رنج میں مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ اسکو راحت اور آرام پہنچانا چاہتا ہے۔ اسیطرح محبوبان بارگاہ الٰہی دُنیا میں بھی لباس فاخرہ اور اطعمہ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اِس سے زیادہ پائینگے۔ بعد ذکر کرنے اِس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہیدؒ فرماتے تھے کہ ہر چند شاہ صاحبؒ نے نام سید صاحبؒ کا نہیں لیا مگر اِس تذکرہ محبوبان الٰہی میں مشارٌ الیہ سید صاحبؒ ہی تھے۔ اِس عرصہ میں مولانا شاہ عبدالقادرؒ صاحب کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے درس تدریس علوم رسمی کے مولانا مرحوم کی جگہ مقرر ہوئے +

سید صاحبؒ کا قطب الاقطاب جہان سے جا کر جسمی ملاقات کرنا

اِنہیں ایام کے حالات میں سے نواب وزیر الدولہ صاحبؒ اپنی دعایائے وزیری میں لکھتے ہیں کہ ایکروز اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے سید صاحبؒ کے خیال مبارک میں گذرا کہ نہ معلوم اِس زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہیں۔ یہ خیال کرکے جناب باری تعالیٰ میں دُعا کی کہ اُس بزرگ کا مجھ پر حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھ کو مشرف کر۔ یہ دُعا قبول ہوگئی اسی

دم اللہ ربُّ العزت نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ معہ بستر آپ کو آناً فاناً اُس بزرگ قطب الاقطاب کے مسکن پر پہنچا دے چنانچہ آپ بہت سے ممالک اور پہاڑوں اور جنگلوں کا تماشا دیکھتے ہوئے ایکدم میں ملک شام میں پہونچگئے۔ وہاں جاکر آپ نے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکیل ریش خورد و نورانی چہرہ حسینی سیّد ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جوان کے مکان کے متصل تھی اپنے چند مریدوں کو ساتھ لیے ہوئے باہر بیٹھے ہیں۔ مگر بطرفہ یہ کہ وہ بزرگ سیّد صاحب کیطرف بظاہر بالکل مخاطب ہوئے۔ تب زبانِ قلب اور مکاشفہ سے آپ نے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھ کو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی باریتعالی کے اَور کچھ مقصود نہیں ہے اور نہ آپ کے فیض کا میں طالب ہوں خداوند تعالی کا فضل مجھ پر بھی بہت ہے مگر باایں ہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ نہ ہوئے اسلیے سیّد صاحب کو اس عدم التفاتی سے گونہ رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اَور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالی سے سیّد صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطور موکل نظر خلقت سے پنہاں اور آپ کے سامنے عیاں آپکی خدمت میں تعینات ہوگئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات رہتے ہیں جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے۔ خیر بعد اِس انعام تازہ کے جسطرح رب العزت آپ کو وہاں لیگیا تھا اسیطرح واپس لے آیا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت دوبارہ آپ کو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لے گیا اور اِس دفعہ اُس غوث زمان کو تیسیہ صاحب کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کردی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سیّد صاحب ہی مسند آرائے اُس عمدۂ جلیلہ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے۔ اِس سبب سے اِس مرتبہ یہ غوث زمان بہت اخلاق اور آداب سے سیّد صاحب سے ملے اور آپ کے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باری تعالی جلشانہ کی اِس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جس کے ذکر سے تقریر عاجز اور جس کی تحریر سے قلم قاصر ہے۔ اور جب اِس وقوعہ کے چند سال بعد سیّد صاحب ملک خراسان کو تشریف لے گئے تو اُن پہاڑوں اور میدانوں کو دیکھکر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں پہاڑوں اور میدانوں کے اُوپر سے اُس سفر ملک شام میں میرا گذر ہوا تھا۔

انہیں ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپ نے زیب تن فرماکر اُسکو دیکھ کر بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔ اُسیوقت عتاب الٰہی آپ کی طرف متوجہ ہوکر تادیباً ارشاد ہوا کہ اُن نعمائے باطنی کو جو ہم نے تجھ پر مبذول فرمائی ہیں فراموش کرکے کسواسطے اِس ادنی نعمت پر جو سلبزوال پذیر ہے تو اسقدر خوش ہوا۔ بجز دریافت اِس خطاب پُرعتاب کے آپ کو طبعی نفرت اُس لباس باعثِ عتاب سے ہوگئی اور فوراً بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کردیا۔ اور بہت ندامت آپ کے قلب صافی میں جاگزیر ہوکر بعد استغفار آپ نے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس نہ پہنونگے

انہیں ایام کا ذکر ہے کہ مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحبؒ نے مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ علوم باطنی کے سیّد صاحب کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کی توجہ کی تاثیر مثل بجلی کے ہوتی ہے جس کی چھوٹی چھوٹی بوندیں ہوتی ہیں اور سیّد صاحب کی تاثیر توجہ مثل لوہاروں کے ہتھوڑے کے ہوا کرتی تھی جو فوارہ کیطرح قلب پر پڑتی ہے۔ اور اُسی توجہ سے دونوں قلبوں کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سیّد صاحب کے قلب سے مضامین سُنا کرتے تھے۔

سیّد صاحبؒ کا باجازت شاہ صاحبؒ واسطے ہدایت کے بیرونجات میں تشریف لیجانا

جب اِس مرتبہ ایکثت آپ کو دہلی میں گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپسے فیض اُٹھالیا تو اسوقت بیرونجات کے قصبوں اور شہروں سے صدہا آدمی معہ خطوط آپ کے بُلانے کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی میں آکر آپسے

فیضیاب ہوسکتے ہیں۔ مگر ہمارے ہزارہا خویش و اقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اُس فیضِ عام میں شریک نہیں ہوسکتے تب آپ نے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پیش کرکے اجازت سفر بیرونجات کی چاہی۔ اُس وقت مولانا ممدوح نے نہایت شادماں و فرحاں ایک دستار سیاہ اور ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دستِ مبارک سے سیّد صاحبؒ کو پہنا کر رخصت سفر کی دی۔ آپ دہلی سے روانہ ہوکر سب سے پہلے قصبہ پھلت میں کہ جہاں خویش و اقارب شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ صاحب تھے تشریف لیگئے۔ اُس خاندان کے سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد و غلام سب آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور ہر قسم کی شرکت بدعلت سے توبہ کرکے موحد متبع سنت بنگئے اور اُسکے بعد مظفر نگر اور لہاری و سہارنپور و گڈھ مکتیسر و رام پور و بریلی و شاہجہان پور وغیرہ تمامی شہر اور قصبات میانِ دوآب میں دورہ کرکے خلائقِ کثیر کو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا +

بمقام کویل اکبر علیخاں کا بارادہ قتل آکر مرید رشید ہوجانا

اِسی سفر میں جب آپ بمقام کویل رونق افروز تھے۔ ایک طالب علم اکبر علیخان نام شاگرد مفتی شرف الدین رام پوری نے سیّد صاحبؒ کے قتل کا ارادہ کرکے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپ کے پاس اندر آنا چاہا۔ ابھی اُسکے اندر آنے کی طلب اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہام غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اسوقت ایک شخص قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہ ہوئے اور اُسکو اندر آنے دو۔ خیر تھوڑی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپ کے روبرو بیٹھ گیا۔ اور بعد مزاج پرسی اُسنے عرض کیا کہ آپسے میرے کچھ سوال ہیں آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو۔ اِس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن میں عشہ پیدا ہوگیا تھر تھر کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اِس فرمانے سے اَور تھر تھراہٹ بڑھ گئی اور زبان میں لکنت پیدا ہوگئی۔ آخرالامر اُس نے قرابین وغیرہ زمین پر رکھدی اور ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کی اور بعد بیعت کرنے کے عرض کیا کہ میں بارادہ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت کے روبرو بیٹھ کر میرا ارادہ بدل گیا۔ اب میں آپ کا بے دام غلام ہوکر کفش برداری میں حاضر ہوں۔ بعد بیعت کے یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف میں حاضر رہا اور ملک خیاسان میں آپ کے ساتھ ہی گیا اور وہاں پہلی ہی جنگ میں جو بدھ سنگھ سکھوں کے جرنیل سے مابین پشاور اور پنجتار کے ہوا تھا یہ بہت سے دشمنوں کو فی النار کرکے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا +

طُرقِ سلوک و طریقہ محمدی میں بیعت لینے کی

مولوی مرتضیٰ خان صاحب کہتے ہیں کہ جن ایام میں آپ رام پور تشریف رکھتے تھے وہاں بھی ہزارہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی۔ آپ کا دستور تھا کہ باوازِ بلند طریقہ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ میں اوّل بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے تھے۔ اکبر و حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والیے رامپور نے سیّد صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ اوّل چاروں طرقِ سلوک میں بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے ہیں اسمیں بھید کیا ہے۔ اگر یہ سب طرق سلوک طریقہ محمدیہ سے ہیں تو پھر دوبارہ اطریقہ محمدیہ میں بیعت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اُسکے جواب میں سیّد صاحبؒ نے فرمایا کہ اسمیں بھید یہ ہے کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم سطح بتایا کرتے ہیں کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یوں لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال میں سکھاتے ہیں کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح ہے

وعلی ہذا القیاس - اور اِن طریقوں کی نسبت رسولخدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے بطور باطن کے ہونہ بطور ظاہر کے - اور طریقہ محمدیہ کو ہم اسطرح پر سکھلاتے ہیں کہ نکاح اِس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے نفس و بدن سے محفوظ رہونگا اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگوں کو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے واسطے بعد میری مرنیکے دُعا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اِس نیت سے کرو کہ اِس سے روزی حلال کما کر بچوں کا نفقہ ادا کرونگا - میں خود روزی حلال کھاؤنگا - حرام خوری سے بچونگا - اِس نیت سے اُسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہوجاتا ہے - اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ سویرے اسواسطے سوتا ہوں کہ رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا - بیوی سے خلوت اِس نیت سے کرو کہ اُسکا حق ادا ہو - کپڑے اِس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھکے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اِس نیت سے کھاؤ کہ اُس سے بدن میں طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا اور سفر حج اور جہاد کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کرکے نفقات واجب ادا کرونگا - اور علم اس نیت سے پڑھو کہ اُس سے احکامات الٰہی اور فرض وواجب وغیرہ کو معلوم کرکے اُسکے مطابق عمل کرونگا لوگوں کو سکھلاؤنگا - پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اُس سے اللہ کی راہ سیکھونگا وعلی ہذا القیاس - اور نسبت اِس طریقہ محمدیہ کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے - "بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا" - یہ جواب باصواب سُنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب میں سمجھا بیشک طریقہ محمدیہ یہی ہے اور آپ کا طریقہ محمدیہ میں بیعت کرنا بجا ہے - اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چار مشہور طُرق طریقت میں آپ کا اوّل بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا ورنہ آپ کی اصل تعلیم اور دلی رجحان طرف طریقہ محمدیہ کے تھی جس کی سب سے اخیر میں آپ بیعت لیتے تھے +

ایک دیوانہ کا آپ کی دُعا سے صحت عاجل پانا

وہی مورخ لکھتے ہیں کہ کٹی بازخان نام ایک شخص ساکن رام پور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا - ننگا ہوکر رات دن بکتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اُسکو کچھ افاقہ نہ ہوتا تھا - ایکدن اُس کے ورثا اسکو چارپائی پر باندھ کر سید صاحب کے حضور میں لے آئے - چارپائی پر بندھا ہوا بھی اچھلتا کودتا اور گالیاں دیتا تھا - سید صاحب نے اسکو دیکھ کر تھوڑا پانی منگوایا اور اسمیں سے کچھ بیکر باقی پانی اُس دیوانہ کو پلوا دیا - جسوقت وہ پانی اُس کے حلق کے نیچے اُترا اُسیوقت اُسکے ہوش وحواس قائم ہوگئے تب اُسکی مشکیں کھولدی گئیں اور وہ اپنے پاؤں سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا +

وہی مورخ خود اپنا حال لکھتا ہے کہ میں سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس میں کھانا کھا رہا تھا اُسوقت میرے دل میں خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور اب جو میں نواب صاحب کے پاس جاتا ہوں تو میری بات ہی نہیں پوچھتے - مگر اللہ رب العزت نے اُسیوقت اِن میرے دلی خیالات پر سید صاحب کو آگاہ کردیا - آپ نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جب تم کسی میر کے پاس جایا کرو تو فلاں سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت تعظیم وتکریم کیا کریگا - پس اس تاریخ سے حسب فرمودہ سید صاحب کے جب میں وہ سورت پڑھ کر نواب صاحب کے پاس جاتا ہوں تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہیں - بلکہ مجھ کو اپنے سے علیحدہ ہونے نہیں دیتے +

آپ کے مخالفوں پر رامپور میں آفت آنا

پھر وہی مولف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رامپور میں بڑا اژدحام خلائق ہوا - بعد نماز جمعہ

مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا۔ چونکہ وعظ میں صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا لوگوں پر بہت اثر ہوا بعد وعظ ایک شخص شاگرد مولوی عبدالرحیم صاحب کا اور دوشخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب سے بحث کرنے لگے اور بحث اثبات کی تھی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب نے جواب دیا کہ جو باتیں متعلق شناخت احکام اسلام اور امور دینی کے تھیں اُن میں حضرت صلعم کو ہرگز سہو نہ ہوتا تھا۔ مگر بعض افعال عبادت میں کبھی کبھی آپ کو سہو ہوا ہے۔ بعد سنے اِس جواب کے مخالفوں نے اس کی کچھ تردید بیان کی۔ پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کیا۔ پھر اُنہوں نے کچھ اور دلیل پیش کی اُسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجوہ قطع کر دیا۔ اِس عرصہ میں شیر خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید بھی وہاں تشریف لے آئے۔ اُسوقت اُن مخالفوں نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن وحدیث میں آیا ہے وہ ہم تمکو بتلا چکے اب تم کو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سیّد صاحب نے اُن مخالفوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو میں تم کو سمجھائے دیتا ہوں۔ اُن مددگاروں نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہیں اور یہ علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھا دینگے۔ اِس عرصے میں نماز عصر کی تکبیر ہوگئی اور بعد نماز کے وہ مخالف چُپ چاپ چلے گئے۔ لیکن بعد تشریف بری سیّد صاحب کے وہ تینوں طالب علم غضب الٰہی میں مبتلا ہوکر تھوڑی عرصے میں تباہ اور برباد ہوگئے۔ تب میں نے جانا کہ یہ مقابلہ حق اور بے ادبی مرشد برحق کے اُنپر عذاب الٰہی نازل ہوا

وہی مولف لکھتے ہیں کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علماء رامپور سے تھے سیّد صاحب سے بیعت کرکے ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوئے اور رامپور کی خلافت بھی سیّد صاحب نے اُنہیں کو دی تھی۔ جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو اُنہوں نے آثار رحمت الٰہی کے دیکھ کر مجمع عام میں فرمایا تھا کہ سیّد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اسوقت میرے کام آگیا۔ اور میں اپنی مراد کو پہنچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوگیا۔

ولائتیوں کی زبانی سکھوں کا ظلم سُنکر آپکا ارادہ جہاد سکھوں پہ کرنا

وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ جن ایام میں سیّد صاحب رامپور میں رونق افروز تھے کئی ولایتی افغان رامپور میں آئے اور اُنہوں نے ایک بڑا دردانگیز قصہ سیّد صاحب کے روبرو اسطرح بیان کیا کہ ہم اپنے اشتبار راہ ملک پنجاب میں ایک کنوئیں پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیاں یعنی سکھوں کی عورتیں اُس کنوئے پر پانی بھر رہی ہیں ہم لوگ دیسی زبان نہیں جانتے تھے ہمنے اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھ کر اُن کو اشاروں سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہیں ہمکو پانی پلاؤ۔ تب اُن عورتوں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر پشتو زبان میں ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیاں فلانے ٹکانے بستی کے رہنے والی ہیں۔ یہ سکھ لوگ ہم کو زبردستی پکڑ لائے اور سکھنیاں بنا کر اپنی جوروئیں کر لیا ہے۔ یہ سُنکر ہم کو بہت رنج ہوا کہ مسلمان عورتیں جبراً اسطرح سے کافر بنائی جاویں۔ اے سیّد صاحب آپ لِلّٰہ ہو کچھ ایسا فکر کرو کہ اِنکو اُنکے اِس کفر سے نجات ملے۔ تب سیّد صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں عنقریب سکھوں سے جہاد کرونگا

پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رامپور میں سیّد رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا میں نے اُس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کر دو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اَور کے مرید ہوتے تو میں اُنکا شجرہ ضرور نظم کر دیتا مگر آپ سیّد صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سیّد صاحب کے میں آپ کا شجرہ نظم نہیں کر سکتا۔ میں نے سیّد صاحب سے یہ سارا حال بیان کرکے شجرہ کے نظم کرنے کی اجازت چاہی۔ تب سیّد صاحب نے فرمایا کہ اے پٹھان بھائی آدمی کو

اسقدر کافی ہو کہ یہ جان لیوے کہ میں فلاں شخص کا مرید ہوں اور وہ فلانے شخص کے مرید تھے۔ کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہیں ہے۔ جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ کروگے اُتنی دیر اللہ کو یاد کرلیا کرو ۔

مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بمقام رام پور بعارضۂ تپ لرزہ میں سخت بیمار ہوا۔ بیماری یہانتک بڑھی تھی کہ میرے عزیزوں کو میرے طرف سے مایوسی ہوگئی تھی۔ اُس حالت مایوسی میں میں نے ایکدن سیّد صاحبؒ کو خواب میں دیکھا کہ سیّد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاء اللہ تعالیٰ اب تجھ کو تپ لرزہ نہ آویگا سو بموجب فرمانے سیّد صاحب کے میں اُسی دن اچھا ہوگیا۔ اچھی صحت یابی کے بعد جب میں سیّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپ سے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپ کو خبر ہو گئی تھی آپ نے بآواز بلند اُسکے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جس کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بنا کر خواب میں بلکہ بعض وقت بیداری میں بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوا دیتا ہے۔ یہ سب اللہ رب العزت کے افتیار میں ہے۔ رام پور سے رخصت ہو کر آپ ممالک میان دواب میں ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے۔ مگر چونکہ شرک اور بدعت اُسوقت لوگوں کے رگ و ریشہ میں بیٹھا ہوا تھا آپ کے مخالف ہو کر جانی دشمن بھی ہوگئے تھے ۔

ایک سالدار کا بہ ارادۂ قتل آکر آپکا مرید رشید ہو جانا

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک سالدار کو سیّد صاحب سے قلبی عداوت ہوگئی تھی۔ وہ ہمیشہ سیّد صاحب کے قتل کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ مقام فتحپور ہنسوا رسالدار مذکور مسلح ہو کر بارادۂ قتل سیّد صاحب مدظلہ آپ کے مکان پر آیا اور ایسا جوش میں بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا تاکہ فوراً آپ کا کام تمام کردے۔ سیّد صاحبؒ کے ہمراہی لوگوں کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا۔ سیّد قاسم نصیر آبادی جو آپ کے قرابت داروں میں سے تھے سیّد صاحب کے دروازہ پر مسلح ہو کر اِس ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب وہ رسالدار یہاں آکر اندر جانیکا قصد کریگا تو میں اُسکو یہیں قتل کر دونگا۔ اپنے ساتھ والوں کے ارادہ کی خبر سیّد صاحب کو ہوگئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سیّد قاسم کو گھرک کر فرمایا کہ اُس کو کوئی مزاحمت نہ کرو بلا تکلف اندر آنے دو۔ اُنہوں نے بتعمیل حکم اُس جوش خروش میں اُسکو اندر جانے دیا۔ غرض وہ اندر پہونچا اُسوقت سیّد صاحبؒ تنہا بیٹھے تھے۔ رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سیّد صاحب نے اوّل اُسکو سلام علیک کہا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھ کر بہت خفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا۔ معانقہ کرنے کے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

لہ چنانچہ اَوراد اولیاء کرام مثل عبدالقادر جیلانی رح اکدشیخ احمد مجدد الف ثانی رح کے خالص عقیدتمندوں کو بھی ایسا ہوا لیکن جو اِس عقیدے کو جو سیّد صاحبؒ نے ارشاد فرمایا۔ اور اعتقاد رکھنا اور ارواح اولیاء کو حاضر ناظر جاننا اُن سے مرادیں مانگنا نفع و نقصان کا مالک سمجھنا یہ صریح شرک ہے۔ بڑے افسوس کی جائے ہے کہ حضرات اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ایسی باتیں کریں اور اپنی تصنیفات میں ایسا عقیدۂ شرک سے بچنے کی تاکید فرمادیں اور ایسے کلمات سے بھی جن سے شرک جلی یا خفی کی بو بھی ہو، پایا جاوے منع فرمادیں۔ چنانچہ قاضی القضاۃ ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ ارشاد الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں (چنانچہ جہال میگوید کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ سو یا خواجہ شمس الدین کی پانی پتی جائز نیست انتہی) ایسے بھی نادان اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ وما علینا الا البلاغ ۔ ۱۲ امجد علی عفی عنہ

پڑا رہا۔ جب اُسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتھیار پھینکدیے اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ فدوی کا ارادہ فاسد تھا مگر اب اس ارادہ سے توبہ کرکے آپ کے غلاموں میں داخل ہوتا ہوں۔ ہاتھ پھیلا کر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ کے جاں نثاروں میں داخل ہوگیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا عامی جسکے نصیب میں روزازل سے سعادت لکھی تھی اگر آپ کی بیعت سے انکار کرتا یا راہ مخالفت کی اختیار کرتا تو اللہ تعالیٰ آپ کے فضائل سے اسکو ملہم کردیتا چنانچہ بیعت بیسیوں آدمیوں کو (میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ میں) اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کے فضائل سے مطلع کرکے آپ کی بیعت میں داخل ہونے کی راہ آسان کردی تھی۔ چنانچہ اس قسم کے بیسیوں واقعہ موجود نے لکھے ہیں جن کو میں نے بخوف طوالت ترک کردیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔

ساٹھے کے قحط میں سید صاحب کے قافلہ پر برکت کا نازل ہونا

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان میں ساٹھا یعنی سمت ۱۹۱۶ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ دکھن میں مرہٹوں اور انگریزوں میں جنگ ہورہی تھی۔ پنجاب میں رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب برسرزور تھا۔ ایک پیسہ کا پانچ سیر اناج بمشکل ہاتھ آتا تھا۔ ہائے بھوکھ کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی تھی۔ مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک سو آدمیوں سے زیادہ کھانا کھاتے تھے۔ مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیوں کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈوں میں اسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا جاوے۔ اسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھوکر یہ دعا مسنونہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَبَارِكْ فِيهِ پڑھتے تب بصیغہ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہوجاتا یا بڑے بڑے چوڑے برتنوں پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکٹھے ایک ساتھ بیٹھ کر کھالیتے۔ بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ تھوڑا ہوتا تھا مگر ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہوکر کھالیتا پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا برابر ہوجاتا تھا۔

اپنے بھائی اسحاق صاحب کی خبر وفات سنکر آپکا بریلی کو جانا

آپ اسی دورہ میان دوآب میں تھے کہ آپ کے مکان رائے بریلی سے آپ کے بھائی سید اسحاق صاحب کی وفات کی خبر آپ کو پہونچی۔ اب سید صاحب کو واسطے عزا و عذرخواہی اپنے خویش و اقربا کے رائے بریلی جانے کی ضرورت ہوئی۔ اسواسطے یہاں سے بجانب وطن آپ نے مراجعت کی ۔

صاحب مخزن احمدی لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ وطن میں تشریف لائے اسوقت بھی ساٹھے کا کال یعنی قحط سنہ ۱۹۱۶ بکرم موجود تھا۔ وطن میں آپ کے ساتھ قریب ستر اسی آدمی کے تھے اور پندرہ سولہ آدمی آپکے گھر کے عیال اطفال ہونگے۔ کل قریب اسّی آدمیوں کا نان ونفقہ اسوقت آپ کے ذمہ تھا۔ وطن میں پہونچکر نذر نیاز روزانہ کی آمد بھی بند ہوگئی تھی اور آپ کے گھر میں کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا جس سے اس انبوہ کثیر نفوس کا انتظام ہوسکے۔ اس سبب سے ان ایام میں بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی۔ آپ کے وطن میں پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہوکر مینہ کا تار بندھ گیا تھا۔ ایک گھڑی بھی بارش بند نہ ہوتی تھی۔ گویا آسمان کے دروازے کھول دیے گئے تھے۔ بہ سبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد میں چراغ بھی نہ جلتا تھا۔

قافلہ کی عسرت اور بارش بند ہونیکی دعا کا قبول ہونا اور غیب سے خرچ پہونچ جانا

مولوی سید محمد لکھتے ہیں کہ انہیں ایام عسرت میں مجھ سے صبر نہ ہوسکا قریب ایک پہر رات کے بسبب شدت بھوک کے میں

اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد میں آیا۔ اُسوقت سیّد صاحب مع چند مردان خاص کے مسجد میں وقت افروز تھے۔ میں نے اُسی حالت تاریکی میں مسجد والوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یارو کیا حال ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے میری نزدیک کے فرمایا کہ یہاں تو تجلی بے رنگی نے اپنی روشنی کھلا رکھی ہے آؤ تم بھی اِس روشنی کا تماشا دیکھو۔ یہ فرماکر اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا میں نے بیٹھ کر دیکھا کہ ابواب سرور اور شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ ہیں اور غم واندوہ کا نام سے بالکل بیخبر۔ مگر مجھ میں مادہ حصول اُس سرور وشادمانی کا مطلق نہ تھا۔ میں تو مثل اندھوں کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت سیّد صاحب کا دامن پکڑ کر رونا شروع کیا۔ آپنے سبب اِس گریہ وزاری کا پوچھا میں نے عرض کیا کہ میرے بچے خورد سال اور میری عورت اور خود میں سب بھوکے مرے جاتے ہیں۔ آپ صابر شاکر اور متوکل ہو آپ پر اس عسرت کا کچھ صدمہ نہیں ہے مگر ہم دنیادار اس سے تحمل اس تکلیف کا نہیں ہوسکتا۔ آپ برائے خدا دُعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہوجائے تو راستے کھل جاویں اور کھانے پینے کا سامان میسّر آئے۔ اُسوقت سیّد صاحب ہنستے ہنستے اپنے یاروں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اِس خود رفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دُعا کرو۔ غرض بموجب ارشاد سیّد صاحب کے سب یاروں نے دُعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور بکمال تضرع وانکساری دُعا کرنے لگے اور یار آمین کہتے جاتے تھے ایک ساعت آپ کے ہاتھ اُٹھائے نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اُٹھ گیا اور چاند اور ستارے چمکنے لگے۔ جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یاروں کے سجدۂ شکر کرنے لگے۔ ابھی آپنے سجدہ سے سر نہیں اُٹھایا تھا کہ دو مسافر نے دریائے سنی کے (جو زیر مسجد بہتا تھا) پرلے کنارے سے آواز دینا شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لاؤ اور ہمکو پار اُتارو حضرت یہ آواز سُنکر صحن مسجد میں تشریف لے آئے اور کنارے مسجد پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہاں سے آئے اُسکے جواب میں اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم دو آدمی مرسلہ سید محمد یٰسین داروغۂ توپخانہ انگریزی مرید حضور کے ہیں اور واسطے بیعت کرنے کے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت نے ایک ہوشیار آدمی جو فن ملاحی میں طاق تھا فوراً روانہ کردیا اُسیوقت اُن دونو آدمیوں کو پار لے آیا۔ وہ دونوں آدمی پانی سے بھیگے ہوئے تھے اُنہوں نے مسجد میں پہونچکر اور اپنے کپڑے بدل کر چند اشرفی مرسلہ سید محمد یٰسین اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کرکے حضرت کو بیعت کی حضرت نے اُسیوقت مجھ کو بلاکر اور وہ روپے میرے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے بے صبرے اور اپنا کلام چلا میں نے عرض کیا کہ ان روپیوں کو لیکر کیا کروں مجھ کو تو کھانا چاہیئے۔ تب حضرت نے دو آدمیوں کو تین چار روپے دیکر بازار کیطرف بھیجدیا اور وہ بازار سے کھچڑی لے آئے۔ غرض کھچڑی اُسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ دوسری فجر کو جب میں مجلس مبارک میں حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کہ اے بے صبرے اب بھی کھانے کی حاجت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپ کی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا مالک ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اے پست ہمت تجھ کو تو ان چند روپیوں کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھ کو تو ساری عمر اُس رازق مطلق کی رزاقی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے۔ اگر ریگستان سندھ یا وادی عرب میں جہاں دانہ پانی کا نام ونشان تک نہیں ہوتا قلیم کے کل آدمیوں کو ساتھ لیکر رہوں تو بھی وہ رازق اپنے فضل غیر سے آبادی سے زیادہ وہاں بھی ہم کو رزق پہونچا دیگا۔ اسی کے مصداق مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ ایکدفعہ سیّد صاحب نے فرمایا کہ جو کو کھانا پینا میری حیات کا سبب نہیں بلکہ یاد الٰہی میری زندگی کا باعث ہے۔ اگر میں یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہوجاؤں تو ضرور میرا دم نکلجائے۔ اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہیں کہ بادام تر نوش اور قوت اور شجاعت کے سیّد صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے۔ اور بوجہ کم خوری کے آپ کی قوت اور صحت اور شجاعت میں کچھ فرق نہ ہونا تھا۔ کیونکہ روحی غذا یعنی یاد الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت اور شجاعت کی تھی وہ آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے۔

ایک برکت کی تھیلی کا سینا

جب اس قحط سالی میں آپکے لوگوں کو تکلیف ہوئی اور بارہا نوبت فاقہ پہونچی تو آپ ایکروز بعد نماز صبح کے ایک کپڑے کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جدامجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے اور تن تنہا اپنے وہاں بیٹھ کر ایک تھیلی اپنے دست مبارک سے سی اور بعد زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جائے اسمیں ڈالتے رہو اور اسکا حساب مت رکھو اور نہ کبھی اسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلاحساب اسمیں سے خرچ کرتے جاؤ - اللہ ربّ العزت برکت دیگا - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے ساتھیوں پر کبھی خرچ کی تنگی نہیں ہوئی - مولوی محمد یوسف صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ روپیہ کے قریب تھیلی میں موجود ہوتے ہوتے میں نے صدہا اور ہزار ہا روپے مرتبہ بعد اخراج اُسمیں سے نکالکر خرچ کیے مگر تھیلی کبھی خالی ہوتے نہیں پائی +

سید علم اللہ صاحب کی اولاد کیواسطے دُعا فراخی رزق کرنا

جب اسطرح پر آپکی ذات بابرکات سے برکتوں کا ظہور ہونے لگا تو ایکروز تمامی مردمان اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ جو آپ کی بیعت سے مشرف ہوچکے تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمنے اپنے آباؤ واجداد سے سُنا ہے اور اسکا اثر خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہمارے جدامجد سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے ست دفعہ جناب باری میں یہ دُعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی میں کھنا اور دُنیا کو اُن پر فراخ نہ کرنا تاکہ بوجہ فراخی دُنیا کے تیری نافرمانی میں نہ پڑجائیں - اور ہمارے خیال ناقص میں وہ دُعا حضرت مرحوم کی ہمارے حق میں قبول ہوگئی جس کی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر و فاقہ میں رہتے ہیں - اور آپکا درجہ ربّ العزت کے حضور میں ہمارے جدامجد سے بڑھا ہوا ہے آپ برائے خدا ہمارے واسطے دُعا فرمائیں کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عسر یُسر سے بدل جائے اور ہم اس فقر و فاقہ سے نجات پائیں سید صاحب نے یہ ساری حقیقت سنکر فرمایا کہ ہمارے جدامجد کی یہ دُعا محض بنظر خیر خواہی ہم لوگوں کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بسبب احتیاط دُنیا اور دُنیا داروں کے عتاب الٰہی میں نہ پڑجاویں اور دُنیا کی فراخی (جیساکہ اُسکا اثر ہے) ہم کو اللہ کی نافرمانیوں میں نہ ڈال دیوے - اگر تم سب جمع ہوکر یہ پکا عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیوں اور رسومات اہل ہند میں پڑکر اپنے کو سورد عتاب الٰہی کا نہ کروگے تو میں تمہارے واسطے فراخی رزق کی دُعا کروں - اسیوقت کل مردمان برادری نے جمع ہوکر حسب فرمودہ حضرت کے پکا عہد و پیمان کیا - تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جدامجد کے مرقد مبارک پر مع جمیع مردمان برادری کے تشریف لے گئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں تمہارے واسطے دُعا کرتا ہوں تم آمین کہو - پس بعد کرنے دُعا کے حضرت تشریف لے آئے - اور اس دُعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُس کی قبولیت کا اثر ظاہر ہونے لگا - بہت سے آدمی آپ کی برادری کے سبب لیاقت تو دسرکار لکھنؤ میں جاکر نوکر ہوگئے - اور یہی اُسی دُعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اسوقت بھی بڑے بڑے عہدوں پر سرکار تونک وغیرہ میں نوکر ہیں +

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے حین قیام بریلی کے آپ پر جادو بھی کردیا تھا جس کے سبب سے قریب بیس دن کے آپ سخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہ ہوا اُسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رویا میں صادق میں تشریف لاکر

معوذتین یعنی ہر دو سورۂ اخیرۂ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا۔ اُسکے پڑھنے سے آپ کو صحت ہوگئی ؛

سیدؒ صاحب کا اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح ثانی کرنا

سید محمد اسحاق صاحب آپ کے برادر کلاں کی وفات کے بعد اُنکی بیوہ بموجب رواج خاندان شرفاء ہند نکاح ثانی کرنے سے متنفر تھیں کیونکہ ایک مدت دراز سے یہ رسم قبیح ہندوؤں کے شرفاء اہل اسلام میں جاگُسی تھی۔ بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا۔ اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اوّل اِس رسم منسوخ کو اپنے گھر میں جاری کرکے پھر سارے ہند میں پھیلا دیں۔ مگر چند صدیوں گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب اُسکے عیب لوگوں کی نظروں میں جاگزیں ہوگئے تھے۔ اِس امر مسنون کو ایک رذیلہ پن شمار کیے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوجہ صاحبہ کو اِس کی ترغیب دی تو اُنہوں نے اوّل منظور نہیں کیا۔ آپ اسی کوشش و فکر میں تھے کہ آپنے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا بھاری گٹھا لکڑیوں کا ہے اور بہت سے آدمی اُسکو ملکر اُٹھانا چاہتے ہیں مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی اُسکو اُٹھا نہیں سکتا۔ اُس جگہ وہ بیوہ محترمہ بھی موجود تھیں سیدؒ صاحب نے بعجز و انکسار اُن سے کہا کہ اگر ذرا تم مدد کرو تو میں اِس بوجھل گٹھے کو اُٹھاکر گھر میں لیجاؤں۔ اوّل تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اُس مخدومہ نے انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے اُنہوں نے منظور فرماکر اُس گٹھے کو اُٹھوا دیا اور دونو صاحب یعنی سید صاحبؒ اور اُنکی بھاوجہ شریفہ اُسکو اُٹھاکر گھر میں لیگئے۔ اِس خواب کی صبح کو بعد ادائے نماز فجر کے حضرتؒ نے مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور مولوی عبدالحیؒ صاحب کو بلاکر فرمایا کہ آج توجہ دینا اور سب دوسرے کام موقوف رکھو میں نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی کوشش میں کامیاب ہوکر اِس رسم قبیح کو اُٹھوا دونگا۔ اسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ میں تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہو چکی تھیں جمع کرکے بہت دیر تک وعظ اور نصیحت فرماتے رہے مخلاصہ اُس وعظ کا یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے مؤمنات مسلمانی اِسی کا نام نہیں ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا۔ اور مسلمانوں کی مروجہ رسموں کو ادا کرنا اور اُنکی مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی احکامات الٰہی کی دل و جان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہوئے تو بھی بخوشی و خرمی اُسکو بجالانا۔ شریعت میں جو چیزیں منع ہیں اُن سے بچنا اور دُور رہنا اور اگر کسی منہیات شرعی کا دل میں خیال بھی آئے تو مدتوں تک اُس کو توبہ و استغفار کرنا۔ چنانچہ اُنہیں احکامات الٰہی میں سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو۔ اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اِس فعل سُنت کو دیوتولا لوگوں نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے۔ اسوقت جو بیوہ نکاح ثانی کرلیتی ہے اُس کو بازاری کسبیوں کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور فحبہ کا خطاب دیتے ہیں ایسے مسلمان سراسر آنکھوں سے اندھے اور زندہ درگور ہیں۔ اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (جن میں سوائے حضرت عائشہؓ کے سب نے آپ سے نکاح ثانی کیا تھا) معاذاللہ معیوب اور مطعون ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی چچی بیوہ سید اسحاق صاحب کی تھیں مخاطب ہوکر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپسے جہانتک ممکن ہو بیوہ بھائی اسحاق صاحب مرحوم کو سمجھا کر اِس سنت مُردہ کو زندہ کرادیں۔ اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن رکھیں تعمیل اِس عمل مسنونہ کی واسطے حظوظ نفسانی کے کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میری گھر میں میری بیوی کمال حسن و جمال و عصمت موجود ہے بلکہ

اِس کوشش سے مجھ کو منظور ہے کہ اجرائے اِس سنت مُردہ کا میرے گھر سے شروع ہو کر تمام ملک ہند میں رسمی ہو جاوے چند روز کے بعد حسب منشا اُس دیانے حقہ کے وہ مخدومہ مکرمہ نکاح ثانی پر راضی ہو گئی اور ملک ہندوستان میں یہ سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید صاحب کے ساتھ ہوا۔ اِس نکاح کے تیسرے روز آپنے دو تین معزز تیز نویسوں کو بٹھلا کر ایک عریضہ بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ مشعر اطلاع اِس نکاح ثانی اور جاری کرانے اِس سنت مُردہ کے دہلی اور اُسکے گروہ نواح میں اور ایک آپک خط اسی مضمون کا بنام جملہ خلفاء و مریدان خاص ہر اطراف ہند میں تحریر کرا کے روانہ کر دیے۔ چنانچہ اِس حکم کی تعمیل میں مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب کی بیوہ ہمشیرہ کا (جو نہایت کبر سن تھیں) مولانا عبدالحیؒ صاحب سے نکاح ثانی ہوا۔ یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف خاندانوں میں ہوا۔ اسکے بعد تو ہزاروں راڈوں کے نکاح ہو گئے۔ کہ اُسوقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہو کر اب تک آپ کے مریدوں اور خادموں میں بدستور جاری ہے گو آپ کے مخالف اسوقت تک بھی اِس نعمت سے محروم ہیں

نصیر آباد کے شیعوں کا بلوہ فرو کرنا

قصبہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہی اصل مسکن قدیم سید صاحب کے آباؤ اجداد کا ہے اور اُس قصبہ میں چار محلے ہیں تین محلوں میں حضرات شیعہ رہتے ہیں چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب مرحوم مشہور مجتہد لکھنؤ اُسی قصبہ کے باشندہ تھے اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے۔ جب سید صاحبؒ کی شہرت ہوئی اور ہزار ہا سُنی اور شیعہ اہل سادات سے آپ کی بعیت سے مشرف ہوئے تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اُسنے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیے جس سے بزور حکومت یہ انتشار ہدایت اِس نواح سے بند ہو جائے۔ اِس مابین میں کہ سید صاحب اپنے مکان پر بمقام بریلی مقیم تھے۔ محرم کا چاند نظر آیا اُسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی کے بر آنے کا موقع سمجھ کر اپنے تو العین شیعان ہر سہ محلہ نصیر آباد کو بتاکید تمام لکھ بھیجا کہ اِس محرم میں جہاں تک ہو سکے سنیوں کے محلے میں جا کر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ۔ اور جو شخص تم کو مانع ہو اُسکو بلا دریغ تیغ کر دو۔ پس ضرور ہے کہ سید احمد بواسطے اعانت اپنے سُنی بھائی بندوں کے نصیر آباد کو آویگا۔ تب میں اپنے طور پر اِس مقدمہ کو والیے لکھنؤ کے گوش گذار کر کے سید احمد کا پورا بندوبست کر دونگا۔ شیعان نصیر آباد نے یہ حکم اپنے مرشد کا پا کر سنیوں کے محلے میں پیغام بھیجدیا کہ اٹھویں تاریخ محرم ہمارے محرم اور گشت کا دن ہے ہم اُس روز تمہارے محلے میں سے نالان و گریان تبرا کہتے ہوئے بادف و چنگ و بآواز دہل و مردنگ گذرینگے اگر تم کو سُننا تبرا اور آواز دہل و مردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھروں میں اُسدن چپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ اگر دز کے واسطے مع زن و بچہ باغات شہر میں جا کر قیام کر لو ہمکو اِس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اُسکی تعمیل ضرور کرینگے۔ اور جو کوئی شخص اُسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہوگا ہم اُسکو سزائے سخت دیوینگے۔ بچارے سُنی اِس خبر کو سُنکر نہایت حیران ہوئے اور جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو اُنہوں نے ایک آدمی سید صاحب کیخدمت میں بریلی روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعوں کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضر سکے مضمون میں کہلا بھیجا۔ سید صاحب نے یہ سارا حال سُنکر اُس قاصد کو بتاکید اکید کہدیا کہ اُن کو اپنے محلے میں ہرگز نہ آنے دو۔ انشاء اللہ ساتویں تاریخ کی شام کو میں تمہارے پاس خود بھی مع اپنے رفیقوں اور مریدوں کے اُن کی اعانت کے واسطے وہاں پہونچونگا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تو شروع ایام شباب سے اپنی جان کو اللہ کی راہ نذر کرنے کو پھرتا ہوں شاید وہاں ہی میری مراد حاصل ہو۔ جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اِس ارادہ کی خبر سُنیوں کو ہوئی تو اُنکی جان میں جان آگئی

اِدھر سیّد صاحب نے اپنی تیاری شروع کی۔ اور جب آپکی تیاری کی خبر کانپور بریلی اور قلعہ اور افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپ کے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی آپ کی روانگی سے ایکروز اوّل مسلح ہوکر درِ دولت پر حاضر ہوگئے۔ ساتویں تاریخ کی شام کو آپ نماز عشاء رائے بریلی میں پڑھ کر مع رفقاء خود نصیر آباد کو روانہ ہوئے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہاں پہونچگئے۔ آپ نے وہاں جاکر دیکھا کہ فرقۂ مخالفین تیاری نشان و علم و پنجہ وغیرہ آلات بدعات و لہو و لعب اور خرافات میں مصروف تھا اور بیچارے سُنّی سیّد صاحب کے بروقت نہ پہونچنے کے سبب اپکی اعانت سے نا اُمید ہوکر اپنے بال بچوں کو آخری وصیّت کرکے بعد غسل و وضو ہتھیار باندھے ہوئے جان دینے پر مستعد دُعا اور مناجات میں مشغول تھے۔ گروہ مخالفین کی عورات اپنے کوٹھوں پر چڑھی ہوئی کمال فرحت اور سُرور سے یہ آواز بلند تبرا کہ کہہ کر تعزیئے اور نشان و علم اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما سے مدد مانگ رہی تھیں۔ اِدھر عورات سُنیہ اپنے مصلوں پر بیٹھی ہوئیں نوافل پڑھ پڑھ کر بکمال تضرع وزاری و خضوع و انکساری اِس فتنہ سے نجات پانے کیواسطے جنابِ باری میں دُعائیں کر رہی تھیں۔ اُسوقت یکبارگی صدائے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچتا تھا سوتوں کو جگا دیا اور دونوں فریق کے آدمی اُس کی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہاں جاکر دیکھا کہ بعد دو تین سو سوار پیادے مسلح باصلاح جنگ جن کے پیشرو امیر المومنین سیّد احمدؒ صاحب ہیں بتکبیر کہتے ہوئے شاداں و فرحاں چلے آتے ہیں۔ اِس لشکر ظفر پیکر کو دیکھ کر سُنّی تو مُردہ سے زندہ ہوگئے۔ مگر گروہ مخالفین یہ کیفیت فتوحِ غیبی و نصرتِ لاریبی سُنیوں کو دیکھ کر زندہ درگور ہوئے اور حیران و پریشان ہوتے پیٹتے اپنے اپنے گھروں میں جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ رہے اور اپنے کوٹھوں کی چھتوں پر چڑھ کر یا امام حسینؓ کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے۔ سیّد صاحب مع لشکر مجاہدین اوّل جامع مسجد قصبہ نصیر آباد میں تشریف لے گئے اور وہاں جاکر ہر ایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ پھر سیّد صاحب نے سب سُنیوں کو بُلا کر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نہ کرنا۔ اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا۔ بعد اُس کے ایک مُتّقی اور فہمیدہ آدمی کو روانہ کیا اور سرگروہان مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو! میں مہمان ہوں اگر براہ برادر نوازی و مسافر پروری ہر ایک محلہ کا ایک ایک سردار میری ملاقات کو یہاں تشریف لائے تو کرم اور عنایت سے بعید نہ ہوگا۔ اور اگر آپ صاحبوں کی تشریف آوری میں کچھ حرج کار ہو تو مجھ کو اجازت ہو جائے میں ہی حاضر خدمت ہوکر بھائیوں کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ جب قاصد یہ پیام لیکر اُن کے پاس پہونچا تو مشل منکر رسولوں کے نہایت آشفتہ اور گرم ہو کر اُنہوں نے جواب دیا کہ اس خارجی سے کہدو کہ ہماری عین تعزیہ داری اور ماتم داری میں اگر تو حارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیے اپنے ساتھ لیکر اور حسنؓ حسینؓ کہتے ہوئے لکھنؤ کو جاتے ہیں اور بذریعہ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہ وقت والیے لکھنؤ کے پہونچا کر سزا اِس حرکت کی تم کو اور تمہارے دوستوں کو ایسی دلوائینگے جو قیامت تک یاد گار خلائق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑیں۔ اِسکے بعد باواز بلند واویلا اور واحسینا کہتے ہوئے ننگے پاؤں ننگے سر چادر کو بطور کفنی گلے میں ڈالے ہوئے دو تین علم اور دو تین پلکے تعزیے ساتھ لیکر جملہ رؤسائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہوگئے اور باقیماندہ شیعوں کو تاکید کہہ گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلائے اور نہ کوئی باواز بلند یا امام یا حسینؓ کہے۔ صاحب مخزن اِس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط سیّد صاحب کے قدم کی برکت تھی کہ وہ رسم بد تعزیہ داری

کی جسمیں ہزاروں افعال شرک و کفر و بدعات کے ہوتے تھے خود شیعوں نے اس سال بند کر دیے۔ نصیر آباد سے لکھنؤ جا منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری منزل پر پہنچے ہونگے کہ بذریعہ اخبار نویس جاسوس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والیے لکھنؤ کو پہلے ہی من وعن پہونچ گئی۔ اُس نے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کر کے انتظام کرنیکا حکم دیا۔ مدار المہام صاحب نے اپنے دولتخانہ پر تشریف لاکر فقیر محمد خان اور محمود خان افسران فوج (کہ وہ دونوں سُنی اور ایک اُن میں کا مُرید خاص سید صاحب کا تھا) بُلاکر تاکیدی حکم دیا کہ تم بہت سے چالاک اور ہوشیار سوار اور پیادہ زیر کمان اخون زادے کے واسطے مدد سید احمد صاحبؒ کے بہت جلد نصیر آباد کو روانہ کر دو اور بارہ ہزار روپیہ اپنے خزانہ خاص سے دو اسطے خرچ اس فوج کے اُن کو دیدیا اور اخون زادہ کو (کہ وہ بھی سنی تھا) نواب صاحب نے تنہائی میں بلاکر کہدیا کہ سید احمدؒ صاحب کو بعد سلام میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دینا کہ ان رافضیوں کے قتل اور ہتک حرمت میں میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا۔ میں ہر طرح سے آپ کا مددگار رہوں اور جسقدر خرچ آپ کو درکار ہو اخون آدے سے لے لینا اور میری طرف سے کچھ اندیشہ نکرنا۔ اِس مقام پر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ نواب مدار المہام بھی شیعہ تھا مگر ایسا حکم دینے سے نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد بیگم صاحبہ زوجہ والیے لکھنؤ کی جاگیر میں تھا اور مدار المہام اور بیگم صاحبہ میں عداوت قلبی تھی اسواسطے نواب صاحب چاہتے تھے کہ اس جاگیر میں کوئی سخت فتنہ اور فساد برپا ہو کر انگریزوں کو اُسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب غازی الدین حیدر والیے لکھنؤ سے اُسکی کیفیت طلب کر چکے اور نواب صاحب والیے لکھنؤ اِسکا علاج مجھ سے پوچھینگے تو میں اس وقت موقع پاکر یہ کہونگا کہ اِس فتنہ و فساد کے فرو کرنے کا سوائے اِسکے اَور کوئی علاج نہیں ہے کہ جاگیر ضبط فرما کر بیگم صاحبہ کا کچھ نقد گذارہ مقرر کر دو۔ غرض ابھی حضرات شیعان نصیر آباد مع تعزیوں اور عَلَم وغیرہ کے راستے ہی میں تھے کہ اخون زادہ مع ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہو گیا اور اخون زادہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ وہ پیام معتمد الدولہ کا جو بذریعہ آخون زادہ کے سیّد صاحب کو بھیجا گیا تھا نواح نصیر آباد میں مشہور ہو گیا۔ اِس سبب سے بہت سے سُنی باشندے دیہات قرب و جوار نصیر آباد کے ہر قسم کی زادِ راہ وغیرہ لیکر بارادہ قتل کرنے شیعوں کے نصیر آباد پہونچگئے۔ اِسوقت ہزارہا سوار و پیادہ چاروں طرف سے نصیر آباد کو گھیرے ہوئے پڑا تھا۔ اسقدر خلقت کثیر کے واسطے ہزارہا من سدروزانہ چاہیئے مگر سید صاحب بقدر ضرورت کھانا پکوا کر ایک چادر سے اُسکو ڈھکوا دیتے اور دُعا اور برکت فرما کر اُسیں سے تقسیم کرنے کا حکم دیتے۔ اُس چادر کے نیچے سے صبح سے شام تک کھانا تقسیم ہوتا رہتا اور ہزارہا خلقت کھا کر سیر ہو جاتی اور کھانا جیسے کا تیسا موجود رہتا۔ آپ کے لشکر میں کھانا کھانے کا اکثر دستور یہ تھا کہ چوڑے چوڑے کونڈوں میں کھانا نکالکر دس دس بیس بیس آدمی ایک ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے تھے۔ اور خود سید صاحب بھی اُس کھانے میں اُنکے ساتھ شریک ہوتے تھے +

مولوی عبد الباسط صاحب سے حرف قاف ادا کرنا

اسی مقام نصیر آباد کا ذکر ہے کہ ایک رات جب سب لوگ کھانا کھا چکے تھے صرف سید صاحبؒ نے بوجہ کسی عذر کے کھانا نہیں کھایا تھا اسواسطے سید صاحبؒ کا حصہ ایک رکابی میں نکالا ہوا مسجد کے ایک طاق میں رکھا تھا کہ اسوقت مولوی عبد الباسط صاحب جائسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف لے آئے۔ خیر اُس انبوہ کو بھی کھانا دیا گیا مولوی عبد الباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھے۔ کھانا کھاتے ہوئے مولوی

عبدالباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف **قاف** ادا نہیں ہوتا۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ حرف قاف آپ سے ادا ہونے لگیگا۔ سو ابھی آدھا کھانا کابلی میں باقی تھا کہ مولوی عبدالباسط صاحب بول اُٹھے کہ حضرت حرف قاف مجھ سے ادا ہونے لگا ؛

خیر اس عرصہ میں اخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد میں پہونچگیا۔ اور سب سے اول جامع مسجد جاکر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر سے وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالاں گریاں ڈھول بجاتے ہوئے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ میں پہونچکر حضرت مجتہد بانی فساد سے ملاقی ہوئے۔ مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصہ سُنے ہوئے تھے اپ اپنے شیعہ بھائیوں سے اُسکی تفصیل سُنکر فوراً نواب معتمد الدولہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور غوب نمک مرچ لگاکر اس قصہ کو بیان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجایئے اور اپنے گھر میں آرام کیجئے۔ یہ آتش فتنہ جو نصیر آباد میں بلند ہوئی ہے خدا کرے اُس سے میں اور آپ اور یہ ریاست محفوظ رہے انشاء اللہ کہ اُسکے ساتھ میں اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہوجائے۔ مجتہد صاحب یہ جواب سنکر جب چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعوں سے کہدیا کہ جسطرح ہوسکے تم نصیر آباد جاکر سنیوں سے اور خصوصاً حضرت سید احمد صاحب سے صلح کرکے اپنی تقصیر معاف کرالو۔ کیونکہ معاملہ برعکس ہوچلا اور فساد حد سے بڑھ گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سُنکر اب اصلی اور حقیقی طور پر اندوہگیں اور غمگین ہوکر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے۔ جب اخون زادہ افسر فوج شاہی کو اُن کے واپس آنے کی خبر معلوم ہوئی فوراً اپنے سامنے بلوا کر بہت دھمکایا اور کہا کہ تم مفسدوں کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تم کو حوالہ سنیوں کے کردیا جائے۔ چاہے وہ تم سے صلح کریں یا تمکو ہلاک کریں اور تمہاری سزا بھی یہی ہے۔ بعد اسکے سب کو مثل قیدیوں کے زیر حراست کرکے سید صاحب کے حضور میں بھیجدیا۔ اب تو شیعوں کی گویا ماں مرگئی نہایت عاجزی سے روتے ہوئے سید صاحب کے پاؤں پر آکر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے برادر کرم ستر جنے اپنی حرکات شنیعہ سے تو یہی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمایئں۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ مددو کاغذ مشتمل اوپر اعتراف اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھ کر سب اُسپر مُہر و دستخط کرو اور مفتی اور قاضی کی مُہر بھی اُسپر کراؤ تب اُن میں سے ایک کاغذ تو میں کھنؤ روانہ کرونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا۔ وہ لوگ فوراً وہ کاغذ مزین بمواہیر و دستخط رؤسا و مفتی و قاضی کے تیار کرکے حضرت کے پاس لے آئے آپ نے اُسی وقت ایک کاغذ بخدمت معتمد الدولہ بہادر لکھنؤ کو روانہ کردیا۔ اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پس اس آتش فتنہ کو اس خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کرکے بخیر و عافیت تمام جونپور کو تشریف لے آئے ؛

حسب الطلب نواب معتمد الدولہ سید صاحب کا دوبارہ لکھنؤ تشریف لیجانا

جب آپ بریلی میں پہونچگئے تو ایک نیا نامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اس مضمون کا سید صاحب کے پہونچا کہ آوازۂ وعظ اور تذکیر اُس روشنضمیر کا عالمگیر ہورہا ہے۔ اگر اپنے قدم کی برکت سے باشندگان لکھنؤ اور گرد اُس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از انصاف اور خالی مروت سے نہ ہوگا۔ بعد پہونچنے اس عریضے کے سید صاحب بمعیت مولانا محمد اسمٰعیل و مولانا عبدالحی صاحب اور کثیر التعداد مریدوں کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہوئے اور شاہ پیر محمد عرف پیرن شاہ کے تکیے پر مسکن گزین ہوئے۔ لکھنؤ میں بھی مثل اور شہروں کے ہزار ہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ آپ کے وہاں پہونچنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت اسلئے سننے وعظ و نصیحت

کے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد میں نہیں سما سکی آس پاس کے مکانوں اور دیواروں اور چھتوں پر لوگ چڑھ گئے۔ تب دن بہت سے علماء فرنگی محل (جو ایک مشہور کان علماء معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی ولدار علی صاحب مجتہد وقت کے بارادہ بحث آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبد الحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم دیا اُنہوں نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَا النُّونِ اِذْ ذَهَبَ الْآیۃ تمک پڑھکر اُسکا بیان شروع کیا۔ اِس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتہ کی حالت میں ہوگئے اور ہر ایک کے مونہہ سے صدائے واہ واہ جاری تھا۔ اور اِس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علماء اور فضلاء فریقین (یعنی سُنی وشیعہ) جو صدہا حاضر تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوت بیانیہ کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ اِس فاضل عصر اور علامۂ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر جہل اور نادانی میں طے ہوئی اور اِس وادی کا راہ آجتک ہم کو نہیں ملا۔ اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑکر ساری عمر برباد کردی۔ غرض اِسی آیت مذکورہ بالا کا وعظ تین جمعہ تک رہا۔ اتنا بار اقامت لکھنؤ میں نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت نے آپکی دعوت کرکے بہت عجز اور انکساری سے آپ کو اپنے گھر بُلایا۔ حضرت سید صاحبؒ مع مولانا محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبد الحیؒ صاحب اور دو تین خاص لوگوں کے بوقت شب نواب معتمد الدولہ کے یہاں تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس میں رونق افزا ہوئے تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اجلۂ عمائد نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے معنی حدیث اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے دریافت کیے مولوی عبد الحیؒ صاحب نے حضرت سیدؒ صاحب سے اجازت لیکر اوّل ساری حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر اِس عمدگی سے اُس کی تفسیر اور تشریح کی کہ سب عالم اور جاہل جو اُس مجلس میں حاضر تھے آفرین و تحسین کرنے لگے اُسکے بعد کھانا آیا اور بعد تناول طعام نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا۔

مولوی محمد اشرف صاحب کا بعد امتحان سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

قریب تمام کے فرنگی محل کے مولوی سید صاحبؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد اشرف صاحب سرتاج علماء فرنگی محل جو منقول و معقول میں مشہور اور فطانت اور ذہانت میں معروف تھے بوجہ اُنی ہونے سید صاحبؒ کے آپ کی بیعت سے پہیز کرتے تھے۔ آخر جب اُن کا بھی نصیب چمکا تو اُنہوں نے مولوی ولایت علی صاحب علیہا الرحمۃ عظیم آبادی کو جو اُسوقت اُنکے پاس معقول و منقول تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش اور دریافت کرنے حال سید صاحبؒ کے آپ کی خدمت میں بھیجدیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تنہائی میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں جب یہ پیغام سید صاحب کو پہونچا تو آپ نے فوراً ملاقات تنہائی کو منظور فرمالیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضری کی اجازت دی۔ اگلے روز مولانا محمد اشرف صاحب بمعیت مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ وقت مقررہ پر حضور میں حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان میں آپ کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اُس مکان میں سید صاحب اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب صرف تین آدمی تھے۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے جناب رسالت مآب کو وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرمایا ہے اِس کی تفصیل کیونکر ہے۔ تب سید صاحبؒ نے کامل دو گھنٹہ تک اسکا بیان فرمایا۔ اُسوقت اِن دونو سامعین کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی +

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پوچھی تھی۔ غرض جو ہو آپنے وہ

بیان کیا کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے باوجود اسقدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سُنا تھا اور نہ کسی کتاب میں دیکھا تھا وہیں محو ہو گئے اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ ان دونوں عالموں نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ بسبب ہماری ناسمجھی کے تھا کہ ہمنے حضور سے تنہائی کی درخواست کی تھی۔ آپ معاف کیجئے اور ہم کو اپنے خادمانِ خاص سے تصور فرمایئے۔ صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتا ہو کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز میں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی رات کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسکے سوا اور جو جو فیض و برکت اس بیعت سے مجھ کو حاصل ہوئی ہیں اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ سب مدح اسبات پر متفق ہیں کہ آپ کی بیعت میں یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور علو مرتبت کی تھی کہ بیعت کرنے کے ساتھ ہی آدمی کا رنگ ڈھنگ بدل جاتا تھا۔ فاسق سا فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم میں متقی اور ولی ہو جاتا تھا اور خمر محبت الٰہی سے آنکھیں مخمور ہو کر دنیا اور مافیہا کی قدر دل سے اُٹھ جاتی تھی ٭

ایک شیعہ کا عالمِ رویا میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصیحت پاکر سُنی ہونا

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ بروقت قیام لکھنؤ کے جب ایکروز آپ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ ایک نوجوان شیعہ امیرزادہ بلباس فاخرہ مجلس مقدس میں حاضر ہو کر منافقانہ اظہار محبت اور ایمانداری کا کرنے لگا۔ آپ سائل توجہ اور فیض کا آپ سے ہوا۔ آپ نے اُسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسے توجہ دینے کا حکم دیا۔ اُس شخص نے اُسکو گوشہ میں لیجا کر موافق آداب صوفیہ کے دوزانو اپنے مقابل بٹھلا کر اعدشغل لطائف ستہ کا اُسکو تعلیم کر کے آپ توجہ دینی شروع کی۔ اُس مکار نے تھوڑی دیر آنکھیں بند کر کے پھر کھولدیں اور کہا کہ مجھ کو اس شغل میں کچھ عمدہ اثر نہیں ہوا اس سے بہتر کوئی شغل سکھلایئے۔ پھر اُس عزیز پرتمیز نے سلطان الذکر کی اُسکو تعلیم دیکر آپ توجہ دینے پر متوجہ ہوا۔ مگر اُس دغاباز نے مثل سابق ایک لمحہ بھر آنکھیں بند کر کے پھر کھولدیں اور کہا کہ اس شغل سے بھی مجھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوا کوئی اور دوسرا شغل جو ان سے عمدہ ہو مجھ کو تبلایئے۔ تب مجبور اس بزرگ نے شغل نفی اُسکو تعلیم کیا اور آپ بڑی زور سے اُسکے باطن پر توجہ ڈالی۔ اس تیسری بار کی توجہ میں بفضل الٰہی وہ جیسا ناز بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا۔ اُس صاحب باطن نے ہر چند اُسکو آواز دی مگر اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس درمیان میں خود سید صاحب بھی وہاں تشریف لائے اور بہت بلند آوازوں سے اُسکو پکارا۔ مگر اُس مدہوش کو مطلق ہوش نہ آیا۔ آخر لاچار ہو کر سب آدمی خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ تب بہت دیر کے بعد حواس باختہ خوف زدہ سا ہو کر وہ خود بخود بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا تو بوجہ میرے شیعہ ہونے کے حضرت نے مجھ پر بہت غصہ اور عتاب فرمایا۔ میں اُسی وقت اُن عقائد باطلہ رفض سے حضرت کی حضور ہی میں تائب ہو کر سُنی متبع سُنت اور موحد ہو گیا۔ اُس وقت حضرت نے مجھ پر بہت مہربانی اور توجہ فرمائی۔ جب اُس کے عزیز اور یگانوں کو اُسکے سُنی ہونے کی خبر پہونچی تو اُسکو اُن عقاید حقہ سے پھر جانے کے واسطے بہت ترغیب اور ترہیب دی۔ اور جب اُسنے زبانی ترغیب اور ترہیب سے کچھ نہ مانا تو اُسکو بہت مارا اور پیٹا۔ اور آخر کو پابزنجیر کر کے قید میں ڈالدیا مگر وہ ایسے مرشد برحق کے ہاتھ پر سُنی ہوا تھا کہ اُس نے اُن تکالیف کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ اور اس ایمان اور اعتقاد حقہ پر ثابت اور قائم رہ کر تھوڑے دنوں کے بعد راہی فردوس ہوا ٭

مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کا مجتہد کے مکان پر تقیہ و نفاق کا فرق دریافت کرنا

جامع نے معتبر راویوں سے سنا ہے کہ جب حضرت سید صاحب مقیم لکھنؤ تھے۔ ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ سپاہیانہ لباس پہنے اور تلوار آبدار کو گلے میں حمائل کیے ہوئے مولوی دلدار علی صاحب مجتہد کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت مودی دلدار علی صاحب طالب علموں کو بیٹھے پڑھا رہے تھے۔ مولانا شہید بطرز دلیرانہ سلام علیک کر کے وہاں بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب کے ہاں سوائے بندگی اور آداب اور تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا انہوں نے متعجب ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا؟ مولاناؒ نے جواب دیا کہ میں ایک مسافر سپاہی ہوں ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کو آپ کے پاس آیا ہوں۔ مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق میں کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا دیجیے۔ مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونوں کا فرق بیان کیا۔ مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کر کے دونوں کو ایک کر کے دکھایا۔ تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کیے۔ مولانا نے اُن دلائل کو بھی رد کر دیا۔ مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات معقول اُنکے فرق کی پیش کیں۔ مگر مولانا نے اُن کو بھی فوراً رد کر دیا۔ تب تو مجتہد صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل کا ایک تتمہ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالبعلموں کے سامنے لاجواب ہو کر بہت خفیف ہوئے اور سمجھ گئے کہ نرا سپاہی ہی نہیں ہے بلکہ کوئی بڑا علامہ دہر اور فاضل عصر ہے اُسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے؟ مولانا نے کہا عاجز عبداللہ ہے۔ اُسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلبار کے سامنے اپنی خفت دور کرنیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہیں ہو سکتے آپ تحریری بحث کریں۔ تب مولانا سلام علیک کر کے وہاں سے چلدیے۔ مجتہد صاحب نے آپ کے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اور کہاں کو جاتا ہے۔ اُن آدمیوں نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جا کر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرید رشید سید صاحبؒ کے ہیں۔ تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر منت و آرزو سے کو واپس بلوا بھیجا۔ جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سر و قد اُٹھ کر بہت تعظیم سے آپ سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اوّل بار بہ آداب نہ پیش آنے کی معذرت کی۔ مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہو کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علما شیعہ کو جمع کر کے ایک بڑا لمبا چوڑا استفتا مع متنازعہ فیہ کا مع جواب مدلل بدلائل عقلی و نقلی و مملو بہ لغات مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیر و تواریخ وغیرہ لکھ کر آپ کے پاس بھیجدیا۔ جب مولوی دلدار علی صاحب کا آدمی اسکا غذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہیئت ایک سپاہی کے گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبدالحی صاحب مع چند آدمیوں کے ایک طرف کو بیٹھے تھے۔ جاہل کو ہرگز شک بھی نہ ہوا کہ یہ سپاہی مسلح پشمیر مولوی ہوگا اُس نے مولوی عبدالحی صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیل اپنا مکتوب الیہ سمجھ کر کاغذ اُنکے حوالہ کر دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب نے اُن مضامین اوق کو جو اُس کاغذ میں بھرے تھے دیکھ کر سمجھا کہ بلا موجودگی صد ہا کتب ہر علم و فن کے جنکا حوالہ اِس کاغذ میں ہے اسکا جواب الجواب تحریر ہونا محال ہے۔ اور یہ سب کتابیں ایسی حالت سفر میں یک بیک میسر ہونا دشوار ہے۔ خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے اُسکا غذ کو مولانا شہیدؒ کے پاس بھیجدیا۔ مولانا شہیدؒ نے ٹہلتے ٹہلتے اِس کاغذ کو اوّل سے آخر تک دیکھا اور اُسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر میں جواب الجواب اُس مسئلہ مشکلہ کا لکھ کر تمامی دلائل مندرجہ کاغذ کو اِس

خوبی سے رد کیا کہ پھر اُسکا ردّ جو حضرت مجتہد صاحب سے بن آیا۔ مگر افسوس ہو کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آج تک ہمکو نہیں ملے۔ بروقت قیام لکھنؤ کے مولانا شہیدؒ نے چاہا کہ کچھ شیعوں کے رد میں بیان کریں مگر چونکہ سلطنت شیعوں کے بہت ہی دور اندیش لوگ آپکو مانع ہوئے مگر آپ نے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہو کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے۔ اسوقت مرض رفض یہاں حدِ اعتدال سے گذرا ہوا ہو اسواسطے مجھ کو اُسی مرض کا علاج ضرور ہو اور میں اُسی کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی خوش یا ناخوش ہو۔ چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الآیۃ کا بیان شروع کیا اور اسی آیت سے ترتیب خلافت اور فضائل خلفاء ایسی خوبی سے بیان کیے کہ شیعوں سے سوننے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بدل ڈالا ہو اُسوقت مولانا شہیدؒ نے ایک تواریخی قصہ عبدالرشاہ دُرّانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعوں نے جب نادرشاہ نے اپنے سامنے بحث کرائی تھی) اس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادرشاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جن کی کتابوں کا حوالہ اس کو ع میں ہو استفسار کیا تو اُنہوں نے کہا تھا کہ ہماری کتابوں میں بھی ترتیب خلافت خلفاء راشدین نبی آخرالزمان کی اسی طرح پر ہو۔ اس وقت نادرشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ چنانچہ اُسی غصہ میں اُس نے چند شیعوں کو قتل کرا کے آپ فضل سے تائب ہو گیا تھا +

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے وعظ میں ہجوم خلائق دیکھ کر ازراہ حسد اپنے تواالبعین سے فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتا ہوں اور یہ دونوں عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہیں مگر میرے وعظ میں دس پانچ آدمی سے زیادہ جمع نہیں ہوتے اور انکے وعظ میں سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہو مسجد و میں سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ملتی۔ مولوی عبدالحی صاحب نے اس محدث خشک کا یہ کلام سُنکر فرمایا تھا کہ اس سید بابرکت کی تشریف آوری سے پہلے ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا۔ مگر جب برسوں اس ہادی وقت کے سامنے ہم دوزانو بیٹھے ہیں تب یہ تاثیر ان کی برکت سے ہماری زبان میں پیدا ہوئی جسپر خلقت شیدا ہو رہی ہو۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزاروں خلقت راہ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے سید صاحب سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہیں کیا۔ اکثر آدمی راہ افراط تفریط چلتے ہیں +

قریب ایک مہینہ تک سید صاحب کا قیام لکھنؤ میں رہا۔ اس عرصہ میں ہزارہا خلقت شرفاء و علماء و اہل حرفہ و صدہا اہل تشیع آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد قیام ایک ماہ کے پھر آپ اپنے وطن بریلی کو تشریف لے آئے +

ایک درخت گرانبار کو دیکھکے دیکر آپکا ایک میل تک لیجانا

ان ایام میں آپ کی ہدایت کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا ہزارہا مرد اور عورتوں کا ہجوم آپکے مکان پر رہتا تھا اور آپکا زنانہ مکان اسقدر بقدر کثیر عورتوں کیواسطے کافی نہ تھا اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ حسب طریق سنت کچھ اینٹوں سے ایک اور مکان اسواسطے آرام مہمانوں کے تعمیر کریں۔ تب دو تین کدھال اور کچھ بھاڑ کی اور کستی منگوا کر ایک گڑھے پر آپ تشریف لیگئے اور گڑھے میں اُتر کر اپنے دست مبارک سے مٹی کھودنی شروع کی۔ تب بہت سے مرید جو اسوقت حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ ہم خادم اسکے کام کیلیے حاضر ہیں آپ نے فرمایا کہ بروقت تعمیر مسجد نبوی کے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود اینٹیں وغیرہ مصالحہ تعمیر کا اپنے سر مبارک پر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور صحابہ کرام بھی اس کام میں آپ کے شریک تھے سو تم بھی جاؤ اور میرے شریک کار کام کرو۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے ہاتھ سے کام نہ کروں۔ حاصل کلام یہ ہو کہ پندرہ روز کے عرصے میں بمعیت یاروں کے حضرتؒ نے پچاس ہزار کچی اینٹیں تیار کر لیں۔ اور دو مہینے کے اندر ایک گھر نہایت وسیع تیار کر کے اُسمیں اپنے اہل کو لے آئے اور اپنا پرانا گھر مہمانوں کیواسطے

خالی کر دیا۔ اِس مدت میں نماز اشراق سے نماز ظہر تک آپ مع یاروں کے کام کیا کرتے تھے۔ بوقت اذان نماز ظہر کے پھر کام بند کر دیا جاتا تھا۔ اُس کیواسطے ایک بڑا بھاری درخت اِس مکان سے بقدر فاصلہ ایک میل کے کٹوایا گیا تھا۔ جب درخت مذکور کٹ چکا تو نجاروں نے عرض کیا کہ اگر ثابت درخت کسی طرح سے اِس مکان کے قریب پہونچ جائے تو حسب ضرورت ہم قطعہ مکان کے ناپ ناپ کر اسکے ٹکڑے کیئے جاویں۔ مگر درخت ایسا بھاری اور لمبا چوڑا تھا کہ دو تین گاڑیوں پر بھی اُسکا آنا غیر ممکن تھا۔ آخر لوگوں نے عرض کیا کہ توپخانہ کے بہت سے بیل منگوا کر اُن سے کھچوایا جائے تو بہتر ہے۔ اسوقت اکثر آدمیوں کے قریب حضرتؒ کے ساتھ موجود تھے۔ سیّد صاحبؒ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائیو آؤ خدا سے دُعا کریں کہ بلا مدد نگاران توپخانہ کے اللہ تعالیٰ اپنی مدد غیبی سے اِس درخت کو وہاں تک پہونچا دے۔ آخر کار اُس جگہ کھڑے ہو کر حضرتؒ نے دُعا کی بعد اتمام دُعا کے اُن سب لوگوں سے آپنے فرمایا کہ سب ملکر زور کرو۔ اکثر آدمیوں نے ملکر زور کیا مگر درخت اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ تب حضرتؒ نے فرمایا کہ تم سب الگ ہو جاؤ جب سب آدمی الگ ہو گئے تو آپ نے مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحیؒ صاحب اور ایک تیسرے عالم کو جسکا نام صاحب مخزن کو یاد نہیں رہا ساتھ لیکر باواز بلند تکبیر کہہ کر اُس صدہا من کے درخت کو دھکا دینا شروع کیا۔ پہلے ہی دھکے میں درخت مذکور گیند کیطرح پلٹے کھا کر لڑھکنے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں منزل مقصود تک پہونچ گیا۔ اُس وقت سب آدمی ہنستے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ حضرت جب ایسا کرتا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی۔ آپ کے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور حضرت یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگوں کی ہے ورنہ میں تو ایک بندہ خاکسار ہوں۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی۔ اُسی حالت وجد میں اُسکا ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لڑکتا چلا جاتا تھا +

سیّد صاحبؒ کا اپنے ہاتھوں سے دو مسجد بنانا

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط شہر رائے بریلی میں تعمیر کیں تاکہ سنت اپنے جدّ امجد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (کہ اُنھوں نے بھی دو مسجد ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھیں) ادا ہو جائے۔ یہ دونوں مسجدیں بھی تین مہینے کے اندر تیار ہو گئیں اور بوقت تعمیر ان دونوں مسجدوں کے بھی مثل دوسرے لوگوں کے بغرض ادائے سنت اپنے جدّ امجد کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اِن مسجدوں کی تعمیر پر مزدوروں کا کام خود آپ یا آپ کے یار کیا کرتے تھے +

سیّد صاحبؒ کے عطیہ میں برکت کا ہونا

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ جس کسی کو بہ اشارۂ حق سبحانہ تعالیٰ سیّد صاحبؒ بہ نیت برکت ایکروپیہ بھی دیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا۔ فقر و فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا۔ وہی مؤلف خود اپنی والدہ کا جو ہمشیرہ سیّد صاحبؒ کی تھی ایک دو عدد اسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سیّد صاحبؒ نے ایکروپیہ بہ نیت تزول برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ میں رکھ لیا اور جسقدر روپیوں کی اُنکو ضرورت ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھیں۔ اُسمیں کبھی کمی نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ والدۂ مؤلف نے ذکر اِس برکت کا حضرتؒ کی مجلس میں کیا تو حضرت نے حال اِس برکت کا سُنکر سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اِسی ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ تمہارے خیال کے موافق تمہارے رہے وہ برکت اُس ایکروپیہ کے سبب سے کی۔

اور اپنے خزانۂ غیب سے اُس صندوق کے اندر روپیہ جیسے اُسنے نظر کے روپے ہوتے ہیں دے دیے۔ ورنہ دراصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ بچے نہیں دیتا۔ بلکہ جس کسی کو یہ نیت برکت میں روپیہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اُسکے گھر میں برکت کرتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں اور ذریعوں سے اُسکی ہر حاجت کو پورا کر دیتا ہے۔ مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ اس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب اُن کو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کر کے اپنے خزانۂ غیب سے اُنکی حاجت پوری کر دیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیوں کا بند ہو گیا ✤

میاں رمضانی عرف ہدایت اللہ کا قصہ

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ بریلی میں رمضانی نام ایک زنانہ (زنخہ) رہتا تھا مثل عورتوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگاتا اور کپڑے چھڑے اور چوڑیاں پہنتا۔ اور ڈاڑھی مونچھ مُنڈوا کر عورتوں کی طرح مسی کا میل لگاتا بھی چوٹی کرتا اور سُرخ کپڑے پہنتا تھا۔ ہزاروں محبت اور جوڑ توڑ اور فقرے اُسکو یاد تھے۔ اپنے فن میں بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا۔ جب سید صاحبؒ کی شہرت ہوئی اور ہزاروں خلقت آپ سے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب خفتہ بیدار ہوئے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جوان خرافاتوں میں مکنون اور مستور تھی جوش مارا۔ اُسکے دل میں بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اوّل اُسنے چرخہ کات کر کچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا۔ جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر اگرچہ زنانی ہیئت اور شکل کے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا پہنے ہوئے خدمت شریف میں حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبدالحی صاحب وعظ فرما رہے تھے۔ یہ میاں رمضانی اِس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دُور ہی کھڑا رہا۔ حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔ بعد تمام ہونے وعظ کے کہیں حضرت سید صاحبؒ کی نظر فیض اثر اُس طالب حق پر جا پڑی۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے۔ تب آپ نے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بُلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُس نے اپنے زنانے محاورے میں جواب دیا کہ واری جاؤں بلائیں لوں میاں کی خدمت میں آئی ہوں حاضر ہونگی جوگن بنونگی آپ نے فرمایا بسم اللہ دیر کیا ہے اُسوقت اُس وہیت کو پردہ سب زنانہ لباس اُسپر سے اُتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو ساتھ لایا تھا پہنوا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا۔ اُسوقت اُسکا نام اور لباس ہی نہیں بدلا بلکہ بہ برکت ہیت کے اُسکی کھٹکی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہو گئی۔ اب یہ میاں ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار اور شجاع اور بہادر ہو گیا۔ وہ رمضانی زنانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیوں میں زنانہ لباس پہنے ہوئے خرافات بکتا پھرتا تھا اب مے محبت الٰہی سے اُسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اگر اُسوقت کوئی صدا اُسکے مُنہ سے نکلتی تھی تو سُبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اِس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سُننے والوں کے دل ہل جاتے تھے۔ اب بجائے چوڑیاں اور کڑوں کے اُسکے ہاتھ میں شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُس کی پیٹھ پر ڈھال لٹکتی رہتی تھی۔ اب وہی زنانہ آپ کے ہمراہ رکاب ملک خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچگیا ✤

آپ کی دعا سے دیوانوں کا باہوش ہو جانا

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپ سے دوچار ہو گیا۔ آپ نے تھوڑی توجہ اُس کی طرف کی اور وہ اُسی دم ہوش میں آکر آپ کے ساتھ ہو لیا اور بڑا سالک باخدا ہوا اور نادم زیست آپکی خدمت میں رہ کر ایک بڑی معرکہ جنگ میں داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا۔ پھر وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ اسی طرح اور بہت سے مجانین

اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش میں آکر سالک ہوجاتے تھے اور جسکے واسطے آپنے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھ کر دم کردیا فوراً اچھا بھلا ہوکر ہوش میں آگیا ؛

دو کسبیوں کا تائب ہوکر نکاح کرنا

اِسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصۂ عجیبہ تحریر کرتے ہیں کہ ایکدن جب آپ اپنی مجلس میں رونق افروز تھے دو کسبی عورتیں جو نہایت حسین و جمیل تھیں لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ ہوکر کنارۂ مجلس ملائک انس پر آکر باادب کھڑی ہوگئیں اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جھک کر آداب تسلیمات بجالائیں۔ حاضرین مجلس اُن کو ناپاک سمجھ کر دُور دُور کرنے لگے مگر جو اُنکے کچھ نصیب چمکے تو سیّد صاحبؒ کی نظر ہدایت اثر اُن پر جا پڑی۔ آپ نے اُن کو فوراً اپنی مسجد میں بُلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز اُن کو سُنا کر اللہ کے خوف سے ڈرایا۔ بس آپکے کلام معجز نظام اُنکے سینوں کے دار پار ہوکر کاری خوف الٰہی کے تھرتھراگئیں اور ڈاہیں مار مار کر رونے لگیں اور اُسی وقت اپنے افعال ناخیبہ سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانوں کے نکاح میں داخل ہوگئیں۔ اور تادم زیست یاد الٰہی میں مشغول رہ کر عمدہ خاتمہ کیساتھ اپنے رب سے ملیں۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک مخترع کا خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپ کے ساتھ خراسان میں جاکر شہید ہونے کا بھی بعینہٖ مثل قصۂ میاں رمضانی ثم ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ اس پُرزور تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور شقی ازلی دباتباع اقوال قدیم کفاروں کے آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے۔ اور مائے ڈر کے آپکی نظر ہدایت اثر کے سامنے نہ ہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس میں آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے جاتا ہے وہ سحر میں پھنس کر گرویدہ ہوجاتا ہے ؛

سیّد صاحبؒ کی پُرزور تاثیر کا بیان

پھر اسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ اطراف ہندوستان میں صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے ہندوستان کا شرک بدعت دُور ہوا۔ پھر لکھتے ہیں کہ آپ کو مقام دعا اور ترقیت دعوت میں بڑی مہارت اور مشق تھی۔ گھنٹوں اور پہروں تک آپ رو رو کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔ جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دُعا کرتے تھے تو حاضرین مجلس سے ہاتھ اُٹھوایا کرتے تھے۔ جب بڑی بڑی مجلسوں میں آپ دُعا کیواسطے ہاتھ اُٹھا کر یا واز بلند نہایت عجز اور انکساری کے بعد اظہار وجہ سوال کے دُعا کرتے اُسوقت حاضرین مجلس پر ایک عجیب قسم طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہوجایا کرتے تھے۔ اور جب بعد معلوم کرلینے مدعا کے آپ کسی خاص مطلب کیواسطے ہاتھ اُٹھاتے تو کبھی ایسا نہ ہوا کہ وہ مطلب حاصل نہ ہوا ہو۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیۂ نفس ایسا جلد ہوجاتا تھا کہ سینکڑوں چلوں اور برسوں کی ریاضت میں بھی وہ بات حاصل نہ ہو۔ آپ کی عادت شریفہ سے تھا کہ مولویوں کو مولانا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آپ کے خشوع خضوع اور لذت عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت نماز تہجد دوپہر میں تمام کیا کرتے تھے اور بعد لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے تھے۔ اسوقت لکھو کیا مرد عورت ہندوستان میں تہجد گذار تھے۔ بقول شاعر ؎ جھوٹ نہاد ھو کے تہجد کے لیے ہے تیار۔ اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہمبستر + اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھ کو حاصل ہوا وہ سب بہ برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا۔ اور پیرنے کی بھی آپ کو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مار کر تہ دریا میں دو رکعت نفل پڑھ لیتے تھے۔ اور باایں تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا نہایت کم کھاتے تھے۔ بلکہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بھائی

یہ مت سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پینا ہے بلکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میری حیات کا سبب فقط یادِ الٰہی ہے۔ اگر یادِ الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤں تو فوراً میرا دم نکل جائے ؛

قرآن مجید کی مثال

مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بھائیو میں تمکو قرآن مجید کی ایک مثال ہندی زبان میں سناتا ہوں جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے۔ سو اسکا اسطرح سے سمجھنا چاہیئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُس نے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیوں کو ایک ملک میں بھیجدیا اور پھر اپنے کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی کو پاس روانہ کیا تب اُس مقرب نے وہاں پہونچکر وہ فرمان اُن کو سُنایا۔ اب اُسکو سُنکر وہ لوگ تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقے نے فرمان کو سُنکر صاف انکار کر دیا اور کہا کہ نہ یہ فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کیطرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب مہاری بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہُوا۔ اِس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس آتے ہیں تو سخت قیدمیں دائم الحبس کیے جاتے ہیں اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہتے ہیں۔ دوسرے فرقہ کے لوگ فرمان شاہی کو سُنکر کہنے لگے کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آئندہ فرمان بھی بلاشک مقرب شاہی ہے۔ اُنہوں نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھکر اُسکے سامنے کھڑے ہو گئے۔ مگر چونکہ اُس میں آسان تھے اُن پر چلنے لگے اور مشکل حکموں سے جی چُرایا۔ سو یہ فرقہ نافرمانوں کا ہے۔ تیسرے فرقے نے فرمان شاہی کو سُنکر اُسکے کُل حکموں کو مان لیا اور آئندہ فرمان کو مقرب مرسلۂ سلطان یقین کر کے اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ سو یہ تیسرا فرقہ نیک حلالوں کا ہے۔ سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقوں یعنی کافروں اور منافقوں اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہیں۔ پس جو سارے حکموں پر عمل کرے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہے ؛

میر اُمید علی صاحب کی برکت سے گڑھی کا فتح ہونا

وہی مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میر امید علی صاحب باشندۂ لکھنؤ کو جو ایک بڑے دین دار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کر کے مشہور تھے سید صاحبؒ کے ظہور کے قبل اُن کو یہ الہام ہُوا تھا کہ اب عنقریب ایک امام مسلمانوں میں پیدا ہونگے اور اُن سے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی۔ سو جب سید صاحبؒ کا ظہور ہوا میر امید علی صاحب القادر ربانی سے سید صاحب کو امام مہم لا سمجھ کر آپ کے مرید اور فرمانبردار ہو گئے تھے۔ جب سید صاحب بریلی میں مقیم تھے ایک مرتبہ میر امید علیہ صاحب آپکی زیارت کے واسطے لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنہیں ایام میں فقیر محمد خاں صاحب افسر فوج سرکار لکھنؤ (جو سید صاحب کے مریدان خاص سے تھے) ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کرنے بہت سے حملوں کے فتح نہ ہوتی تھی اُسوقت لاچار ہو کر فقیر محمد خاں صاحب نے بحضور سید صاحب ایک عرضی اِس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کریں اور میر امید علیہ صاحب کو میرے پاس بھیجدیں۔ غرض سید صاحب نے دُعا کر کے میر اُمید علیہ صاحب کو اُنکے پاس بھیجدیا۔ سو میر امید صاحب کا وہاں پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بغایت آسانی فتح ہو گئی۔ بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ اُس گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شان الٰہی معلوم کر کے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے واسطے وہاں مقیم ہو دُعا کرتا تھا اور اِسی سبب سے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی۔ اور فوج شاہی اُس کو عاجز آگئی تھی۔ لیکن جب یہ برکت دُعا سید صاحبؒ کے وہ شانِ الٰہی پیٹی اور ایک قطب مرسلۂ سید صاحبؒ وہاں پہونچے تو اُس بزرگ متعینہ گڑھی کو الٰہی

تمکہ حال متغیر ہونے شان الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور اُسکے قیام کی دُعا کر رہا تھا اسواسطے سیّد صاحبؒ نے تشریف لے جا کر اُسکو ڈانٹا اور اُس سے حال متغیر ہونے شان الٰہی کا بیان کیا تب وہ فوراً وہاں سے چلدیا اور گڑھی اُسوقت فتح ہوگئی واللہ اعلم بالصواب

ایک کا اپنی بیٹیوں کی شادی کیواسطے آپسے مدد مانگنا

مولوی مرتضیٰ خان صاحب آپ کے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اسطرح لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص فریادی سیّد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سیّد ہیں اور مَیں بھی سیّد ہوں۔ میری دو بیٹیاں جوان قابل شادی کے ہیں سو مجھ کو آپ کچھ دلوا دیجئے جس سے اُن کا بیاہ ہوجائے۔ آپ نے فرمایا کہ سیّد بھائی آپکی بیٹیاں ہماری بھتیجیاں ہیں ہم اُنکے نکاح ہوجانے کے واسطے آپ کو ضرور مدد دیوینگے مگر تم نے جو اپنے خیال کو اپنے دل میں تجویز کر رکھا ہے کہ یہ چیز بھی ہو اور وہ چیز بھی ہو سو اِس خیال کو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُس کے رسولؐ نے بیاہ کے مقدمہ میں حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کر دیتے ہیں موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کیواسطے درکار ہوگی سو یہ آدمی سب مُہیا کر دیوگا۔ اِس جواب باصواب کو سُنکر وہ شخص فوراً خوش ہوگیا

آپ کا اپنے ہاتھ سے لکڑیاں پھاڑنا

وہی مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ جب فجر کے وقت آپ کے قافلے کے آدمی بہت سی خرچ قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیوں کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سیّد صاحبؒ بھی اُنکے ساتھ جنگل کو تشریف لیجاتے اور کلہاڑی سنت مبارک میں لیکر دم بھر میں منوں لکڑیاں چیر کر پھینک دیتے۔ جب دوسرے لوگ آپ کا یہ حال اور مشقت دیکھ کر آپسے کلہاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے قوت میں کم نہیں ہوں۔ اور ثواب کا تم سے زیادہ حریص ہوں +

آپ کی توجہ سے بغداد رُو مراقب بیٹھنا چھوٹ جانا

وہی مولانا مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ میں بجائے قبلہ کے بغداد کیطرف مونہہ کر کے مراقبہ کیا کرتا تھا۔ مجھ کو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خاندان خاص سیّد صاحبؒ سے تھے بارہا اِس حرکت سے منع بھی کیا مگر میں نہ مانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کیطرف مُنہ کر کے بیٹھنے سے مجھ کو مراقبہ میں لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایکدفعہ جب میں بمقام بریلی سیّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اُسوقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کیطرف مراقب بیٹھنے اور اسپر اصرار کرنیکا سیّد صاحبؒ کے گوش گذار کر دیا لیکن سیّد صاحبؒ نے یہ سارا حال سُنکر اپنی زبان مبارک سے مجھ سے کچھ نہیں فرمایا۔ مگر میری طرف بہت توجہ کی میں خیال کر رہا تھا کہ اُسی توجہ سے اُسی دم میرے قلب کو بدل دیا۔ بغداد رُو بیٹھنے کی بُرائی میرے دل میں قائم ہوگئی۔ اُس تاریخ کے بعد پھر میں بغداد رُو ہو کر کبھی مراقب نہیں بیٹھا +

خیر خواہی مسلمانوں کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ میں نے ایک روز سیّد صاحبؒ سے عرض کیا کہ آپ کی برکت سے میں اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہوں اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہیں آپکی برکت سے اُن کا بھی ایسا ہی حال ہوجائے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم تم خلافت پاوینگے اور تم مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُسوقت اُن لوگوں کا حال بھی اچھا ہو جائیگا۔ پھر آپنے مجھ کو خلافت عطا فرمائی اور بادا بلند میرے واسطے بہت دُعا کی اور مجھ کو اُمید ہے کہ وہ دُعائیں میرے حق میں

قبول ہوئی ہونگی - چنانچہ منجملہ اُن دُعاؤں کے ایک دُعا کی قبولیت کا اثر میں ظاہر پاتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ میرے واسطے دُعا کی تھی کہ جو کوئی اِس سے دین کے کام میں جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والوں کو اسپر غالب کرنا - سو آج تک کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھ پر غالب ہوا ہو بلکہ ہمیشہ سے مخالفان دین کو ہمیشہ ذلت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے - بعد ملنے خلافت کے مہینے حضرت سے خیر خواہی مسلمانوں کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیر خواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکا ہو اور تمہارے پاس کھانا موجود ہو تو اُسکو کھانا کھلائیو - اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہوں اور تمہارے پاس کپڑے موجود ہوں تو اُسکو کپڑے پہنائیو - اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور خود روپے پیسے سے بھی اُسکی مدد کرو - اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تم کو کہیں بھیجے اور وہاں جانا خلاف شرع بھی نہ ہو تو وہاں جاکر اُسکا کام کر آئیو - اگر وہ بیمار ہو تو اُس کی خدمت اور عیادت کرو - پس جب تم کو اپنا دوست سمجھیگا تو تمہارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اُس کو تمہاری دوستی کا یقین ہو گیا تب اُسکو نصیحت کرو - اُسوقت وہ ضرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کریگا - پہلے اہل سنت والجماعت کے عقاید اُسکو بتلاؤ - نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل اور ذکر فکر اور دُعا اور درود و استغفار اُسکو سکھلاؤ - اور تنہائی میں اُسکے واسطے دُعا بھی کرتے رہو کہ اے اللہ تعالیٰ اِس شخص کو سیدھی راہ پر قائم کر دے +

سیّد صاحبؒ کی علو مرتبت کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ میں (یعنی سید صاحب) ایکدن مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کے دولتخانہ پر حاضر ہوا اُسوقت آپ کے پاس مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے میں (یعنی سید صاحبؒ) بہت دیر تک بانتظار تخلیہ الان میں ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لے جائیں تو میں مولانا سے کچھ عرض کروں اُسی ٹہلنے کی حالت میں مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندوں کی طرف التجا کریگا تو پھر ہم تیری دستگیری نہ کریں گے +

یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہیں کہ اِس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن ایام میں سید صاحبؒ کا درجہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا - جامع کہتا ہے کہ یہ بات تو میں نے بہت لوگوں کو سُنی ہے کہ جب سید صاحبؒ حج کو تشریف لیگئے اُسوقت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے معلوم ہوا - اُسوقت سے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بعد واپسی سید صاحبؒ کے میں اُنکے ہاتھ پر بیعت کرکے وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل کرونگا - مگر افسوس ہے کہ اُسید مولانا صاحب کی حاصل نہ ہوئی - کیونکہ سید صاحبؒ کے دوبارہ دہلی آنے سے پہلے مولانا صاحب کا وصال ہو گیا تھا

تین بینائیوں کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہیں - اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے - ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے دینی کتابیں اور کل موجودات کو دیکھتا ہے - اِس بینائی میں سب مسلمان اور کافر لجبان ہیں - دوسری عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھوں سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے - اِس دوسری بینائی والے کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دل کی بینائی ہے سو اِس قلبی بینائی سے وہ محض حالات بزرگان دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے

پھر آپنے فرمایا کہ دیکھو یکا فر اور فاجر خواہ کیسے ہی عقلمند ہوں مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندھے ہیں اسواسطے راہ حق کی شناخت اُن کو ہرگز نہیں ہے ؛

جانب الہ آباد کا سفر اوّل

صاحب محزن لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ بریلی میں تشریف رکھتے تھے بہت سے عرائض الہ آباد اور اُس کے اطراف اور جوانب سے بطلب حضرتؒ بریلی آتی تھیں - آخر کار بمعیت ایک سو آدمیوں کے آپ بریلی سے بجانب الہ آباد روانہ ہوئے - مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ فجر کو ایک میل راہ چلنے نہیں پاتے تھے کہ بہت سے آدمی دیہات مجتمع سڑک کے جمع ہو کر بکمال عجز و انکساری آپ کو اپنے گاؤں میں لیجا کر قریب تمام کے کل مسلمان مرد عورت اور بچے آپ کی بیعت سے مشرف ہو جاتے تھے اور باصرار تمام ایکدو روز اپنے یہاں رکھ کر دعوتیں کیا کرتے تھے - قصہ کوتاہ بریلی سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے سوا مہینے کے عرصے میں آپ پہونچے - اسی سفر میں ایک روز بعد مغرب کے ایک ایسے ویران گاؤں میں جا کر فروکش ہوئے جہاں بمشکل تمام صرف دو من کھچڑی میسر آئی مگر پھر پکانے کے واسطے کوئی برابر تن موجود نہ تھا تب دس بارہ گھڑے مٹی کے خرید کر اُن میں وہ کھچڑی پکائی گئی - جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ جسمیں ڈالکر کھائی جائے اسواسطے ایک کنوئیں کے چبوترے اور سرکو جو چونہ گچ کے تھے صاف اور پاک کر کے وہ کھانا اُسپر نکالا گیا اور سب لوگوں نے وہاں بیٹھ کر کھایا - آپ داخل الہ آباد ہوئے اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد میں مقام رہا - وہاں ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی ؛

دفعہ اوّل بنارس میں رونق افروز ہونا

اِس عرصے میں بہت سے خطوط بطلب حضرت کے بنارس سے پہونچے - تب الہ آباد سے روانہ ہو کر دیہات ملحقہ متروک کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتے عشرے کے اندر بنارس پہونچگئے اور وہاں جا کر مسجد معروف بسکتیسر میں قیام ہوا اور قریب ایک ماہ تک بنارس میں مقیم رہے - اِس عرصے میں قریب دس پندرہ ہزار آدمیوں کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے - اثنائے قیام بنارس کے آپ نے اپنے ہمراہیوں کو تاکید سخت کر دی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم لوگ تا قیام اِس شہر کے ذکر جہری اور سری ہر وقت کرتے رہا کرو اور اذکار ذکر سے اُس تاریکی کو دُور کر دو - ایک ہفتہ آپکو بنارس میں پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور سادھو سنت لوگ جو ہندوؤں کے گرو تھے بغرض استفاضہ اور فریاد آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اِس شہر سے تشریف لیجاویں آپ کے ذکر اور فکر سے ایک نور عظیم ہمارے دیوتاؤں اور اُنکے کرشموں میں واقع ہو گیا - حضرتؒ نے بہت ملائمت سے اُن کو دعوت اسلام کی - گروہ ازلی کا فر بہت اچھا اور بہت خوب کر کے چلے گئے - اثنائے قیام بنارس میں وہ تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النسا بیگم نام مدخولہ اسٹریٹن ہیوکس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - یہ عورت حضرتؒ کی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہو گئی - اور باقی عمر یاد الٰہی میں صرف کر کے مسلمان ہو کر مری ؛

مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ شاہزادی خاندان ٹیپو سلطان کے بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے اُنہوں نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم بقسم کے تھان آپکی نذر کیے تھے - آپنے اُن کپڑوں کو مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ کے حوالہ کر کے فرمایا کہ اِن دُنیا داروں کے کپڑوں کو فروخت کر کے بعوض اُنکے رضائیوں کے ابرے

اور رُوئی درگاڑھے اور گزی کے تھان انسانوں کی ضروریات کی چیزیں منگوا کر حاجتمند بھائی بندوں میں تقسیم کردی
ایک دفعہ شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی نے ایک عمدہ قالین سیّد صاحب کیواسطے لائے تھے شیخ غلام علی صاحب کا دل خوش کرنے کیواسطے ایکدو روز آپ اُسپر بیٹھ گئے - اسی عرصہ میں ایکروز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس روٹی نہیں ہے اور جاڑے سے مرتا ہوں تب آپ نے وہی قالین اُسکے حوالہ کردیا ✦

بریلی کو آپ کا مراجعت کرنا

بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سیّد صاحب سلطان پور اور اُسکے مضافات کو جہاں لشکر غلام حسین خان ناظم والیے لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے - اُس لشکر میں ہزارہا مرید آپ کے موجود تھے - کوئی دو ہفتہ تک وہاں قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کرگئے ✦

سیّد صاحب کی حج کی تیاریاں

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلّت میں شوق وذوق اعلائے کلمۃ اللہ والتطفائے نائرۂ کفر و بدعت کا بھرا ہوا تھا - اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُس کی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے رُو رعایا اور بوجہ موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھیں اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی حاجج اور مانع تھے جہاد کیا جائے - مگر جہاد کا کام ایسا نہیں ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جائے اور اِس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو لوٹ آئے - لہذا آپ نے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلیں - اور بعد ادائے اِس فرض کے سکھوں سے جہاد شروع کریں - آپنے اپنے دل میں ٹھانکر ارادۂ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و بھیلت وسہارنپور وغیرہ روانہ کردیے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحیّ صاحب کو بھی اِسی کام کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا - جب یہ اطلاع آپ کے مریدوں اور خلیفوں کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی میں آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جمع ہوگئے اور عائلہ اپنے شمولیت حج کے لکھکر بحضور سیّد صاحب کے روانہ کیں ✦

کانپور کا سفر

اِن دنوں میں کہ آپ تیاری حج کی کررہے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ وجہان آباد و کھجوہ و فتح پور و دلمئو کی بہت سی عرضیاں بطلب حضرتؒ کے پہونچیں - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اِس سفر کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالی نے اِس دَورۂ تیسیر میں بہت سے انعامات وسعادات کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اِس سفر میں ہمارے ساتھ چل - اور یہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس میں حاضر رہ فائدۂ اُخروی اُٹھایا کر - غرض آپ بریلی سے روانہ ہوکر دیہات ملحقۂ سٹرک کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور پہونچگئے اور وہاں سیّد محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا - کانپور میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - منجملہ بیعت کرنیوالوں

کے منڈو وصاحب فرنگی کی عورت تھی جس نے بعد بیعت کرنے کے سات روز تک دونوں وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب ضروری کے آپکی نذر کیا۔ سید صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نذر قبول کی تم ہمارا طرف سے اس مکان کی متولی ہو کر خدمت مسافرین اور خصوصاً مریدان اس گروہ کی کرتی رہو۔ کانپور سے چلکر کوڑہ جہانآباد میں ہدایت کرتے ہوئے آپ مجھاون تشریف لیگئے اور وہاں قاضی کی مسجد میں قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد عورت اس قصبہ کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔

قصبہ مجھاون کی واردات عجیب

بوقت قیام قصبہ مجھاون کے وہاں ایک عجیب واردات ظہور میں آئی۔ اکبر و حضرت سید صاحبؒ بعد ادائے نماز فجر کے مراقب بیٹھے رہے۔ آخر کار قریب چاشت کے اپنے مراقبے سے سر اُٹھا کر باواز بلند تکبیر کہہ کر شکر نعمائے الٰہی کمال خشوع و خضوع گریان و خندان کرنا شروع کیا بعد حمد و ثنا کے آپ سجدے میں گر پڑے اور سجدے سے سر اُٹھا کر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ اسوقت تجھ کو اور تیرے کل ہمراہیوں کو بہشت بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اُس ہاتھ نے اس مسجد کو جنت الماوٰی میں لیجا کر داخل کر دیا اُسوقت آپ نے فرمایا کہ اس مسجد میں جسقدر آدمی موجود ہیں اُن سب کے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور اُن کو مثل اصحاب بدر کے مقبول اور مقبول بارگاہ ایزدی کا تصور کرو۔ وہاں سے چلکر آپ کھجوہ پہونچے اور وہاں کے لوگوں کو شرف بیعت سے مشرف کر کے فتح پور تشریف لے گئے۔ اس بستی میں جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے پھر اُٹھا کر فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیاء مقبولین سلف سے مجھ کو ممتاز کر کے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا و آخرت سے محفوظ رکھ کر اپنی رضامندی اور انعام سے سرافراز کرونگا (اس بشارت میں آپ کے خلیفوں اور خلیفوں کے خلیفوں کی بیعت بھی شامل ہے) اُسوقت میں نے (یعنی سید صاحب نے) عرض کیا کہ اے کریم و رحیم میرے آباؤ اجداد کو بھی میری بیعت سے مشرف کر تاکہ وہ بھی اس عدۂ مغفرت میں شریک ہو جائیں۔ کئی روز تک اس آخری دعا کی قبولیت میں توقف رہا۔ اس عرصے میں سید صاحبؒ وطن میں واپس پہونچگئے۔ وطن میں پہونچکر اس دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم و رحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے آباؤ اجداد کیطرف سے وکیل کر کے اُن کی طرف سے اُس سے بیعت لیلے۔ بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحبؒ نے سید محمد کو اپنے آباؤ اجداد کیطرف سے وکیل کر کے دکالتاً اپنے کل بزرگوں کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی۔ اس سفر سے واپس آکر ایک مہینے تک آپ بریلی میں مقیم رہے اس عرصہ میں حاجیوں کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع ہوئے۔ اور قریب ڈھائی سو مرد عورتوں کے طرف دہلی سے بارادۂ حج پہونچگئے۔ اور قریب ایک لاکھ آدمیوں کے اطراف بریلی سے جمع ہو گئے۔ اور قریب چالیس ہزار کے آپ کے خویش و اقارب تھے۔ غرض قریب چار لاکھ آدمیوں کے آپ کے ساتھ چلنے والے جمع ہوئے جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپ کے مکان پر تیار شدہ کی رُوح بہیئت انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی صحبائی میں بہت سرخ و طال ظاہر کر کے ایک دوسری مخلوق الٰہی سے جو وہاں حاضر تھی مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقائے نامدار ہمکو چھوڑ کر چلا جائیگا۔ یہ کہہ کر ایسا زار زار رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ و زاری کا سید صاحبؒ پر بھی ہو گیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت سید صاحبؒ کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپ نے اللہ رب العزت

سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا فضل و کرم ہے اور یہ اُلفت اِس رُوح کو تیری ہی انعام کے سبب سے ہوورنہ مثل میری ہزارہا آدمی اپنے اپنے مکانات کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج و ملال نہیں کرتا سو اَے رب تو ہی اپنے فضل سے اِس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اِس مکان کو بھی ہم جنت میں داخل کرینگے۔ یہ خطاب اُس رُوح مکان نے خود بھی سُنا اور میں نے بھی بتعمیل حکم اُسکو یہ بات سُنا دی۔ تب اُس مکان نے خوش وخرم ہوکر تسلی پائی اور خوش ہوگیا +

یکم شوال ۱۲۳۶ ہجری یعنی بروز عید لفطر بعد ادائے نماز عید مع چار سو مرد عورت اور بچوں کے بارادہ حج آپ بریلی سے روانہ ہوئے۔ بروز روانگی آپ کے خزانچی کے پاس صرف بقدر ایک سو روپے کے موجود تھے۔ اُسیں سے بھی آپ فقیروں اور مسکینوں اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ نہ گیا۔ اُس وزبقدر ایک میل کے چلکر ایک باغ میں ڈیرہ ہوا وہاں جاکر جو کل اہل قافلہ کی شمار کی گئی تو کل چار سو ساٹھ آدمی مرد اور عورت اور بچے شمار ہوئے۔ اِسی جگہ آپ نے مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی سے دریافت کیا کہ اسوقت کتنی جمع تمہارے پاس موجود ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپیہ اسوقت میرے پاس موجود ہیں تب آپ نے فرمایا کہ اتنے روپیوں سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہیں چلسکتا۔ بہتر ہو کہ ان روپیوں کو بھی فقرا بریلی کو جو اسوقت موجود ہیں دیدو۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے بتعمیل حکم وہ کل روپیہ اُسوقت تقسیم کردیا۔ اِس سارے قافلہ کا کل خرچ سید صاحب کے ذمہ تھا اور اُسوقت سید صاحب کے پاس ایک حبہ موجود نہ تھا۔ مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو ایسا یقین واثق تھا کہ آپ ذرا بھی نہ گھبرائے۔ مگر ہاں ہم جیسے بے صبروں نے جب آپکی بے خرچی اور اِس سفر دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہوگئے اُسوقت ایکدوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہو دیکھئے یہ ناؤ کیسے پار ہو۔ سید صاحب نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی اُتار کر یہ دُعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے اپنی اسقدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کردیا ہے سو مجھ بیچارے پر اپنا لطف اور کرم کرکے بہت خیر وخوبی کے ساتھ آگے زاد راہ اپنے خزانہ غیب سے عیا فرما کے اپنے انعام عام کے ساتھ انکو منزل مقصود تک پہونچادے۔ یہ دُعا کرنیکے بعد منزل اوّل باغ سے کوچ کرکے آپ وملتو کو روانہ ہوئے۔ موسم برسات کا تھا ہر نالا و تالاب اور سڑک پانی سے پُر تھی۔ جب موبقدر دو میل کے گیا تو ایک باغ میں بر سرراہ آپ آرام کرنے کو ٹھیر گئے۔ تھوڑی دیر وہاں پہونچے ہوئے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس پچاس پیادہ آدمیوں کے دلو کیطرف سے چلے آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں وہ لوگ وہاں پہونچکر حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہاں حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اوّل اُنہوں نے بیعت کی پھر ایک نے اُن میں سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہیں میں بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے۔ میں نے جس روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سُنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا رکھا تھا سو آج جب میں کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپ کے حضور میں حاضر ہے تیاری دعوت سے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ آج میں دعوت کرونگا۔ کل تم کرنا سو جب میرا اور اِسکا جھگڑا اوّل دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگوں نے ہم دونو کو حضور کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اب آپ جسکو حکم دیں وہ آج اوّل دعوت کرے۔ سید صاحب نے دونوں بھائیوں کو آپسمیں ضامن کرکے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلے دعوت کا حکم دیا۔ وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ اُس باغ سے روانہ ہوکر بوقت شام داخل قصبہ وملتو ہوئے اُس رات کو ہزار ہا مرد و عورت بیعت سے مشرف ہوئے آپ ایک ہفتہ تک اُس قصبہ میں مہمان رہے نویں روز پانسو روپیہ پر کشتیاں کرایہ کرکے اور سو روپیہ بیعانہ ملاحوں کو دیکر وہاں سے

آگے کو روانہ ہوئے۔ اور جسقدر روپیہ کیضرورت تھی سب اُسی قصبہ دلمئو سے بلا طلب جمع ہوگیا +

جس وقت کشتیوں پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت اُنکو معلوم ہوا کہ فلانی کشتی جسمیں سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا میں غرق ہوجاویگی۔ اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری کے لیے تجویز ہوئی تھی۔ آپنے شان الٰہی معلوم کرکے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمیں آپ سوار ہوگئے اور اپنی سواری والی کشتی میں اسباب لدوا دیا۔ کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو عباؤں کا اسباب تو ضائع نہ ہوگا مجھ کو لیکر ڈوبے تو ڈوبے اسکی مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی میں آپ سوار ہوگئے تو پھر آپ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈبائی نہ جائیگی۔ تب آپنے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہوگئے +

ابھی آپ کشتی پر سوار نہ ہونے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب کئی دھدمہ جو بمقام دلمئو آپ کے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے مظہر ہوئے کہ آواز تشریف آوری حضور کا سُنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھدمہ میرا مکان یہاں سے قریب پانچ کوس کے برلب دریائے گنگ واقع ہے۔ اگر حضور میری دعوت کو قبول فرماکر وہانتک قدم رنجہ فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے۔ حضرتؒ نے قبول فرمالیا اور شیخ مظہر علی صاحب اُسوقت گھوڑے پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی مجاوی دھدمہ کے پہونچ گئے۔ قریب پہر رات گئے شیخ مظہر علیصاحب مع طعام سارے قافلے کے حاضر ہوئے۔ کھانا اس کثرت سے تھا کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کیواسطے بھی بچ رہا۔ صبح کو قریب تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر لنگر وہاں سے اُٹھایا گیا جب کشتی مجاوی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند محمد کفاہ کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیوں کو اپنی طرف بلا رہے تھے۔ حسب الایا سید القافلہ کشتیاں کنارہ پر پہونچیں تو اُسوقت وہ دونوں صاحب کشتیوں میں چڑھ آئے۔ اور حضرت سے مصافحہ معانقہ کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سُنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دور دور سے بہت سے آدمی آکر بامید حصول جمعیت ہمارے مکان ڈگڈگی میں جمع ہیں اگر دو تین روز یہاں قیام فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے۔ تب حضرت نے قیام کرنے کا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیوں سے اُتر پڑے۔ شام کو بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُس بستی میں بہت سے چبوترے امام حسینؓ کے نام سے بنے ہوئے تھے حضرت نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا۔ اُن لوگوں نے اُسی شب تاریک میں پھاوڑہ اور بیلچے اپنے گھروں سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کردیا۔ اور بہت سے علم اور شدے اور پنجے وغیرہ اُن کے گھروں میں موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُسکی چاندی بقدر دو تولہ روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کرکے کہا کہ یہ مال پہلے نذر شیخ کا تھا۔ اب اپکے ذریعہ سے اصلی طور پر بروح پرفتوح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔

ایک انگریز کا سارے قافلہ کی دعوت کرنا

دوسرے دن قریب شام کے اُس گاؤں سے رخصت ہوکر کشتیوں پر پہونچے۔ اُسوقت حضرتؒ نے کھانا پکوانے کا حکم دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ میں کیچڑ پانی اسقدر ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہیں ہوسکتا۔ اُس رات سارے قافلے میں مع عورتوں اور بچوں کے فاقہ کا سامان تھا۔ ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا۔ جب نماز عشا کی ہوچکی اُسوقت دیدبانوں نے عرض کیا کہ فاصلہ دور دراز سے دو تین مشعلیں بسطرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آتے آتے جب مشعلیں کنارہ کے نزدیک پہونچی تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار بہت سا کھانا قسم قسم کا ہنڈیوں میں کھولائے ہوئے چلا آتا ہے۔

اُس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ جب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نوکر واسطے لانے خیر تشریف آوری حضور اسطرف تعینات کر رکھے تھے۔ سو آج اُنہوں نے مجھ کو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں براہ بندہ نوازی اسکو قبول فرمائیں۔ حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لیکر قافلے میں تقسیم کر دو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا۔ وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب سے وہ وہاں حکومت رکھتا تھا۔ اور در اصل اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکا نہ رہنے دیا۔ اور اپنی قدرت ظاہر کرنے کو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہاں سے کھانا پہنچوا دیا۔ وہاں سے چلکر رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا۔ اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدان خاص حضرت کے تھے پہلے سے منتظر کھڑے تھے۔ اُنہوں نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کر کے چھوڑے روز آپ بھی مع اہل و عیال خود بارادۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہو گئے۔ اُسدن ایک زمیندار موضع وجینی کا سارے قافلے کی دعوت کا سامان لایا

الہ آباد میں شیخ غلام علی صاحب کی فیاضی کا بیان

پانچویں روز وہاں سے لنگر اُٹھا کر بروگھاٹ پر شہر الہ آباد میں لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و بچہ حسب تعہد شیخ غلام علیصاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری میں جو بریب دریا تھی فروکش ہوا۔

الہ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علیصاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی۔ شیخصاحب اکثر ہزار روپیہ روزانہ دعوت قافلہ پر خرچ کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مکانہ الہ آباد کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے۔ الہ آباد تک پہونچنے میں تعداد مردمان قافلہ کی ساٹھ سو ہو گئی تھی۔ شیخ غلام علیصاحب نے تیرہ عدد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور ہر ایک اہل قافلہ کیواسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت داروں کیواسطے دس دس روپے نقد اور خود حضرت کیواسطے چار ہزار پانچسو روپے نقد نذر کیے۔ یہاں الہ آباد میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔

شاہ اجمل صاحب کے تکیہ والے مشہور مشایخین میں سے بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے +

دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہو کر مرزا پور میں لنگر ڈالا گیا۔ وہاں شیخ عبداللطیف صاحب سے اگر نے ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی۔ چار ہزار پیسے نقد حضرت کو نذر کیے اور خود بھی بارادۂ حج شریک قافلہ ہو گئے۔ یہاں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ بعد ایک ہفتہ کے مرزا پور سے روانہ ہو کر دو تین روز چنار گڑھ میں قیام رہا اور وہاں سے چلکر داخل شہر بنارس ہوئے۔ چونکہ اس شہر میں آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نہ تھا اسواسطے ایک ماہ تک بنارس میں قیام کیا گیا۔ دونوں وقت سارے قافلے کی دعوتیں ہوتی تھیں۔ حیات النساء بیگم اور شاہزادگان خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپ کے مریدوں میں سے تھے بڑی تواضع سے پیش آئے۔ نماز عید الفطر بھی اس شہر میں ہوئی اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوا ہو مردمان قافلہ کے صدہا باشندگان بنارس اُسی گوشت کو تین روز تک کھاتے رہے۔

مولوی حافظ اکرام الدین صاحب کے مرید ہونے کا قصہ

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جس نے صرف میر شرح ملا جامی کا پڑھا تھا مع ہذا حافظ مولوی

وحید الدین کھلتی سے بمقام دہلی پڑھا تھا۔ اور دہلی کے بازار دریبے میں عطاری کی دوکان کرتا تھا اسوقت شہر مذکور میں موجود تھا۔ مولوی وحید الدین صاحب اپنے اُستاد سے جو اسوقت سید صاحبؒ کے ساتھ تھے آکر ملا۔ عند الملاقات مولوی وحید الدین صاحب نے اُس سے فرمایا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش میں تھے۔ اب چلو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہے اُس نے کہا کہ حضرت کی خدمت میں چلنے کا تو مضائقہ نہیں مگر جب تک میری تسلی نہ ہوگی کسی کا مرید نہ ہونگا۔ مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہوگی۔ اُس نے کہا کہ جب تک سولہ اصلے اللہ علیہ آلہ وسلم مجھ کو اجازت نہ دیویں میں بیعت نہ کرونگا۔ مولوی وحید الدین صاحب اس بات سے لاجواب ہوکر بغیر ملاقات پائے ڈیرہ کو چلے آئے اور سید صاحبؒ کی خدمت میں یہ سارا قصہ بیان کیا آپنے مسکرکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہیں آدمی کو ایسے امور میں خوب تحقیقات کرلینی چاہیئے۔ پھر آپ نے ایک پرچہ کاغذ پر درود شریف لکھ کر مولوی وحید الدین صاحب کو دیا اور فرمایا کہ یہ لیجا کر اُنکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھکر سو رہو انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ اُسوقت حضرتؐ سے اجازت لے یا حضرتؐ کے ہی ہاتھ پر بیعت کرلیوے۔ غرض مولوی وحید الدین صاحب نے وہ درود اُسکو پہونچا کر حسب ایما حضرتؐ کے سمجھا دیا کہ اُس رات کو درود پڑھکر سوئے۔ اُس شب حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی اُسکو زیارت نصیب ہوئی تب اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت سید احمدؒ آپکے فرزند ہیں آپنے فرمایا کہ ہاں وہ میرا فرزند ہے۔ پھر اُس نے عرض کیا کہ کیا اُنکے ہاتھ پر بیعت کروں۔ آپنے فرمایا کہ اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اِس خواب کے اُسکی آنکھ کھُلی تو اُسی وقت درود پڑھتا ہُوا مولوی وحید الدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصہ اپنے خواب کا بیان کرکے حضرتؐ سے بیعت کرنے کا خواہاں ہُوا۔ فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحید الدین صاحبؒ نے اُسکو حضرت کے حضور میں لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا۔ ایک روز سید صاحبؒ نے اُسکو فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہم نے تم کو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ۔ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کام مجھ سے کیسے ہوگا میں تو عالم نہیں ہوں دو ایک کتابیں مولوی وحید الدین صاحب سے ایک عرصہ ہُوا دیکھیں تھیں سو وہ بھی بھول بھلا گئیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ یہ مضائقہ نہیں اگر تم کو علم نہیں ہے تو گیا ہوا تم وعظ کہنا شروع کردو واسطے پیر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تم کو علم بھی عطا کریگا تب اُس نے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دُعا کریں اُسوقت آپ دُعا کرنے پر مستعد ہوگئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ میں بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دُعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ آپ نے دُعا کے واسطے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تو نے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا۔ تو نے سے پانی جاری کیا۔ پتھر سے ناقہ نکالا۔ آدم علیہ السلام کو بے ماں باپ کے بنایا اور عیسیٰ کو بے باپ کے پیدا کیا۔ اور ہمارے نبی اُمیؐ کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا۔ سو اے اللہ اپنے نبی اُمی کی برکت سے اِس شخص کو علم ظاہر اور باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے اور سب بھائی مسلمانوں نے تمہارے واسطے دُعا کی ہے اور اسطے اُمید قوی ہے کہ اللہ رب العزت تم کو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا۔ اب تم وعظ کہنا شروع کردو۔ اِس دُعا کے ساتھ اُسکی شرح صدر غیب سے ہوگئی تب اس نے وعظ کہنا شروع کیا اور ایسا سحر البیان واعظ ہُوا کہ اب جو کوئی اُسکا وعظ سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دہلی میں جاکر اُسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کسی کو یقین نہ ہُوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود دہلی میں آئے اور جامع مسجد میں وعظ کہا۔ تمام شہر میں اُنکے وعظ کا چرچا پھیلا۔ لوگ کہتے تھے کہ بعد مولوی

محمد اسمٰعیل شہید کے ہمنے ایسا وعظ کسی کا نہیں سُنا مگر مفتی صدرالدین خان اور مولوی فضل حق صاحب نے اس خبر کو سچ نہیں جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ میں حاضر ہوئے اور چند سوال بھی سوچ کر لائے تھے کہ اُن سے دریافت کریں گے۔ جب اُنہوں نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور عجائبات اور نکات قرآنی کا بیان کرنے لگے اور طرفہ یہ کہ جو سوال دونو صاحب سوچ کر آئے تھے وہ سب سوال بیان کر کے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیدیئے اُن دونوں فاضلوں نے بعد وعظ کے اُن سے مصافحہ کیا اور کہا کہ بھائی تمہارا یہ علم برکت حضرت سید صاحبؒ کی وجہ ہی کسبی نہیں ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم کا حال الفسحورہ فاتحہ سے جو اُنہوں نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے بنارس سے ایک ماہ کے قافلہ کا کوچ ہوا۔ غازی پور اور زمانیہ ایک دو مقام کر کے داناپور پہونچے۔ داناپور کے لوگ حضرتؒ کے بہت مشتاق تھے اور بنارس تک آپکی پیشوائی کے لیے آئے تھے۔ اسلیے یہاں ایک ہفتہ قیام تک قیام رہا۔ اِس ہفتہ میں مولوی محمد اسمٰعیل شہیدؒ و مولوی عبدالحی صاحب روزانہ جابجا وعظ کیا کرتے تھے۔ اُن کے وعظ کی تاثیر سے ہزارہا خلقت شرک و بدعات سے تائب ہو کر سید صاحبؒ کی بیعت سے مشرف ہوئی۔ بہت سی کسبیاں اپنے پیشۂ زناکاری سے تائب ہو کر لوگوں کے نکاحوں میں داخل ہوگئیں۔ بعد ایک ہفتہ کے یہاں سے روانہ ہو کر آپ داخل شہر عظیم آباد پٹنہ کے ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اِس شہر میں قیام رہا۔ ہزارہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعت مروجہ سے تائب ہو کر آپکی بیعت میں داخل ہوئی۔ چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور اور مقبول خلیفہ جن سے لکھنؤ کا خلقت کو آپ کے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندے تھے۔ اِس شہر کے لوگ اپنی اولوالعزمی اور جان نثاری میں آپکے سائے مریدوں پر سبقت لیگئے۔ اِس شہر کا خاندان صادق پور آپ کے کُل تابعین کا پیشرو سمجھا گیا ہے۔ پٹنہ سے روانہ ہو کر مونگیر اور بھاگلپور میں ٹھیرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ مرشد آباد پہونچے۔ مرشد آباد میں چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا ہے ایک فرد بشر بھی ساکنان شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہیں آیا۔ یہاں سے چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایک ہفتہ تک ہوگلی میں مقام رہا۔ وہاں سے روانہ ہو کر مقام شی رام پور میں داخل ہوئے۔ یہاں سید عبداللہ ابن سید بہادر علی جن کو آپ نے یہاں خلافت بھی دی تھی اور بہت سے آدمی اِس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لیے کشتیاں ٹھیرائی گئیں۔ اُس وقت منشی امین الدین صاحب وکیل سرکار جو رؤسائے اہل اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اِس خاکسار کے غریبخانہ میں رونق افروز رہیں اور جو نان و نمک میسر ہو قبول فرماتے رہیں۔ حضرتؒ نے اُن کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اُسکے تھوڑی دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہاں پہونچے اور حضرتؒ کو اپنے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا۔ مگر چونکہ حضرتؒ نے منشی امین الدین سے وعدہ کر لیا تھا اسواسطے اُن کی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ بعد نماز مغرب کے اول حضرتؒ بسواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لے گئے اور پھر منشی صاحب نے ہر قسم کی سواریاں بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان میں پہنچا دیا +

ایک عمدہ باغ میں قافلہ کا ڈیرا کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پرتکلف کھانا منشی صاحب کے یہاں سے آیا اور بافراغت سارے قافلے نے سیر ہو کر کھایا۔ صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کو واسطے جوتے خرید کر ہر ایک کو تقسیم کر دیئے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اُسکو کپڑے بنوا دیئے۔ لیکن اُس تاریخ سے سید صاحبؒ کو اُس مکان میں اُتار کر جو منشی امین الدین صاحب رخصت ہوئے پھر آکر اُنہوں نے کبھی مونہ نہیں دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُن کے

یہاں سے سارے قافلے کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہر وقت خدمت کیواسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود بھی آئے۔ اسیطرح پر قریب ایک مہینہ گذر گیا اور یہاں حضرتؒ کو بھی بڑے کثرت بیعت کرنیوالوں کے ذرا بھی فرصت نہ ہوئی جو اُن کے پُرسان حال ہوتے۔ اکثر شام کو خود بخود مولوی وحید الدین صاحب واسطے استفسار حال منشی صاحب کے اُنکی جائے سکونت پر تشریف لیگئے۔ منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولویصاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم کی ممنوعات شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے۔ مولویصاحب نے بعد مزاج پُرسی اُس اسباب ممنوعہ کی بُرائی اور خوف مواخذہ الٰہی اور دنیا و لغریب کی ناپائداری بہت خوبی سے بیان کی کہ اُن کلمات نصیحت آمیز کو سُنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ اُنہوں نے اُسیوقت ہزار ہا روپے کا اسباب شراب خوری کا اٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر اُنکے گلوانے کا حکم دیدیا۔

منشی امین الدین صاحب کا اُن کی دلدادہ کے ساتھ نکاح ہو جانا۔

اُس کے بعد مولویصاحب نے بسبب عدم حاضری بحضور سیّد صاحبؒ اُن سے پوچھا اُسوقت منشی صاحب نے بہت شرم وحیا کے ساتھ عرض کیا کہ میں ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں اور بالمشافہ آپ سے اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں یہ میرا رفیق آپ سے عرض کریگا۔ اُس رفیق کو مولویصاحب نے تنہائی میں لیجا کر پوچھا تو اُسنے عرض کیا کہ اِس شہر میں ایک کسبی نہایت حسینہ و جمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے مالدار آدمی اُسکے شیدا ہیں منجملہ اُن کے ایک منشی صاحب بھی اُسی کے عاشق زار ہیں۔ مگر وہ غانہ نگر ایمان ہفتے میں صرف ایکبار یہاں شب باش ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہیں مگر وہ کمبخت راضی نہیں ہوتی۔ اب منشی صاحب سخت مخمصہ میں پڑے ہیں اگر سیّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں تو وہاں بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس غانہ نگر ایمان کو ترک کرنے پر بوجہ غلبۂ محبت کے اُنکی جان نہیں بچتی۔ مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سُنکر سیّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور موبموسار احوال آپ کے گوش گذار کر دیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اُن سے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ میں سچی توبہ کر لیگی تو خداوند تعالیٰ اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین صاحب پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے۔ یہ بشارت زبانی حضرتؒ کے اُن کو سُنادی۔ اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنے کا تھا مولوی وحید الدین صاحب کی موجودگی میں ہی مثل برق وہ بھی آن پہونچی اور مولویصاحب کے سامنے آکر بیٹھگئی مگر منشی صاحب بہت محجوب ہوئے۔ اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پُرسی کے کہا کہ کہاں سے تشریف لائے۔ مولویصاحب نے کہا کہ سیّد صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہوں۔ اِس عرصہ میں سیّد صاحب کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقوں کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کیطرف چلدیے منشی جی نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر جھٹ پٹ اُس بیسوا کو ایک کوٹھری ملحقہ میں داخل کرکے دروازہ بند کر دیا اور آپ استقبال کرکے سیّد صاحب کو اندر لے آئے۔ اُس کوٹھری کے سامنے جہاں وہ کسبی بند تھی حضرت بیٹھ گئے۔ اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مودب بیٹھے تھے۔ مولوی وحید الدین صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور میں طبیب حاذق کے حاضر ہے۔ اب طبیب کی اتفاقات چاہیئے۔ یہ سُنتے ہی حضرتؒ نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اِس زور شور سے اُس خالق ارض و سما کی احسن الخالقیت اور شرح شکر نعمائی الٰہی کہ حُسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر اِن سب چیزوں کے فانی اور قابل زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذۂ الٰہی کا حال اور قبر اور علم حشر

کی بیکسی آنکھوں کے سامنے تصویر کر کے دکھلادی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس بیہوش ہوگئے اور وہ کبھی بھی جو ہر ہر لفظ وعظ کا سُن رہی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے لگی - اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر دہاڑیں مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال ماضیہ سے توبہ کر کے سب سے اوّل بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی - اُس بی نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کر کے عرض کیا کہ جس اودنی اعلیٰ سے حضور چاہیں اِس لونڈی کا نکاح کر دیں - تب حضرتؒ نے اُس مجلس میں منشی جی سے اُسکا نکاح کر دیا - بعد اس بیعت کے یہ دونوں میاں بیوی بڑے صالح اور متقی ہوئے - مگر صاحب مخزن احمدیہ نے دوسری طور پر اس قصہ کو بیان کیا ہے - اگرچہ ماحصل دونوں قصّوں کا ایک ہی ہے - کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ میں شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو میں ایسا عادی ہوں کہ اُس بدوں ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا - اور سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب کو چھوڑ نہیں سکتا - آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر ہمارے سامنے شراب پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اِس شرط کو منظور کر کے اور سب منہیات سے توبہ کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی - اور اپنے گھر میں جا کر جب نشۂ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر سے شراب مانگی - وہ ایک پیالہ میں ڈاکر شراب لے آیا جونہیں پیالہ ہاتھ میں لیکر مونہہ کے نزدیک لیگیا تو دیکھا کہ دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے سیّد صاحب سامنے کھڑے ہیں فوراً پیالہ شراب کا ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہوگیا مگر پھر دیکھا تو سیّد صاحبؒ ہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو کچھ وہم ہوگیا تھا - سیّد صاحبؒ یہاں کیسے آوینگے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ - جب نوکر شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ میں لیکر مونہہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سیّد صاحب سامنے کھڑے ہیں اسیوقت پیالہ پھینکدیا اور کھڑا ہوکر حضرت حضرت کر کے اُسطرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں ہے - تب مکان کے کل دروازوں کو مقفل کرا کے ایک کوٹھری میں گھسکر وہاں شراب طلب کی تو مُنہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی پھر سیّد صاحبؒ کو سامنے کھڑے دیکھا - تب بھی پیالہ پھینکا مگر سیّد صاحبؒ کو ڈھونڈھا تو آپ کا کچھ پتہ نہ پایا - آخر لاچار ہوکر پاخانہ میں جاکر شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُس نے شراب سے بھی توبہ کی اور سب شیشے اور ظروف شراب نوشی کے توڑ واکر پھنکوا دیئے +

صاحب ذکر جلی بروایت **نثار علی** صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ **عبدالعزیز**ؒ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ بعد عروج سیّد صاحب کے مولانا شاہ **عبدالعزیز**ؒ صاحب نے اپنے کل مریدوں اور شاگردوں کو کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اب سیّد صاحبؒ سے ہوگا تم سب اُنہیں کیساتھ ہو جاؤ - یہ **نثار علی** صاحب بھی آپکے ساتھ ہوگئے اور کلکتہ میں بھی آپ کیساتھ تھے - سو وہ ذکر کرتے ہیں کہ بروقت قیام کلکتہ کے ایک روز مولوی **راشد** صاحب جنہوں نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی **معظم حسین** صاحب اور ایک تیسرے عالم جنکا نام اوی یاد صاحب ذکر کیا تھا کو یاد نہیں ہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت سیّد صاحب کے مکان پر آئے کہ اُسوقت سوائے سیّد صاحبؒ اور راوی کے اور کوئی عالم مولوی وہاں موجود نہ تھا اور بغرض امتحان علم و کمال سیّد صاحبؒ کے اُس تنہائی میں سورۂ **فاتحہ** کی تفسیر آپ سے پوچھی - اُسوقت اِس سورہ کی تفسیر کو آپنے اِس خوبی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینوں عالم سُنکر دنگ ہوگئے اور اُسوقت آپکے دست مبارک پر بیعت کر کے ملافات تنہائی اور سوءظنی کی معذرت کرنے لگے +

ایک شاہزادہ ملحد کا وجود و اجب الوجود ہی انکار کرنا اور قائل ہوکر سیّد صاحب سے بیعت کرنا

حین قیام کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان تیپو سلطان کے مکان پر ہوئی - حضرت مع مولانا **محمد اسمٰعیل** اور دوسرے

رفقائے کالمین کے وہاں تشریف لیگئے۔ ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد و عبدالرحیم عرف عبدالرحیم مغرور، کا تھا اپنے مثل اپنے اُستاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید صاحب کے سامنے بیٹھ کر انکار واجب الوجود جل شانہ و اعظم برہانہ و انکار نبی اُمّی اور قرآن مجید کا زبانِ عربی میں کرنے لگا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدائش اور نشو و نما ملک ہند ہوا ہے اور کبھی زبانِ عربی میں بات چیت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہی۔ بہتر ہے کہ آپ زبانِ ہندی میں بات چیت کرو تا کہ میں اور تم اور سب حاضرینِ مجلس اُس کلام کو سمجھیں۔ اُس نے یہ بات سُنکر اور تھوڑی دیر توقف کرکے پھر زبانِ فارسی میں گفتگو شروع کی۔ اُسوقت آپنے فرمایا ہر چند کہ زبانِ فارسی بھی میں سمجھتا ہوں اور تمہاری زباندانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرینِ مجلس پر ظاہر ہوگئی اور چونکہ یہ سب تکلف ہی بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اُردو میں گفتگو شروع کرو۔ تب لاچار اُس نے اُردو میں بہ رعایت قواعد منطقیہ و دلائل کلامیہ گفتگو شروع کی۔ اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے دل میں خیال آیا کہ شاید حضرت اسکا جواب دینے کا مجھ کو ارشاد فرمائیں گے تب میں اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نہ فرماکر جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہیں آپ نے کلمات عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اِس ملک کی حاکم سرکار کمپنی ہے۔ کسی نے اُسکو نہیں دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہیں اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور کہے کہ کمپنی تم کو اسوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤں میرے ساتھ چلو تو تم اُس حکم کو قبول کروگے یا نہیں۔ اُس نے کہا ہاں اُسیدم قبول کرونگا۔ کیونکہ وہ حاکم ہی اور میں محکوم۔ سید صاحب نے فرمایا کہ تم نے کبھی کمپنی کو دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے کہ جان جاؤ گے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اُس نے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس وغیرہ کے دیکھکر یقین کرینگے۔ آپنے فرمایا کہ بہت سی کارگر ایسے ہیں کہ اُس جیسی چپراس اور نشان جعلی تیار کردیں پھر تم کو کیسے یقین ہوگا کہ یہ شخص درحقیقت مرسلہ کمپنی کا ہی جسکے ساتھ تم ننگے پاؤں چلے جاؤ گے۔ اُس نے کہا کہ وہ حاکم اور ہم محکوم ہیں ہم کو اُسکا حکم بے چون وچرا ماننا ضرور ہے۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موہوم پر آپکو اس درجہ کا ایمان ہی کہ اُسمیں خیال بے حرمتی کا بھی نہیں کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئیں محکوم کہتے ہو اور یہ قرآن کلام معجز نظام کہ جس کی شان میں اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ اگر سب[1] جن اور آدمی جمع ہوکر ایسا قرآن بنانا چاہیں تو ہرگز مثل اُسکے نہیں لاسکینگے اگرچہ اُسکے بنانے میں ایکدوسرے کا مددگار رہو اور حضرت رسالت پناہ بتائید معجزات بادہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہی شرف افزا اِس علم کے ہوئے۔ اسقدر کلام آپکی زبان مبارک سے سُنکر وہ کافر بھونچکا سا رہ گیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہم خواندہ نہیں ہیں یہ علم آپنے کہاں سے سیکھا تب آپ نے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہی جسکے وجود کا تم انکار کرتے ہو۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سُننے کے بعد اُس ملحد نے طریقہ الحاد سے توبہ کرکے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت میں حاضر کرنیکی کوشش کیگئی مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوا اور مسلمان ہوجانیکے ڈر سے دُور دُور پھرا کیا۔

غلام حسین دلال کا آپکی مخالفت سے مجنون ہوجانا

صاحب ذکر جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہیں کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ میں ایک بڑا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپے نقد موجود تھے مگر وہ ننانوے کے پھیر میں پڑا ہوا تھا۔ اُسکو اتدن ایک کروڑ روپیہ کی ٹکی تنا تھی۔ یہ شخص بڑا شرابی اور بدکار تھا اُسکو سید صاحب سے اِس سبب سخت عداوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ننج راگ

[1] فرماتا ہو اللہ تعالیٰ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ ۱۷ سپارہ ۱۵۔ رکوع ۹۔ آیت ۸۸

وغیرہ عیش و عشرت کی چیزوں سے کیوں منع کرتے ہیں۔ اور یہانتک اُسکو سیّد صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ سیّد صاحب ان چیزوں سے منع کرتے ہیں اسقدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے۔ سیّد صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت کا حال معلوم تھا مگر ان سب باتوں کو سُنکر آپ خاموش رہتے تھے۔ ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان میں ٹہل رہے تھے اُسوقت یک بیک آپنے ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین دلال پر نازل ہوگیا۔ جب شہر میں لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا۔ جب اُسکو کبھی کچھ ہوش آتا تھا تو یہی پکارتا تھا کہ سیّد رضا برحق کو لاؤ یا مجھ کو اُن کے پاس لے چلو جب لوگ اُسکو حضرت کی خدمت میں لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی۔ اور جب حضرتؒ سے جُدا ہوتا تو پھر مجنون ہوجاتا۔ آخر اُسی حالت میں سب دھن دولت چھوڑ کر مرگیا اور ایک کروڑ روپیہ اکر نیکی حسرت ساتھ ہی لے گیا ؛

وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی **محمد علی** صاحب امیوری بیان کرتے ہیں کہ جو کوئی جس کرامت کیواسطے **سیّد** صاحبؒ کو آزماتا تھا تو اللہ تعالی وہی کرامت آپ کے ہاتھ سے ظاہر کرادیتا تھا اور باتباع اپنے جدامجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپ کے پاس آتا یا آپ کسی کے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دیے پاؤں آپکی پشت کی جانب سے آتے تو بھی اللہ تعالی نے اُن کا آنا آپ کو معلوم کرادیا اور بلا مونہہ موڑنے کے آپنے اُن کا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا۔ غرض سلام علیک میں آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے ؛

علم ریاضی میں ایک پادری کا امتحاناً آپکو ٹٹولنا اور آپکے بیان سے دنگ رہنا

وہی صاحب ذکر جلی زبانی **عبید اللہ** اور سیّد کرامت **علی** صاحب کے لکھتا ہے کہ ایکدن بوقت شام بمقام کلکتہ آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے۔ اُسجگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا۔ وہ پادری آپ کو ٹہلتا ہوا دیکھ کر آپکی خدمت میں حاضر ہوگیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان میں لیگیا اور وہاں لیجاکر آپسے عرض کیا کہ آپسے کچھ سُنا چاہتا ہوں آپنے فرمایا کیا سُنوگے اُس شقی ازلی نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی میں کچھ بیان فرمایئے۔ آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سُنا تھا مگر منجانب اللہ اُسوقت اُس علم کی باتیں اس خوبی سے آپ پر کھلیں کہ اگر اقلیدس جیسا بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا۔ وہ پادری سُنکر دنگ گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعوی ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے۔ اس شخص سے بڑھکر دنیا میں کوئی ریاضی دان نہ ہوگا ؛

شہر کلکتہ میں بیعت کرنے والوں کی یہ کثرت تھی کہ ہزارہا نفوس آدمیوں کو ایک جگہ جمع کرکے سات آٹھ پگڑیوں کو اُس مجمع میں پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا منجملہ اُن پگڑیوں کے پکڑلیوے پھر آپ اُن پگڑیوں کا ایک کنارہ اپنے ہاتھ میں تھام کر کلمات بیعت کو باآواز بلند تلقین کرتے تھے۔ اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتیں وہاں کے لوگوں کے گھروں میں تھیں اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر میں موجود تھے۔ شراب تو ایک عام بات تھی اُس سوا شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا۔ اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کیواسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہے اور نہ کونسل کا آرڈر ہے پھر بلا حکم ہم اُسکو کیسے کریں۔ اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہوگیا۔ ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا۔ اگر غیر مختون یا بے نکاحی جورو والا ہوتا تو فوراً یہ سنت ادا کرادی جاتی۔ بلکہ ان دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلے اور گلی کے چودھری تعینات تھے۔ ایسے لوگوں کا نشان دیتے

جاویں - ہر روز دس پندرہ ہندو بھی مُسلمان ہوتے تھے اُن کا بھی ختنہ کرکے ایک علیحدہ مکان میں رکھا جاتا تھا
اِس کثرت سے محتون آدمی اُس مکان میں جمع ہوگئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے اُنکی خدمت کیواسطے
تعینات تھے - تب تو کلکتہ اور اُسکے نواح میں اسقدر کثرت آپ کے مریدوں کی ہوئی کہ جو کوئی آپسے بیعت نہ کرتا تھا
اُسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اسوجہ سے بایعین کی اور بھی کثرت ہوگئی - مولوی عبدالحی صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل
شہید ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے - اور اِن بزرگوں کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت
مثل پروانہ گرویدہ ہوگئی - ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دُکانیں بند ہوگئیں
ٹھیکہ داران شراب نے اِس کی نالش بحضور حاکمان ضلع کرکے استغاثہ دخل کردیے اور کہا کہ صبح سے شام تک
ایک خریدار نہیں آتا کسکے ہاتھ فروخت کریں - صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کرکے ٹھیکہ داروں سے کہا کہ یہ بسبب
تشریف آوری اِس درویش باکمال کے یہ بلا تم پر نازل ہوئی ہے - مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے
اِسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دُکانیں بدستور سابق جاری ہوجائینگی - اُنہوں نے کہا کہ تیا مگنج بھی اثر اِس درویش کا
یہاں سے نہ جاویگا - اِنہدنوں میں اگر چہ سید صاحبؒ کے ساتھ قافلہ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر
باہر کے مہمانوں کی اِسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانیوالے نہ ہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی
بہ برکت قدم سید صاحبؒ کے کھانا بھی اِس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہوکر منوں بچ رہتا تھا - سید صاحب
کی داد و دہش کا یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلوا دیا - بقول شاعر ؎ نرفت لایزال سائلش محروم
مگر بہ اشہدان لا الہ الا اللہ + شیخ عبداللطیف صاحب سوداگر مرزا پور جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا
سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار نقد کے بمقام کلکتہ سائلوں کو دیئے گئے +

ایک مالدار ہندو سیٹھ کا ایک سچا خواب دیکھکر حضرتؒ کے ہاتھ پر ایمان لانا

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو متفق باتفاق تحریر کرتے ہیں کہ شہر سلہٹ واقع
بنگالہ میں ایک بڑا مالدار ہندو سیٹھ ہمسر قارون رہتا تھا - ایک رات کو اُسنے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی لمبی
سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اِس سیڑھی پر چڑھ کر آسمان پر گیا - ایک دروازے سے آسمان میں داخل ہوکر اُسنے
ایک شخص خوشرو و خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور اُسکے نزدیک بہ ادب تمام اُسکو سلام کیا
اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے - اُس نے جواب دیا کہ میں حضرت آدم صفی اللہ (علیہ السلام) باپ کل بنی
آدم کا ہوں (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اُس کرسی نشین سے باتیں کرنے کے وقت جو میری نگاہ بائیں طرف کو
جا پڑی تو دیکھا کہ وہاں ایک دروازہ ہے کہ اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے
جب میں نے غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرارے اور انگارے اچھل رہے ہیں اور مرد و زن کا
دل بادل ہوکر سارے مکان کو گھیرے ہوئے ہیں اُس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے
اور معذبین کی آہ و فریاد اور نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے - یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی میں
بیہوش ہوکر گر پڑا - تب اُس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اِسکو یہاں سے اُٹھا کر مہنی طرف والے دروازے
پر لیجاؤ - جب میں وہاں لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش و حواس درست کردیے تب
میں نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازے کے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیوں سے بنے
ہوئے ہیں - درخت ہر قسم اقسام کے میووں سے لدے ہوئے اُوپر جانور چہچہا رہے ہیں - آب رواں کی نہریں نہایت

لطافت اور خوبی سو جاری ہیں - یہ کیفیت دیکھ کر میرے دل کو بہت سرور ہوا - تب میں نے اُس کرسی نشین کے پاس جاکر حال اُن متضاد مکانوں کا پوچھا - اُسنے فرمایا کہ یہ دہنے طرف بہشت برین جائے سکونت مؤمنین موحدین کی ہے اور بائیں طرف دوزخ تا ندانستہ کفار اشرار کا ہے جو بتوں اور غیر اللہ کو پوجتے ہیں اور رسولوں کے حکم کو نہیں مانتے - اور تو کہ ذمرۂ کفار مشرکین سے ہے اگر تو اسی کفر پر مرگیا تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا - چونکہ ابھی تیری موت نہیں آئی تجھ کو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بُت پرستی اور کفر سے تائب ہو کر مؤمن موحد ہو جائے اور بہشت بریں کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانہ کر لیوے - بعد فرمانے اِس تفصیل و تشریح دونوں مکانوں کے اُس کرسی نشین نے فرمایا کہ میں ہوں ایک ہادی من اللہ سید احمدؒ نام بہ ارادۂ حج بیت اللہ کلکتہ میں وارد ہوا ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے تو جلد کلکتہ کو جا کر اُسکے ہاتھ پر کفر سے توبہ کر کے مؤمنین موحدین میں داخل ہو جا - جب وہ بیٹھ یہ خواب دیکھ کر اُٹھا تو اُسیوقت بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ روانہ ہوا - اور کلکتہ میں پہونچکر فوراً حضرتؒ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور سارا قصہ خواب کا حضرتؒ کے روبرو بیان کر کے کفر سے توبہ کر کے مؤمنوں میں داخل ہو گیا - حضرتؒ نے حسب قاعدہ اُس کی ختنہ کرا کر اوّل مخنون خانہ میں داخل کر دیا اور بعد صحت حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا ✤

انہیں دنوں میں جب شہرہ حضرتؒ اور حضرت کے خلفاء کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ میں ہو رہا تھا - انگریزوں کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سُننے کا شوق ہوا - معرفت حاجی **حیون بخش** صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت میں درخواست بھیجی کہ ایک دفعہ تکلیف فرما کر ہم مشتاقوں کو بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشئے - حضرت نے مولانا **محمد اسمٰعیل** صاحب شہید کو اُن کے پاس بھیجدیا - اُسدن قریب دو ہزار کے مسلم اور صاحب لوگ آپ کا وعظ سُننے کو جمع ہوئے - مولوی صاحبؒ کے ساتھ فقط ایک دو رفیق اور حاجی **حیون بخش** صاحب سوداگر تھے - مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اِس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھیں - رُومال سے آنسوؤں کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے - بعد اختتام وعظ کے انگریزوں نے بہت سی اشرفیاں بطور انعام کے آپکو دینی چاہیں - مگر مولاناؒ نے قبول نہیں فرمائیں اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کیواسطے بیان کیا کرتے ہیں اور اسکا عوض کسی سے نہیں لیتے ✤

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایکروز مولانا **محمد اسمٰعیل**ؒ شہید وعظ فرما رہے تھے - ایک شخص نے مولانا سے یہ فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اُسکے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رودربی اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے اسوقت پنجاب کے سکھوں کا ظلم اس حد کو پہونچگیا ہے کہ اُن پر جہاد کیا جائے ✤

بوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور رئیس فاضل **عبدالرحیم** معروف بہ عبدالرحیم سوداگر نے مولانا **محمد اسمٰعیل** صاحب شہید سے بحث کر کے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا - کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب کا ہم سبق تھا - اِس کی طبیعت روز اوّل سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی - اِسکے مُنہ سے اوپر پیچیدہ سوالوں کو سنکر شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اِس طالب علم سے مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں بہریہ نہ ہو جائے سو موافق اِس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص بہریہ ہو گیا تھا - خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اِسکو جو کو سو سجا ہے اس کے سوا اور کوئی شئے قابل عبادت و تعظیم نظر نہیں آتی - صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا - ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب مولویوں کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر میں کسی مولوی کے علم کا قائل نہ تھا جناب

مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہو۔ اِس گھمنڈ سے سید صاحبؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ نے بوجہ الفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا کے اِس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا۔ اور جہاں تک مجھ کو علم ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مرگیا اور بمقابلہ نوشتۂ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحبؒ کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی۔ بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتۂ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا ؛

تین مہینے کامل حضرتؒ کا قیام کلکتہ میں رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بہمہ وجوہ پوری ہوگئی۔ تب یہاں سے چلنے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ یہاں سے گیارہ جہاز کرایہ کیے گئے اور گیارہ ہزار روپے بطور رقوم انکو پیشگی ادا کردیے گئے ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کیواسطے اہل قافلہ کو حضرتؒ نے تقسیم کرکے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو امیر قافلہ مقرر کیا۔ اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زادراہ سفر دریائی یہاں سے خرید کر جہازوں پر لاد آگیا۔ جہاز موسوم دریا بقی پر کہ جس کا ناخدا سید عبدالرحمٰن باشندۂ حضرموت اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندۂ سورت تھا۔ حضرت مع قرابت داروں کے سوار ہوئے۔ جب سب اہل قافلہ سوار ہو چکے تو لنگر جہازوں کا اُٹھا دیا گیا۔ دو رات دن جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی میں رہے تیسرے دن کیلا گھیا سے گذر کر جہاز کھاری پانی میں پہونچے ؛

رُوحانیت سمندر کا متکبرانہ حضرت سے گفتگو کرنا اور معقول و لایقہ جواب پاکر فروتنی ظاہر کرنا

یہاں ایک واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور میں آیا اور وہ یہ ہوکہ رُوحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور اور تکبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے بیزار ہو کر ایسی جسارت کرکے میرے اندر ہلاک ہونے کو کیوں آیا ہے۔ تو نہیں جانتا کہ میں وہ سمندر ہوں جس نے ایکدم میں نمرودیوں کو ہلاک کردیا تھا اور میں وہ ہوں کہ ہزارہا جہاز اور کشتیاں ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہیں۔ اور میں وہ بحر محیط ہوں کہ ساری زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہوں۔ اگر میں چاہوں تو ایکدم میں سارے ساکنان زمین کو غرق آب کردوں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہوگیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ سید صاحبؒ نے جب یہ کلمات تخت آمیز سمندر سے سُنے تو اُسیوقت اُسکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر سے کہدے تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے میں اور تو دونوں غلامان اُس جبار اور قہار کے ہیں۔ تو اللہ سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ بگھار۔ یہ کبریائی فقط اُسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے تو مثل ایک قطرے آب کے بھی نہیں۔ تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کردے۔ بلا حکم اُس قہار کے تو ایک حرکت کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ جب حضرتؒ کے مونہہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور موحدانہ سُنے جناب سمندر مثل حباب غائب ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل سید کانپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں تو اُس قادر کریم کی مخلوقات میں سے ایک ادنیٰ مخلوق ہوں اور رات دن اُسکے خوف سے تھرتھراتا اور اُسکی عظمت کے سامنے سر پٹکتا رہتا ہوں۔ میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کرسکوں یا کسی کو ایذا پہونچا سکوں۔ میں پہلی بار فقط آپ کا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب میں نے آپ کو خوب پختہ پایا تو اب میں واسطے اظہار اطاعت کے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کا غلام فرمانبردار اور خیرخواہ ہوں۔ اور یہ کہہ کر رخصت ہوا ؛

جب جہاز سمندر میں پہونچے تو مارے موجوں کے ہلنے لگے اُسوقت حضرت نے سب لوگوں کو جمع کرکے بکمال تضرع و زاری واسطے حفظ و امان جان و مال اہل قافلہ کے دُعا کی اور حاضرین آمین کہتے تھے۔ اُسوقت حضرتؒ کے اوپر ایک

ایسی حالت مدہوشی ہوئی تھی کہ اُس دُعا کی مقبولیت کی صدا ہر رود بار سے سنائی دیتی تھی۔ برکت اس دُعا کے اُسی وقت ہوا موافق ہو کر ظالم اور موجوں کا صدمہ کم ہو گیا اور جہاز شل برق کے اُڑے چلے جانے لگے۔ جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو چار طرف پانی ہی پانی بظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا خلیج بنگال سے نکلکر جہاز مالدیپ جزیرہ لنکا کے پہونچے۔ اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور ماندہ پاسبانوں کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت رویہ اور شیاطین اس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے اُنکو روسیاہ کر کے پس پا کر دیا۔ جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہو گیا تو ناخدا جہاز نے اُسکے شکریہ میں حلوا تیار کر کے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم کرا دیا۔ یہاں سے آگے چلکر بندر کالی کٹ اور مالابار اور جزیرہ آرمینی اور سقوطرہ میں بقدر ضرورت توقف کرتے ہوئے وارد بلائے ہندی کلکلہ بحر عرب میں جا پہونچے۔ تھوڑے دن جہاز بحر عرب میں چلکر عدن میں پہنچ گئے

کھاری پانی سمندر کا آپکی دُعا سے میٹھا ہو جانا

بعض معتبر راویوں کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سفر دریائی میں ایک مرتبہ جہاز میں میٹھا پانی نہ رہا تھا۔ ناخدا جہاز نے اسکی اطلاع حضرتؒ سے کی۔ اور حضرتؒ اپنے مالک حقیقی سے دُعا کرنے کو بیٹھ گئے۔ عین حالت دُعا میں آپکو یہ الہام ہوا کہ اس مقام پر سمندر کا پانی میٹھا کر دیا ہے جسقدر چاہو جہاز میں بھر لو۔ حضرتؒ نے مالکان جہاز کو یہ بشارت سُنا دی۔ اُنہوں نے فوراً بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا۔ یہ پانی نہایت صاف شفاف اور شیریں تھا +

قافلہ کو غیبی اونٹوں کا عدن میں پہونچا دینا

عدن میں پہونچکر بھی ایک ماجرائے عجیب و واقعہ غریب ظہور میں آیا۔ جب حضرتؒ مع چند آدمیوں کے ایک کشتی پر سوار ہو کر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندرگاہ سے بہت فاصلہ پر ہے۔ اُسوقت گرمی بلا کی پڑ رہی تھی نسبت شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا۔ وہاں کوئی سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے۔ جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ پر سے اونٹ کرایہ پر ملسکتے ہیں۔ مگر اُس شدت طپش میں اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن تھی۔ اُسوقت سب ہمراہیوں نے لاچار ہو کر حضرتؒ کی توجہ چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہو گی اللہ رب العزت اُسکو آپ پہونچا دیگا۔ تم کچھ فکر نہ کرو۔ لیکن ہر آدمی سات سات بار سورہ فاتحہ پڑھ لے۔ ہمراہیوں نے بموجب ارشاد حضور کے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا۔ اور ابھی عدد مطلوبہ سورۂ فاتحہ کا پورا نہ ہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند اونٹ چلے آتے ہیں۔ اور بغیر بلائے سیدھے آپکے پاس چلے آئے۔ اور بلا عذر سب کو سوار کر کے شہر عدن میں لیگئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچانے کے بعد وہ شتر مع شتربانوں کے کہیں غائب ہو گئے۔ واسطے دینے کرایہ کے ہر چند کو تلاش کیا مگر کہیں اُن کا پتہ نہ ملا لاچار ہو کر قاضی شہر کے پاس گئے کہ وہاں کرایہ جمع کر دیں جب شتربان آئیگا قاضی صاحب اُسکو دیدینگے۔ جب قاضی شہر سے شتربان اور فتروں کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ اور صورت کا کوئی شتربان یہاں ہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اس شہر میں ہے وہ کوئی مدد غیبی تھی جو تم کو پہونچا کر چلی گئی۔ اگر اس شدت طپش میں تم کو مدد غیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہاں ہلاک ہو جاتے۔ اب تم کرایہ کس کو کیکر دیگے

عدن میں پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحبؒ جناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر میں واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لے گئے۔ اور تین روز عدن میں قیام رہا اور چونکہ اہل قافلہ بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہاں تین روز برسم کا گوشت کھا کر بسر ہو گئے۔ بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہو کر۔ شبانہ روز

میں مخا پہونچگئے - اِس مقام پر پہونچکر سید عبدالرحمن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرتؒ سے چاہی حضرتؒ نے اُس کی درخواست کو منظور کرکے ایک مہینے تک مخا میں قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک حویلی متصل درگاہ شاذلی صاحب علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمیں فروکش ہوئے - بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کرکے یہاں سے آگے کو روانہ ہوکر وارد بندر مکلا میں قیام کرکے محاذی علیلم کے جو میقات اہل ہند کا ہی ہوتے ہے - اُسوقت ناخدا جہاز نے خدمت شریف میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دیدیں کہ وہ غسل کرکے احرام باندھلے - تب حضرتؒ نے سارے قافلہ کو جمع کرکے غسل کرایا اور احرام کے کپڑے پہنوائے اور پھر اپنی ساری جماعت کے سامنے بیٹھ کر دونوں ہاتھ بلند کرکے بہت دیر تک حمد وثنا اُس ربّ الارباب کی کرکے نہایت زاری اور گڑگڑاہٹ سے کرتے ہے پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت خندان وفرحاں فرمایا کہ اے یارو تم اپنی اپنی مراد کو پہونچگئے - یلملم سے چلکر تین چار روز میں جہاز جدّہ میں داخل ہوئے +

جدّے میں جہاز سے اُتر کر پانچ روز قیام رہا - جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہوگئے - پانچویں روز کی شام کو بعد ادائے نماز عشا کے اونٹوں پر سوار ہوکر مکّہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور حُدَیبیہ میں پہونچکر سب یاروں کو ساتھ لیکر دُعا میں مشغول ہوئے اور حُدَیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۶ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوئے مسجد بیت الحرام کو دیکھ کر ہر ایک آدمی اِس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں کسی کو طاقت بات کرنے کی نہ رہی یہانتک کہ معلّم اور مطوّف وغیرہ جو وہاں حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنی ساری عمر میں ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہیں دیکھا - وہاں پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کرکے دو دو رکعت نماز مقام ابراہیم پر ادا کی اور براہ بابُ الصّفا حرم محترم سے باہر ہوکر اور میدان صفا اور مروہ میں جاکر تسبیح اور تکبیر کہتے ہوئے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی - اُسوقت حضرتؒ نے بمعیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکسار سے دُعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کراکے احرام عمرہ سے باہر ہوگئے اور اپنا لباس معمولی پہنکر حضرتؒ کیساتھ مسجد الحرام میں جاکر سب کے سب بیٹھ گئے اور ایکدوسرے کو مبارکباد دینے لگے +

اِسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا پھر رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر تمیز میر اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کئے کہ جنکی روشنی اُفق آسمان تک پہونچگئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا - رمضان المبارک کی راتوں میں ہفتے میں دو بار سیّد صاحب تراویح کا عمرہ ادا کرنے کیواسطے مسجد تنعیم تک بقدر تین میل کے ہے جاکر اور وہاں سے احرام باندھ کر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اوّل فارغ ہوجاتے اور صبح کی نماز اوّل وقت شافعی مُصلّے پر پڑھ کر اپنے مکان کو چلے آتے - بیسویں تاریخ ماہ رمضان المبارک کو حضرت ممدوح مسجد بیت الحرام میں معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھ کر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لیگئے - اور ماہ شوال و ذیقعدہ بھر مکّہ معظمہ میں رہ کر طواف خانہ کعبہ کرتے رہے +

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے فیضیاب ہوئے - ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرتؒ کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اُسکو ملک بلغار کی ہدایت کیواسطے اپنا خلیفہ کرکے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی آدر شیخ محمد عمر مفتی کہ المعروف بہ عبدالرسول جو اُستاد عبدالسلام شیخ العلماء کے تھے اور سیّد عقیل اور سیّد حمزہ تینوں بزرگ بڑے صاحب کمال اور ولیا کہ معظمہ سے تھے جب سیّد صاحب مکہ معظمہ میں پہونچے تو ان تینوں بزرگوں نے اپنے کشف سے سیّد صاحب کا مرتبہ معلوم کرکے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی - اور اِن تینوں بزرگوں کا یہ حال تھا کہ جب سیّد صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف میں شریک ہوتے کسی کے اندیشے اہل عرب نے اِن بزرگوں پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہوکر سیّد صاحب کیساتھ کیوں

طواف کرتے ہو تو اُنہوں نے اُس ناسمجھ سائل ہی کیا تھا کہ ہمنے اپنے کشفِ باطن سے معلوم کر لیا ہو کہ اِس بزرگ کا ہر اک طواف مقبول بارگاہِ ایزدی ہو۔ اور جو لوگ اُس طواف میں آپکے ساتھ رہتے ہیں۔ اُن کا طواف بھی مقبول ہو۔ اِس سبب سے ہم ہمیشہ اُن کے طواف میں ساتھ رہا کرتے تھے +

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحیٰ ۱۲۳۶ ہجری کا نظر آیا تو آٹھویں تاریخ یوم ترویہ کو **امیر الحاج** نے جو سلطان رُوم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھکر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل بر مناسک حج پڑھ کر سُنایا۔ اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیوں کے حاضر تھے۔ اُسدن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکہ اپنے اپنے گھروں کو مقفل کر کے اور بچّوں لوگوں کو بطور پاسبان تعینات کر کے **منا** کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر **منا** میں جا کر شب باش ہوئے۔ اور صبح کو بعد ادائے نماز وہاں سے **عرفات** کو روانہ ہوئے اور قریب دوپہر کے ہر ایک حاجی میدان عرفات میں حاضر ہو گیا۔ بعد زوال کے مسجد **نمرہ** میں ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیوں نے اُس مسجد عالیشان میں جا کر نماز ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے **جبل رحمت** پر جا کر اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور دُعا کی۔ اُسوقت دو تین آدمی بڑی بڑی رومالوں سے اور چند آدمی نیزوں سے **لبیک** کہنے کا اشارہ کرتے جاتے تھے۔ جب سب حاجی ایکساتھ ملکر **لبیک** کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُس کی آواز پہونچتی تھی۔ اُسوقت **سید صاحبؒ** نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر واسطے دُعا کے ہاتھ اُٹھائے۔ اور واسطے تمامی حاضرین اور غائبین اِس گروہ کے کمال عجز اور انکساری سے دُعا کی اور اُس دُعا میں بھی ایسی رقت ہوئی کہ سامعین اور آمین کہنیوالوں کے دلوں پر اُس کی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے۔ منجملہ اُن دعاؤں کے جو اُسوقت حضرتؒ نے مانگی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ اے خداوند کریم تو نے اِس عاجز مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندوں کے محض اپنے فضل عمیم سے بے روپیا اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرما کر اِس نعمت عظمیٰ کا شریک کیا ہو سو تو ہم میں سے کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب فرمانا اور میدان قیامت میں تو ہی خاص اُن پر نوازش کرنا۔ سب موجودین اِس بات پر متفق ہیں کہ بوجہ قبولیت اِس دُعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب بساتھ لقب حاجی کے نہیں ہوا اسواسطے اُمید قوی ہو کہ باقی دُعائیں بھی حضرتؒ کی قبول ہوئی ہونگی +

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اُتر کر ندائے جمع مبارک کی کہریکو پہونچائی۔ اُسوقت ہر ایک آدمی بکمال سرعت طرف **مزدلفہ** کے جسکو **مشعر الحرام** بھی کہتے ہیں اور جو **عرفات** سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکہ معظمہ واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا اور وہیں سے حاجیوں نے رات کو آرام کیا۔ بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کر کے خطیب نے ایک خطبہ میں حمد و ثنا اور نعت رسولؐ اور احکامات قربانی اور مناسک کو مشرح اور مفصل کر کے بیان کیا۔ بعد سُننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین میل کے ہے روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کر کے تین روز تک وہیں شب باش رہے۔ چودھویں تاریخ ذی الحجہ سو نصف ماہ صفر تک حضرتؒ طواف اور صلوٰۃ اور ادائے عمرہ میں لگے رہے +

اِس عرصہ میں حضرتؒ نے ایک خط بحضور پُر نور جناب مرشدنا شاہ **عبد العزیز** صاحبؒ محدث دہلوی کے مکہ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر کا لبِ لباب اور قابل دید ہو اِس کتاب کے ضمیمہ میں بہر نہج وہ **اصل خط** درج ہو وہاں ملاحظہ کر لینا چاہیئے +

چونکہ ایسا سید صاحبؒ ایک کامل شخص اولاد حضرت **علی** کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی کی یہاں مکہ معظمہ میں ہونیوالی تھی اسواسطے جن ایام میں یہ خط شاہ صاحبؒ کو پہونچا تو ۲۷ ماہ رجب المرجب کو شاہ صاحبؒ موصوف نے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اِس طرح پر دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا اور وسیع میدان ہے

اُسمیں سفید فرش مثل بُراق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہی اور اُس فرش پر بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ پوشاکوں والے لباس فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ بھی حال تشریف آوری جناب امیر کا معلوم کرکے اُسی فرش پر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیرؓ جانب قبلہ سے نمایاں ہوکر رونق افروز اُس مجلس کے ہوئے اور مولانا صاحبؒ کے روبرو دوزانو بیٹھ گئے۔ اور مولانا ممدوح پاس ادب آپ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھے۔ حضرت امیرؓ نے سوائے شاہ صاحبؒ کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہیں کیا۔ شاہ صاحبؒ نے جناب امیرؓ کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر اور اس موقع کو غنیمت جان کر چند سوال حسب ذیل عرض کیے:۔

اوّل یہ کہ چاروں فقہا کے مذہب میں کون سا مذہب آپکو پسند اور مختار ہی؟ آپنے جواب دیا کہ ان میں کوئی مذہب بھی مجھ کو پسند نہیں ہی اور فرمایا کہ اِن میں کوئی مذہب میری طور اور طریقے پر نہیں ہی سب میں افراط تفریط ہوگئی ہے۔

دوم آپ نے عرض کیا کہ اِن مشہور طرق اولیاء اللہ میں کونسا طریقہ حضور کے طور پر ہی جناب امیرؓ نے فرمایا کہ اِن میں بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں ہی۔ ہر طریقے میں کچھ کچھ چیزیں نامرضی یا خلاف طور میری لوگوں نے ایجاد کرلی ہیں اور اِس وجہ سے سب کے سب ہمارے طور اور طریقے سے دُور جا پڑے ہیں۔ کیونکہ ہمارے عہد میں صرف تین طور کے شغل حصول تقرب الٰہی کے لیے یعنی ذکر اور تلاوت قرآن مجید اور نماز تھے۔ اب اِن لوگوں نے ذکر کو شغل مقرر کرلیا ہے۔ اور تلاوت قرآن مجید اور نماز کو جو اصل شغال حصول تقرب الٰہی کے ہیں شغل ہی نہیں جانتے پھر شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھ کو بذریعہ چند طریقوں کے انتساب اور توسل آپکی جناب میں حاصل ہی لیکن امیدوار ہوں کہ بلا واسطہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کروں۔ اُسوقت حضرت امیرؓ نے اپنے ہاتھ پھیلا کر اُن سے بیعت لی۔ اُس بیعت سے بہت سے امور معظم کا القا شاہ صاحبؒ کے باطن میں ہوا۔ اسکے بعد شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ لشکر صحابہؓ خصوصاً قریش نے آپسے جھگڑے کیے ہیں اُسکی اصل کیا ہی اور اُنکے حق میں کیا حکم ہے۔ حضرت امیرؓ نے فرمایا کہ میری اُنکی شکایت برادرانہ تھی یا فرمایا کہ بوجہ شکایت برادرانہ کے شکر رنجی باہم ہوگئی تھی مگر تمام لوگوں نے اُسکو بہت بڑھالیا اور دُور دُور پھینکے۔ پھر شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ فلاں جماعت اپنے کو سیّد اور آپکی اولاد سے بتاتے ہیں جناب امیرؓ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں میری اولاد سے ہرگز نہیں ہیں۔ پھر حضرت امیرؓ نے فرمایا میں نے سُنا ہی کسی شخص نے ایک کتاب پشتو زبان میں تصنیف کی ہی اور اُسمیں کلمات میری حقارت کے لکھے ہیں تمکو اُسکی کچھ خبر ہے۔ شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ میں نہ پشتو جانتا ہوں اور نہ اُس کتاب کے حال سے واقف ہوں مگر اسکی تحقیقات کرکے پھر عرض کرونگا اسکے بعد اَور چند باتیں ہوئیں جو شاہ صاحبؒ کو یاد نہ رہیں۔ پھر حضرت امیرؓ یکایک اُٹھ کر جدھر سے تشریف لائے تھے۔ بہت جلدی سے اُدھر رونق افروز ہوگئے۔ اور شاہ صاحبؒ نے اِس خواب کو تحریر کرکے اُس کی نقلیں جابجا ارسال کردیں تاکہ امور مستفسرہ میں طریق غور کرکے راہ اعتدال کی اختیار کریں اور افراط و تفریط سے باز آئے ٭

لہ یہ شنیدنی ہے کہ حضرات ائمہ مجتہدینؒ کو بعض مسائل فروعی میں سہو کا اختلاف واقع ہوا ہی اوّل یہ کہ بعضی حدیث ایک کو یاد ہو کسی اور کو نہ ملی جسکو ملی اُسپر اُسنے عمل کیا جسکو نہ ملی اُس نے نہ کیا۔ دوسرے یہ کہ کسی آیت اور حدیث کے معنے کسی کی سمجھ میں کچھ آئے اور کسیکے کچھ۔ تیسرے یہ کہ کسی مسئلہ میں باعث نہ ملنے حدیث کے لاچاری کو قیاس کیا کسیکے قیاس میں کچھ آیا اور کسیکے قیاس میں کچھ۔ اِس اختلاف میں اہل تحقیق سب کو حق پر نہیں جانتے بلکہ ایک کو صواب اور دوسرے کو خطا مانتے ہیں اور حضرات ائمہ مجتہدین اِس خطا کے ہوجانے میں معذور اور بے قصور ہیں اُن کو ثواب اور خطا دونوں پر ہر طرح ثواب کی اُمید ہی۔ اور اِس اختلاف بعض مسائل فروعی میں کچھ حرج نہیں۔ تعصب اور نفسانیت کو دُور کرکے بنظر انصاف دیکھنا چاہیئے اور سب کی نسبت یکسان عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ افراط تفریط سے دین میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں اور ہوتی ہیں۔ دینی اور دُنیوی امور میں اوسط درجہ اختیار کرنا نیک ہی۔ خیر الامور اوسطہا ۱۲ منہ سلمہ ربہ ٭

یہاں مکہ معظمہ میں انہیں دنوں میں بعد ادائے حج کے ایک اور عجیب اور غریب معاملہ عبرت انگیز واقع ہوا۔ نواب وزیر الدولہ مرحوم اور صاحب مخزن باتفاق لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی لدہ شریفہ بھی اس سفر میں اپنے بیٹے کے ساتھ تھیں جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہوگئیں۔ اسوقت تک یہ مخدومہ سیّد صاحب کی بیعت سے مشرف ہونہیں تھیں۔ بلکہ انکی بیعت کرنے سے اُن کو سخت انکار رہتا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھیں کہ سیّد صاحبؒ نے ہمارے گھر میں بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی اُن کے ہاتھ پر کیسی بیعت کریں حالانکہ اِن مخدومہ کے شوہر مولوی عبد الغنی صاحب اور اُنکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ بلکہ اس خاندان کے کل مرد و عورت سیّد صاحبؒ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ مولانا شہیدؒ نے انکا وقت اخیر دیکھ کر حضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیواسطے بہت سمجھایا مگر انکو کچھ ایسی انکار ہوگئی کہ اُنھوں نے ہرگز قبول نہ کیا تب مجبور ہوکر مولانا خاموش ہو رہے اور بارگاہ الٰہی میں اُنکی ہدایت کیواسطے بہت دُعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بارِ خدایا میری والدہ کو کہ اب اُن کا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سیّد صاحبؒ کو پہچانیں اور آپکے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس بیعتی ہٹ سے باز آئیں۔ مولانا کا تیر دُعا نشانہ مراد پر پہونچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدانِ محشر کو خواب میں دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے پیش آفتاب کے پریشان ہو رہی ہے کہیں سایہ ہے کہ جہاں ذرا آرام کریں اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بجھا دیں۔ یہ مخدومہ بھی بحالت زار و نزار سایہ اور پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھیں۔ ایسی حالت تباہ میں اُسوقت انہوں نے دُھوپ سے دیکھا کہ ایک جگہ بخلقت کثیر ایک عمدہ سایہ میں شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے۔ اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بالنصیب لوگ ہیں جو ایسے وقت میں زیر سایہ کھڑے ہوئے بہاریں اُڑا رہے ہیں۔ اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدانِ حضرت سیّد احمد صاحبؒ کا ہے اگر تم بھی اُن میں داخل ہونا چاہتی ہو تو حضرتؐ کی بیعت سے مشرف ہو جاؤ ورنہ اِس عیش و عشرت میں داخل نہ ہونے پاؤ گی۔ یہ خواب دیکھکر وہ مخدومہ بدحواس ہوکر بیدار ہوئیں اور اُسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو بلا کر یہ خواب اُنکو سُنایا اور کہا کہ سیدم سیّد صاحبؒ کو بلاؤ۔ غرض اُسیوقت سیّد صاحبؒ رونق افروز ہوئے اور اِن مخدومہ نے اپنے انکار پر معذرت کر کے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بیعت کے ساتویں روز ساتھ خاتمہ خیر کے راہی آخرت ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؛

اب تیاری سفر مدینہ منورہ کی ہونے لگی۔ ایک بیل اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ کر کے اور زادِ راہ ضروری ساتھ لیکر سارا قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا جب سے کہ حضرتؐ ملک عرب میں پہنچے تھے وہاں ہر خاص و عام میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ ایک سیّد زادہ بڑا مالدار ملک ہندوستان سے آیا ہے اُسکے ساتھ سات سو پچاس آدمیوں کا قافلہ ہے اُن کا خرچ خوراک وغیرہ کُل اُسکے ذمہ ہے اسواسطے عرب کے لٹیرے اور رہزن اِس گھات میں تھے کہ مابین راہ مکہ و مدینہ کے اُسکو لوٹینگے اور جملہ اقوام بدّو اور قطاع الطریق میں مُدت سے اِس لوٹ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ یہ خبر سُنکر بروقت روانگی مدینہ منورہ کے حضرتؐ نے بتوکل مولا اپنے ساتھ والوں کو حکم دیدیا تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلم تراش کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ لیجائے۔ اگر لٹیرے ہم پر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے اِس راہ میں فدا کر دینگے خیر مکہ معظمہ سے روانہ ہوکر اول منزل وادی فاطمہؓ میں ہوئی۔ اس وادی میں مرقد مبارک حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقوں کے واسطے زیارت کے وہاں تشریف لے گئے ؛

صاحب مخزن احمدی لکھتے ہیں کہ ہم کو مرقد مبارک پر خوشہ تازہ انگور کے غیب سے عنایت ہو گئے۔ حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نہ تھی۔ دوسرا مقام حجفہ میں ہوا جہاں مابین اہل قافلہ و شتربانوں کے کچھ فساد ہوکر نوبت مارپیٹ کی بھی پہنچگئی تھی مگر حضرتؐ نے فریقین میں صلح و آشتی کرا کے سفع فساد کرا دیا ورنہ نوبت کشت و خون کی پہنچ جاتی ؛

نصف اہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ محاذی اُس پہاڑ کے پہونچا جہاں سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنوں کا رہتا تھا جو بدت دراز سے اِس قافلہ کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ یہاں رات بھر ڈاکہ پڑنے کا ڈر رہا مگر اس قافلہ کا قافلہ سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت اور وکالت کا وعدہ مقلب القلوب کر چکا تھا پھر یہاں کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ تھا جو اِسطرف منہ کرے۔ بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتوں کا سردار اپنے بہت سے دوستوں کو ساتھ لیکر حضرتؒ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے بہت دیر تک مودب آپ کے سامنے بیٹھا رہا۔ جب رخصت ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اُسکو عنایت کیے۔ اُسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہوکر سو رہا۔ وہاں سے دوسرا منزل چلنے کے بعد وادی صفرا سے میں حضرت شیخ عبدالرحیم مصری اور حضرت ابو عبیدہؓ ابن الحارث ابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو غزوۂ بدر میں زخمی ہوکر استقام پر شہید ہوئے تھے زیارت سے مشرف ہوئے یہاں ایک قیام ہوا یہاں سے روانہ ہوکر ایک ایسی جگہ پر مقام ہوا جہاں سے مدینہ منورہ صرف تین کوس بجتا ہے۔ اُس وقت سید صاحب کو سبقدر بخار اور درد سر لاحق ہوگیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں کہ سردار قافلہ کے ہوش حواس بجا نہ تھے چار طرف سے راہزنوں نے اِس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ اور قتال شروع ہو اُسوقت سردار شتربانان ہمراہی قافلہ نے جو بیس راہزنوں کا رشتہ دار تھا آگے بڑھکر سالار راہزنوں سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ و مصافحہ کے رئیس راہزنوں نے اُس سے کہا کہ اِس قافلہ پر حملہ نہ کرو کیونکہ اِس قافلہ میں سوائے سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہیں ہے۔ اور نیز احمد پاشا نائب سلطان رُوم نے اِس قافلہ کو میرے سپرد کرکے امن و امان سے پہنچانیکی ضمانت مجھ سے لی ہے۔ اگر تم کو دینا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگوں کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب و نقد بیشمار ہے۔ یہ حال سنکر سردار قطاع الطریق وہیں سے لوٹ گیا۔ اُس رات کو اشنائے راہ میں سید صاحبؒ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرتؐ بمعیت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتونؓ قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اپکی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ نے حضرت سید صاحبؒ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھکر تسلی اور تشفی کی اور بہت سی بشارتیں اُنکو دیں۔ خیر اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ میں پہنچکر ایک متاخہ میں متصل عیدگاہ کے باہر شہر کے مقام ہوا۔ اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوئے اور اُسی وقت مسجد نبوی میں نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چند مکان کرایہ پر لیکر ایک مکان میں حضرتؒ مسکن گزین ہوئے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا۔ پچیس روز تک وہاں مکانات متبرکہ کی زیارت میں مصروف رہے اور اِس عرصہ میں بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الماس صاحب غوث مدینہ طیبہ اور سرتاج اولیاء مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحبؒ کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی جالی اسطرح پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحبؒ مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر مراقب بیٹھتے رہے۔ جب سید صاحبؒ مدینہ منورہ میں وقت افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب بیٹھتی جو بسبب بیماری کے مع اپنے فرزند مولوی وحید الدین صاحب کے مکہ معظمہ میں رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال کے روز سید عبدالرسول نے جو اولیاء مکہ معظمہ اور معتقدان سید صاحبؒ سے تھے مولوی وحید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالیٰ کا شکر کرو کہ یہ برکت بیعت سید صاحبؒ کے تمہارے والد کی مغفرت ہوگئی۔ اور یہ ذکر مغفرت تمہارے والد کا میں نے ملاء اعلیٰ میں سنا ہے۔ اور اُدھر مدینہ منورہ میں بروز وفات مولوی معین الدین صاحب کے سید صاحبؒ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آج مولوی معین الدین صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُن کا ذکر ملاء اعلیٰ میں ہوا ہے۔ جب مدینہ منورہ سے سید صاحبؒ کا قافلہ مکہ معظمہ میں آیا تو عند المقابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحبؒ نے اُنکی وفات

کی خبری تھی ٹھیک اُسی دن اُن کا انتقال ہوا تھا۔ پچیس روز کے قیام کے بعد موسم سرمانے زور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سردی کپڑے موجود نہ تھے اس سبب سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر بایں ہمہ کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نہ تھا ۲۶ تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر خواب میں دیکھا اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احباب تو جلد مکہ کو روانہ ہو جا کیونکہ تیرے اہل قافلہ کو شدت سرما سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری شروع کر دی اور تین روز میں سب سامان ضروری سفر کا مہیا کر کے ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ہجری کو مدینہ طیبہ سے کوچ کر کے ذوالحلیفہ میں پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا۔ اور آخر کار بعد طے کرنے گیارہ منزلوں کے بخیریت تمام مکہ معظمہ میں واپس آئی۔ جب سترہویں روز رمضان المبارک کا چاند دیکھا تو حضرت سید صاحب مثل رمضان اوّل کے ادائے صوم وصلوٰۃ اور عمرہ و اعتکاف میں مشغول ہوئے جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوف کے آپکو الہام ہوا۔ سو اس پندرہ روز بقیہ شوال میں اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کر کے یکم ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب اُس شہر مقدس کو با دل محزوں جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ میں پہونچے ✣

اس چودہ مہینے کے قیام ملک حجاز میں آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور بلغار وغیرہ کو بہت فائدہ پہونچا جس کا کسیقدر ذکر ہم اوپر بھی کر چکے ہیں۔ خاص مکہ معظمہ میں علاوہ اُن بزرگان مذکورہ بالا کے شیخ مصطفے امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ مولوی عبدالحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کر کے ان لوگوں کو دیا تھا۔ شیخ محمد علی ہندی مکی مکہ معظمہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر عبدالرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخارامی مدرس مدینہ منورہ اور ہزارہا عالم اور عامی جو اطراف وجوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک میں آپکے خلیفے تعینات ہو کر تبلیغ احکام الٰہی کی بخوبی ہوئی اسیطرح جدہ اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ میں ہزارہا خلقت نے آپ سے فیض پایا۔ اور خاصکر مخا کے بہت سے یزیدی اپنے عقاید باطلہ سے تائب ہو کر راہ راست پر آئے ✣

جدہ میں دو قت واپسی چھ روز قیام رہا۔ اس عرصہ میں جہازوں وغیرہ کا بندوبست کر کے ساتویں روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنے کے بعد مخا میں پہونچے۔ بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا بہت معتبر راویوں کا بیان ہے کہ اس سفر میں بہت سے جنوں اور شاہ جنات کو مثل اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپنے ہدایت کی اور لاکھوں جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ کو بہت مختصر کر کے اسطرح پر تحریر کرتے ہیں کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنوں کا اور ہزارہا جنات کا آپ کے سفر اور حضر میں آپکے ساتھ رہنے کا بہت طول طویل ہے اسکی گنجایش اس کتاب میں نہیں ہے ہر کسے را خواش دارد دوست جن و انسان ہمہ سخنوار است

ان ایام میں موسم برسات کا اور سمندر بہت گرم تھا۔ آخر بعد قیام پندرہ روز کے مخا سے روانہ ہو کر چودہ روز میں یمن پہونچگئے جب جہاز اس سرعت سے ایسے خراب موسم میں داخل یمن ہوا تو تمامی اہل جہاز اور تجار ان کہتے تھے کہ چالیس برس سے ادھر ایسے موسم میں کوئی جہاز اس سرعت سے نہیں آیا۔ ساکنان یمن بھی مدت سے آپکی تشریف آوری کے منتظر تھے مثل کلکتہ کے یہاں بھی ہزارہا مخلوق آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ چونکہ یہاں آپکو زیادہ قیام کرنا منظور نہ تھا اسواسطے علماء شہر یمن سے چند خلیفے واسطے ترویج ہدایت کے مقرر کر کے یمن سے پھر جہازوں پر سوار ہو کر بعد طے کرنے سفر ایک مہینے کے کلکتہ میں پہونچگئے۔ پھر دو مہینے سے زیادہ دوبارہ کلکتہ میں مقام رہا۔ اور مثل سابق ہزارہا خلقت اس قدمبوسی آپ سے

آپ کو فیضیاب ہوئی - ایک شخص سید حمزہ نام جو یرمہا کے ملک سے سونا اور جواہرات لیکر کلکتہ میں آیا ہوا تھا آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک نقل صراط المستقیم کی ساتھ لیگیا اور اپنے ملک میں جاکر ہزاروں خلقت کو راہ راست پر لایا

بوقت واپسی جب سید صاحبؒ کلکتہ میں مقیم تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم و فضل کے سید صاحبؒ کیطرف سے بالکل بے اعتقاد تھا ایکروز مولوی نعمت اشرف صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر لائے کہ سید صاحبؒ کے پاس لے چلیں - سید صاحبؒ اُسوقت ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے - سید صاحبؒ نے حسب عادت خود دونو مولویوں کو السلام علیکم کرکے کھانے کی تواضع کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ ہاتھ دھوکر شریک ہو جاؤ - بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحبؒ کے مفتی راشد صاحب بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو اپنے انکار سے توبہ کرکے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی - اور مفتی راشد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحبؒ کے تمامی علوم خبیثہ یعنی منطق اور فلسفہ جو مانع نزول انوار الٰہی تھے میرے دل سے محو ہوکر ہدایت الٰہی متوجہ میرے حال کے ہوگئی تھی - مولوی راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیراہن بھی دے آئے تھے جب بعد تشریف بری سید صاحبؒ کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ کلکتہ کا خالی ہوا تو مفتی راشد صاحب نے وہ پیراہن اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی کہ یہ برکت اِس پیراہن کے میری دعا قبول فرما اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر ہوجائے چنانچہ دعا اسیدم قبول ہوکر مفتی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری اِس عہدہ جلیلہ کی انکو مرحمت ہوئی - بعد قیام دو مہینے کے کلکتہ سے کشتیوں پر سوار ہوکر براہ دریائے گنگ مثل سفر اوّل ہر ایک شہر و قصبہ لب دریائے گنگ پر حسب ضرورت موقع قیام کرکے ہدایت کرتے ہوئے ۲۹ شعبان المعظم ۱۲۳۹ ہجری کو بعد غیر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوف میں بخیر و عافیت تشریف فرما ہوئے - چنانچہ ایک بزرگ نے آپ کی واپسی کی تہنیت میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج ذیل کرتا ہوں +

قصیدہ

ہیگا اِس نور سے پُر گنبد چرخ اخضر	جسکے لمعان سے ہو گنبد فرشتوں کی نظر
نہ اُسے روشنی شمس و قمر سے نسبت	نہ ملے برق اُسے اور نہ کوئی اختر
جلوۂ طور کہوں یا کہ شب قدر کا نور	یا ترقی پہ ہوئی روشنیٔ تازہ سحر
جس طرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے	عقل اول بھی جسے دیکھ کے رہ جاشش در
آسمان پہ جو نظر کی تو بسان فانوس	مشتعل روشنیٔ عرش سے تھا اُسکا گھر
کرکے میں غور جو پھر روئے زمیں کو دیکھا	تھی وہ خورشید سے بھی نور میں زیادہ انور
تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پر جلوہ	عرش پر جس کی تجلی کا پہونچا تھا اثر
شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالا مال	عرش سے فرش تلک برق سی تھا روشن تر
کیا عجب ہے کہ اگر ہند کے نظارہ کو	حور جنت سے چلی آئے نکل کر باہر
اِس ترقی پہ غرض دیکھ کے میں خطۂ ہند	سجدۂ شکر ادا میں نے کیا خوش ہوکر
تھی عجب طرح کی دل کو میرے اُسدم فرحت	جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر
تھا جو دل سے میں تفتیش سبب کے درپے	کس کے انوار سے یارب ہے زمیں رشک قمر
کس کا باعث ہے جو یوں ملک میں ہے آبادی	کیا خوشی ہے کہ جو یوں عیش و طرب ہے گھر گھر

شکلِ فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطّہ
یارب اِس بھید سے کچھ مجھ کو بھی آگاہ کر

یک بیک غیب سے آئی یہ ندائے ہاتف
گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر

اب تلک ہو نہ چکا نہیں ثمرۂ جاں بخش تجھے
جس سے شاداں ہیں ملک خوش ہیں ہر اک جن و بشر

آیا ہے قافلہ حج کر کے وہ اِس مُلک کے بیچ
جس میں ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر

اُن کے انوار سے روشن ہے زمیں تا بفلک
اُن کی ہمت سے ہوئی دین کو تنویر و ظفر

ہے ہر ایک شخص وہاں آمر امر معروف
قامع بدعت و ناہی اصول منکر

حاجیٔ کفر زدل قاتل کفار رجاں
قاطع رسم زبوں تابع حکم داور

اُن میں ہر ایک ہے فرید اور وحید آداں
حافظ و عالم و عادل و سنی و نیک و نظر

ظاہر آراستہ بر ملت بیضائے نبی
باطن اِس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر

کد و کاوش نہ کسی میں نہ ریا و کینہ
نہ حسد دل میں نہ تکبر نہ کسی کے اندر

کیا کروں قافلۂ سالار کا اُس کے میں بیاں
جس کے اوصاف میں تحریر و بیاں ہے ماہر

عادل و عالم و عابد شہ والی ہمت
اشجع و افصح و ابلغ سنی و نیک نظر

عاقل و فاضل و در رحم زکی و عالی طبع
زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر

ترک تجرید و توکل میں فرید دوراں
علم اور خلق و دیانت میں وحید اکبر

معدنِ لطف و حیا مجمع جود و ہمت
مخزنِ عفت و الفت شرفِ نوعِ بشر

بحرِ جود و کرم گلشنِ عرفانِ نبیؐ
مشعلِ راہِ طریقت بحقیقت رہبر

صدق میں ثانیٔ اثنینؓ کی مانند قوی
جد اور جہد میں اسلام کے ثانی عمرؓ

شرم میں حضرت عثمانؓ سا جوں بحر حیا
اور صفِ جنگ میں ہم طرز علیؓ صفدر

طور اور طرز میں سب طینت اصحابِ نبیؐ
فاقؔ سے راہِ شریعت میں ہو مستحکم تر

وعظ میں اُس کے یہ تاثیر کہ پڑھ لیں کلمہ
لات و عزّیٰ و منات اور سُبل بھی فر فر

سیّد صفدر و عالی نسب و زینت دیں
زیبِ اسلام و امام حق و عاجز پرور

سیّد احمدؒ و عالی حسب و فخرِ زماں
رہبرِ راہِ شریعت خلفِ پیغمبرؐ

ہوتا معصوم اگر بعد نبیؐ کے کوئی
ہوتی اِس عصر میں عصمت بھی اُسی کے اندر

سینۂ صاف سوا اُسکے ہے خیل آئینہ
نورِ ایماں سے ہے قلب مصفّے گوہر

حق میں گمراہوں کے ہے تاثیر جو کچھ ہے اُسکی
جوششِ خوں میں کرے کام نہ ایسا نشتر

ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ
لاکھ جتنوں سے بھی باطن میں نہ ہوتا اثر

اسمِ اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کوہ پہ دم
ہوں طلا رجتنے ہیں کہسار کے سارے پتھر

خار کو ہاتھ لگا دے تو وہ ہو گلدستہ
رشکِ الماس ہو گر ہاتھ میں لیلے کنکر

رنگ میں گو کہ لہے سُرخ بسانِ یاقوت
سرد ہو یخ کی طرح ہاتھ میں اُسکے اخگر

اُسکی نطفوں سو گر مشک تو ہو مشک سے کم
کوئلہ ہاتھ میں اُسکے ہو مثالِ عنبر

ناخدا جوئے حقیقت کا یہ ہے گر کشتیبان
بحرِ دخارِ طریقت کا حقیقی مبحر

علم کو اُسکے مگر علمِ لدنّی کہیئے
جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر

سلسلۂ اہلِ صدق کا سرخیل عنبر

آب پاشی سے تیری قوتِ بازو کے بزور
پھر کے سرسبز ہوا خشک شے یعت کا شجر

فیض سے تیرِ نمازی ہوئی خلقت یہانتک
پڑھے بیماز بھی بیابان میں سورۂ کوثر

جسطرف دیکھئے تعمیرِ مساجد ہیگی
ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر

آتی ہر سمت سے ہے بانگِ مؤذن کی صدا
جسکو سنیے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر

اِسقدر عصر میں تیرے ہوئی افراطِ نماز
لاکھوں تیار ہوئے مُلک میں پھوٹے منبر

قلع بدعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی
ہند سے رسمِ بُری اُٹھ گئیں صدہا یکسر

دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد
باندھی ہر شخص نے تہذیبِ آیت ازبر

تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے تائب
تیری تنبیہ سے لاکھوں ہوئے فاسق اطہر

ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہیں وہاں ملتی
جو کہ پھوٹی ڈھئی مسجد بھی پڑی صاف کھنڈر

مستحاضہ بھی نہا کر کے پڑھے پانچوں وقت
عین سرما میں بھی آیا ہو کہیں اُسکے گر

جھٹ نہاد ہو کے تہجد کے لیے ہے تیار
اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہمبستر

جو ملا تجھ سے ہوا راہ خدا میں مصروف
جو پھرا تجھ سے جماعت سے ہوا وہ باہر

تیری محبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب
جس کو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر

نعل بالنعل ہے کچھ فرق نہیں ہے تجھ میں
دیکھا پچھلوں سے تجھے جس نے مطابق کر کر

تجھ سے باطن کے ذوالمنن ہوئے ایسے درست
جیسے کاتب کوئی لکھنے کو بنادے مسطر

منکشف تجھ پہ ہر ایک شئے کی ہے کیفیت
نہ قنادے میں وہ حجت نہ کتب کے اندر

نہ ہدایہ میں وہ علت نہ وقایہ میں نشاں
درمختار میں اُس کا نہ سراجی میں اثر

نہ ہے سلم میں پتہ اور نہ توضیح میں کچھ
خالی ہے فقہ کا اِس علم سے سارا دفتر

کچھ نہیں تیری شجاعت بیاں کی محتاج
صاف چہرہ سے عیاں ہے تیری شانِ حیدر

مرستم دیکھ تجھے دیکھ بروزِ ہیجا
ہو ذرہ ڈھیلی نکل جائے گلے سے بکتر

دیکھے اگر آن بھی گر خواب میں صورت تیری
پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر

پیش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی چل
شدید جسید کا ہو جوں خط ناقص ابتر

تیری دہشت سے اُٹھے گور میں نمرود کے دُود
شدتِ خوف سے شداد کا ہو رنگ اصفر

مچھر اے مان کو ہرگز نہ کہیں جائے اماں
کھینچے تو غصے سے گر قتل پہ اُسکے خنجر

اِس طرح توڑیگا تو حصنِ حصین کفار
جدِ امجد نے ترے جو کہ اُکھاڑا خیبر

زہرہ شیر ژیاں خوف سے ہو جاپانی
کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو اُسپر

قاش لیموں کی طرح ملکے کرے افسرہ
پکڑے جسکا تو صف جنگ میں سر اوپر

ہیں در مسجد اقصےٰ ترے طاقِ ابرو
پڑھتے ہیں اُنہیں دیکھ کے کافر اکثر

ہے یقیں دیکھے گر شمس تجھے زیرِ صفاف
گر پڑے اُلٹا ہی میدان میں کھا کر چکر

جب کرے لشکرِ کفار پہ تو عزمِ جہاد
نصرت و فتح ترے سر پہ ہو مانند مچھر

جو نہ کمبخت تیری نصیحت مانے
ہے بہائم سے بھی رتبہ میں وہ احمق کمتر

کافروں کا ہو ترے سامنے یوں پتلا حال
جسطرح تند ہوا چلنے سے بھاگیں مچھر

خاکِ پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ من کو زر

فیض سے تیرے ہوا دوم میں حیدر دوراں
جس نے دروازہ پہ تیرے کیا آکر بستر

رکنِ دین مولوی عبدالحیٔ وشاہ اسمٰعیلؒ
فیض ہو تیرے ہوئے کاملوں کے سر دفتر

تیری صحبت نے ملائک کی کری خاصیت
گو کہ ظاہر میں نظر آتے ہیں ہشکل البشر

حق میں کفاروں کے ضیغم کیطرح ہو خونخوار
مؤمنوں کے ہے وہ شفقت میں پدر سے بہتر

فخرِ ابنائے زماں قبلۂ ارباب صفا
کعبۂ اہلِ یقیں دادرسِ ہر مضطر

ذات سے تیری یتیموں کو بہت تقویت
زنِ بیوہ کے تو حق میں ہو سحاب ممطر

تھا غضب ظلم کہ بیوہ نہ کرے عقد نکاح
کھولی یہ رسم زبوں رحمت حق ہو تجھ پر

جسمیں راضی ہو خدا ہے وہی انکو منظور
آبرو کا نہ انہیں خوف نہ کچھ جی کا ڈر

جو مسلمان کرے اُن سے ذرا سا بھی سلوک
اُسکے بدلے میں نہ کوئی کرے اُن سے بہتر

کیوں منافق نہ صورت کو تری دیکھ کی غش
ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے پیتر

حق تعالیٰ کرے اقبال ترا روز افزوں
تیرے انصاف سے آباد ہوں ساتوں کشور

تجھ پہ ہر لحظے بلا ریب ہے امدادِ خدا
جلوہ گر ذات ہے تیرے ہے عجائب مظہر

چاہ بیژن میں گری یا چہ بابل میں پڑے
کھائے دشمن تیرا اسطور کی بیڈھ ٹھوکر

موہنہ میں شمن کے ترے قند ہو حنظل کا مزا
ہو محبوں کے دہن میں تیری حنظل شکر

نوشدارو بھی اگر کھائے بامید شفا
موہنہ میں دشمن کے تیری ہوئی بجائے کنکر

یوں کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور
فکر تاریخ میں جب بیٹھے کیا میں نے سر

۱۲۳۲

اور گھر آنے کی تاریخ میں یہ بیت پڑھی
تنہیت دے کے مجھے اور تبسم کر کر

حاجیان حرم کعبہ بہ آوان مجید
آئے حج کر کے بڑی دھوم سو اب پہونچے گھر

ہو حسن بھی تیرا لطافت سے ممنون سدا
رہے جمعیت باطن سے نہایت خوشتر

سکھوں پر جہاد کا وعظ شروع ہونا

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے۔ اُس سے فارغ ہو کر سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحیٔ صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کر دیا گیا۔ اسوقت سید صاحبؒ کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار بندی کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑدوڑ ہوا کرتی تھی۔ اب بجائے صوفی و درویش کے ہر شخص سپاہی بنگیا۔ تسبیح کے عوض ہاتھ میں تلوار اور فراغ جُبہ کی جگہ چست الخلق اور پیچدار سر بند لباس ہو گیا۔ جن لوگوں نے آپکے پہین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُن کو سخت حیرت تھی۔ اِن دنوں میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ اِنہی دنوں میں شیخ فرزند علی صاحب غازیپوری جنمیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سی وردی کے کپڑے اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب عجیب

تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُن کا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہوں نے مثل حضرت ابرہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا میں نذر کرکے سیّد صاحبؒ کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ لیجایئے اور تیغ کفار سے اِسکی قربانی کرایئے۔ اِسوقت ہر شہر و قصبہ و گاؤں برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب یہیں عظم الہ آباد کے لوا لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اِس تیاری جہاد سکھوں کی اطلاع دی گئی تھی۔ جسکے جواب میں صاحب موصوف نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں۔ اِسکے بعد جب سیّد صاحبؒ ملک یاغستان میں پہونچکر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اُسوقت ایک ہندوی سات ہزار روپے کی جو بذریعہ ساہوکارانِ دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحبؒ بنام سیّد صاحبؒ روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوی عدالت دیوانی میں دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائیکورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدّعی بحال رہا ✤

سیّد صاحبؒ سے ایک مشکل خلجان مراقبۂ وحدانیت کا رفع ہونا

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہیں کہ جب سیّد صاحبؒ حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھ کو بہت خلجان ہوا کرتا تھا۔ الحاد کی نوبت پہونچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنے کا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رام پور وغیرہ کے سب صوفیوں اور درویشوں سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک بالکل درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب سوائے سیّد صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہوسکیگا۔ کیونکہ اِسوقت ساری دُنیا کے صُوفی اور درویش مثل ستاروں کے ہیں۔ اور سیّد صاحب مثل آفتاب کے۔ سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھُپ جاتے ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ سیّد صاحب کی خدمت میں جاؤ۔ مَیں لاچار ہوکر سیّد صاحبؒ کی تلاش میں کانپور تک گیا۔ وہاں جاکر مجھے معلوم ہوا کہ سیّد صاحبؒ حج سے تشریف لے آئے تب میں بریلی آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیّد صاحب نے مجھ کو دُور سے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ۔ جب میں نزدیک گیا تو مجھ کو سینہ مبارک سے لگایا۔ پس میرا آپکے سینہ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وہ خلجان فوراً جاتا رہا ✤

اِسوقت تقریباً دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہوگئے تھے۔ جن کو آپنے تین جماعت کرکے ٹونک کو روانہ کردیا۔ مولوی عبدالحی صاحبؒ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ وغیرہ خلفاء بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد و ہجرت پُوری کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے تھے۔ اب آپ بارادہ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے اِن دنوں میں بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہُوا کرتی تھی۔ اگر لوگوں کو خطوط لکھے جاتے تو اُن میں بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ میں بھی اِسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک میں پہونچے ✤

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ اِن ایام میں آپکے علم لدُنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیلؒ اور مولوی عبدالحیؒ جیسے فاضل جلیل اپنے شبہات علمی آپسے حل کیا کرتے تھے۔ اکبدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہیں پوچھتے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ جو مجھ کو مشکل ہوتی ہو اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کرلیتا ہوں۔ اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپسے پوچھوں۔ آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اُسوقت بمجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ عشق کے مقدمہ میں دو حدیثیں آپس میں

معارض آئی ہیں پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) اِن دونوں حدیثوں میں توفیق کسطرح ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ ان کی توفیق تو بہت آسان ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے یعنی جب خواب میں انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دوسری حدیث بیداری سے تعلق رکھتی ہے اور دونوں حدیثوں کا مطلب صحیح ہے پھر مولوی وحید الدین صاحب نے پوچھا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی سُوْدَ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا عِبَادَہٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے۔ اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم سے اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اِس حدیث کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے جیسے ید اور وجہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے اور دوسری بات اُس میں یہ ہے کہ کعبہ عوام کیواسطے ثواب کی جگہ ہے جیسے کہ فرمایا ہے مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگوں کے) سو وہاں جانے اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اُس نسبت کو اِسطرح پر سمجھنا چاہیئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالا مال ہوکر ذوق و شوق سے بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے۔ مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کرکے اپنی تسکین کرلے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف میں مشغول ہوتے ہیں تو اُن کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں +

سید صاحبؒ کے سکھوں پر جہاد کرنیکی وجہ

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپسے پوچھا کہ آپ اتنی دُور سکھوں پر جہاد کرنیکو کیوں جاتے ہو انگریز جو اِس مُلک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا مُنکر نہیں ہیں گھر کے گھر میں ان سے جہاد کرکے مُلک ہندوستان لیلو یہاں لاکھوں آدمی آپکا شریک اور مددگار ہو جاویگا۔ کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کرکے سکھوں کے ملک سے پار ہوکر افغانستان میں جانا اور وہاں برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہیں کرسکتے۔ سید صاحبؒ نے جواب دیا کہ کسی کا مُلک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے۔ نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا مُلک لینا ہمارا مقصد ہے۔ بلکہ سکھوں سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنے کے مزاحم ہوتے ہیں اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد اِن حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائینگے تو ہم کو اُن سے لڑنیکی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ اُن کو فرض نماز اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ ہم اُنکے مُلک میں علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کسی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو سزا دیتے کو تیار رہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم ہزار روک ٹوک اِس مُلک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلاسبب گرادیں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہوگیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ گیا

آپ کی نظر کیمیا اثر سے ہندو گوالوں کا مسلمان ہونا اور بیعت کرنا

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ ٹونک میں تشریف رکھتے تھے ایک روز گھوڑی پر سوار ہو کر کہیں کو تشریف لیجاتے تھے۔ بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے۔ اُسوقت آپ کا گذر ہندو گوالوں کے محلے میں ہوا۔ وہ گوالے بھی اپنے مکانوں سے نکلکر بارادہ زیارت حضرت کے باہر کھڑے ہوگئے۔ اُن لوگوں کا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگوں پر پڑگئی۔ اُسیوقت وہ سب لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپ کی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائض ہوئے ؎ ہیں درِ مسجد قضیٰ تیری طاق ابرو۔ کلیسا پتی ہیں نہیں دیکھ کے کافر اکثر

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو خلقت کو مجھ سے پہونچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان جرگ شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت و امانت سے مالا مال ہوکر رشک افزائے زمن بنجا ویں گے +

سید محمد یعقوب آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بروقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی ہمشیر یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُن سے فرمایا کہ اے میری بہن میں نے تمکو خدا کے سپرد کیا اور یہ بات یاد رکھنا کہ جب تک ہند کافر شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مردہ سنت زندہ نہوگی اللہ بدیت العزت مجھ کو نہیں اُٹھائیگا۔ اگر قبل از ظہور اِن واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے کہ سید احمد میرے روبرو مرگیا یا مار آیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نہ کرنا کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ اِن چیزوں کو میرے ہاتھ پر پُورا کرکے مجھ کو ماریگا +

آپکے سفر حجاز سے پہلے (غالباً سفر حج میں) بارہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھوں پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے شطلج مثل ملک ہندوستان کے رشک فزاے چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ اِن متواتر وعدہ ہائے فتح سے آپ کا ہر ایک مرید واقف تھا

عبد الحمید خان ایک شریر رسالدار اور اُسکے رفیق کا قصہ

نواب وزیر الدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب سید صاحبؒ بارادہ جہاد ٹونک سے روانہ ہوئے تو اُسوقت ایک شخص عبد الحمید خان نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک میں بدمعاش اور شریر اور شیطان کرکے مشہور تھا۔ سواری میں چلتے وقت سید صاحبؒ سے دوچار ہوگیا۔ اُسوقت جو کچھ اُسکے سخت خفتہ بیدار ہوئی تو سید صاحبؒ نے تبسمانہ اُسی حالت سواری میں ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اٹھو خالصاً صاحب بیعت کرلو۔ اُن دونوں نے اُسیوقت اپنے ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کرلی۔ بس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ اِن دونوں بدمعاشوں کا حال اُسی گھڑی بدل گیا۔ اب ہی حمید خاں سرگروہ اوباشان سرآمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم وصلوۃ سے بدلگئی۔ طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات بر زبان اور بجائے خندہ زنی گریان اور بجائے ہذل و جدل تسبیح گویاں ہوگیا۔ اور بعوض مجلس جُملا و فساق صحبت اہل صلاح و تقویٰ و علماء اہل یقین کا جویاں ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہونچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑکر ملک خراسان کو چلا گیا اور وہاں بمقابلہ دُرّانیان داد شجاعت دیکر شہید ہوا +

وہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ ٹونک سے اجمیر تک میں ہمراہ رکاب سید صاحبؒ کے تھا۔ اِس سفر میں بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط میں اور بعض خاص خدام حضرتؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو میں دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایکطرفی مخاطب

ہو کر سلام علیکم کہتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد فرماتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ظاہر یہ سلام یا سوال وجواب رجال الغیب یا ارواح یا جنوں سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کیطرف سے ہمیشہ سفر اور حضر میں میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال یہ ہے کہ جس کسی ملک یا شہر میں ارادہ انتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعت قدسیہ بہت کثرت سے وہاں جمع ہو جاتی ہے اور جس ملک میں اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتی ہے تو یہ جماعت قدسیہ وہاں بہت کم جمع ہوتی ہے۔ اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعت قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اترتی ہے۔ اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنے کا ہوتا ہے تو یہ جماعت اسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے۔ تب اُن کی روانگی کو دیکھ کر میں بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہوں اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینوں تک ٹھیرے رہتے تھے اور پھر ایک بیک چلدیتے تھے ؎

یک ذرہ نیست ہمچو منا اختیارما ۔۔۔ در دست دیگر است سکون و فرارما

ایک سوار کا حضرت کی ادنی توجہ سے سرور سرمدی کو پہنچنا

اُسی سفر کے ضمن میں صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لیے جنگل کو جارہے تھے اُسوقت آپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوئے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا تا بگتے از کوئے فلانے بمن آر ۔ زار و بیمار نمم راحت جان بمن آر ۔ حضرتؒ نے اُس سے پوچھا کہ میاں سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو۔ اُسنے عرض کیا کہ نہیں تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اسکے معنے سمجھاتے ہیں۔ یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکا اپنی چھاتی سے لگایا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے۔ تب وہ اُسیوقت عشق الٰہی میں مستغرق واز خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہونچگیا +

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہیں کہ مفتی الٰہی بخش ساکن کاندھلہ جنہوں نے ساتواں دفتر مثنوی مولانا رُوم علیہ الرحمۃ کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ستاسٹھ برس سے جو ہم نے پیسا تھا (یعنی پڑھا تھا) وہ سب ولیا تھا۔ اب سید صاحبؒ کی بدولت کل میدہ ہوگیا۔ یہ مفتی صاحب باوصف اسقدر علم وفضل کے کہ اس دیار میں آپکا ثانی نہ تھا سید صاحبؒ کی تعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے۔ صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالیٰ نے اسکلے بڑے بڑے بزرگوں کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحبؒ کی ذات بابرکت میں جمع تھی ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری +

سید صاحب اجمیر سے چلکر دہلی پہنچے اور وہاں سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہروں میں گشت کرتے ہوئے راہ پانی پت وکرنال وتھانیسر ۱۲۴۱ھ ہجری مطابق ۱۸۲۴ء عیسوی بارادۂ جہاد اقوام سکھ یا غستان کو روانہ ہوئے

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت میں پہونچے تو میں مرض گٹھیا میں مبتلا کر بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اپنے بستر پر سے اُٹھ نہیں سکتا تھا۔ جب میرے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحبؒ سے دوچار ہوگیا۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اُٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کیواسطے چل۔ میں فوراً اُسی وقت اچھا ہوگیا گویا کبھی مریض ہی نہیں ہوا تھا اور آپ کے ساتھ ہولیا اور بہت سے معرکوں میں شریک جہاد رہا +

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ ایکروز سید صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی۔ اُسوقت مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت میں کس

فریق میں ہوں - آپنے فرمایا کہ تم تو شہید ہو - چنانچہ بموجب اسی پیشین گوئی کے بایام غدر ۱۸۵۷ عیسوی بعارضۂ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی اور وَالْمَبْطُوْنُ شَہِیْدٌ کی بشارت میں داخل ہوئے +

حصّہ دوم

میں آپ کی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کے شروع کرنے سے پہلے انکی پُر زور تاثیرات کا سبب اور عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر یہاں بیان کرتا ہوں کیونکہ انکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات کا بایلیٹ اور تاثیر مُقلّبِ ماہیت کو دیکھ کر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپنے کس مدرسہ میں سیکھا ہوگا سو اے ناظرین باتمکین آپ پر مخفی نہ رہے کہ اِس علم کو علمِ لدُنّی کہتے ہیں - ظاہری تعلیم کو اسمیں کچھ دخل نہیں - اسکا معلّم خود خالقِ ارض وسما ہوتا ہے مثل حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ اور اُنکے حواریین اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور بہت سے انبیاء سابقین اُسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے دُنیا میں آچکے ہیں جنہوں نے لکھوکھا اور کروڑہا خلقت کے آبائی دین بُت پرستی کو ایکدم میں چھوڑوا کر موحّد اور خدا پرست بنا دیا تھا - یہ بھی ایک قاعدۂ قدیم ہے کہ جس سینہ میں یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری خصوصاً علم حکمت (یعنی فلسفہ ومنطق) سے پاک وصاف ہوتا ہے - اُن کے دلائل منطقیہ طور پر نہیں ہوتے - اِس مدرسہ کے متعلّموں کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے - اسیواسطے اُنکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلوں کو چھید کر وار سے پار ہوجاتا ہے - اِس مدرسہ کی تعلیم یافتوں کی زبردست تاثیر کو دیکھ کر ہمیشہ دُنیا کے لوگ اُن کو ساحر کہتے رہے ہیں - اِن بزرگوں کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل وفعل تکلّف اور تصنع سے خالی ہوتا ہے - اِنکے کلام میں اکثر سیدھی سیدھی مثالیں شامل ہوتی ہیں - جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہیں - ایثار یعنی ہمدردی اور خیرخواہی خلائق اُنکے رگ وپے میں سمائی ہوتی ہے دُنیا دلفریبی سے بے رغبت کرنا اور محبت الٰہی کو دلوں میں جمانا اِنکا سب سے اوّل کام ہوتا ہے +

سب مؤرّخ اِس بات پر متفق ہیں کہ سیّد صاحبؒ کی زبردست تاثیر اور نصائح دلربا کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبان مبارک سے صرف یہ کلمہ سُنکر کہ "اللہ سے ڈرو" روتے روتے کلیجہ مُنہ کو آجاتا تھا - بڑے بڑے بدکار اور فاسقوں کی اُسیوقت کایا پلٹ ہوجاتی تھی - اِسی زبردست تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف واشقیاء (باتباع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپ کے روبرو آنے سے ڈرتے تھے اور کہتے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہوکر گرویدہ ہوجاویگا +

مولوی عبدالواحد ابوسعد لکھتے ہیں کہ حضرت سیّد احمد صاحب قدس سرّہٗ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے - اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی - اور جو سلسلہ بیعت بذریعہ آپ کے خلیفوں اور خلیفوں کے خلیفوں کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہوکر اُس بشارت مغفرت کے مستحق ہوچکے ہیں +

جب یہ مقدّس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسہ وہبی کے تشریف لاتے ہیں تو اُنکے ساتھ آسمان سے برکت نازل ہوکر انسانوں کے دلوں میں داخل ہوجاتی ہے اُسوقت خود بخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش مارتا ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو تہِ دل سے سنتا ہے اور ہمّت اعمال شاقہ کی اُنکے دلوں میں پیدا ہوجاتی ہے - اُنکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزاروں عالم موجود ہوتے ہیں مگر اپنے علموں کو مثل فسانہ کے سیکھ کر بلبل ہزار داستان کی طرح سے چہکتے پھرتے ہیں - پھر وہی عالم اِن بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت اپنے علموں کی اصل حقیقت پر آگاہ اور ہوشیار ہوکر عمل

کو ضمیمہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کر کے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے زاہد خلوت گزیں اور درویشان چلہ نشین اُنکی تشریف آوری کے وقت اپنے مفاسد مکنونہ پر آگاہ ہو کر اصلاح نفس امارہ اور حصول رضائے الٰہی کو مدِ نظر کر لیتے ہیں۔ اور نام ونشان اور حُبِ جاہ کو اُسوقت پسِ پشت پھینکدیتے ہیں۔ اور ان مقدسوں کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبروں پر چڑھ کر بہتیری فریاد و فغان کرتے رہتے ہیں مگر اُن کا اثر لوگوں کے دلوں پر ایسا چاہیئے نہیں ہوتا اور اُنکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہیں سُنتے۔ جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہر کس وناکس کے دلوں میں وَلولہ پیدا ہوتا ہے۔ اُسوقت ہر آدمی اُنکے وعظ و نصیحت کو الفاظ سمع اور حضور دل سے سُنتا ہے اور ہر محفل میں حق طلبی کا چرچا شروع ہو جاتا ہے۔ صرف اشقیا ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہیں۔ چنانچہ اس انتشار برکت کو حدیث شریف میں بلفظ امانت تحریر فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَۃَ تَنْزِلُ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (یعنی امانت یعنی برکت لوگوں کے تہ دل میں اُترتی ہے اُسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہیں) اسیطرح وقت تشریف آوری سید صاحبؒ کے بھی وہ برکت مصرحہ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہیدؒ کو تقویت الایمان وغیرہ کتابیں لکھنے کی سمجھ پیدا ہوئی اور کتاب وسنت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اُسی برکت کا اثر اسوقت تک اکثر دلوں پر بمراتب چلا آتا ہے اور بعض دل اُس سے خالی ہوتے جاتے ہیں۔

سید صاحبؒ کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سیدھی سادی تھیں جنسے عالم و جاہل دونوں برابر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن وحدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اللہ سے محبت پیدا کرنا۔ توحید اور اتباع سُنت پر قائم ہونا۔ شرک وبدعت سے بچنا۔ شکر و توکل و تقوی میں کامل ہونا۔ آپ کی تعلیمات کا خلاصہ اور لُبِ لُباب ہے۔ تنبیہ الغافلین میں آپ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی خدمت میں عموماً اور جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفوں کے ہاتھ پر اِس سلسلہ میں بیعت کی ہے خصوصاً میری یہ عرض ہے کہ اس ناپاک دُنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اسکے گردنہ پھٹکیں اور ایک ذرہ بھر اُسکی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اور اللہ تعالی کی رضامندی کو ہر حال میں مقدم رکھیں۔ اور یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالی کی محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس اوّل کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے) سمجھ کر یہ اعتقاد رکھیں کہ اولاد وہی بخشتا ہے اور مرادیں وہی پوری کرتا ہے۔ غرض ہر قسم کا نفع ونقصان اُسکے ہاتھ میں ہے۔ سوائے اُسکے کسیکو کچھ بھی اختیار نہیں ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہیں) سمجھ کر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دُنیوی خلاف ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار نہ کریں۔ ہر امر میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کو مقدم جانیں +

مقدمہ صراط المستقیم میں لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ ثمرہ شریعت و طریقت کا اور بنیاد حقیقت اور معرفت کی صرف اللہ تعالی کی محبت حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ حیث مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا (یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی محبت تمام دُنیا اور مافیہا سے بڑھکر ہوئے) اور آیۂ کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت میں چور ہیں) اُسی محبت اور عشق الٰہی کا بیان ہے۔ اگرچہ اِس مسئلہ محبت الٰہی پر تمامی صوفیائے کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے لیکن سمیں ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ اُس نکتہ کو نہیں سمجھتے اور وہ نکتہ ایک تیز اور فرق ہے درمیان حبِ عشقی اور حبِ ایمانی کے۔ اسی ناواقفی کے سبب سے بعض عوام صوفیا و انبیا علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور مواجید کے مطابق بنا کر صفت کی شرح

اُٹھاتے ہیں۔ اگرچہ یہ دُونوں طریق یعنی طریق انبیاء علیہم السلام اور راہ اہل عشق و مواجید اللہ کی اہوں میں سے ہیں مگر ان دونوں کے حصول کے طریقے اور مؤیدات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ ہیں جیسے کہ ایک یونانی حکیموں کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونوں حصول صحت کے طریقے ہیں مگر اُنکے نسخے اور سُہلات اور طریق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سو تفصیل اور تمیز ان دونوں محبتوں کی اسطرح پر ہے کہ مراد عشق اور حُبِّ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بسبب نہ ملنے شئے مطلوب اور محبُوب کے انسان کے باطن میں پیدا ہو کر تمام قوائے باطنیہ میں سرایت کر جاتی ہے اور انتہا اُسکا ملنا شئے مطلوب اور وصال محبوب کا ہے۔ اور یہ عشق اوّل قلب میں جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے باطن میں پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے۔ اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلۂ فراق ٹھنڈا ہو کر کیفیت عشقی زائل ہو جاتی ہے۔ اور حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی سے یہ مراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے کے فوائد اور منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہو کر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُس کے دل میں پیدا ہُوا اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفیں اور مشقتیں جو اُسکے حاصل ہونے میں پیش آتی ہیں اُسپر آسان ہو جاتی ہیں اِس سبب سے کمر ہمت کی چُست باندھ کر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور اختیاراً نہ اضطراراً اُسکی طلب میں اپنے کو مشاق دیتا ہے (اور یہ حُبِّ اوّل عقل میں جو خزانہ معلومات کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختوں کی جڑ اور شاخوں اور پتوں اور پھلوں میں سرایت کرتا ہے ویسے ہی یہ حُبّ تمام قوائے باطنیہ میں پھیل جاتی ہے۔ تب جو فکر اور تدبیر عقل میں آتی ہے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور طرح طرح کے ارادے اور ہمتیں اُسکی طلب کیواسطے قلب سے اُٹھتی ہیں اور ہر قسم کی مشقتیں اور ترک مالوفات اسکے واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حُبِّ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حُبِّ ایمانی کا فنا ہونا ہمت اور ارادے کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سُنتا ہے اور سوائے حصول رضامندی محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہے۔ اور چونکہ حُبِّ عقلی کا جائے قرار عقل ہے اسواسطے کسی معارض کو اُسمیں گنجائش نہیں ہے اور حُبِّ عشقی بجز دو وصال محبُوب کے زائل ہو جاتی ہے مگر حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی وصال محبوب سے بڑھ کر ہزار گنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حُبِّ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہو جاتی ہے اور حُبِّ ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبُوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب وصال میں اور زیادہ تر واضح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب وصال پر اُن کمالات محبوب کا عین الیقین ہو گیا۔ جب یہ فرق درمیان دونوں محبتوں کے ذہن نشین ہو گیا تو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو ان دونوں محبتوں میں سے ایک محبت کیواسطے روز ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدہ ازلی ان محبتوں کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ حُبِّ ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہے۔ اسواسطے اُسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہیں۔ اور حُبِّ عشقی اور اُسکے احوال اور مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا حقایق اشیاء قدرت الٰہی میں مضمحل ہو کر اُسکی معرفت کا حاصل کرنا ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد کرنی چاہیئے کہ ائمہ طریقت اور پیشوایان حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کر کے اُسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہو کر سلوک راہ نبوت میں پکے ہو جایا کرتے تھے۔ تب اُسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے +

حُبِّ عشقی کا بیان

(تمہید) اسباب تحصیل حُبِّ عشقی کی تصویر اسطرح سے لکھی ہے کہ آگ جو سب عناصر سے لطیف و صاف ہے اور جسکا کرہ سب عناصر کے

اوپر ہے ساتھ اجزائے لطیفہ زمین کے جسکو بخار کہتے ہیں بلکہ اُس بخار کو اپنے کرہ میں جو سب کروں کے اوپر ہے جذب کرنا چاہتی ہو تاکہ اُس بخار کو اپنے اندر فنا کرکے آثار اور احکام میں ہمرنگ اپنے بنالے مگر غبار جو تہ بتہ ہو کر مابین کرۂ آتش اور خاک کے جمع ہوا ہو اُس بخار کو کرۂ نار کیطرف چڑھنے میں روکتا ہے تو اِس سبب سے بخار اور نار میں مزاحمت اور تعرض واقع ہوکر کڑک اور بجلی حادث ہوجاتی ہو یہانتک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدّت اور حدّت کے روک کرنیوالی چیزوں کو پاش پاش کرکے زمین کیطرف پھینک دیتے ہیں یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کردیتے ہیں تاکہ اجزائے لطیفہ ناریہ کو اپنی طرف کھینچ لیجائے اور اپنے میں فنا کرلے۔ اسیطرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلّی حق جل وعلا کی ہے جب حلق اور زبان اور دماغ اور گوش ذاکر کو بذریعہ ذکر جہری کے جو اسلئے رفع کرتے وسوسوں اور اطمینان خاطر اور رقیق کرنے رُوح کے صوفیوں کے ہاں مقرّر ہے نور اور سکینہ اور لذتوں سے مالا مال کرتا ہو اور نیز ذکر سرّی سے جو اسلئے حصول لذّت اور حلاوت کے اُنکے یہاں مقرّر ہی بذریعہ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت مخالطت اور ترک کلام حاتم اُن لوگوں کے ذاکر کے وہم اور خیال کو اضمحلال اور پژمردگی حاصل ہوتی ہو تب خواہ اسی لفظ مبارک اللہ سے یا ساتھ ملانے نفی کی یا دوسری صفات کے طالب اِس لفظ مبارک کے مفہوم کا تصوّر کرکے اُسطرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہو۔ اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہو جو سب تجلّیوں سے زیادہ لطیف اور سب تجلّیوں سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہو۔ اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفہوم اِس لفظ مبارک اللہ کا کہ بسیط محض اور مجرّد بحت ہو اسطرح پر اُسکے ذہن میں قرار پکڑتی ہو کہ بصر بصیرت اُس کی ہر وقت بجانب اُس مفہوم کے لگی رہتی ہو اور اُسکی تمامی قوت درّاکہ شل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہو اور اُسکے ماسوا کیطرف ہرگز التفات نہیں کرتی۔ پس اسیکا نام اُنکے یہاں فکر ہو۔ پس جب طالب اپنی ہمّت سے اُس مفہوم میں استغراق قوی حاصل کرتا ہو اور وہ تجلی اُسکی جان کا پیوند ہوجاتی ہو تو اُسوقت سب سے زیادہ لطیف اجزائے سالک کے کہ وہ رُوح الٰہی ہو اُس مفہوم یعنی تجلّی کے ساتھ ملجاتی ہو تو وہ تجلّی رُوح کی اصل کیطرف اُسکو کھینچتی ہو۔ اور رُوح الٰہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان میں قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (یعنی رُوح رب کا ایک حکم ہو) آیا ہے بسبب نور جو اسمیں خاکی میں اپنی اصل کو بھول گئی ہو اور اُسکے آئینہ ادراک نے زنگ پکڑلیا ہو۔ پس جب بسبب نور اس تجلی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو صیقل اور صفائی ہوتی ہو اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہو جیسے کہ آیا ہو اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (یعنی اللہ تعالی نے آدم کو اپنی تجلّی کے بنایا ہو) تب اپنے اصلی وطن فراموش کردہ کو یاد کرکے اپنے اصل کیطرف ملنا چاہتی ہو اور خطیرۃ القدس کیطرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہو مگر غبار بشریت اُسکے خطیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے۔ اُسوقت درمیان رُوح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہو اِس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی رُوح طبّی میں پیدا ہوکر طالب دیوانہ اور ستانہ بنجاتا ہو اور عقل اور فکر برباد ہوجاتی ہے۔ اور ایسی حالت میں اکثر وقت قانون شریعت اور ادب سے بھی باہر ہوجاتا ہو۔ اور مجلسوں اور مکانوں سے اُسکو وحشت پیدا ہوجاتی ہو۔ اور آہ و فغان اور زردی رنگ اور انکساری اُسکو شروع ہوجاتی ہو پس اس کیفیت کا نام عشق ہو۔ اور چونکہ یہ کیفیت رُوح حیوانی کو حاصل ہوتی ہو اسواسطے اِسکا نام حُبِّ نفسانی اور عشق رکھا گیا ؛

مؤیداتِ حبِّ عشقی

عُمدہ مؤیدات حُبِّ عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا ہے۔ کیونکہ رُوح حیوانی کو ریاضت سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہو اور نیز مؤیدات حُبِّ عشقی سے اچھی آوازوں اور شوق آمیز قصص اور اشعار عشق انگیز کا سننا ہو اور نیز اُسکے مؤیدات سے ہو اور جن چیزوں سے رُوح طبّی میں کثافت پیدا ہوتی ہو اُنکو ترک کرنا جیسے کثرت منام و مداومت بر لذائذ کثیفہ

آثار حُبِّ عشقی - یہ حُبِّ بالذّات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر رُوح الٰہی اپنی اصل تک پہونچ جاوے - پس اس سبب سے رُوح طبعی میں شورش اور فراق پیدا ہو کر بجُز وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابندی رہتی ہے اور نہ طالب صادق حق کی اور اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ارباب عشق اور مواجید قانون شرع اور ادب کے پابند نہیں ہوتے اور نہ طالب صلحی مولا و تابع حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے مقصد یہ ہے کہ یہ حُبِّ صرف مشاہدہ جمال ذوالجلال میں اپنا اضمحلال جسطرح پر حاصل ہو اُسمیں خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اسکو نہیں ہوتی - اگر اس طالب کو گمان حصول اپنے مطلب کا استماع مزامیر اور عشق مجازی اور تعمل برنج اور ترک اذکار اور عبادت میں ہو تو اُسی کیطرف میلان اسکی طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئیں زبردستی ان امور ممنوعہ سے روکے رکھے اسی حُبِّ کے آثار میں سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا ماسوائے محبوب سے اور تنگدل اور بیزار ہونا کاروبار و اشتغال دُنیا سے اور پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مُدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے - اور اسی کے آثار میں سے ہے شدت سے تعلق قلب کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان صاحب اس عشق نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی دوسری کسوت اور ہیئت میں تجلی فرمائے تو میں کبھی اُسکی طرف التفات نہیں کرونگا - اور اسی آثار میں سے ہے کہ علم اور طاعات ظاہری کی کچھ پروا نہ رکھنا اور نیز اُس علاقہ پر جو ظاہر اور باطن شرع میں ہے کچھ التفات نہ کرنا ؛

ثمرات حُبِّ عشقی - جب بہ سبب حدّت اور شدت کیفیت عشقیہ اور کمال جذب رُوح الٰہی کے غبار شہادت اور مثال کا سالک پر منکشف ہو جاتا ہے اور پردہ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے ہیں تو حسب وعدہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جو کوئی میری راہوں کو تلاش کرتا ہے میں اُسکو اپنی راہیں کھلا دیتا ہوں) فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ (یعنی مجھ کو یاد کرو میں تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذوالجلال کا ہاتھ آتا ہے اور بفحوا حدیث أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ (میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اور میں اُسی کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے) بعوض قلق اور اضطراب کے کہ جُدائی میں اُٹھایا تھا خلعت مکالمہ اور خوشی اور سرور اُسکو حاصل ہوتا ہے اور اُسکی وحشت اُنست سے بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردہ اختفا سے ظاہر ہو جاتے ہیں اُسوقت دریائے وحدت میں ڈوب کر اُسکی عجالت ہو جاتی ہے اور کلمہ اَنَا الحق (یعنی میں خود خدا ہوں) اور لَيْسَ فِيْ جُبَّتِيْ سِوَى اللّٰه (یعنی میرے جُبہ میں سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہے) کہنے لگتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈالتے ہیں اور آگ چاروں طرف سے اُسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزائے لطیفہ آگ کے نفس جوہر لوہے میں اثر کر کے اُسکو اپنا ہمشکل اور ہمرنگ بہم صفات بنا لیتے ہیں - تب جلانا اور بھُونا جو آگ کی خاصیت میں سے ہے اس لوہے کو حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر میں بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سُرخ ہو کر مثل آگ کے بنجاتا ہے اگرچہ در اصل وہ لوہے کا لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اُسکو حاصل ہو گئے ہیں - گو وہ آثار اور احکام ابھی تک بھی آگ ہی کے ہیں لیکن اگر اسوقت لوہے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور پکار اُٹھتا کہ میں وہ آگ ہوں جس سے کاروبار طباخوں اور سناروں اور مُناروں وغیرہ ارباب صنائع کے انجام پاتے ہیں - پس اسیطرح پر جذب کوشش حمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر احدیت کیطرف کھینچتی ہے تو پھر یہ مشیت خاک مثل پارہ آہن اپنی خاصیت کو فراموش کر کے کلمہ اَنَا الحق وغیرہ کہنے لگتا ہے - کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ میں نے خود نہیں کیا) اور جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میں اُسوقت اپنے بندے کا کان ہو جاتا ہوں کہ سُنتا ہے مجھ سے اور میں اُسکی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ دیکھتا ہے مجھ سے - اور میں اُسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور میں اُسکا پاؤں ہو جاتا

ہوں کہ چلتا ہے مجھ سے اور میں اُسکی زبان ہو جاتا ہوں کہ بولتا ہے مجھ سے - مگر یہ بات بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اسکے پیچھے پڑنا نہیں چاہیئے - لیکن جب کسی سالک پر یہ باتیں ظاہر ہوں تو اس سے انکار بھی نہ کرے - کیونکہ جب ادی مقدس میں آگ نے کہا تھا اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (یعنی میں رب جہانوں کا ہوں) اگر نفس کاملہ اس اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذات الٰہی کا ہے کلمۂ اَنَا الحق کہے تو جائے تعجب نہیں ہے +

اِس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگوں سے خرق عادات اور قبول دعوات اور دفع بلیات بہت ظاہر ہوتے ہیں - چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال میں) مجھ سے کچھ مانگیگا تو میں اُسکو عنایت کرونگا - اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو میں اُسکو پناہ دونگا" - اور ایسے بزرگوں کے دشمنوں پر غضب الٰہی اور وبال نازل ہوتا ہے - چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ "جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے ساتھ جنگ کرتا ہے" اور ایسے بزرگوں کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ قیام جملہ موجودات کا صرف بوجہ ذات واحد باری تعالیٰ کے اُن پر کھلجاتا ہے جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اس مقام کے لوازمات میں سے ہے - دوم وحدتِ وجود کا ماننا اور لب معارفِ آلیہ پر کھولنا +

بیان سلوکِ راہِ نبوّت یا حُبِّ ایمانی

تمہید - اسباب تحصیل حُبِّ ایمانی کے حسب ذیل ہیں - سوجاننا چاہیے کہ آدمی اپنی اصل پیدائش میں چند چیزوں پر مفطور ہے - سو اُن چیزوں کا حاصل کرنا اور اُسکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا ہے سو اوّل الخ اور عمدہ اُن فطرتی چیزوں کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہیں کہ جو کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کو بلا بدل دیا کرے اور ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کیا کرے - پس ایسے شخص کو طبعاً ہر آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے - پس خداوند تعالیٰ جو منعم حقیقی ہے اُسکو اُسکے ماسوا پر ترجیح دینا اور اُسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور اُسکی رضاجوئی میں مشقتوں کا اُٹھانا اور اپنے آرام کی چیزوں کو اُسکی رضامندی کیواسطے ترک کردینا اور اپنے تئیں اُسکے غلاموں میں شمار کرنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ میں ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اُسکی حمد وثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اُسکی خدمت میں لگانا اور اپنی گردن کو بطور شکر بمقابلہ اُسکے احسانوں کے جھکانا اور اُسکے احسانوں کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو اُسکی فرمانبرداری میں اُڑانا اور اپنے ارادوں کو واسطے تعمیل احکام منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اُسکے نام پاک اور اُسکے کلام مجید اور اُسکے گھر شریف اور دوسری شعائر کی تعظیم کرنا - دوسرے اُن فطرتی چیزوں میں سے ایک محبت جواد کی ہے - اور جواد اُسے کہتے ہیں جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگوں میں پھیلائے - پس سوائے خداوند تعالیٰ اور کوئی جواد مطلق نہیں ہے - کیونکہ سوائے اسکے ہر کسی کو امور نافع کے جاری کرنے میں ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دنیوی غرض ہوتی ہے - تیسرے اُن فطرتی چیزوں میں سے محبت اور تعظیم صمد کی ہے - اور صمد اُسکو کہتے ہیں جو نرادھار (محتاج نہ ہونیوالا سہارے کا) اور بے نیاز ہو اور اُسکے غیر سب اُسکے محتاج ہوں - سو بے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے - غرض ان ہر سہ اقسام فطرتی محبت سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بہ تقاضائے فطرت طبعاً اُسکو دوست رکھتا ہے - اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردۂ غفلت اُس سے اُٹھ جاتا ہے تو پھر اُسکی محبت جوش مارتی ہے - چوتھے اُن چیزوں میں سے ایک محبت اور تعظیم اہل کمال کی ہے سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہیں - اب یاد رکھنا چاہیئے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج علیا کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اُس منعم حقیقی اور صمد و

جواد تحقیقی کے نہیں ہو سکتا۔ سو اللہ رب العزت نے اپنی محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولوں کے بذریعہ انزال کتب ہمکو مطلع کر دیا اور سبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ دونوں کلمے مخبر اُسکے صمدیت اور نراد ھار ہونیکے ہیں اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مخبر اُسکے انعامات کا ہے۔ اور لا الہ الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے جو مظہر اُسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہم کو تعلیم کر دیا اور آیات الٰہی جو عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری میں موجود ہیں خصوصاً انسانوں میں کہ اُنکے ایجاد میں کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہیں یعنی پہلے مالکے پیٹ میں نطفہ کا قرار پکڑنا۔ اور پھر اُس نطفے سے لوتھڑا جانا۔ اور پھر اُس لوتھڑے سے ایک گوشت کا لوتھڑا بنجانا۔ اور پھر اُس لوتھڑے سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اُسمیں ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے مناسب اور قوتیں متخالف ظاہر ہونا اور اُسمیں جان پڑنا اور تا ولادت اُسکو پیٹ کے اندر غذا مناسب پہنچانا۔ اور روز بروز اُسکو بڑھانا اور پھر وقت مقررہ پر تمیں پردہ چیر کر اُسکو باہر لانا۔ اور پھر صغر سنی میں پھر اُسکے بعد جوانی میں اور پھر بڑھاپے میں اُسکو پالنا اور غذا مناسب ہر وقت اُسکو پہنچانا۔ جیسے پیدا ہونے سے پہلے مانکی چھاتیوں میں دودھ کا تیار رکھنا پھر اُسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مناسب ہر وقت کے اُسکو عطا کرنا۔ اور اُسپر سے بلاؤں کا ٹالنا۔ اور اُسکی مشکلوں کو حل کرنا۔ اور عاجزوں اور بیقراروں اور مضطروں کی دعا کو قبول کرنا۔ اور اُنکی ہدایت کے واسطے پیغمبروں کا بھیجنا اور کتابوں کا اُتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد اور صمد تحقیقی ہونیپر دلیل قاطع ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ امور قلبیہ ہے لیکن اقوال محبت انگیز اور افعال تعظیم آمیز اُس محبت کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ پس مرد سلیم الفطرۃ جو روز ازل میں اہل سعادت میں لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبۂ صمدیت میں اور اعلیٰ مناصب جود میں واقع ہے اور کامل صفتوں سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے۔ اور یہ شخص ہر ساعت ہر کام میں اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتیں باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی اُس پر برس رہی ہیں تو اُس فطرتی محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے تب فعلاً قولاً اُسکی تعظیم اور ادائے شکر کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور تعظیم سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنے کے پڑھتا ہے اور لذتیں اور حلاوتیں اُن ذکروں کی اور خصوصاً قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالا مال کر دیتی ہیں۔ اور شیرینی الفاظ اور لذت مضامین اُسکے دل کو شکار کر لیتی ہیں۔ اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہو جاتے ہیں اور خیالات منتشرہ اور وساوس پراگندہ اور آرزوئیں باطلہ اور قصد گناہ اور محبت غیر اللہ اُسکے دل سے ملیامیٹ ہو جاتی ہے اور اُسکی عقل اور قلب لگاؤ حیوانی سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ ذکر ہمکو ارکان راہ نبوت کا ہے۔ اور اُسکو ذکر ایمانی کہتے ہیں پس اس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک تک پیدا ہوتی ہے۔ اور التفات اور تعظیم جدید و لذیذ دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا الہ الا اللہ) کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالیٰ کی ثابت ہے ساتھ فضائل ذاتیہ باریتعالیٰ کے دل ذاکر میں قرار پکڑتا ہے۔ یہانتک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم میں موجود ہیں سب کو اُسکی قدرت کاملہ سے بلا واسطہ دیگر خیال کرتا ہے۔ اور ہر انعام کو جو اُسکو یا دوسروں کو پہونچتے ہیں پس سب کو آثار تربیت بالغہ اُسکے کا بلا حجاب خیال کرتا ہے۔ اور ہر کمال کو جو موجودات میں چمکتا ہے عکس جمال لایزال اُسکے کا سمجھتا ہے۔ اور نقصان کو بارگاہ جلال اُسکے سے دور اعتقاد کرتا ہے۔ پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی میں غوطہ زن کر سوائے یاد حیرت کے اور کچھ نہیں پاتا۔ اور اُسکے انعامات کو دیکھ کر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتوں کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا

سویہ فکر ہے سالکان طریق نبوت کا اور اِسکو فکر یا مراقبۂ ایمانی کہتے ہیں - اور جب یہ فکر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اُلفت شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے تہ دل سے اُٹھتی ہے اور اُسکے تمام قوائے باطنیہ کو مضمحل کر دیتی ہے - اگر اوپر کو دیکھتا ہے تو تمامی آیات عظمت اور انعام اُسکے پاتا ہے اور اگر نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکے کے اور کچھ نہیں دیکھتا اور اپنے تئیں بمقابلہ ایسے انعامات کے سراسر قاصر اور ناشکرا جانکر دریائے شرمندگی میں ڈوب جاتا ہے - بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُسکے انعامات سے خیال کر کے اُن کی محبت اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے بموجب بیت کے بیت

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است ۔۔۔ اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را ۔۔۔ کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

اور جبوقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا عظمت اور جلالت اُس اسم عظیم سے مثل بید نسیم سحری سے کانپنے لگتا ہے - اور اُسکے ہر بُن مُو سے ندائے عجز و احتیاج خود و آوازۂ استغنائی اور بے نیازی اُس ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے - پس اِس اُلفت کو حُبِّ ایمانی کہتے ہیں +

مؤیدات حُبِّ ایمانی - سو اوّل اور افضل مؤیدات حُبِّ ایمانی کے اجتبائے اور قبولیت ازلی ہے جسمیں استعداد ازلی نہ ہوگی وہ کبھی اِس محبت کی تحصیل کا ارادہ ہی نہ کریگا - دوسرے اتباع شریعت پر نہایت بُرز اتحکام سے دلی جزم کر کے نہایت سرگرمی سے سُنت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکے تہ دل میں پیدا ہو جائے - اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پُورا پورا متبع کرے - اور اللہ رب العزت کی رضاجوئی پر کمر ہمت چست باندھے - اسطرح پر کہ اپنا جان و مال اُسکی رضاجوئی میں صرف کر دینا اور اپنا کل دل و متاع تسلیم احکامات الٰہی میں وقف کر دینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جَو کی برابر بھی وزن نہ لاوے - اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل میں ہر عائق و مانع کو ایک ذرّہ کے برابر بھی نہ جانے اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کلی حاصل ہو - اِس مقام پر کچھ کثرت عبادت و وِرد و وظائف وغیرہ مراد نہیں ہے - بلکہ اصل غرض یہ کہ عقاید شرعیہ پر اُسکے قلب کی طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی کی تہ دل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُسکے اندر پیدا ہو جائے - اور رضاجوئی حضرت حق میں کسی کی موافقت اور مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کرے - تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور چٹورہ آدمی عین شدت بھوک کی حالت میں اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے کے حوالے کر کے آپ بھوکا رہنا گوارا کرے - اور اسیطرح سخت پیاس کے وقت خود پیاسا رہنا اختیار کر کے اپنے سرد پانی کا پیالہ خالصاً لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا - اور اسیطرح باوجود کثرت رغبت طرفین اور عدم مانع کے کسی معشوقہ صاحب جمال سے محض بخوف الٰہی ترک زنا اور مصاحبت کرنا وعلی ہذا القیاس - چوتھے کسی بھاری موقع پر کوئی فعل تائید شرع یا زندہ کرنے کسی سُنت مُردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت کرنا کسی مظلوم سبکیں کا یا لوگوں کے اندر صلح اور آشتی کرا کے کسی فساد کو دُور کرا دینا یا کسی مذہبی مقدمہ میں ثابت قدم رہنا یا کسی مقبول خدا کی اعانت کرنا یا کسی ایسے کام میں سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقہ حقہ کی اشاعت کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ +

آثار حُبِّ ایمانی - رضاجوئی حضرت حق میں ہمت اور غیرت کا فنا ہو جانا اور خلقت کو طرف اطاعت اور وفاداری رب العزت کی دعوت کرنا - اور نتیجۂ اُنکے استغراق ہمت اور فنا ارادہ کا یہ ہوتا ہے کہ علائق حُبِّ اور بُغض ماسوی اللہ کے اُنکے دل سے باطل اور محو ہو جاتے ہیں اور اُنکو پُورا توکل ذات باریتعالیٰ پر حاصل ہو جاتا ہے - اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہیں بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نہ کرنا توکل کی اصل ہے - بموجب اس بیت کے **بیت** گفت پیغمبر با دو زبلند - بر توکل زانوئے اشتر بند + دوسرے بلاؤں اور مصیبتوں کے سمنے اپنے اندر شجاعت پاتا اور یہ بات

جنس صبر ہے اور بیگانہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے۔ کیونکہ سالک تو اپنا باقی ہر ہیچ شکر و شکوہ ہے اسکی توبہ کبھی صبر تک نہیں پہنچتی۔ بلکہ یہ سالک ہر بلا اور مصیبت کو بقایائے اسکے ہزار ہا نقصانات کے تمام تر نعمت و مواہب سمجھتا ہے۔ تیرے اچھے کھانے پینے اور پہننے اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے کنارہ کشی کو اپنے کمالات سے نہیں سمجھتا اور نہ اُنکو ترک نہیں کرتا اور اگر کسی خوش دینی یا رضا جوئی مولا میں اُنکے ترک کی نوبت آپڑے تو اُس حرکت کو اُنکے ترک کرنے کو اپنے کمالات نہیں سمجھتا ہے۔ ورنہ لذیذ کھانوں اور نفیس کپڑوں اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب اس محبت کو ترقی ہوتی ہے۔ چوتھے نماز و روزہ اور مناجات میں لذت اور سرور کا پانا۔ پانچویں فوائد متعدیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے اصلاح بین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مدنی اور خدمت خلق اللہ اور اُنکی تعلیم اور تربیت میں مشقتوں کا برداشت کرنا۔ چھٹے تقویٰ میں پکا ہونا اور تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو اوامر الٰہی اور احکام شریعت کا تابعدار کرنا اور لغو و سوسے جو وضو اور طہارت وغیرہ میں لوگ کرتے ہیں تقویٰ میں شامل نہیں ہیں۔ اور تقویٰ کے بھی تین درجے ہیں ایک کو اذعان عقلی کہتے ہیں یعنی گو مرتکب نواہی کا ہو جاتا ہے مگر اُنکو بُرا جانتا ہے اور یہ سب سے ضعیف درجہ کا تقویٰ ہے اور نہیں یہ بھی نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں۔ دوسرا اذعان اوفیٰ ہے یعنی مرتکب نواہی کا تو نہیں ہوتا مگر اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے تیسرا اذعان قلبی ہے یعنی نہ مرتکب نواہی کا ہوتا ہے اور نہ اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھ کر اُسکے بدن میں رعشہ اور دل میں خوف اور دماغ میں بیہوشی ہو جاتی ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے۔

ثمرات حب ایمانی ۔ جب اعلیٰ درجہ کی محبت الٰہی اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو رضا جوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر و باطن اور جوارح و قویٰ کو ساتھ انوار و آثار کے روشن کر دیتی ہے تو توکل اور تقویٰ اُسکے دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خاصہ ایمان بالقدر کا ہے اُسکے ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی مال و اموال اپنے کو اپنے ملک نہیں جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر بھی کبھی نازاں نہیں ہوتا۔ اور ساتھ ربوبیت ربّ الارباب کے سینہ اُسکا کھلتا ہے اور آثار محبت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں اور تمامی عقاید شرک بدعت اور الحاد اور کج راہیوں اور بدطریقوں اور افراط و تفریط سے اللہ رب العزت اُسکو محفوظ رکھ کر طریقہ محمدی اور دین حنیفی خود تعلیم کر دیتا ہے۔ اور انوار رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہو جاتے ہیں اور پھر خداوند تعالیٰ اُسکو اپنی حمایت اور ولایت میں لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے ایسے بزرگوں کو شرع میں شہید اور حوارین کہتے ہیں۔ ایسے بزرگ اپنی طالب حاجت میں محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل کرتے ہیں اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہیں۔ اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مدعولہ کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہیں تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہ ہدف ہوتی ہے۔ شہید اور حوارین سے بڑھکر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر مغطوب ہوتے ہیں ایسے بزرگوں کو صدیق کہتے ہیں۔ اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوصہ میں اور صحت اور بطلان عقاید ناصحہ میں اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ اور صلاح اور فساد اور انتظام دائرہ محفوظ وقائع اور معاملات جزئیہ میں اپنے نور جلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں اور طریق اُنکے اندر کا ایک شعب شعب ولی ہے کہ اسکو وحی باطنی کہتے ہیں۔ پس ضائق اُنکی رضا میں اور اتباع حق اُنکے اتباع میں اور غضبہ حق اُنکے غضب میں منحصر ہو جاتا ہے اور ان دونوں یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے اُن کو مقربین بھی کہتے ہیں اور ان تینوں سے برتر مقام موسوم بہ حجج اللہ ہے اور ان کل سے بڑھکر مقام ریاست دار و اطوار ہے اور اُنکو قائمین اور خاتمین بھی کہتے ہیں اور یہ تینوں آخری مقام بالذات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصوں کو بھی بظل اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے۔ اسواسطے ان تینوں آخر الذکر مقاموں کی پوری تفصیل و تشریح اور اُنکے سر و رکموز لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے۔

اور یہ واضح رہے کہ کشف و شہود جو مزاولت اعمال اور اشغال سے سالک اور ولایت میں داخل ہوتا ہے اسکا ظہور مومن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سنت سب شریک ہیں یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُس کو کشف حاصل ہو جاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود میں اول مربہ کے استاد ہوتے ہیں لیکن جیسے ان ظلمانی نظاروں سے جو کشف اور شہود میں حاصل ہوتے ہیں مومن کا ایمان اور عوام اتباع سنت کا بڑھتا ہو ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت بھی اُس سے دو چند ہو جاتی ہے۔ پس صرف اس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہو سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اسی غلطی میں بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی بن کر تباہ ہو گئے۔ سالک اول سبق اور پہلی منزل تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض ربانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے۔ سو طالب حق کو چاہیئے کہ ان سب رذائل ذمیمہ کو اپنے دل سے بالکل دُور کر دے تاکہ کچھ اُن کا اثر باقی نہ رہے ؎

خواہی کہ شود دل تو چو آئینہ صاف — دو چیز بروں کن ز درون سینہ
حرص و طمع و بخل و حسد کبر و ریا — کذب و حسد و شہرت و غیبت و کینہ

صراط المستقیم میں ان رذائل مذکورہ کو بطور ہیاری کے قائم کر کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کیے ہیں جب سالک کے قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہمیشہ کے واسطے بالکل دُور ہو جائینگے ؎

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم — دو چیز برنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت صدق و یقین — عفت و جود و توکل و شجاعت و تسلیم

اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب تک کوئی طالب ان رذائل مذکورہ یعنی بخل اور حسد وغیرہ سے بالکل پاک ہو کر فضائل مذکورہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہ ہوگا انعام حق اُسپر کبھی نازل نہ ہوگا خواہ مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملائک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسماتی نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہی تقرب الٰہی سے اُن کو کچھ بھی تعلق نہیں۔ پس جس شخص پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت الٰہی کے ظاہر نہ ہوں تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ ان دسوں رذائل مذکورہ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہیئے کہ جسطرح اشغال اور مراقبہ کے واسطے حصول معرفت الٰہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے ان رذائل کے وغیرہ کیواسطے بھی کرتا جائے مگر رذائل کا معلوم کرنا اور اُسکے وغیرہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہیں ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ پہلے کسیقدر قرآن و حدیث بامعنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہو کر پیر اُس یا دداشت پر جو طریقہ نقشبندیہ میں مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ میں پختہ ہو جائے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُن سے بچنے کا قصد اُس ملاحظہ اول کے ساتھ ملا کر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد و خانقاہ میں اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستوں اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال میں اس خیال کو اپنے دل میں قائم کر کے ذرا میان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل میں نہ گذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے دل کو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی ہو۔ اور امر شرعیہ میں بھی خاصکر نماز اور تلاوت قرآن مجید کا سب سے زیادہ لحاظ رکھے۔ اور ہر حال میں اُسکے دل کا تعلق نماز کیساتھ ہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا اذان سُنے تو پھر اُسکی طرف سے غفلت نہ کرے۔ اور کسی کام کو تہیہ نماز پر مقدم نہ رکھے جیسے کہ جب کسی کا محبوب یا معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتا گو ہزار ہی کام اُسوقت فوت ہو جائیں پس

سب فحوائے حدیث قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز کو موجب راحت اصلی کا سمجھ کر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نہ کرو۔ نیں سبطرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرتا ہے۔ جب ایک مدت تک اسطرح پر لحاظ رکھیگا تب اُسکی مثل عادات عبادات ہوجاویگی مثلاً کھانا نہ کھاویگا جب تک اُسمیں ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا نہ ہو۔ اور نہ سویگا جب تک اُس کا دل گواہی نہ دیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلی ہذا القیاس ؛

چونکہ امورات اور منہیات شرعی بہت ہیں اُنکے واقف ہونے کے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرلے۔ اور اگر حفظ نہ کرسکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمے پر واقف ہو کر بہت تدبر اور تفکر سے تلاوت قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ ایزدی کا مثل اسکے ہے کہ گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے۔ صرف غفلت ایک حجاب اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ واصل ہوا۔ بلا سمجھے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے قرآن مجید کے وظیفے یا اشغال کرنا یا تسبیح کھڑکانا نادانی سے خالی نہیں ہے ؛

اعمال میں چاروں مذہبوں مروجہ میں سے کسی مذہب کی اتباع کرنا بہتر اور خوب ہے لیکن علوم نبوی کو کسی ایک مجتہد میں منحصر نہ جانے بلکہ یوں سمجھے کہ علم نبوی تمام دُنیا میں پھیل کر حسب مقتضائے وقت ہر ایک مجتہد کو پہونچا مگر جب بعد زمانہ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئیں اُسوقت جمعیت عامہ نے رجوع کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جائے اُس حدیث پر بلا تامل عمل کرے اور ایسے حال میں کسی مجتہد کا اتباع نہ کرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصور کرکے دل سے اُنکے ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہیں اور بوجہ اس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل ہوکر مقبول نظر اُس جناب سالت مآب کے ہوئے ہیں ؛

ہر مسلمان کو دو چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک تکبر سے کہ آدمی اپنے تئیں دوسروں سے بہتر اور بلند تر تصور کرے۔ اور یہ خصلت بد کی ایسی بُری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہنچا کر برہمنوں کا بھائی بند بنا دیتی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی جماعت میں فساد اور خرابی ڈلوا دینا۔ سو اس خصلت پر اس زمانہ کے بہت سے مولویوں کا عمل ہو رہا ہے جو ذرا ذرا سے فروعی اختلاف پر مسلمانوں کی اہانت اور غیبت کرکے انکو مسجدوں سے نکلواتے اور ہر وعظ میں اس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہیں۔ ایسے مولوی بدترین خلایق کے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یا رسول اللہ۔ آپنے فرمایا لوگوں میں سے فساد کو رفع کرا کر صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے۔ اور مسلمانوں میں فساد ڈلوانا ایمان کو بے زینت کرنا ہے ؛

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہ نبوت اور راہ ولایت میں دراصل کچھ تباین اور تخالف نہیں ہے مگر اسکو سمجھنا چاہیئے کہ راہ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق حقانی کی ہے۔ اور حُب عشقی اور راہ ولایت قبیل حلاوت اور ادراک سے ہے سو حُب ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلہ بنا و مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادۂ عمارت کے سمجھنا چاہیئے اور حب عشقی اور طریق ولایت اور اُسکے ثمرات شور انگیز کو مثل گل بوٹے دلکش کے تصور کرنا چاہیئے کہ بعد تیاری عمارت کے اُسپر نقش کیے جاتے ہیں نہ کہ عمارت سے پہلے۔ سو اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانہ حال نے ثمانی کو بجائے اینٹ مقرر کرکے سلوک راہ نبوت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حُب عشقی میں مُشرکر برباد ہوگئے حالانکہ

آمنتم ثم جاہدُ (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے ؛

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوئے اُسکے دو طریق ہیں - ایک طریقہ کو طریقہ اصحاب الیمین کہتے ہیں - سو اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع کے مطابق کرکے بقدر ضرورت اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امید وار اجر جزیل کا ہے اور خطوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ جائزہ سے فائدہ اُٹھائے - اور حسبقدر چاہے مال جمع کرے مگر اُسمیں سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے - پس سعی اُسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا - دوسرے طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ اور تحلیہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمت رکھتے ہیں یہانتک کہ اپنے مال و عیال و جوارح و اعضا اور مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے اِن سب کو از آن منعم حقیقی اپنے کا جانتے ہیں اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اُس کی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہیں - اگر اُنکے سب اعمال کسی کا فر متمرد کو دیدیے جائیں بلا سبب ضبط ہو جائیں تو وہ اُسکی کچھ پروا نہیں کرتے اور اُن کے دل سے رحمت ربانی و خیر خواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات میں ورد کر عرض کر رہے تھے ؎ چہ بُودے کہ دوزخ زمن پُر شدے - مگر دیگراں را رہائی شدے ؛

جو کوئی اِن مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوئے متصف ہو یا صرف اِن حالات کو پڑھ کر کچھ فائدہ اُٹھائے تو تعظیم و تکریم عاطلین اور غافلین اِن فضائل سے بھی کوتاہی نہ کریں - بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کرے - کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالی کا نام پاک لینے سے قاصر نہیں ہے - پس فقط اِس نام پاک کی حرمت سے اُسکی تعظیم تکریم کرنی ضرور ہے اور سوائے اسکے حال آغاز اور انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ ہر ایک آدمی اوّل پیدائش میں بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی رحمت عام اور قدرت کاملہ ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ میں قطب کردے اور جس کا ذکر چاہے اکیدم میں مسلمان کرکے ولی اور مقبول بنا دے ؛

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلی رذائل اور تحلی بفضائل و اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اُس مختصر صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ الٰہی میں حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لا الہ الا اللہ ہے کہ اُسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے اقرار کرے اور کفر سے محترز ہو - گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہو جاتے ہوں لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پائیگا - اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مصدق مضمون کلمہ کا ہوگا لابُد وہ گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا - گو گناہ کو ترک نہ کرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز منوّار ہوا کرے - مگر خداوند کریم کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو جائے - کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے ؛

قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشغال طریقہ قادریہ - جن کو سید صاحب نے کسی قدر تغیر کرکے موجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کر دیا ہے ؛

ذکر - اوّل قبلہ رُو مثل نماز کے بیٹھ کر ذکر یک ضربی اسطرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے مُنہ کے سامنے ضرب کرے اور دقت تلفظ کرنے اِس لفظ کے ایسا خیال کرے کہ ہمراہ اِس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے مُنہ سے باہر نکلا - بعد تمام ہونے ضرب مذکور کے ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے خیال میں جائے

پس تر کھلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچتا جائے اور اُسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھا کر مثل نورانی چادر کے اپنے مونہہ کے سامنے سے سر پر لے آئے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤں تک وہ چادر نورانی چھا جائے - پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کرکے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے مونہہ سے داخل ہوکر وسط سینہ میں جمع ہوگئی - اور پھر چند بار تکرار کرنے سے تہ بتہ ہوکر بجائے جسم کے وہی نور قائم ہوگیا - اور اِس سکوت میں اپنا لحاظ ذات بحضت کیطرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا جائے یہانتک کہ قابو میں آجائے - جب ذاکر کو ایک ضربی میں مزاولت ہوجائے تو بطریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اُسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز قبلہ رُو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کا وسط سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ داہنے زانو میں ضرب کرے اور مثل سابق اُسکے پیچھے ایک آواز خیال کرکے آہستگی سے اُسکو داہنے مونڈھے تک لیجاکر وسط سینہ تک پہونچادیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اِس لفظ کے نکلکر زانو اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام نور کرگیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہوکر بجائے اُن کے نُور قائم ہوگیا - پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہوجائے تو اِس لفظ مبارک کو ہمراہ اُس نور کے وسط سینہ سے تابشانہ راست لیجاکر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کرکے خیال کرے کہ جو نُور جانب اعضا راست پر محیط ہوا تھا قلب میں اُتر گیا - پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب میں اُتر گیا تھا اُسکے سارے بدن پر چھا گیا - اِسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھ کر بقاعدۂ مذکورہ بالا ایک ضرب داہنے اور ایک ضرب بائیں و تیسری ضرب قلب پر مارے - اِسکے بعد ذکر چار ضربی ہے کہ بطریق مذکورۂ بالا چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے مونہہ کے روبرو مارے - اور اِن ضربوں کے ساتھ یہ ملاحظہ کرتا جاوے کہ نور ہمراہ اِن لفظوں کے نکلکر نیچے کیطرف سے بڑھتا ہوا اُس شخص کے سارے بدن کو اپنے میں غرق کرگیا بلکہ بجائے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہوگیا - غایت اِس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات بارتعالی کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہوکر بشریت تمام بدن سے عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہوجائے اور فضائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہوجائے کہ جس سے ذکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہوکر ذکر سے فکر میں انتقال کرنے کو اقرب و آسان ہوجائے - پس جب آثار اذکار جارگانہ کے ظاہر ہوجاویں تو فکر یعنی مراقبہ میں مشغول ہوجائے ؛

فکر - سب سے اوّل مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کی کہ وہ لاشریک لہٗ ہی ہر جگہ لحاظ کرے اور ہر دم ہر مکان میں وہی ذات پاک یگانہ ہے - مگر ہر چیز کو نفی کرکے بجائے اُسکے صرف وجود حق تعالی کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالی کو عین اُن چیزوں کا خیال کرے بلکہ اُسکے وجود کو یگانہ غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالی کو مثل لفظ ہست اور لفظ ہستے کے خیال کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی چیز کا ہے - پس جب مراقبہ وحدانیت میں مشق ہوجائے تو مراقبہ صمدیت کا شروع کرے - اُس مراقبہ کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اُس کیطرف محتاج ہے اور وہ کسی شئے کا محتاج نہیں بلکہ ہر شئے سے مستغنی ہے اور اُسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد میں شرح وار نہایت محبت اور اُلفت اور غایت تضرع اور عجز سے ملی ہوئی اس طرح پر خیال کرے کہ میں ہر چیز میں اُسکا محتاج ہوں اور میرا کوئی کام بدوں اُسکی عنایت کے سرانجام نہیں پاتا اور یہانتک اِس خیال کو بڑھائے کہ اُسکو ایک محبت اور اُلفت اور راہ جناب کبریائی میں اسطرح پر ثابت ہوجائے کہ جان و مال و آبرو و عزت اُسکی مرضی کی جگہ بلکہ اُسکے نام پر اُڑا دینا اُسپر آسان ہوجائے اور اُسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے - اِس مراقبے میں معنی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) کے

خوب ثابت اور متحقق ہوجاتے ہیں - اور اس مراقبے کے ثمرات سے ہے کہ باوجود کثرت افعال اور اقوال کے اس مراقبہ کرنے والے کو انکشاف توحید باریتعالی کا ہو کر صرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل اور ہر جنبش اور سکون میں ظاہر ہوجاتی ہے - اسکے بعد مراقبہ شغل دورہ کا کرے اور ارکان اس شغل کے چار اسم صفات باری تعالی کے ہیں یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم - ان ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی ملا لیوے - پس بطور مراقبے کے بیٹھ کر خاطر کو جمع اور دل کو حاضر کر کے اپنے خیال میں کہے کہ اللہ سمیع ہے اور اسکو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ مقام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جانے کہ اسکی روح جمع ہو کر ہمراہ ذکر مذکور کے ناف سے وسط سینہ تک پہونچگئی - اور اگر ناف سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہوجائے تو ایسا خیال کرے کہ روح درمیان ان دونوں اسم یعنی اللہ اور سمیع کے سطح پر ہے کہ لفظ اللہ اوپر سمیع نیچے اسکے ہے - پس اس تدبیر سے انتقال روح کا ان اسموں کے ہمراہ آسانی سے ہوجائیگا - اسکے بعد روح کو اللہ اور بصیر کے ہمراہ بطریق مذکورہ بالا لطیفہ اخفی تک کہ مقام اسکا سر میں محاذی تالو کے ہی پہونچائے - اسکے بعد اللہ اور قدیر کے ساتھ لطیفہ اخفی سے چہارم آسمان تک روح کو لیجاوے - اسکے بعد اللہ اور علیم کے ہمراہ آسمان چہارم سے عرش معلی تک پہونچادے - اور چاہیئے کہ آسمان چہارم اور عرش معلی پر روح کو بقدر آدھی گھڑی یا ایک گھڑی کے جسقدر ممکن ہو ٹھیرائے دیکھے اور وہاں دائیں بائیں روح کو دورہ کرائے - اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی روح کو ان مقاموں پر ٹھیرنا دشوار ہوجاتا ہے اور مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہے - سو اسکا علاج یہ ہے کہ بروقت چڑھنے روح کے جو آسمانوں میں سوراخ ہوگیا تھا اسکو اپنے خیال سے بند کرتا جائے تاکہ روح وہاں ٹھیر سکے - پھر ان مقامات عالی سے ترتیب وار لطیفہ نفس تک اتر آئے اور آہستہ آہستہ اسمیں مشق پیدا کر کے اسکو بڑھاتا جائے تاکہ اسکے آثار ظاہر ہوجائیں - اور اس کے آثار میں سے ہے کہ روح ذاکر میں نورانیت پیدا ہوجائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کے ہونے لگے اور سیر جنت و دوزخ اور سدرۃ المنتہی و بیت معمور اور لوح محفوظ اور کشف وہاں کے وقائع کا نصیب ہوجائے - اور اس واسطے وہاں روح کو ٹھیرانا اور ادھر ادھر پھرانا چاہیئے اور وہاں کے عجائب کو دیکھنا مختلف طور پر ہے - ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہے - اور ہر وقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات چیت بھی اس سے ہوتی ہے - اور بعد مشق اس مراقبے کے روح کو لطافت اور قرب اور انست ذات باریتعالی سے ہوجاتی ہے - اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوکر انمیں نورانیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے اب اگلی منزل نفی میں مدد ہو کر وہ آسان تر ہوجاویگی - ہر چند روح بشری قابل چڑھنے عالم قدس اور آسمان کے نہیں ہے لیکن بذکر الہی اسکا رہبر ہو کر جہاں روح کے جانے کی طاقت نہیں ہے وہاں اسکو پہونچا دیتا ہے اسکے بعد شغل نفی شروع کرے حسب فحوائے آیت کریمہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) مثل وجود و ہستی باریتعالی کے جیسے کہ مراقبہ وحدانیت میں بیان ہوا اسبسطح پر انوار الہی کو بھی ہر مکان میں موجود سمجھے - کیونکہ اسکے وجود کو انوار بھی لازم ہیں جہاں اسکا وجود ہے وہاں انوار الہی کا ہونا بھی ثابت ہے گو کہ انوار ہر جگہ موجود ہیں لیکن قوت درآکہ انسان کی بسبب خیالات اشیاء کثیفہ ظلمانیہ کے کہ وہ اجسام فلکی اور عنصری ہیں اسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے ان خیالات مذکورہ سے پاک و صاف ہونا چاہیئے تاکہ اسکو انوار الہی معلوم ہوں - پس جب اسکا آئینہ ادراک زنگ خیالات مذکورہ سے صاف ہوگا تو پھر انوار الہی ہر جگہ موجود ہیں - اور طریقہ انکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہے کہ پہلے شغل نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیاء کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہیں - اگرچہ فی الحقیقت نہ کوئی شئے ہے اور نہ ہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہے - کیونکہ جو کچھ

موجود ہے وہ سب اس مالک حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے۔ اسلیے باوجود اُسکے پاک ہونے کے ایک ربط خاص ہر ایک چیز موجودہ کے ساتھ اُسکو حاصل ہی۔ پس اس صورت میں نفی وجود اُن اشیار کی فی الواقع ممکن نہیں ہی مگر اس مشق نفی سے محض اپنی قوت وزاکہ کا صاف کرنا ہے۔ گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہی مگر ان سب سے زیادہ دشوار اپنے وجود کی نفی کرنا ہے۔ اسواسطے اول تمام عالم کی نفی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی کرے۔ اور بدن میں جس عضو کی نفی کرنا دشوار ہو اُسی عضو سے اسطرح پر نفی شروع کرے کہ کلمہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی سمجھ کر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فوراً اُسکی نفی ہوجاویگی۔ اور جب شغل نفی کی مزاولت خوب ہوجائے تو اُسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اُس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت بیٹھنے اُٹھنے اور کھانے پینے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون اور بیچگون کے رکھے۔ یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہ ہو اور بعد ملکہ یادداشت کے حق یادداشت کو اُسکے ساتھ ملالیوے۔ اسکے بعد شغل لفی النفی اور فنار الفنا کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورت پیش آتی ہیں کبھی تو حید صفاتی اُسپر کھلجاتی ہی اور کاہے انوار رنگا رنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہیں اور یہی صورت حصول راہ مقصد طالب کی ہی اور وہ انوار ذات بحت حق جل وعلی کے ہیں اور جس کسی کو بعنایت الٰہی یہ سب پردے طے ہوجائیں تو بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں پہونچکر حالات عمدہ اور اطوار مختلفہ اسکو پیش آتے ہیں۔ چنانچہ اُسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ وہاں پہونچکر جدے جدے تماشے قدرت الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں +

اشغال طریقہ چشتیہ

سجن کو سید صاحب نے بطرز جدید موجب قوت اثر و سرعت ظہور فوائد یہ ازمنۂ قلیلا اور آسان کردیا ہے +

(ذکر) - باوضو دو زانو بطور نماز کے بیٹھکر اوّل فاتحہ بنام اکابر اُس طریق کے یعنی حضرت خواجہ **معین الدین** سنجری اور حضرت خواجہ **قطب الدین** بختیار کاکی وغیرہما رحمۃ اللہ علیہم کے کرکے بتوسّط ان بزرگوں کے جناب باری مین نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دعا کشود کار خود کرکے ذکر دوضربی شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کا دوبار متصل کہے اور بہت زور سے اُسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے۔ اور آخر کو اول سے زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت میں زیادہ کرے۔ پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے کہ ایک نور اُسکے سینہ سے نکلکر اُسکے لب پر پہونچکر ٹھیر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اَور نور نکلا اور دونوں نور جمع ہوکر اور اُسکے مُنہ سے نکلکر اُسکے سر پر جا پہنچے۔ پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اُسکے سر پر ایک ہاتھ اُونچا ٹھیرا ہوا ہے۔ اسوقت اِس ذکر کو حضوری دِل سے بار بار کہے اور حضوری کیواسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اُس ذات پاک کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہر دم اور ہر جگہ موجود ہے۔ پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر کے اُسکے سر پر قائم ہوگیا۔ اور پھر وہ نور تو بتو ہوکر اُسکے بدن پر پہنچا اور اُسکا تمام بدن اُسمیں گم ہوگیا۔ جب ذکر دوضربی میں مشق ہوجائے تو دوسرا ذکر الا اللہ کا بطور مذکورۂ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے۔ مگر اتنا فرق ہی کہ اِس کلمہ الا اللہ کو پیچھے کیطرف درمیان دو زانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اوّل میں نور کو اوپر کیطرف خیال کیا تھا اسمیں نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اسکو بھی نیچے سے اوپر لیجائے تاکہ دونوں نور بمنزلہ ایک ستون نورانی کے کہ اُسمیں اُسکا سارا بدن گم ہوگیا ثابت ہوجائے۔ جب اس دوسرے ذکر میں مشق ہوجائے تو تیسرا ذکر آہستگی اور بلائمت سے شروع کرے۔ اِس ذکر میں بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا بار بار کہکر یہ خیال کرے کہ اُس نور میں جو بجائے اُسکے بدن کے قائم ہورہا ہی اِس ذکر

خفی سے بطور جھاڑو کے گردش میں ہو رہی ہو تاکہ اگر اُس نور میں کچھ کدورت ہو تو صیقل ہو کر صاف ہو جائے اور چمکنے لگے۔ پس جب اِس صیقل سے وہ نور اسقدر صاف ہو جائے کہ اُسکی شعاعیں ہر طرف دُور دُور پڑنے لگیں اور اُس کی صفائی اُسکے قابو میں آجائے تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے۔ اور چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اسکو ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے اسطرح پر کرے کہ پہلے لفظ لا کو اپنے خیال میں کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کر دے اور یہ تمام دور کر کے لفظ اللہ کو اپنے اندر تمام کرے اور شروع میں لفظ لا کو اپنے منہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کر کے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر اسکو اسطرح پر متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے ہو کر پھر اپنے مقام پر پہنچا دے۔ پھر ساتھ لفظ الا اللہ کے بجانب فوق بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لا الٰہ کے نفی معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال میں مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت ضرب الا اللہ کے اشارہ بذات بحق باریتعالیٰ کے کرے کہ حسب اشارہ آیہ کریمہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اِس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذات بحق کا بالائے عرش مجید کے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریائے زخار کے جوش مارتا ہوا آکر تمام عالم کے محیط ہو جائیگا بلکہ جسطرح ذکر اول میں فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمیں تمام عالم گم ہو جائیگا۔ پس جب اِس ذکر میں مشق کامل ہو جائے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے۔ اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اس ذکر کو چھوڑ کر اُسی نور میں جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرح پر اقامہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدہ عرش سے ہوئی تھی اُسکے قابو میں آجائے مگر پہلے بدون لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُسپر آسان ہو جائے گو کہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہیں ہوتی لیکن طالب کو چاہیئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر شغل نفی کو مستحکم اور مضبوط کرلے۔ کیونکہ جب مستحکم ہو جائے شغل نفی کے یا تو توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہو جاویگی یا انوار الٰہی اُسپر ظاہر ہو جائینگے۔ اور اُن انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے۔ پس یہ بعد دیگرے اُن پردہائے نور کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہنچ جاوے۔ اور جب پردہ اخیر سے پار ہو گا تو وہی وصول ذات بحق باریتعالیٰ کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہو جائیگا ؛

واسطے کھلنے حالات آسمانوں اور ملاقات ارواح اور فرشتوں اور سیر جنت و دوزخ اور علوم کرنے وہاں کے حیاتی اور مطلع ہونے ارواح محفوظ پر یا حی یا قیوم کا ذکر اسطرح پر کرتے ہیں کہ لفظ یا حی کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہیں اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چسپاں کر کے پھر لفظ یا قیوم کو سینہ کو نکالتے ہیں۔ اور چونکہ اِس لفظ اخیر کا تلفظ متصل پہلے لفظ کے واقع ہو گا تو ضرور ہے کہ اثر اِن دونوں اسم مبارک کا جمع ہو کر قوت پکڑے۔ پس اِن دونوں لفظوں کے بیچ میں روح کو رکھ کر عرش تک پہنچا دے اور وہاں پہونچکر تھوڑا توقف کر کے اِدھر اُدھر سیر کرے اور جب چاہے ساتھ مدد ذکر خیالی یا حی کے تہیہ انتقال کا اُس جگہ سے کرو اور بمصاحبت یا قیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر واپس پہونچ جائے ؛

واسطے کشف قبور کے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ مقرر ہے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم سُبُّوحٌ کے ناف سے لطیفۂ اخفی تک پہنچ جائے اور ساتھ اسم قُدُّوسٌ کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم رب الملائکۃ والروح کے وہاں سے انتقال کر آئے اور بطور ضرب کے دل پر مار کر دل کے اُوپر کے دروازہ سے داخل ہو کر نیچے کے دروازہ سے نکلکر قبر کیطرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایک بار میں یہ مدعا حاصل نہ ہو تو ساتھ حضوری اور توجہ اور التجا و زاری کے کوشش کرتا رہے۔ اُمید ہے کہ بفضل الٰہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہو جائیگا۔ ناواقف لوگ اِس کشف قبور کو موجب قرب الٰہی کا جانتے ہیں اور یہ امر حقیقت وہ حد رشد و دین کا ہے ؛

اشغال طریقہ نقشبندیہ جنکو سیّد صاحبؒ نے آسان اور سہل الحصول کردیا ہے

طالب کو پہلے قیام لطائف ششگانہ کے معلوم کرنے چاہئیں۔ سو لطیفۂ قلب زیر پستان چپ اور لطیفۂ روح زیر پستان راست اور لطیفۂ سر ان دونوں لطیفوں کے بیچ میں وسط سینہ پر اور لطیفۂ نفس عین ناف میں اور لطیفۂ خفی پیشانی پر جہاں ماتھا ختم ہو کر بال شروع ہوئے اور لطیفۂ اخفیٰ تالو کی جگہ جہاں بچوں کے سر میں حرکت ہوتی ہے واقع ہیں۔ اس ترتیب سے ان لطیفوں کو ایکدوسرے کے بعد ذاکر کرے۔ اور اُن کا ذکر اسقدر ہونا چاہیئے کہ طالب خود اُس ذکر کو معلوم کر سکے۔ اور سکھلانیوالے کو چاہیئے کہ اپنے لطیفوں کو ذاکر کرکے ہمت تمام طالب پر القا کرے اور نہایت عجز و زاری سے اُنکے ذاکر ہونے کی خداوند تعالیٰ سے دُعا کرے۔ اوّل ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی۔ اُسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال کرے۔ اوّل ہر لطیفہ کو جدا گانہ ذاکر کرکے پھر ایکبارگی کل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت میں معلوم ہونے لگے اور اُسمیں ایسی مشق ہو جائے کہ جب چاہے بلا تکلف اُنکو ذاکر کرلے۔ چونکہ ہر ایک لطیفے کیواسطے ایک نور مقرر ہے پس وہ نور ذاکر پر ظاہر ہونے لگیگا۔ پس جب ذکر لطائف میں مشق ہو جائے تو حبس نفس کیساتھ نفی اور اثبات کا شغل شروع کرے۔ اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ وضو کرکے اور دو زانو ہو کر اپنے دم کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفۂ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفۂ سر اور لطیفۂ خفی پر عقدۂ واقف کرکے لطیفۂ اخفیٰ پر جا پہنچے۔ اور لفظ اللہ کو لطیفۂ اخفیٰ سے کھینچکر لطیفۂ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو لطیفۂ قلب میں ضرب کرے۔ مگر اِن حرکات خیالیہ میں حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور ہونٹ اور لب اور زبان کی نہ ہونے پائے۔ اور اس شغل کو بعد وطاق عمل میں لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کرکے پھر نفس کو چھوڑ دے اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اسیقدر عدد ذکر کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس میں اکیس باتک پہنچ جائے اور جب اسکی مزاولت ہو جائیگی تو پھر سینکڑوں تک نوبت پہنچیگی۔ اِس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اُسکے لطائف میں پیدا ہو جائیگی۔ جب یہ شغل اپنے کمال کو پہونچ جائیگا تو ایک شغل جوالطالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کرکے مثل خط آتشین کے پھیل جائیگا۔ بعد مزاولت نفی اور اثبات کے سلطان الذکر شروع کرے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک ٹکڑا جسم انسانی کا ایک ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہیں اور قرآن مجید میں وارد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (یعنی ہر ایک چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے) سو جب محوئے اِس آیت کے ہر ایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی میں مصروف ہے مگر بوجہ پردۂ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہیں سکتا۔ پس اِس سلطان الذکر میں ہر ایک عضو کے ذکر سے طالب آگاہ ہو جاتا ہے اسوقت سارے اجزائے کو ایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کرکے مثل لطائف کے ذاکر کرے اور یقین کرنیوالے کو بھی چاہیئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کرکے مثل لطائف ششگانہ کے طالب پر القا کرے اور اِس ذکر کے آثار سے یہ ہے کہ طالب کے تمام بدن میں ایک حرکت نمایاں معلوم ہونے لگیگی۔ یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء بدون اُسکے ارادے کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی مثل عشہ کے تمام بدن میں حرکت ظاہر ہو جائیگی اور گاہی چیونٹیاں سی پھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی۔ اور تمام بدن میں ایک قسم کی خنکی اور سُستی محسوس ہوگی اور ایسا معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلائش بکلیہ نہایت ہلکا اور سُبک ہو گیا اور تمام بدن اور در و دیوار وحشت خانہ اور رنگ خانہ اک سی آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانوں میں پہنچنے لگیگی۔ اور اگر طالب کا درجہ زیادہ بڑھ گیا تو اُس کے

ہمنشین بھی اُس ذکر کو سُن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا - جب سلطان الذکر قابو میں آجائے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یاد داشت کو بھی ملا لے - اُسکے بعد شغل نفی النفی عمل میں لائے یہانتک پہونچنے کے بعد سالک پر یا تو توحید صفاتی ظاہر ہوجائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے - اور نورانیت کے پردوں کا ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک پہنچنے کا ہے - جب یہ نورانی پردے ظاہر ہوں تو مراقبہ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردوں کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہنچ جائے - اور پردہ بے رنگی تک پہنچنا وہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے - اسوقت سلوک متعارف ختم ہوکر سیر فی اللہ پیش آتی ہے جسمیں عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوتے ہیں اِس طریق میں کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی شغل دورہ کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا - اور واسطے کشف وقائع آیندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے دو رکعت نماز نیت کھلنے واقعہ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت میں تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور سورہ بار سورہ اخلاص پڑھے - بعد سلام کے سر کو سجدہ میں رکھ کر نہایت خشوع و خضوع و عجز و زاری سے ایک بار یا خبیر اخبرنی کہے اور پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بہت عاجزی سے اُس واقعہ کے کھلنے کی دعا کرے سو ہے - امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں یا صراحۃً یا کنایۃً اُسپر حال اُس واقعہ کا کھل جائیگا +

اصطلاحات طریقہ مجددیہ - اِس طریقہ میں مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر پستان راست اور لطیفہ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسط سینہ اور مقام لطیفہ خفی بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفی درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کے بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے اوّل لطائف کو ذاکر کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ طالب مؤدب باوضو ساتھ خضوع اور خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر جمع اور خیالات کو دُور کرکے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کا کہے اُسوقت مرشد کو چاہیئے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کرکے ساتھ ہمت تمام کے القا لطائف طالب میں کرے پس جب لطائف ششگانہ جاری ہوجاویں تو واسطے حصول سلطان الذکر کرکے لطیفہ نفس پر بہت توجہ کرے صرف لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہوجاویگا +

جب سلطان الذکر میں کمال حاصل ہوجائے تو ذکر لا الٰہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کیواسطے عمل میں لائے - اول نفی تمام عالم کی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر دماغ تک پہونچائے اور جہاں جہاں سے لفظ لا گذرتا جائے اُسی جگہ نفی خیال کرتا جائے اور لفظ اللہ کو لطیفہ روح میں پہنچا کر لفظ الا اللہ کو قلب میں ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اُسکے اطراف کو ہمراہ لفظ اللہ کے نفی کرے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کو نفی کرکے اثبات ذات حضرت حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات محض ساتھ قوت خیالیہ کے عمل میں لائے اور زبان سے کچھ تلفظ نہ کرے - اس شغل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اُسکی قوت خیالیہ میں ہر دم قائم رہیگی - اسکے بعد نفی النفی اور فنا الفنا کی مشق کرے اسکے بعد مراقبہ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کرے اور اُس ملاحظہ کو قلب سے اُٹھا کر عرش مجید تک پہونچائے تاکہ اُسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اُسکا ظاہر ہونا ایک نور ہے کہ قلب سے اُوپر سو ظاہر ہوکر ایک ستون نور کا بنکر عرش مجید تک پہونچ جاتا ہے اور اُس کی شعاعیں تمام عالم کو گھیر لیتی ہیں اور چونکہ اس نور نے نہایت وسیع اور فراخ ہوکر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرۂ امکان ہے اور دوسرا دائرہ سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایت صغریٰ ہے - اور اِس دائرہ میں مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے - اس دائرہ

میں تحت قلب کا بھی کھلتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشاں ہوجاتا ہے کہ چاروں طرف سے اُسکے انوار چمکنے لگتے ہیں۔ اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کرکے حدِ امکان تک پہونچکر غیر متناہی ہوجاتا ہے۔ صرف اصل قلب باقی رہ جاتا ہے۔ اِسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم بہ ولایت کبریٰ ہے۔ اور یہ ولایت مشتمل ہے دائروں اور ایک قوس یعنی نصف دائرے کے ہے۔ ولایت کبریٰ کے اول دائرے میں مراقبہ معیت ذات پاک باریتعالیٰ کا کرتے ہیں اور اُسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت خداوند تعالیٰ کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس سے دُور اور غائب نہیں جانتے۔ بلکہ ہر کام میں شریک اور شامل تصور کرتے ہیں جیسے کہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (یعنے اللہ ہمارے ساتھ ہے) میں معیت باریتعالیٰ کی ثابت ہے پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور جلوت میں ہر دم اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی میں معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے۔ اور جب مراقبہ معیت میں پختہ ہوجائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور نُور اُس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (یعنی دوست رکھتا ہے وہ اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُسکو) کا ہے۔ اِس مراقبہ میں اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے۔ اور اِس راقبہ محبت میں بھی دو دائرے اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہیں اوّل مرتبہ ابتدائے محبت کا بمنزلہ شروع آشنائی کے ہے کہ ابتدائے محبت میں محبّ نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونوں خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اوّل ہے۔ اور جب محبت ترقی کرجاتی ہے اور محبّ کو ضمحلال اور فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہاں سے دوسرے دائرہ محبت کا شروع ہے۔ اِس دائرہ میں نفع اور فائدہ محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہیں ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دیگئی ہو۔ بلکہ اِس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محبّ کے تہ دل سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے۔ اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہونچا اور کوئی نشان جانب محبّ سے باقی نہیں رہا تو یہاں پر دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا۔ اِس نصف دائرہ میں پہونچکر محبّ فنا و فنا ہوکر لیلیٰ منیا ہوجاتا ہے۔ اِس کی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالیٰ کا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہے اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہیں منجملہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور اجسام اور افعال اور احکام میں جو تکوین اور تشریع میں ظاہر ہوتے ہیں اور کارخانہ زراقیت ایک مظہر اُسکے مظاہر کا ہے۔ اور علی ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور نزال کتب اور توفیق کلمہ پند آمیز کہنے کی جو ایک علم سلمان وصادر ہوتی ہے ایک دیگر مظاہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنے کا ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر تا سرِ دوسرا پھونکے جانے تک ہے۔ سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر کے ماخذ کرکے طرف اصل مسمّٰی اِس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے۔ اِسکے بعد اسم الباطن کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزوں کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہے۔ اسواسطے اِس مراقبہ کو اولیاء علیا موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہے۔ اور مراد ملاء اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القاکنندگان احکام الٰہی کے ہیں کہ جو حکم اُس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اوّل اُسکو لوگوں کے دلوں میں القا کرتے ہیں اُسکے بعد وہ حکم دُنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ اِس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عوالم اجسام کے ہیں۔ اور اُن کا تعلق اسم الباطن سے زیادہ تر ہے۔ اور نیز مورد فیض اِس راقبے کے تینوں عناصر باطنی بھی ہیں یعنی آگ اور ہوا اور پانی۔ کیونکہ یہ تینوں عناصر بھی جسد انسانی میں باطن ہیں اور چوتھا عنصر یعنی خاک اُسمیں ظاہر ہے۔ پس جب یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو تجلیات اسم باطن کی اِس سیر میں ظاہر ہوجاتی ہیں۔ اِسکے بعد سیر تجلی ذاتی والی

کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے ؛

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہیں اور سلوک متعارف ختم ہو جاتا ہے۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیا عظام کے ہو گئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق افعال کے ایک کافر اور بدعتی اور ملحد کو بھی ممکن ہے۔ چنانچہ ہندو جوگی اور سنکیاسی جیش قدیم سے اِن فنون کے اُستاد اور مشاق ہیں۔ اور علم مقناطیس حیوانی جسکا درینولا یورپ میں بڑا زور ہے انہیں اشغال کا ایک شعبہ ہے۔ پس اسمیں شک نہیں کہ اِن اشغال کی جو کوئی مشق کرے گا اُسپر وہ مقامات متعارفہ سلوک کے کھلجاوینگے۔ لیکن یہ داد قبول ایک دوسری چیز ہے۔ مردود ان بارگاہ الٰہی کا وہانتک پہنچنا بنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہنچ جاوے مگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے ثابت ہو گا تو گرفتار غضب سلطانی ہو جائیگا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک میں بمنزلہ بیخوابی کے ہے کچھ کمال کی بات نہیں ہے۔ اگرچہ مقبول لوگوں کو مقام معرفت ذات تک پہونچنے میں اَور ترقیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ جب سالک بمرتبۂ مشاہدہ جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ ہر امر و نہی میں اتباع شرع شریف کو لازم اپنے ایمان کا جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح دونوں سے کرے مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی بے وضو اُسکو نہ چھوئے۔ اور جب مصحف مجید کو ہاتھ میں لے تو کسی دوسرے کام میں متوجہ نہ ہو اور عظمت قرآن مجید کی دل سے جانکر قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ میں ایسی عظیم اور جلیل چیز بفضل الٰہی پہونچی ہے۔ ورنہ مجھ کو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہاں تھی اور ایسے تصور سے سینہ کا مالا مال ہو جائے۔ اور اگر ایسا خیال خود بخود اُسکے ذہن میں آئے تو بہتر ہو ورنہ بتکلف ایسا خیال اپنے دل میں پیدا کرے۔ اور بسیط عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہیئے اور نیز مال کو اُسکی راہ میں خرچ کرنا اور طریقہ ایثار کو اختیار کرنا اور نوافل کا مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسیطرح سے منہیات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے مثلاً اگر وسوسہ زنا کا اُسکے خیال میں گذرے تو اُس کو ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کا ٹوکرا اُسکے کھانے کیواسطے اُسکے سامنے رکھا گیا ہے۔ اور بسیط انبیاء و اولیاء بلکہ تمامی مسلمانوں کی تعظیم میں کوشش کرے کہ وہ سب اُسکے شافع اور ساعی ہوں اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے۔ اِس مقام پر پہونچکر وجہ اللہ کا مرتقبہ کیا جاتا ہے۔ یعنی متوجہ ہونا اللہ رب العزت کا اپنے بندہ کیطرف جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (یعنی جدھر تم منہ کرو وہیں اللہ موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی میں غور کرے تو بالیقین اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ نعمت عظمیٰ بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھ کو عنایت ہوئی پس بسیط پر اور ہزارہا نعمتوں کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزیں عالم میں موجود ہیں اُن میں غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شئے اسی کے واسطے ایک نعمت ہے اور ہر ایک چیز افلاک سے لیکر خس خاشاک تک اُسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ پس بسیط پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرکے ہر دم اُنکو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس جب بسیط پر رحمت الٰہی بلا غرض بندہ کی طرف متوجہ ہے تو بسیط بندہ کو چاہیئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب نار کے اُسکی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الٰہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اُس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان حال و قال سے اُس شان کے کھلنے کا ملتجی ہے۔ پس جب یہ مراقبہ وجہ اللہ کا بخوبی سرانجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو کر ایک نور مقدس الٰہی

جوہر مومن کے حصے میں آیا ہے اُسکو حرمت ہو جائیگا - اور وہی نُور تخم عقل کا ہے اور عقل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ آیہ کریمہ لَنَا نُورَنَا اَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا میں اس نورِ ازلی کیطرف اشارہ ہے - پس اس مراقبۂ وجہ اللہ کے کرنیوالوں کو وہ نُور پہلے پہل دُور سے مثل ستارہ کے چمکتا ہُوا دکھائی دینے لگتا ہے - اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے - آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر تمام بدن میں پھیل جاتا ہے - اور جیسے آدمی نور بینائی سے ہر ظاہری چیز کو دیکھتا ہے ویسے ہی اِس نُورِ ازلی سے مرضی نامرضی خداوند تعالیٰ کو معلوم کرنے لگتا ہے - پس جب یہ طالب کسی کام کا قصد کرتا ہے یا کسی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اُس تجلی میں بطور اظہار رضامندی یا نارضامندی حق تعالیٰ کے پیدا ہو جاتا ہے - اور بعض کم درجہ بزرگوں کا نُور قدرت سے تجاوز نہیں کرتا - وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہیں پس اگر رضامندی الٰہی اس کام سے متعلق ہو تو اُسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح اُنکے دلوں میں اور رغبت طرف اُس کام کے خود بخود اُنکے اندر پیدا ہو جاتی ہے - اور اگر نارضامندی الٰہی اُس کام میں شامل ہو تو ایک قسم کا انقباض اور نفرت اُس کام کیطرف سے اُنکے دِل میں لاحق ہو جاتی ہے - اور یہ دریافت رضا یا نارضا باری تعالیٰ کی کچھ اجتہاد یا قیاس سے نہیں ہوتی - بلکہ بمنزلۂ چشم ظاہری کے یہ شناخت اُن کو حاصل ہو جاتی ہے - اِس مقام کے لوازمہ سے ہے خلعت مکالمہ سے سرافراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا ؛

اب بعد بیان کرنے سلوک راہ ولایت کے طریق حصول تو یہ راہ نبوت کا بیان کر کے تعلیمات احمدیہ کو ختم کیے دیتا ہوں -

(طریق توبہ) جو شخص طالب راہ نبوت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق و ادائے عبادات پہلی چیز جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہ نبوت کو چاہیئے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ قبیل اعتقادات سے ہوں خواہ قسم افعال اور اقوال سے خواہ اخلاق اور ملکات سے خواہ جنس افراط و تفریط عبادات سے ہوں اِن سب کو قرآن و حدیث سے تنقیح اور تفتیش کر کے ٹھیک کرے اور اُسکے بعد خلوت میں بیٹھ کر غور کرے کہ ناخوشی ایسے منعم حقیقی اور بے نیاز حقیقی کی میرے حق میں کہ سر سے پاؤں تک احتیاجوں سے بھرا ہُوا ہوں کسقدر بُری اور قبیح ہوگی - اور اُس خیال کو اپنے ذہن میں ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی کی اُسکے ذہن میں جگہ پکڑ لیوے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں - اور بُرائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن میں خوف اور دہشت پیدا ہو جائے - پس جب اس مراقبہ میں مداولت پیدا ہو جائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید) ایک صفت صفاتِ ازلیہ ربانیہ سے ہے اُسکو اِس عالم امکان میں کسی طرح بھی مناسبت نہ تھی - مگر اُس رب العزت نے محض اپنی عنایت سے عربی زبان کے لباس میں اُسکو نازل فرما کر اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان ایک واسطہ ٹھیرا دیا ہے - الغرض عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن میں ایسی مستحکم ہو جائے کہ جسوقت اپنی نظر مصحف مجید پر ڈالے تو مارے عظمت کے اُسکی آنکھیں چُندھیا جائیں اور سینہ اُسکا پاش پاش ہو جائے - پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی کما حقہ جگہ پکڑے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے کسی مبارک دن میں مثل جمعہ یا عرفہ کے مصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان میں داخل ہو اور جناب باری تعالیٰ میں بہت عاجزی سے عرض کرے کہ بارخدایا میں ہر طرح سے عاجز ہوں - اور تو ہر چیز پر قادر ہے - توبہ کہ قدم اوّل راہ نبوت کا ہے مجھ کو عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نہ کر - کیونکہ لیاقت دینا بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بموجب بیت ؎

تو گر سائی شوی در دو تنگ ظرفی نمی آید بقدر حجر باشد وسعت آغوش ساحلہا

اسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہ نیت ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خشوع اور خضوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد ادائے نماز دہی انعاماتِ حق اور نتائج قبیحہ اللہ کی ناخوشی اور غصہ کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ اور انجمل

میں حاضر کرے۔ اگر اُسوقت عظمت اور خوف الٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال اور قلب اور وہم اور ظاہر و باطن کو گھیر لے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدۂ مذکورہ بالا عمل کرے۔ اور جسدن وہ حالت پیدا ہو جائے تو اسی اثنار میں عظمت کلام مجید کی اور اُسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان اللہ ربّ العزّت کے ایسے چست طور پر ملاحظہ کرے کہ سینہ اُسکا اِس خیال سے بھر جاوے۔ اُسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بارخدایا میں نے اس تیرے کلام پاک کو تیرے حضور میں اپنا شفیع کیا اور ساتھ اِس جبل متین کے میں نے اپنے کو مضبوط باندھا۔ پھر سارے گناہوں سے توبہ کرکے اور قرآن مجید کو ایک توسّل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بارخدایا تیری عنایت پر توکّل و بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال میں میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا اور جانب شرع کو اپنے نفس اور جان اور مال اور آبرو اور فرزند و عیال اور اُستاد اور پیر اور آقا غرض تمامی مخلوقات پر میں نے ترجیح دی۔ اے بارخدایا میں عاجز محض ہوں تیری عنایت پر توکّل کرکے التزام اِس امر عظیم کا میں نے اپنے اوپر کر لیا ہے۔ پس تو محض اپنے کرم عمیم سے اِس عہد کو مجھ سے پُورا کرا۔ بعد ازاں اِس مجلکے اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ عالیجاہ سے میں نے عہد باندھا ہے مُبادا سرمُو اِسمیں فرق ہو کر داغ نقض عہد کا دائمًا میری پیشانی پر لگجائے۔ اِسکے بعد اگر ممکن ہو تو اِس تیہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتباع قرآن و حدیث اور اجتناب بدعات میں اُس زمانہ میں مشہور ہو ظاہر کرلے لیکن ہر حال میں قرآن مجید کو مرشد حقیقی اور اُس بزرگ کو شیخ ظاہری خیال کیا کرے۔ جب طالب اِس نبوت کو رسوخ کامل مقام تویہ میں حاصل ہو جائے تو ذکر ایجابی اور مراقبہ ایجابی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اِس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدۂ نفس یا ضبط اوقات مراد نہیں ہے۔ مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اُسمیں پیدا ہو جایا کرے اور ایکبارگی ایسی کثرت بھی نہ کرے جس سے طبیعت ملول ہو جاوے۔ بلکہ تدریج نفس کو اُسکا عادی بنائے۔ پس بسطرح پر کچھ وقت ذکر میں اور کچھ وقت فکر میں صرف کیا کرے اور اُسکے عمدہ مؤیدات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصًا یتیموں اور مسکینوں اور مفلسوں اور مریضوں اور محتاجوں کی۔ اور حُبّ ایجابی اپنے کمال کو پُہنچیگی تو منزل فنا ارادہ کو جو اظہر علامات اِس طریق کی ہے پُہنچ جائیگا۔ اور فنار ارادہ کی بھی اِس طریق میں دو قسم ہیں ایکدرجہ جو مبادی سلوک راہ نبوت میں حاصل ہوتی ہے اُسکا مطلب نہیں ہے۔ اپنے ارادہ کو حق تعالی کے ارادہ کا تابع کرے۔ دوسری جو انتہائے سلوک میں نصیب ہوتی ہے اُسکا مطلب یہ ہوگا کہ اپنے ارادہ کو اور مرادجانب مولائے خود سے معطل کردے۔ اور ان بزرگوں پر رحمت۔ ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہو جاتی ہے اور جو حکم مولا کیطرف سے صادر ہوتا ہے اُسی کو چستی اور چالاکی سے عمل میں لاتے ہیں۔ اور جب فنار ارادہ اپنے کمال کو پُہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدّثین اور شہداء میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اِسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے اور معیّت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس ہر حرکت اور سکون کو جو اُس سے یا اُسکے غیر سے صادر ہو خیال کرے کہ حق تبارک و تعالی اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے۔ اور اپنے تئیں خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتوں میں تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سُلطانی و آقائی و آبائی و اُستادی و پیری و نیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہو اور محض قرب وجودی پر اکتفا نہ کرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرلے کہ وہ شخص دیکھ کر اور سُنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے۔ اور قرب و جاہت دُنیا میں اور ثواب جزیل عقبی میں عطا فرماتا ہے اور گناہ گنہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت اور نفرین کرتا ہے۔ اور ذلت و خواری دُنیا میں اور عذاب شدید عقبی میں کرتا ہے۔ اور نکتہ گیری اور نکتہ فوازی اُسکی شان ہے۔ اور یہ اذعان اسقدر اُسپر غالب ہو کہ حال اُسکا مانند اُس شخص

کے ہو جائے کہ جس کو کسی نے پکڑ کر دریائے زخار کے اوپر لٹکا رکھا ہو۔ پس جبکہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں گرا اور غرق ہوا۔ اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو ہاتھ اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سے اُس شخص کے کہ جس نے اُسکو لٹکا رکھا ہو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیکھتا ہو۔ پس تدبل سے جاتا ہے کہ جب تک میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہو امواج بحر ذخار اور گرداب ہوا مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتی۔ اور جب اُس نے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موج دریا اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لیے کافی ہے۔ اسی واسطے بزرگان دین طریق نے سلاطین جبابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگاروں کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے۔ اور اس جزو زمان میں جب مقدمہ خادمان سید صاحب عدالت انبالہ میں پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور حرارت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوئے جاتے تھے۔ پس جب مراتب عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُن کے ہاتھ آجاتی ہے۔ اور بعضوں کو رنگ اِس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہو جاتے ہیں +

میں نے یہانتک سلوک اہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لُبّ لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کر کے لکھدیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپ کے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے +

حصہ سوم ۳

اب میں آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنے کے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کا ذکر شروع کرتا ہوں۔ ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ) میں پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپ بمقام رامپور چند نوآمد ولایتوں کی زبانی کئی مسلمان عورتوں کو سکھوں کا زبردستی کافر کر کے اپنی جورو بنا لینے کا حال سُنا تھا اُسوقت بوجہ حمیت اسلامی اور درد ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانان پنجاب کو سکھوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل ہو۔ اب بعد ادائے حج جب کسیقدر مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھوں سے جن سے اُسوقت سرکار انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا۔ اُسوقت آپکے ساتھ قریب دس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا عہد واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا۔ سنہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع میں آپ براہ تھانیسر (جائے ولادت جامع کتاب ہذا) مالیر کوٹلہ۔ محمود۔ بہاولپور۔ حیدرآباد سندھ۔ شکارپور۔ جاگن۔ خان گڈھ۔ درہ ڈھادر۔ درہ بولن۔ پشین قندھار۔ کابل۔ پھر براہ درہ خیبر داخل پنجاب ہو کر پشاور آئے۔ اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی میں پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خوشگی میں ٹھیرے۔ پھر نوشہرہ کو تشریف لے گئے۔ مورخوں نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپ کے اِس دور دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگلی اقوام میں سے جو آپکی راہ میں پڑی تھیں لاکھوں خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی۔ جب آپ ملک یوسف زئی میں پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے۔ جس شتر پر آپ سوار ہو کر وہاں پہنچے تھے

ہزارہا عورتیں اُسکے زرین پوش کے چوگرد کے تار تیر ہو گئیں۔ اور جب تار تار ہوتا تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرکِ خلایق بنگئے۔ اور کوئی اونٹ کے پاؤں کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھوں کو ملتا تھا۔ پہلا مقام مشت نگر میں ہوا جہاں تین تین غازیوں میں ایک ایک تاموت غلہ بطور رسد تقسیم ہوا۔ باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شاداں و فرحاں تھا۔ سید صاحبؒ نے جماعت مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نہ کرو وہ پیدا کرنیوالا خزانۂ غیب سے تم کو بابر روزی پہنچائیگا۔ بوقت شب شعار مقرر ہوکر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی۔ سب غازی بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر سے کر کے سوئے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور حضرت کی دعا میں شریک ہوئے۔ بعد طلوع آفتاب سردار **سید محمد خان** برادر خورد امیر **دوست محمد خان** بہت سے آدمیوں کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوئے ۔

جب آپ کے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہونچی تو سردار **بدھ سنگھ** مع دس ہزار لشکر کے آپ کے مقابلے کے واسطے بھیجا گیا۔ اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بفاصلہ سات آٹھ کوس کے ہے اپنا لشکر گاہ کیا۔ لشکر مجاہدین اور لشکر کافروں کے بیچ میں دریائے کُنڈہ حائل تھا ۔

سید صاحبؒ نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے اکبر اسلام نامہ تحریر کر دربار لاہور کو حسب قاعدہ شریعت اس مضمون کا بھیجا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اسوقت ہماری برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح تمہاری اعانت کرینگے۔ جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے۔ اگر بخوشی خود تم کو اسلام منظور نہ ہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کرکے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت میں بھی جبتک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے۔ (۳) اور اگر یہ دونوں امور تم کو بالاتم کو منظور نہ ہوں تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد میں تھوڑے ہیں مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا میں جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسا تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہیں دیا۔ بلکہ قاصد کو زندہ اعلام کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی ۔

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کر کے سید صاحبؒ کے لشکر میں روانہ کیا جاسوس اور لالچی خبروں کے بھیجدیا۔ قندھاریوں کی ایک جماعت نے جو قریب ۲۰ آدمی کے آپ کے لشکر میں اُس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر کیا۔ جب سید صاحبؒ نے بوقت شب تنہائی میں بلکر پوچھا تو اُس نے صاف صاف کہدیا کہ مجھ کو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے۔ مگر اب میں بُری نیت سے آیا ہوں حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اور اسوقت کے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر کفار کی خبریں حضور میں لایا کرونگا۔ چونکہ آپ کے مزاج میں رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کر کے معرفت اللہ بخش نامی جمعدار بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح و سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو **امیر خان** سردار قوم خٹک بیس اکوڑہ سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ **خواص خان** پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مدت سے میرا مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر بلایا ہے سردار مذکور اکوڑہ میں مقیم ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ میں آکر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ میں بڑھ کر آنا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریائے کُنڈہ سے پار اُتر کر اسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحبؒ نے پسند

کرکے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خوشکی میں جو جانب اکوڑہ ہی قیام فرمایا۔ لیکن خوشکی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا وہاں دو ایک وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا یا تنگ کے بسبب ملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچی۔ تب آپ نے فضل الٰہی پر بھروسا کرکے واسطے پہونچانے روزی مومنین کے جناب باری میں دعا کی۔ دعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی آدمی نے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارۂ دریا پر موجود ہے۔ آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجئے۔ آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدیے اور بقیہ آدمیوں کے ساتھ نماز عشا جماعت سے پڑھی۔ قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحبؒ نے اُس آٹے میں سے تھوڑا سا آٹا اُٹھاکر دُعا برکت کرکے پھر اُس آٹے کو انبار آدمیوں والہ یا اور تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر کے آٹا بہت کم تھا مگر ببرکت دُعا حضرتؒ کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہونچگیا سب نے خوب سیر ہوکر کھایا۔

جنگ اکوڑہ

اسوقت آپ کا لشکر آٹھ جماعتوں یا پلٹنوں میں منقسم تھا۔ جماعت اوّل خاص حضرت امیرالمومنینؒ کی تھی جس کے نائب سردار مولوی **محمد یوسف** پٹھتی تھے۔ اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ دنگ یعنی لشکر کا میمنہ رہا کرتی تھی۔ جماعت دوم مولانا **محمد اسمٰعیل** صاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ آڈوٹس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی۔ جماعت سوم سید **محمد یعقوب** صاحب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ **مدھن** تھے۔ اور یہ جماعت ہمیشہ لفٹ دنگ یعنی لشکر کا میسرہ رہا کرتی تھی۔ جماعت چہارم **الہ بخش** خانصاحب کی تھی۔ یہ جماعت ہمیشہ ریر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی۔ پانچویں جماعت سردار **ملا لال محمد** قندہاری تھے۔ چھٹی جماعت کے سردار **ملا قطب الدین** کہڑی ساتویں جماعت کے سردار میرزا **احمد بیگ** پنجابی۔ آٹھویں جماعت کے سردار **جعفر خان** قندھاری۔ یہ چاروں جماعتیں آخر الذکر قلب لشکر میں تعینات رہتی تھیں۔ ان جماعتوں کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور پولیس یعنی فاضل معین لشکر کا رہتا تھا جنکا کام جیسے کھڑے کرنا اور متفرق کام تھے۔ **سید** صاحبؒ مع دُرّ اور خود قلب لشکر میں چلا کرتے تھے۔ خوشکی سے کوچ کرکے لشکر **نوشہرہ** میں پہنچا۔ بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ میں جاسوسوں نے یہ خبر حضور میں پہونچائی کہ سردار **بدھ سنگھ** مع لشکر کفار اکوڑہ میں داخل ہوگیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ اُسوقت **سید** صاحبؒ نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کھانا نہ کھولے بلکہ ہر شخص مسلح رہے۔ اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے کھانے پینے سے فارغ ہوجائے۔ بوقت ظہر **سید** صاحبؒ نے اپنے مشیروں سے مشورہ کرکے سب جماعتوں میں سے جوان اور تندرست اور جیت چالاک اور شجاع آدمیوں کو منتخب کرکے ایک سریہ تیار کیا۔ الہ بخش خان جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کرکے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوادی۔ اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیوں کو بطور رضا کے ساتھ لیکر دریا سے عبور کرکے اُس کنارۂ دریا پر قیام گاہ مقرر کراؤ۔ چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور قیام گاہ لشکر مقرر کرکے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا۔ جب سب آدمی سریہ کے عبور کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرتؒ سے آخری رخصت حاصل کرکے شریک سریہ ہوگیا۔ حضرتؒ نے جمعدار سریہ کو یہ بھی فرمایا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ بار سورہ لایلاف قریش پڑھنے کا حکم دو۔ کل آدمی اس سریہ کے قریب پونے سو کے تھے۔ اور لشکر سردار بدھ سنگھ کا اس کو دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا۔ جب یہ سریہ لشکر اسلام سے بڑھنے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہاں تھا۔ ہر آدمی نے اپنے اپنے ساتھیوں سے قصور معاف کراکے

یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہاں ورنہ میدان محشر میں پھر ملاقات ہوگی۔ قریباً دھی رات کے یہ سریہ کنارۂ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا۔ اُس تاریک شب میں ملکی آدمی اُسکے رہبر تھے۔ واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۷ ہجری مطابق ۳ دسمبر ۱۸۳۱ء یہ پہلی جنگ سکھوں سے ہوئی۔ دو تین گھڑی رات باقی ہے یہ سریہ لشکر گاہ دشمن پر مقام اکوڑہ پہنچگیا اور وہاں جاکر دیکھا کہ سکھوں نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خاربندی کر رکھی ہے۔ جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعتاً سائے لشکر نے باآواز بلند تکبیر کہہ کے یکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن سراسر غافل تھے۔ آواز تکبیر نے انکو خواب غفلت سے جگایا۔ جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اوّل شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے۔ اُسوقت سب غازی سکھوں کے قتل میں مصروف ہوئے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرأت خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھوں کو واصل جہنم کیا۔ چنانچہ عبد المجید خان جہان آبادی کے ہاتھ سے چودہ کافر مارے گئے۔ چودھویں پر انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہوں نے پھر تلوار کرکے مولوی احمد دین صاحب جو دو تلواریں باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر قطع و برید شروع کی۔ چنانچہ اس دوسری تلوار سے بھی اُنہوں نے بہت سے کافروں کو مارا۔ عبد الہدیٰ ہدایت اللہ محنت نے جس کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے سات آٹھ کافروں کو تہ تیغ کیا۔ اللہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان وحید رخان و شیخ ہمدانی و علی حسن و شیخ بدھن و شیخ رمضان نے بڑی دلاوری شجاعت کی دی۔ یہ سب جانبازان لشکر اسلام مثل شیر حملہ کرتے تھے خون کی ندیاں بہانے دیتے تھے۔ ان کی آواز تکبیر سے کافروں کو عش آجاتا تھا لشکر کفار میں کھلبلی پڑگئی۔ غازیوں نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ گولا انداز کے ہاتھ سے جلتی ہوئی حقہا بی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ میں خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کرکے اپنے خیمے سے نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لے لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر ہوگئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ میں پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا جس کی آواز پر اگندہ لشکر سکھوں کا جمع ہوگیا۔ تب سکھوں کی قواعد دان پلٹنوں نے جمع ہوکر چند باڑھیں حملہ آوروں پر ایسی ماریں کہ جن سے اکثر شجاع تلوار بانان پیش رو مجاہدینوں کے شہید ہوگئے اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلکر ہیں مگر دو سے زنتگان شہادت نے اُن کو للکارا اور شرم دلائی وہ اُسیدم مع پچاس ساٹھ آدمیوں کے مثل ذبحی شیر کے پھر لوٹ پڑا۔ اسوقت دونوں لشکروں میں دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی۔ اللہ بخش خان جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیوں کے اُس میدان میں کام آیا۔ اس عرصہ میں صبح نمود ہونی شروع ہوگئی تھی۔ اسوقت بایار اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا۔ لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھ کر تعاقب کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا۔ لشکر مجاہدینوں نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہنکار اذان اوامامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھنے کے قریب یہ سریہ ظفر و منصور کنارۂ دریا سے لنڈ پر آپہنچا جس کے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اسکے خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے۔ اُسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من و عن سید صاحب کے حضور عرض کیا۔ حضرت نے شہداء کے مغفرت دعا خیر کرکے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا سردار بدھ سنگھ اُسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑ کر تیس کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی میں جا اترا۔

اس پہلی جنگ میں حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۳۵ آدمیوں کے مجروح ہوئے اور لشکر سکھوں میں سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوئے۔ نام نامی شہدا اکوڑہ کے یہ ہیں:

اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ۔ شیخ باقر علی قاسم غلہ۔ عبد المجید خان جہان آبادی۔ شمشیر خان جمعدار مورانوی۔

شیخ برہن - شیخ رمضانی مورانوی - شیخ ہدائی خالص پوری علی حسن گنوری - غلام حیدر خان خالص پوری -
غلام رسول خان خالص پوری - خدا بخش خان ممبئی - شاول خان خیرآبادی - کریم بخش بدھانوی - میاں احسان اللہ
بدھانوی - شیخ معظم جگدیس پوری - دین محمد کورہرستانوی میسوارہ - عباد اللہ میو - قاضی طیب - امام خان خیرآبادی
اولاد علی ماڈھوی - ہمایوں بیگ لکھنوی - امام الدین خان امیوری - باز خان خالص پوری - سید محمد لمارہوی - محمد کمال
خورم پوری - فہیم خان حسین پوری بدھانوی - سید عبدالرحمن سیالی - شیخ مخدوم مسجد فتحپوری ہلوی - غلام نبی خان گوالیاری
عبدالرزاق دیوبندی - جواہر خان لکھنوی - منور خان بلیچ آبادی - عبدالہادی مورانوی - حیات خان بریلوی - برکت اللہ
بنگالی - سید عبدالرحمن سندھی - حسن خان سندھی ٭

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر بہرا - مان ہوا تھا کہ اُس نے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا - مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے سے لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک ہوکر اس ملک کو اپنے قبض اور تصرف میں لیگا ایک مذہبی تاجر بکارگر وہ کی پہلی جنگ بقلعہ قوی گونی قواعد دان فوج سکھوں کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا مسلمانوں کے دل بڑھ گئے بڑی بڑی اُمیدیں قائم ہوگئیں - اگرچہ مسلمانوں کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ میں کام آئے مگر بہرحال مسلمانوں کا شہرہ اس جنگ نے تمام ملک میں پھیلا دیا - ملکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے ہندوستان کو اس فتح نمایاں کی نوید لکھکر روانہ کی گئی - اس جنگ کے دوروز بعد شادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا - ہنڈ ایک دشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریائے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پُرفضا مقام تھا - اُسی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا - اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیوں کے تھی ٭

شبخون حضرو

اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جس میں نہایت مالدار صاحب دوکانداری کیا کرتے تھے - یہ بازار حضرو کھکھوں کے قبضہ میں تھا حضرو کے قریب کھکھوں کی ایک گڑھی تھی جس میں ایک توپ بھی ہوئی تھی - اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کی جاتی تھی ٭

خافے خان اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہرسم کے مال اسباب سے پُر ہوا ہے اور کھکھوں کا ایک مرکز ہے - اگر وقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جائے تو بہت مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے - سید صاحب نے اُنکے جواب میں فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہوگئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب و فراز سے بھی واقف نہیں ہیں - اگر تم کو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کرسکتے ہو - اُن لوگوں نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارہ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی ہم کو مدد ملے - آپ ہمارے واسطے دعا فرمائیں ہم اس کام کو بخوبی انجام دے لینگے - اس گفتگو کے بعد ملکیوں نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی - ہندوستانی مجاہدین میں سے ایک آدمی بھی اُن کا شریک نہیں ہوا - مگر قندھاریوں میں سے کہ وہ بھی لالچ افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہوگئے - مگر حضرت سید صاحب نے اس شرط پر قندھاریوں کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار و قریہ میں کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی دعوت جہاد سے ناواقف ہو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا ٭

جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیوں اور جالوں اور تناس کے اباسین کو پار اُتر کر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا - جب سید صاحب نماز صبح سے فارغ ہوئے اُسوقت ایک آدمی مع آٹھ گٹھڑی سُرخ بنگ کے سید صاحب کے حضور حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندھاریوں نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

گڈھی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ گھوڑا اُسی مالِ غنیمت میں سے بطور ہدیہ حضور کے پاس بھیجا ہے۔
سیّد صاحب نے اُس ہدیہ کو قبول فرما کر پھر اُسی لانے والے کو واپس عنایت کر دیا جب صبح روشن ہوئی تو دیکھا گیا کہ بازار حضرو کیطرف سے دنیاتی لوگ بہت سا مال سروں پر رکھے چلے آتے ہیں۔ اور اُنکے پیچھے قندہاریوں کی جماعت بھی جو شب کو اس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقیں سر کرتی ہوئی چلی آتی ہے۔ پھر دیکھا کہ اُن قندھاریوں کے تعاقب میں پندرہ سولہ سکھوں کے سوار بندوقیں چلاتے ہوئے بڑے جوش و خروش سے آتے ہیں۔ اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندہاریوں نے ایک چھوٹی سی نہر کے کناروں کی آڑ پاکر اُن دشمنوں کے سواروں کو روکنا چاہا۔ وہ سوار مخالفین تھوڑی دیر کے تھے کہ اِس عرصہ میں قریب پانسو سوار و پیادوں دشمن کے جا بجا سے جمع ہو کر اپنے پندرہ سواروں کی مدد کو آن پہونچے۔ اِس پہلی ملکی فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھیں۔ مگر اس فوج نے اُن قندہاریوں اور پندرہ سواروں کو اپنے حال میں چھوڑ کر اُن ملکیوں پر جو مال مغروتہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا ملکی لوگ شاہین کی گولیوں سے پراگندہ اور بیقرار ہو کر کوئی شناس پر اور کوئی کھاس کے گٹھے پر سوار ہو کر مع مال مغروتہ پاہونے لگے۔ اسوقت سوائے ۴۶ نفر قندہاریوں کے دفع دشمن کیطرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا۔ ملکی لوگ حسب عادت قدیمہ خود مال مغروتہ لے لیکر بھاگنے لگے۔ ملکیوں کے آگے دریائے قہار اباسین اور پیچھے دشمن کی شاہین تھیں۔ یہاں ملکیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اِس اضطرابی میں بہت سے ملکی لوگ بدحواس ہو کر مع مال مغروتہ کے اباسین کی تہ میں ہوئے۔ سیّد صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادیخان کو بُلا کر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیوں کو زیر حکم انور شاہ کے قندہاریوں کی مدد کے واسطے روانہ کرو۔ اسوقت وہ چند قندہاری پانسو دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ خادیخان کے آدمیوں کے ساتھ قریب پچاس نفر ہندوستانی بھی بلا حکم و اجازت سیّد صاحب کے اباسین سے پار اُتر گئے۔ جب خادیخان کے آدمی عبور کر گئے تو سیّد صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھ کر اباسین کے اس کنارہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیوں نے جو خادیخان کے آدمیوں کے ساتھ قندھاریوں کی امداد کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لحہ میں اپنی بھرمار کے زور سے پانسو کافروں کو شکست فاحش دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ بلکہ چند میل تک اُن کا تعاقب کر کے اُن کو سرحد کی دیواروں کے اندر داخل کر دیا۔ برکت اللہ بنگالی اور حیات خان دو آدمی اِس حملہ میں شہید ہو گئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوئے۔ مگر لغمان کے سینکڑوں آدمی ان چند لمحوں میں دار البوار کو پہونچے۔ اِن دونوں واقعوں کو سُن اور حضرو کے بعد سیّد صاحب کو معلوم ہو گیا کہ اس ملک کے آدمی طامع اور خود رائے ہیں۔ اپنی طمع اور خود رائی سے جنگ کو بے زیرف زینت کر کے ہندوستانیوں کے گلے ڈالدیتے ہیں اِن دونوں سرحدوں میں اگرچہ لاکھوں روپیہ کا مال ولایتوں کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم نہیں ہوا جو سب کے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لے گیا۔ حضرو کے وقوعہ کے بعد سردار خادیخان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہو کر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی قابض مال مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور کسی کی نہیں سُنی اسواسطے باتفاق جملہ علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولایتوں کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۶ ہجری کو سیّد صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آئندہ کو انتظام جہاد و تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کر کے خلافت حقہ کو جاری کرے اور اِس صورت میں سب لوگوں پر اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہو جائے اور اُسکے حکم کی نافرمانی کرنیوالا خالی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے۔ تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور رؤسا نے اُنکی امامت پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قائم ہو کر خطبہ آپ کا نام پڑھا گیا۔ سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سرّاپیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعہ خطوط

آپکی امامت کو دل و جان سے قبول کر لیا۔ اسی تاریخ کو ایک خط مع تشریح و بیان کل واقعات گذشتہ تحریر ہو کر نصب برق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دیگئی۔ جب یہ خط ہندوستان میں پہنچا تو علمائے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کر لیا۔ سرداران پشاور کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ دہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ دغا باز ہیں ضرور کوئی دغا بازی کر کے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے۔ اسکے جواب میں سید صاحب فرماتے تھے کہ دل ہر کسی کا اللہ ربّ العزت کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اسکا ثمرہ خدا سے پاوینگے۔ اس واقعہ نصب امام کی خبر دربار لاہور میں بھی پہنچی۔ جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھوں پر غالب ہو گئی۔ آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کر کے سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعۂ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور اقوام کے موضع سرمائی میں قریب نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحبؒ کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے حاضر ہیں آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھوں سے جنگ شروع کیجئے۔ یہ خبر سنکر سید صاحبؒ نے سردار اشرف خان اور سردار ہاشم خان کو مع پانسو آدمیوں کے سرداران پشاور کی ملاقات کیواسطے نوشہرہ کو روانہ کر دیا جب یہ دونوں سردار مسمیٰ سید صاحبؒ سرداران پشاور سے ملاقات کر کے ہنڈ کو واپس ائے۔ اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھوں کے جنرل کا سید صاحبؒ کے حضور میں پہنچا جسمیں بعد اظہار بڑے لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ شجون سے جیسے کہ اکوڑہ اور حضرو پر ہو کچھ فائدہ نہیں ہے اگر آپ اصل سید اور بہادر ہیں تو میدان میں ہم سے جنگ کے فیصلہ کر لیں۔ جسکے جواب میں سید صاحبؒ نے اپنی نیت اور ارادہ اور رائی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے آگاہ کیا۔ چنانچہ وہ اصل خط سید صاحبؒ کا بنام سردار بدھ سنگھ ضمیمہ کتاب ہذا میں درج ہے +

ان ایام میں بھی لشکر مجاہدین پر بسبب ہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی۔ اکثر فاقے مست رہتے تھے درختوں کے پتوں اور گھاس پات پر انکی گذران تھی +

چڑھائی افواج سکھان بعد وقوعہ حضرو اور پسپا ہونا سکھوں کا بلا مقابلہ کے

حضرو کے شجون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھوں کی کنارۂ دریا اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور براہ دھوکہ بازی دو تین توپ اور چھ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب میں چھپا رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آوروں پر یک بیک اُن کو سرکر کے بدلالیں۔ جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحبؒ کو پہونچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ملکی فوج سے اِن دشمنوں پر حملہ کر کے اُن کو پسپا کر دیں۔ آپ تبرکاً چند ہندوستانی مجاہدین ہمارے ساتھ کر دیں تاکہ یہ برکت اُنکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو۔ سید صاحبؒ نے سردار مذکور کی درخواست کو منظور کر کے بجائے چند آدمیوں کے بہت سے آدمی اُنکے ساتھ کر دیئے۔ جب یہ حملہ آور لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنوں کے مقابل ہوا تو اُنھوں نے اپنی مخفی اقواپ اور شاہین کو سامنے کر کے گولہ باری شروع کی ملکی لوگ توپوں کی آواز سنکر کافور ہو گئے۔ ہر چند سردار اشرف خان نے انکو فرار ہونے سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر انکو فرار سے نہ روک سکی جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی مجاہدوں نے اباسین کو عبور کر کے دشمنوں پر حملہ کرنا چاہا۔ ابھی مجاہدین کی کشتیاں اور خیک (مشک) دریائی منجدھار میں پہنچی تھیں کہ دشمنوں پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ

فوراً بے سروسامان کے بعد فرار ہوگئے - اور نوبت مقابلہ کی نہیں پہنچی ۔

جنگ سیدو و دغابازی سرداران پشاور

اس وقوعہ کے بعد سید صاحبؒ مع لشکر مجاہدین و سرداران سمہ کے بجانب لشکر سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے - اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب توپ و سرداران پشاور کے دریائے کنڈ کے اُس پار جمع تھے بسید صاحبؒ بھی دریائے کنڈ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران پشاور کے ہوگئے - اس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحبؒ کی کرتے تھے - ہر روز قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحبؒ کیواسطے بھیجتے تھے اور وہیں سیدو کے میدان میں سکھوں سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں - اُسوقت مع افواج سرداران پشاور و و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب ایک لاکھ فوج کے سید صاحبؒ کے زیر حکم تھی - مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا - سکھوں کی چھاتیاں کانپ ہی تھیں - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونیوالی تھی - اُس جنگ عظیم کی بذریعہ نذر محمد اور ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحبؒ کیواسطے کھانا لانے پر مقرر تھے کھچڑی اور گنڈیریوں میں زہر ملا ہوا کھلایا گیا - تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس ہر دو میر کھانے میں سے سید صاحبؒ نے ایک لقمہ کو کسی کو نہیں دیا - سبکا سب آپ نوش جان فرما گئے - زہر اگرچہ قاتل تھا مگر الہ رب العزت نے سید صاحبؒ کی ذات مقدس کو اسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا - لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہوگئے - علی الصباح دونوں لشکر صف آرائی کر کے سیدو کے میدان میں مقابل ہوئے - سردار یار محمد خان نے سید صاحب کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے عماری وغیرہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر آپکے سوار ہونیکے سخت متقاضی ہوئے - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ سید صاحبؒ کی خوابگاہ میں تشریف لیگئے تو دیکھا کہ سید صاحبؒ بیہوش پڑے ہیں اور قے خود بخود آپ کو جاری ہے جس سے زہر تدریج خارج ہو رہا ہے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ نے آپ سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہوگئی اور آپ کی سواری کیواسطے ہاتھی در دولت پر حاضر ہے - آپنے اُس تنگ حالت میں بھی یہی فرمایا کہ مجھ کو ہاتھی پر سوار کر کے میدان جنگ میں پہنچا دو - چنانچہ چند آدمیوں کے سہارے سے اسی حالت میں آپ ہاتھی پر سوار ہوئے اور میدان جنگ میں پہنچے - صرف چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے - آپکے ہاتھی کو مسلمان میدان جنگ میں دلیر ہوگئے اور کفار پر حملے شروع ہوئے - سکھوں کے سنگھر یعنی خاربندی کے اندر تک حملے کرتے ہوئے سرداران سمہ پہونچگئے - اُسوقت بظاہر دُرانیوں (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ میں مسلمانوں کی مدد پر حاضر تھی - اور تفنگ نلی اور توپوں کی بھرمار کر رہی تھی - مگر بندوق اور توپوں میں خالی بارود بھرجاتی گولے اور گولیاں نہیں ڈالی جاتی تھیں - شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی ملکہ تا ہوا سکھوں کے خیموں تک پہنچگیا اور وہیں کام آیا - سمہ کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے - ہر طرف سے آثار فتح مسلمانوں کے نمایاں تھے - جب گولہ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکلکر بے رکب توک سکھوں کے لشکر میں چلے گئے اور وہاں کے سپہ سالار سے ملاقی ہو کر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند واپس چلے آئے - اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ اُنسے سرگوشی کی - اُسوقت سرداران پشاور میدان جنگ مع لشکر و افواج خود فرار ہوگئے - جب سرداران سمہ نے دُرانیوں کو بھاگتے دیکھا وہ بھی شکستہ دل ہو کر بھاگنے لگے - اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیوں پر آپڑی - وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب دل توڑ لڑے جب سکھوں کو حسب اشارہ دُرانیوں کے سید صاحبؒ کا ہاتھی معلوم ہوگیا تو اُنہوں نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپوں کا نشانہ

بنا لیا - صدہا گوسے شبیں کرتے تھے ہاتھی مذکور کے آس پاس چلاتے تھے - جہادت بھی جو غالباً زار و غازی کے تھے ہاتھی کو میدانِ جنگ سے نہ ہٹاتے تھے - اُسوقت مجبور لوگوں نے سید صاحبؒ کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھا لیا - اِس دغا بازی کے سبب لشکر اسلام تتر بتر ہو گیا اور میدان جنگ سکھوں کے ہاتھ رہا - سید صاحبؒ پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی - اُسوقت اصلاح سردار فتح خان کے سید صاحبؒ کو موضع چندلئی میں لے گئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گاؤں میں مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھویں روز آپکو ہوش آیا - اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ سے سبب دریافت فرمایا - مولانا ممدوح نے کل کیفیت ہر خورانی اور دغا سُنا یار محمد خان اور فرار سردارانِ سمہ اور اتری لشکر مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کر لو اور جو کچھ مجھ پر گذرا وہ بسبب مواخذہ بعض میری خطاؤں کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اِس ذریعہ سے اُن خطاؤں سے مجھ کو پاک کر دیا - تم سب مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اِس تکلیف کے بعد اللہ ربّ العزت بہت راحت دیگا - اور جن لوگوں نے مجھ کو زہر دیا وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا - اللہ تعالیٰ نے اِس ذریعہ سے میری جدا مجد حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو مجھ پر جاری کرا دیا - اُسکے بعد سید صاحبؒ نے جناب باری میں بہت الحاح و زاری سے دُعا کی - موضع چندلئی سے اخوند میر آپکو موضع مکدری میں لیگئے - اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہوں نے آپ کو زہر دیا تھا گرفتار ہو کر آپ کے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم نذر کا نہ اُن سے کچھ مواخذہ نہیں کیا - بلکہ جب دوسرے لوگ اُنکے قتل پر مستعد ہوئے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُن کو فرار کرا دیا +

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اِس دغا بازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولایتوں کے ایک فتویٰ اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہو کر اُسپر مُہریں ثبت ہوئیں - اور ایسے منافقوں کا خون بحل کیا گیا - اِس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیوں پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا - مُلک میں برف پڑ رہی تھی - غازیوں کے پاس پہننے کو مکان تھا نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی - اکثر چار چار فاقے کرا کے پھر کسی دن کسی گاؤں میں دعوت ہو گئی یا کسی درخت کی پتیاں اوبال کر اور نمک ملا کر بھوکھ کو دبا دیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی نہایت شادان اور فرحاں اور صابر و شاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور نشاستہ پانی میں جوش کر کے اور نمک ملا کر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزاروں نعمتوں سے بہتر سمجھ کر شکر اور حمد باریتعالیٰ زیادہ عمدہ کرتے تھے - سید صاحبؒ نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھ کر واسطے فراخی رزق مومنین کی دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع نوشہرہ میں پہنچے تو اُس ملک کے لوگوں نے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی - اور گھر گھر پیچھے مجاہدین کو تقسیم کر دیا - یہاں سے چلکر آپنے مُلک بنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا - قریب تمام کے یہ دونوں مُلک آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہو گئے - اِسی سفر میں بمقام کوٹ گرام مولوی محمد یُوسف پھلتی کا انتقال ہوا - جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ سجدہ میں تھے - آپنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اور آسمان کیطرف نگاہ کر کے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہاں سے نہایت قدم گیا وُہی مراد کو پہنچا - پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کیطرف مخاطب ہو کر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اِس لشکر کے قطب تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہو گیا - پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے - سید صاحبؒ نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر میں اُتارا - اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ تمام بنار کابل کا لمبا چکر کھا کر مدتوں میں پہنچتے تھے سید صاحب اسوقت تک اِس دور و سیر میں تھے کہ بہت سے قافلے

ہندوستان سے پہنچگئے - چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحی صاحب میاں مقیم رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے - جب مولوی عبدالحی صاحب کے آنے کی خبر کوہستانیوں کو لانے کے واسطے ایک منزل تک اپنے اپنا جھپان (محافہ) بھیجدیا - اور لب دریا تک انکا استقبال کرکے انکو لائے اور اپنے پاس ایک ہی مکان میں اُن کو اُتارا - اس دوروسیر سے فارغ ہوکر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۷۴ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار میں لوٹ آئے - اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکرگاہ) بنایا - اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی کہ فی کس ایک ایک تا ملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا - جس سوآدی خوب سیر ہوکر کھا لیوے - یروز بقر عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا - کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا - لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیاں بند ہوگئیں تھیں - لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی نام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیاں جنگل سے آپ لے آتے تھے - اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے - اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جن کو پانچ پانچ روپے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا - مجاہدین کی آپس میں بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوت اسلامی تھی - ایکدوسرے پر جان دینے پر حاضر تھا - بیماروں کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے - کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی - ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہوچکی تھی - بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیوں کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے - کبر و منی کی بیخکنی ہوگئی تھی فیض گوئی اور بذلہ سنجی کا نام نہ رہا تھا - اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا - ایکروز مولوی الٰہی بخش رامپوری جلی پیس رہے تھے کہ سید صاحب بھی اسوقت وہاں تشریف لے آئے اور اُنکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہوں اُنکے ساتھ پیسوائے - جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیاں لانے کو جاتے تو بارہا سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جاکر دو گٹھے لکڑیوں کا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے ٭

شبخون دمگلہ

ان دنوں میں چاروں طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضمون کی آرہی تھیں کہ مع لشکر مجاہدین یہاں تشریف لاکر مقابلہ سکھوں یا قومی دشمنوں کے ہمکو مدد دو - اس عرصہ میں ایک وکیل حبیب اللہ خان رئیس پکھلی کا مع ایک عرضی کے پہنچا - جسمیں لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھوں نے حملہ کرکے میرے بیٹے کو محصور کرلیا ہے - اُسکی مخلصی کیواسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کریں - اسواسطے اب بھیجنا ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانوں کے ضرور ہوا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو اس سریہ کا امیر مقرر کرکے میاں محمد مقیم رامپوری کو مع ایک نفر آمدہ رامپور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیوں کو بجانب پکھلی روانہ کردیا - یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا - سردار ہری سنگھ نو ناظم پکھلی اور پنجہزارہ فوج سکھ لشکر مجاہدین کی شکر پھول سنگھ نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع دمگلہ میں بھیجدیا - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو خبر آمد لشکر کفار کی موضع دمگلہ میں معلوم ہوئی تو اپنے خوانین پکھلی سے مشورہ کرکے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ تین سو آدمیوں اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع دو صد ہزارہ ملکیوں کے زیر حکم میاں محمد مقیم کے بوقت شب دمگلہ کو روانہ کیے گئے - اور مولوی خیر الدین سیر کوٹی میاں محمد مقیم کے نائب مقرر کیے گئے - اور شعار اس شبخون کا عبداللہ منجویز ہوا - جائے قیام لشکر مجاہدین سے دمگلہ صرف ایک میل ہوگا - کل

اب آپ ہی اس کلام کو انصاف کریں جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو اُنھوں نے نفس اور شیطان کی نیابت اختیار کرکے در پردہ اور علانیہ غازیوں کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچوں اور والدین وغیرہ کے ہیں تم اُن سب حقداروں کے حقوق تلف کرکے یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ جب لوگوں نے کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہیں تو مولویصاحب نے کہا کہ جہاد کہاں ہے اور کسدن تم نے کون سی کافر کو قتل کیا اور کون سے مُلک میں تمہارا عمل دخل ہُوا۔ صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر میں رہتے ہو جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے۔ بعض لوگ اس حیلے سے یہاں سے پھر گئے ہیں اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں خراب ہیں۔ بہت سے کچے لوگ اُن کے بہکانے میں آگئے اور ہر جماعت میں اسکا چرچا شروع ہُوا۔ جو لوگ صاحب استقامت تھے اُن کو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری۔ اُنھوں نے اسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب امپوری سے کی۔ مولوی محمد حسن صاحب نے اوّل سیّد صاحب سے اجازت لیکر اگلے روز بعد نماز جب سارا قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہاں کے لوگوں کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہاں کے رہنے کو کس واسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ تم کو کس کافر سے جنگ درپیش ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہیں ہے۔ جنگ کو قتال کہتے ہیں اور وہ گاہے ماہے پیش آتی ہے۔ اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ میں کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے۔ یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے۔ اور اُن کوششوں کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے لوگ کر رہے ہیں آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لے جاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کا جسکو آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جائے تو آپ اُس اُسوقت اپنی کوتہی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور دراز کو طے کرکے داخل جہاد ہو جاؤ گے۔ مولوی محبوب علیصاحب اس تقریر کو سُنکر لاجواب ہو گئے۔ مگر نفس امّارہ اور شیطان نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُن کو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اَور کچھ فائدہ نہیں ہُوا۔ اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیوں کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان واپس ہو گئے۔ افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پٹیالی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علیصاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانوں کے لائق رکھتے ✦

مولوی محبوب علیصاحب کے اغوا سے جو کاروبار جہاد کو صدمہ پہونچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سخت یا دلی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلوں کا آنا بند ہو گیا۔ اکثر معاونین جہاد سست ہو گئے۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی کی تکذیب میں لشکر مجاہدین سے ہندوستان میں آئے تب مدتوں کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ مجموعی رفع ہو کر راہ آگی خرچ اور قافلوں کی دوبارہ شروع ہوئی ✦

اِن دنوں کے واقعات قابل تحریر میں سوا ایک واقعہ جانکاہ وفات مولانا عبدالحیّ صاحب کے ہی جو مقام خیر آباد ۲۴ شعبان ۱۲۴۶ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہُوا۔ سارے لشکر کو اُنکی وفات کا سخت صدمہ ہُوا۔ کلمہ آخری مولویصاحب مرحوم کی زبان مبارک پر یہ تھا الحقنی برفیق الاعلیٰ ✦

انہیں ایّام میں سیّد صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپ کے نکاح کے واسطے بھیجا تھا۔ یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے۔ اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ بی بی تونک کو چلی آئی تھی اور سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں بمقام تونک اُن کا انتقال ہُوا ✦

جنگ آتمان زئی

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال اسکھاں روز بروز بڑھتی گئی - یہانتک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور توپ لیکر ہریانے لنڈہ سے عبور کرکے بمقام آتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنے کے واسطے آن پہنچی - اِن ایام میں سید صاحبؒ بمقام خیر مقیم تھے - بصلاح ارباب بہرام خان وارباب جمعہ خان ودیگر خوانین وسرداران سمہ وسوات کے دُرانیوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع ہوئیں - قریب اکیسزار مجاہدین اور ملکیوں کی فوج دُرانیوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوگئی سید صاحبؒ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ بھی بذاتِ خود اِس لشکر کے ساتھ تھے - آپ نے قریباً تمان زئی کے پہنچکر ذریعہ چند ملکی جاسوسوں کے حال لشکر گاہ اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت دُرانیوں کا دریافت کرکے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا - ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے کرکے اُنکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کیطرف سے شبخون مارو - دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھ کر دشمن کے میسرہ پر آتمان زئی کے گاؤں کیطرف سے حملہ کی تیاریاں کیں اور نیز دونوں لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جو شخص دُرانیوں میں سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کر دو - اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑ دو اور جو بھاگ جائے اُسکا تعاقب نہ کرو - مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ بڑی دانائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے - وہاں سے صرف سواروں کو ایکدستہ سرکے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیے ہوئے آپ آگے بڑھے - جب عین دشمن کے لشکر پر پہونچگئے اُسوقت سنتری نے آپ کو للکارا آپنے کچھ جواب نہیں دیا - دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے جواب نہ دیا - تیسری للکار کا جواب پاتے ہی سنتری نے اپنی بندوق سر کرکے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا - اُسوقت مولانا رحمہ نے مع اپنے ساتھیوں کے یہ آواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپوں کے پیچھے گولہ انداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے - مولانا رحمہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو دُرانیوں کے لشکر کیطرف پھیر دو - اُس نے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی - اسکے بعد آپ نے دوسری توپ پر بھی قبضہ کر لیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کر دیا - جب دشمن کے لشکر میں بھگدی شروع ہوئی تو گاؤں کیطرف سے سید صاحب بھی مع لشکر کے آن پہونچے - دونوں طرف سے مبارکباد فتح کی آوازیں بلند ہوئیں اور سجدات شکر ادا کیے گئے - اِس عرصے میں صبح صادق نمودار ہوگئی - دُرانیوں نے اپنے لشکر گاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی - اِدھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے اُسمیں توپیں لگا دی گئیں - آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا - بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے نے اپنی نماز ادا کرلی - اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی - رات کے حملے میں یا دن کو سید صاحبؒ کیطرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہیں ہوا - مگر توپ کے گولوں سے دشمن کیطرف کا بہت نقصان ہوا - نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئیں - شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچگئیں مگر توپوں نے سب کو ٹھنڈا کر دیا اور کسی کی چلنے نہ دی - لیکن افسوس کہ سردار عالم خان رئیس آتمان زئی اور اہل خیر جنہوں نے سید صاحبؒ کی مدد کا عہد وپیمان کیا تھا دُرانیوں سے ملگئے - اب سید صاحبؒ کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنوں کو اطلاع نہ ہونے پائے - سید صاحبؒ نے سردار عالم خان منافق رئیس آتمانزئی کو طلب کرکے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے دُرانیوں کی مدد کو آیا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہیئے اور یہاں دُرانیوں کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہیئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونوں شبخونوں

رہبری کیواسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو دُرّانیوں سے ملا ہوا تھا فوراً دُرّانیوں کے پاس گیا اور کہا کہ آجکی رات سیّد بادشاہ کے دوشبخون آوینگے تم ہوشیار رہو جاؤ۔ اِدھر اپنے مورچال سے بوقت شب سیّد صاحب نے اپنی فوج بماہ جلالہٗ آپ کرنی شروع کردی۔ صرف راجہ رام نام ایک اچھوت ہندو جو مولوی احمداللہ صاحب کے ساتھ بیعلاقہ سے جاکر شریک لشکر اسلام تھا مورچال میں باقی رہ گیا جو صبح تک تنہا دونوں توپوں کو چلاتا رہا۔ بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہٗ اپنے لشکر سے آملا۔ اُدھر دُرّانی مارے خوف شبخون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس آئے۔ اِس عرصہ میں لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دُور نکل گیا تھا۔ گاؤں لے اگر چہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہاں واپس آوینگے اسواسطے اُنہوں نے بھی مارے ڈر کے دُرّانیوں سے اسلامی مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہیں کی۔ اِس جنگ آتمان زنی میں جان و مال سے دُرّانیوں کا بہت نقصان ہوا۔ مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ اور دُرّانیوں کو ایسا سبق لگایا جسنے مدت تک اُن کو شرارت سے باز رکھا۔

اِس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ سیّد صاحبؒ نے میاں نظام الدین چشتی کو بحیثیت ٹوآدیڈ کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیکر بخارا کو روانہ کیا۔ اور ایک قرآن مجید مطلا بطور ہدیہ اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجدیا۔ اِس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا میں درج ہے ٭

عزّہ ماہ شعبان ۱۲۴۳ ہجری۔ روز جمعہ قریب دو ہزار کے علماء اور کئی سو خوانین اور ہزارہا رعایا نے جمع ہوکر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کرلیا۔ سبقت کرنیوالا اور نمبر اوّل اِن معاہدین میں سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا۔ جابجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کیے گئے۔ تمام اُن ممالک میں جنکے باشندوں نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نہ رہا اور تمام تنازعے اور مقدمے از روئے شرع محمدی کے قاضیوں سے فیصل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ ملک رشک عرب ہوگیا۔ چوری چکاری۔ زناکاری اور قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نہ رہا۔ شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں ایسا ایمان اور اخلاص پیدا ہوا کہ اُنہوں نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسواں حصّہ) دینا قبول کرلیا۔ سردار خادو خیان رئیس ہنڈ اِن برکات سے محروم تھا۔ بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو یہانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی کہ اُس نے درخواست کرکے سکھوں کا لشکر اپنے ملک میں بُلالیا ٭

جنگ انٹورا صاحب و جنگ پنجتار

حسب الطلب سردار خادو خیان کے انٹورا صاحب فرانسیسی ایک جنرل فوج سکھوں کا مع فوج کثیر کے پیدے حضرو میں پہنچا۔ سردار خادو خیان ایک گھوڑا اور بازاور چند سرگ معمولی نذرانے لیکر حضور میں سکے پاس حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کرکے درخواست کی کہ حضور عبور دریائے اباسین کرکے ملک سمہ میں وقت افروز ہوں۔ اسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے۔ انٹورا صاحب دریائے اباسین سے عبور کرکے اوّل ہنڈ ریاست خادو خیان میں آیا اور وہاں سے پنجتار تک اُنکا قصد کیا۔ انٹورا صاحب کے ساتھ قریب پس پندرہ ہزار فوج اور اتواپ اور شاہین تھیں جب سیّد صاحبؒ کو اُسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپ نے اُن دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں جہاں سے پنجتار میں آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قد آدم تیار کراکے اُسمیں مورچے اور بُرج بنوائے۔ اِس دیوار کی تیاری میں مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سیّد صاحبؒ اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے ٭

جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو جابجا ہندوستانی اور قندہاری آدمیوں کے چوکیرے وغیرہ اسپر مقرر کیے گئے۔ ایکرات کو سوا ان طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کو تنگ آپہنچا۔ سکھوں کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور دھواں ہوتا تھا

جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گاؤں اور بستیوں کو پھونکتے اور مسجدوں اور مدرسوں کو گراتے چلے آتے تھے چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ پرانے ظالموں کی راہ کی علامت بھی موجوں نے یہی آگ اور دھواں لکھی ہے۔ اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک یاغستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار کر رکھا ہے۔ اللھم ردہ فردہ ؛

اسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندھاریوں کے قریب نو سو آدمیوں کے تھی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آیۂ بیعت الرضوان پڑھ کر اسکا بیان بڑی وضاحت اور فصاحت سے کر کے ہر کسی کو اسی قسم کی بیعت جان بازی کی ترغیب دی۔ چنانچہ اسوقت ہزار ہا آدمیوں نے سید صاحب کے ہاتھ پر یہ بیعت کی کہ جبتک ہمارے تن میں جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیریں گے۔ اس بیعت کے بعد اپنے سر برہنہ ہو کر اپنا ضعف اور بیچارگی جناب باری میں ظاہر کر کے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا۔ اسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستوں سے اپنی تقصیر معاف کرا کے مرنے پر مستعد ہو گیا۔ اسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ پیراستہ ہوئے۔ آپکے لشکر کے تین نشان تھے۔ پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ تا آخر پارہ نہایت خوشخط حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ یہ نشان دادا ابو الحسن نصیر آبادی کے پاس رہتا تھا۔ اور دوسرا نشان جسکا نام مطیع اللہ تھا اسپر رکوع اخیر سورۂ بقرہ کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا۔ تیسرا نشان فتح اللہ تھا۔ اسپر رکوع اخیر سورۂ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا۔ جب لشکر کفار موضع تتالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اسوقت انٹور اصاحب نے دوربین لگا کر لشکر اسلام کا جائزہ لینا شروع کیا۔ لشکر اسلام کو دیکھ کر اسکے دل میں ہیبت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اسوقت خادبخان کو بلا کر کہا کہ تو نے از راہ فریب اور دغابازی کے ہمسے بیان کیا تھا کہ پنجتار میں تھوڑے آدمی ہیں اب تو دیکھ کہ سامنے کا سارا وسیع میدان سوار اور پیادوں اور نشانوں سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہاں سے آ گئے۔ یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ انٹور اصاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اس دیوار کو گرانا شروع کیا۔ مرزا احمد بیگ نے جو اس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھ کر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی۔ سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہو کر سواروں کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ کو لانداز اور افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تا کہ کفار آگے نہ بڑھنے پاویں۔ دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولوں سے مر گئے۔ اسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑی وقار اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ انٹور اصاحب نے یہ روش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھ کر اسی دم پسپا ہونا شروع کیا۔ غازیوں نے انتہائے درہ تک ان کا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھرا سے بہت سے بھاگتے ہوئے دشمنوں کو واصل جہنم کیا۔ سید صاحب نے یہ نصرت الٰہی دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور انٹور اصاحب کے دل پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ فوراً دریائے اباسین سے عبور کر کے لاہور کو بھاگ گیا ؛

شبخون بر قلعہ ہنڈ

خادبخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی۔ اس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کر کے پھر امام وقت اور خلیفہ برحق کی بغاوت اختیار کی اور ایسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کو خلاف اور رہ ما اس دیار کے اپنے ملک میں جاری نہیں ہونے دیا۔ اور جہانتک اسکا زور چلا بہت خلائق کو امام وقت سے برگشتہ کر دیا۔ انٹور اصاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضور سے لیکر آیا۔ ان لوگوں کے جو سید صاحب کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گاؤں جلوا دیئے اور مساجد کو

مدرسوں اور خانقاہوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرا دیا۔ اور واسطے مقابلۂ مجاہدین کے درہ پنجتار تک انٹور اکے ساتھ آیا۔ اسواسطے باتفاق تمامے جملہ علماء و رؤسا یہ فتویٰ شرعی تیار ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جاوے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرأت نہ کرے۔ اس فتوے سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت مال جائز بلکہ واجب ہیسا پایا گیا۔ اس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعذیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا۔ امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمٰعیل غازی مقرر ہوئے۔ مولوی صاحب موصوف براہ موضع بازار و گڈھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع میں جو ہنڈ دارالریاست خادیخان سے سات کوس ہے پہنچے۔ اس مقام پر قلعہ ہنڈ میں داخل ہونیکے واسطے سیڑھیاں تیار کرائی گئیں۔ اس تیاری کی خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کر سکتا ہے۔ جب میں اُن کو آنے سُنونگا راہ میں جاکر یہ تیغ کر دونگا۔ ایک شام کو اندھیری رات میں پنجتار بچانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ میں سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا۔ اِس لشکر میں قریب سات سو آدمیوں کے تھے۔ تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلا کر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۳۳۵ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ کے پہنچگیا۔ راستے میں آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا سے جدا ہوگیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعہ ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا۔ احتیاجت سیڑھیوں سے حملہ کرنیکی نہیں رہی اسواسطے آپ نے فوراً پچیس آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیوں کو سب سے اول روانہ کرکے حملہ یا حملہ کی آواز سُنکر مولانا صاحبؒ بھی یورش کرکے مع سارے لشکر کے داخل قلعہ ہوگئے۔ اسوقت صرف ایکسو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند دشمن جو مقابلہ سے پیش آئے مارے گئے باقی اُفتاں و خیزاں خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولانا نے دروازہ قلعہ کا پورا بندوبست کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محل پر دوڑایا۔ قرابین اور بندوقوں کی باڑھ نے اُسکو خواب استراحت سے جگاکر اس خدائی مار سے مطلع کیا۔ اُسوقت اُس نے اُٹھ کر اپنے لشکر کو کمر بندی اور مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ مگر بے سُود کیونکہ اُسوقت اُسکی فوج منتہی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی۔ اور تمامی ہتیار اور قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ آچکا تھا۔ آخر اس حیص و بیص اور اضطراب میں کوٹھے پر پھرتا ہوا یہ منافق بھی مسلمانوں کی گولی سے دار البوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اُسکے مال و منال اور نقد اور جنس پر دست درازی نہیں کی۔ مگر ٹھوڑے اونٹ اور ہتیار وغیرہ جو سامان حرب و ضرب کے دہان تک گئے صاحب غازیوں کے تصرف میں آئے۔ مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی ملانوں نے بطمع دُنیا بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کر دیا۔ خادیخان کے مرنیکے بعد اُس مُلک میں مجاہدین کی مخالفت روز بروز بڑھنے لگی۔ یہانتک کہ راہ آمد و رفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہوگئی۔ ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی تھی۔ مولوی صاحبؒ ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے۔ اگرچہ بیرون قلعہ ایک دو کوس تک ملا جماعت آدمیوں کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحبؒ بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر رؤسائے اُس مُلک کے بمقام زیدہ جو قلعہ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لے گئے امیر خان برادر خادیخان ازراہ نفاق ایکطرف سے سیدؒ سے عرض کرتا تھا کہ مجھ کو قلعہ ہنڈ مرحمت ہوجائے میں احکامات شریعت کو قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہونگا۔ چنانچہ اس چاپلوسی اور دھوکہ میں خود سید صاحبؒ بھی آگئے تھے کہ ایک خط بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ

واسطے دخل دہانی امیر خان مذکور بر قلعہ ہنڈ تحریر کرکے اپنے بھیجدیا تھا۔ مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اسکا حضر بیان کرکے اُس حکم کو پھر منسوخ کرایا۔ اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یا محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا۔ یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا۔ اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سردار دن موضع ہریانہ دار الریاست امیر خان برادر خادیخان کو بھیجدیے سُلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحبؒ کے مقابل ہونے سے منع کرکے سمجھایا تھا کہ سید صاحبؒ وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے انٹونڈا سامی جنرل پنجاب کا باوجود موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ آیا اور پھر کبھی اُسطرف مُنہ نہیں کرتا۔ مگر یار محمد خان نے اِس نصیحت کو نہیں سُنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے میں اُسنے جان و مال و آبرو سب برباد کردی۔ اِن دنوں میں (جبکہ دُرّانی سوار ہریانہ میں مقیم تھے) ہائین لشکر امیر خان اور مجاہدین کے چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ ہا اور مخالفین ہر بار سخت نقصان اُٹھا کر بے نیل مرام پسپا ہو گئے۔ اِسوقت تک اُنیوں کا لشکر جو قلعہ ہریانہ میں مقیم تھا۔ مجاہدین کی پھرتیوں اور بھرمار کا تماشہ دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہیں ہُوا۔ اِس عرصہ میں خود سردار یا محمد خان مع لشکر عظیم اور چھ ضرب توپ اور چند شاہین اور دو ہاوٹیوں اور بہت سے اونٹوں وغیرہ سامان حربی و ضرب کے موضع ہریانہ میں پہنچگیا۔ اور اپنی سلامتی سے ہریانہ میں داخل ہونے کی خوشی میں بہت سی توپیں سر کرکے ملک میں اپنی آمد کا دلاڈ لوادیا۔ چنانچہ ملکی لوگ توپوں کی آواز سُنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہو گئے جو مخالف تھے وہ فوراً دُرّانیوں سے جاملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپوں کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے ہاتھ کھینچ کر پہاڑوں پر بھاگ گئے یا اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ اِسوقت صرف فتح خان چغتائی اور اسلان خان زیدہ والہ اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے۔ یار محمد خان کے ہریانہ میں پہنچنے پر سید صاحبؒ نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو مع سائے لشکر مجاہدین کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ میں طلب کرکے صرف مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیوں کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا۔ جب لشکر اسلام کی مین آرمی یعنی فوج کلاں زیدہ میں جمع ہوئی تو مخالفوں نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب ایک پہاڑی پر مورچال بنانی شروع کی کہ کل کو یہاں سے قلعہ ہنڈ میں گولہ باری کرینگے۔ مولوی مظہر علیصاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسوں کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہو گیا۔ اُنہوں نے اُسی وقت ایک جماعت بندوقچیوں کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالے کو جا دبایا اور چند بار چھیں بڑی پھرتی سے مار کر بہتوں کو واصل جہنم کر دیا۔ اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان موچال کا وہیں چھوڑ کر فرار ہو گئے اور ایسی ہیبت اُن پر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا +

جنگ زیدہ

۱۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۶ ہجری روز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع اتو اپنے شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب کے مقابل زیدہ کے پہنچگیا۔ اِدھر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلے کے واسطے آمادہ و طیار ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ اُسیدم جنگ شروع ہو جائے۔ مگر دشمنوں نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے پیام بھیج بھیجکر ضائع کرادیا۔ جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہو گئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح ہرگز نہیں کرینگے بلکہ جو سید صاحبؒ کیطرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کرینگے۔ یہ جواب سخت انگیز سید صاحبؒ کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش میں آئی۔ اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے تیار کرکے شبخون مارنے کیواسطے اُنپر روانہ کردیا۔ اِس لشکر کی

تیاری میں ایسی سُرعت ہوئی کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالباً ایک ہی ساتھ آگے پیچھے یار محمد خان کے لشکر گاہ میں پہنچے ہونگے۔ اِس لشکر میں چھ سو آدمیوں کی جماعت تھی۔ صرف دو تین سو آدمی کمر بند سید صاحبؒ کے پاس رہ گئے تھے۔ اُسوقت ات کا ایک بجا تھا۔ مولوی صاحبؒ شیر خدا نے زیدہ سے باہر ہوکر مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھا دی۔ ہندوستانی بندوقچیوں اور قراہین چیوں کی ایک جماعت علیحدہ کرکے سب سے آگے روانہ کردی۔ دلاتیوں کو سب سے پیچھے رکھا۔ جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہونچا ایک طلایہ سواران دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھ کر اپنے لشکر کیطرف بڑھا۔ مجاہدین نے تیز قدمی کرکے دشمن کے سواروں کا تعاقب کرکے جب اُن کو گولی کی زد پر خیال کیا تو تکبیر کہہ کر اُن پر ایک باڑھ ماری جسمیں بہت سے سوار مردار ہوئے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر میں پہونچنے پر گولا انداز جو کنارہ لشکر پر تھے ہوشیار ہوکر اتوپ اور شاہین سے مقابل ہوئے مگر مجاہدین نے جرأت اور پھرتی کرکے بڑی دلاوری کیساتھ سب سے پہلے دشمن کی توپوں کو چھین لیا توپوں پر قبضہ ہونے کے بعد مجاہدین نے آگے بڑھ کر بھرپور مار شروع کی۔ پے درپے چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر میں بھگدی پڑگئی۔ مجاہدین نے دشمن کے گولاندازوں کو پکڑ کر اُنہیں کے ہاتھ سے بھاگتے ہوئے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی۔ تھوڑی دیر میں سارے لشکر گاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ ہوگیا۔ پلاؤ کی دیگیں پکی ہوئی تیار تھیں حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائیں۔ دو تین جوان عورتیں بھی یار محمد خان کے خیمہ میں پائی گئیں معلوم ہوا کہ اکسی گاؤں ملحقہ سے واسطے بدکاری کے اُنکو پکڑ لائے تھے۔ اُن کو اُسی دم رخصت کیا گیا۔ ملکی مخالفوں کو توپوں اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین کا گمان ہوا۔ وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوئے طرف لشکر گاہ دشمن کے مبارکباد دینے کو بڑھے۔ مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کرکے اُنکو ثابت کرادیا کہ میدان جنگ مجاہدین کے ہاتھ میں ہے اور دُرّانی شکست کھاکر فرار ہوگئے۔ اِس بات کو دشمنوں پر ایسی آفت آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجانے نہیں پائے یہانتک کہ اُن کے پاؤں کے جُوتے بھی وہیں چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف اتوپ اور شاہین اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب وضرب لیلیا باقی لاکھوں روپے کا مال ملکی لٹیرے لوٹ کرلیگئے۔ جب سید صاحبؒ کو اس فتح کی خبر پہونچی سجدات شکر بارتعالی بجالاکر منظر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار (اپنے ہیڈ کوارٹر) کو لوٹ آئے۔ جس جس گاؤں میں سید صاحبؒ پہونچے گاؤں کی عورتوں نے مبارکباد کی دف بجاکر سید صاحبؒ سے انعام لیا۔ اِس جنگ میں خود یار محمد خان ایسا سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا مابین موضع ہرمان اور دودھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ مرگیا اور قریب تین سو دُرّانی مع بہت سے نامی سرداروں کے مارے گئے۔ سید صاحبؒ نے پنجتار میں پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کرکے لوٹ کی بُرائیاں سُنائیں اور فرمایا کہ عین معرکۂ جنگ میں لوٹ مقسوم کرنے سے انتظام جنگ خراب ہوجاتا ہے اور لٹیروں کے اعمال صالح حبط ہوجاتے ہیں۔ اور مال غنیمت کا چوردن قیامت کے اُس طرح لے مال کو لیکر دوزخ میں داخل ہوگا۔ اِس وعظ کی تاثیر سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لوٹیروں نے واپس کرکے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر کردیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس للہ کے حسب قاعدۂ شریعت سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ کرکے تقسیم ہوگیا۔ اُدھر مولوی مظہر علیصاحب امیر خان برادر خادیخان اور دوسرے منافقوں کے قلعوں پر حملہ کرکے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہوگیا۔ اِس جنگ زیدہ میں مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے تھے۔ اِدھر واقعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوکر فنا ہوگئے۔

جس سے معلوم ہوا کہ منافقوں کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار انکے دینے سے انکار کرتا تھا۔ اب سید صاحبؒ سے خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحبؒ کو پشاور میں طلب کیا۔ اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحبؒ وہاں تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک اُس شہر پر آپ کا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحبؒ کو منظور نہیں تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ بازی پر اُس شہر پر قابض ہو جائیں اس واسطے واقع ۲۰ ربیع الاول ۱۲۴۶ ہجری باتفاق رائے جملہ علماء و رؤسائے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور اور اطراف پشاور کے روانہ کی گئیں۔ یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو میں یہاں درج کرنا نہیں چاہتا۔ مگر اُسکا ایک فقرہ جو مجھ کو نہایت پسند ہوا بعینہ نقل کرتا ہوں۔ یہ فقرہ صفحہ ۵۶۲ منظورۃ السعداء مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی میں درج ہے۔ سید صاحبؒ لکھتے ہیں:۔

"نہ با کسے از امراء مسلمین منازعت داریم و نہ با کسے از رؤسا و مومنین مخالفت۔ با کفار لئیام مقابلہ داریم نہ با مدعیان اسلام۔ صرف با دراز مویان (یہاں اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال کھتے ہیں مراد ہے) جویان مقابلہ ایم نہ با کلہ گویان والسلام۔ جویان و نہ با سکار انگریزی کہ اُو مسلمانان رعایائے خود را برائے ادائے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

بایام جنگ زیدہ میاں نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بغیرت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ وہ نامشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ میں ہمنے شاہ کشور حاکم کاشغار و حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسوں کو بھی دکھلا کر آمادۂ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی۔ اور بروقت طلب اپنی شرکت و اعانت کا وعدہ کیا۔ اور جب ہم بخارا میں پہونچے تو شاہ بخارا نے بھی اُس نامہ فیض شمامہ کو پڑھ کر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ آخر کو شاہ بخارا کے امیروں اور مشیروں نے براہ حسد شاہ موصوف کو ور غلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ انصاری (انگریز) حکام ہندوستان کے ہیں اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب و جہاد کا نام لیکر یہاں کے خبر اخبار لینے کو آئے ہیں۔ اِن کو جلد رخصت کر دینا چاہیئے۔ تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار اور دو عمدہ یا لو لیطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا +

جنگ تربیلا

اِن ایام میں عبد الحمید خان رسالدار رامپوری جسکا ذکر خیر بمقام لونک اوپر ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا۔ سید صاحبؒ نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے یہاں سالدار مقرر کر دیا۔ انہی دنوں میں حسب الطلب خان زمان خان رئیس کنگری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحبؒ موضع تربیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کر کے تشریف لگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ میں تربیلا پر قابض ہو گئے۔ مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ کمونہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اُسوقت پنجاز فوج کے ساتھ علاقہ سکھ پور میں تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا۔ کچھ عرصہ تک

غازیوں نے ایسے لشکرِ عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کو تربیلا چھوڑ دینا پڑا۔ تربیلا سے واپس آکر سیّد صاحبؒ سیّد اکبر شاہ کے ستھانہ میں مہمان ہوئے اور وہاں سے چلکر پایندہ خان رئیس انب اور عشرہ سے بھی حضرت امیر المومنین کی ملاقات ہوئی۔ سیّد صاحبؒ ابھی تک نہیں اطراف میں تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور اپنی والدہ کے اِس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہو کر سیّد صاحبؒ ایک فقیر سے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ کیوں نہیں لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا۔ قلعہ ہنڈ میں اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنھوں نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ جب سلطان محمد خان حملوں سے قلعہ کو خالی نہ کرا سکے تو اہل قلعہ پر رسد اور پانی بند کرا دیا۔ پس جب اہل قلعہ کے پاس بسر نہ رہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام دُوا اور بضمانت وذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں کوئی اُن سے مزاحم نہ ہوگا۔ جب اِس عہد و پیمان کے بعد غازی قلعہ سے باہر ہوئے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی یار محمد خان کی قبر پر لیجا کر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اِس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالباً کوئی انگلشمین تھا ناراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا +

جب سیّد صاحبؒ کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اُسی وقت آپ پنجتار کو نوٹ آئے اور تیاری حملۂ پشاور کی شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اِس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فوراً قلعہ ہنڈ کو خالی کر کے پشاور کیطرف بھاگا اور قیدی غازیوں کو بھی ساتھ لیگیا۔ راہ میں بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک مکان میں قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچگئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہو گیا تو سکھوں نے حسب درخواست امیر خان برادر خادیخان کے اکر اُسپر قبضہ کر لیا۔ اِسوقت بھی ملک سمہ کا معاملہ دگرگون ہو گیا تھا اور ملکیوں نے چار و نطرف سے بغاوت کی۔ سرداران پشاور راہ مخالفت آغاز کر دی تھی۔ اِس سبب سے سیّد صاحبؒ نے ناراض ہو کر چاہا تھا کہ اوّل مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر کے بھیجکر اُس ملک میں انتظام قیام لشکر اسلام کا کریں اور وہیں سے کاروبار جہاد کا شروع کریں۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہو کر براہ کھلی کشمیر کو روانہ ہوئے تو پایندہ خان حاکم انب عشرہ نے جسکے ملک میں سے ہو کر راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو آگے چلنے نہ دیا۔ اِس سبب سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ پھر پنجتار کو لوٹ آئے۔ تب سیّد صاحبؒ نے پایندہ خان کو لکھکر بعجز تمام اُسکے ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُس نے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف آئیں تو جبر و قہر سے تیار ہو کر آئیں۔

جنگ انب

پایندہ خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ پایندہ خان اپنے ملک میں جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سیّد صاحبؒ کو بھی ضرور ہوا کہ ایک لشکر اسلام فرستادے تادیب پایندہ خان کے اُسطرو انہ کریں۔ اسوقت سیّد صاحبؒ نے اپنے حرم محترم کو موضع ڈکہ اڑہ میں بھیجکر اِس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو امیر مقرر کر کے بجانب انب روانہ کر دیا۔ اور مولانا ممدوح کو یہ وصیت کر دی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نہ کریں اگر پایندہ خان مقابل ہو تو سیف وسنان کو جواب دینے کا اختیار ہو۔ یہ لشکر دو حصّے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سیّد احمد علی ہمشیرزادہ سیّد صاحبؒ کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے فروسہ میں پہنچا۔ اور خود سیّد صاحبؒ بھی پنجتار سے

روانہ ہو کر اُسی نواح کے لوگوں کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے۔ پایندیخان نے جب چار و نطرف سے اپنے تئیں لشکر اسلام کے محاصرہ میں دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحبؒ اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ مشعر اظہار الفیا و اور فرمانبرداری اپنی کی تحریر کر کے درخواست صلح کی کی۔ مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندیخان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہیں ہے۔ اور اُسی وقت مولانا سید احمد صاحبؒ بھی جو عشرہ والے دستہ کے سوار تھے تاکیداً لکھ دیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندیخان پر حملہ نہ کریں۔ جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندیخان نے دستہ اسلام متعینہ آب کو غافل پاکر خود اُن پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر صلح کے انتظار میں اسلامی فوج کچھ غافل نہیں ہو گئی تھی اُس نے پایندیخان کے لشکر کو آتے دیکھ کر وہ سبق دیا کہ اُن کو خائب و خاسر ہو کر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقوں اور جزائلوں کی آواز سُنکر دستہ متعینہ عشرہ بھی آکر شامل ہو گیا۔ اِس دستہ دوم کے پہنچنے تک پایندیخان براہ گھاٹ چترباٹی دریائے اباسین سے عبور کر کے فرار ہو گیا۔ اسکے فرار ہونیکے بعد قلعہ آب بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں آگیا۔ اِس جنگ آب میں چھ غازی شہید ہوئے۔ اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحبؒ کی خدمت میں پہنچایا گیا۔ اِسی جگہ یعنی قلعہ آب میں سید صاحبؒ نے اپنے حرم محترم کو بھی بُلا لیا تھا۔ اِس ملک میں بھی احکام شریعت جاری ہو کر جا بجا قاضی اور محتسب مقرر ہو گئے تھے اور ترک نماز اور میدان میں ننگے نہانے پر (جیسے کہ پہلے سے ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہو گئی تھی۔ دفتر وغیرہ سب آب میں آگیا تھا۔ اسوقت سید صاحبؒ کے دفتر میں نو دس محرر تھے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ اور مولوی محمد حسن صاحب امروہی سید صاحبؒ کے وزیر تھے۔ سید صاحبؒ کی مہر جسپر اسمُہٗ احمدٌ کھدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے ہاتھ میں اور گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کی مہر جسپر وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسْمٰعِیْلَ کندہ تھا منشی فضل الرحمن صاحب کے پاس رہتی تھی۔ اِن ایام میں سید صاحبؒ نے مولوی نظام الدین صاحب پٹنی کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا۔ ملک کاغان میں جو کشمیر سے ملحق ہے بہت لوگ داخل بیعت ہوئے۔ سید ضامن شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کاغان بذات خود بھی واسطے حصول قدمبوسی سید صاحبؒ کے اٹک کو آئے تھے۔ کشمیر میں بھی یہ دعوت جہاد بڑی گرمجوشی سے قبول کی گئی۔ بلکہ بہت سی عرضیاں مسلمانان کشمیر کی اِس مضمون کی سید صاحبؒ کے حضور میں پہنچی تھیں کہ در نیولا کر یا رام صوبہ دار کشمیر معزول ہو کر لاہور کو بلایا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف لا کر دخل کر لیں اور ہم سب مسلمان دل و جان سے مجاہدین کی اعانت کرینگے۔ اِن عرضیوں کے پہنچنے پر بجانب کشمیر جانیکا سید صاحبؒ کا ارادہ بھی ہو گیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہاں سے دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر کشمیر کو سفر کو جائیگا تو غالباً وہاں پہنچنے سے پہلے دو بارہ لاہور تک بھی خبر پہنچ جائیگی۔ اگر کشمیر کے مسلمان جو شمہ کے والیوں سے خود غرضی اور بیوفائی اور دغا بازی میں کم مشہور نہیں ہیں عین موقع پر دغا دیں تو پھر اِس نادیدہ ملک میں سخت مشکل ہوگی +

جنگ پھولڑہ

اِن ایام میں سید صاحبؒ کو منظور ہوا کہ غازی نہ رہیں بلکہ دریائے اباسین کے اُس پار جو سکھوں کا ملک اور قلعے ہیں اُن پر حملے کیے جاویں۔ اسلئے ایک لشکر تیار ہو کر مولوی محمد اسمٰعیل غازی اِس لشکر کے امیر مقرر ہوئے۔ یہ لشکر مین گدر کا ہوں سے عبور کر کے بمقام پھولڑہ جمع ہوا۔ مولوی محمد حسن امروہی اور سید احمد علی صاحب ہمشیرزادہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسمٰعیلؒ اِس لشکر میں سردار تھے +

مُسلمان حکام راجہ رنجیت سنگھ جو بھی کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکامات شریعت پر چلنا قبول کر کے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ کر کے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک میں بُلانا چاہتی تھی - ایسے لوگوں کو امان نامے مُہری سید صاحب اس مضمون کے عنایت ہو گئے تھے کہ فلاں خیل فلاں دیہ کا اپنے منجانب کے حضور میں حاضر ہو کر احکام شریعت پر چلنا قبول کر کے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بذمہ خود اختیار کر گیا - اور اسقدر نقد و اسباب اسطے خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا - بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام اُسپر اور اُسکے گاؤں پر کوئی غازی دست درازی نکرے - اور اُسکے مال و اسباب کو مسلمانوں کا مال تصور کرے - جب میں آدی یعنی فوج کلان اس حملہ آور لشکر کی پھولڑہ میں پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ راہ میں ایک گڑھی کفار کے فتح کرنے پر مصروف ہو گئے - صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علیصاحب اس لشکر کے ساتھ تھے - یہ دونوں سردار فن جنگ سے ایسے واقف نہ تھے جیسے انکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ اس کام میں برق تھے - اس فوج کا لشکر گاہ بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے بُری جمعیت جگہ ہوا تھا - فجر کو جبکہ یہ فوج ادائے نماز صبح مشغول تھے لشکر کفار نے یورش کر کے ایک ایک غازی کو تین تین سواروں نے جا گھیرا - اس گھبراہٹ میں غازیوں کی صف ہو کر بھرمار کا بھی کچھ موقع نہ ہونے پایا جسمیں چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دو نوز سردار بھی شہید ہو گئے - سکھوں کے پاس بڑی لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہیں دے سکتے تھے اس عرصہ میں دوسری کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قراباین چیوں کی ایک آزمودہ کار افسر کے سمت صف بندی کر کے باقاعدہ حملہ آور ہوئے جسنے چند باڑھوں میں سکھوں کا دو چند نقصان کر کے اُن کو پسپا کر دیا مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ گڈھی شنگلی اور گڈھی چمڑی کو سکھوں کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان سرداروں کے سپرد کر آئے - اور پھر اس کل لشکر کو ساتھ لیکر آپ کو لوٹ آئے ٭

اِن دنوں میں سردار وزیر سنگھ جمعدار خیرہ پور راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ کیطرف سے سفیر مقرر ہو کر سید صاحبؒ کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ میں ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ کیطرف سے انعام تصور کر کے بلا مزاحمت احدے اُسکو اپنے قبضہ تصرف میں رکھیں اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک میں جاری کریں - لیکن قصد اس جانب دریائے اباسین کے نہ کریں - اور سید صاحبؒ فقیر ہیں اور میں امیر ہوں - سوامیوں پر فقیروں کی خدمت کرنا اور فقراء کو دعا گو ئی امرا کی ضرور ہے - اگر سید صاحبؒ اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو شل دُنیا داروں کے حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کر کے اُنکی بیخکنی کی جائیگی - اگر سید صاحبؒ اسپر قانع ہیں تو اُنکی بھی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے - اور زیادہ طلبی میں دونوں کا نقصان ہے - اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ اِن شرائط کے اپنا سفیر مع جوابنامہ کے ارسال فرمائیں ٭

یہ دونوں سفیر جب اُنمیں پہنچے اور سید صاحبؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز و فزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہو گیا - مگر سید صاحبؒ نے اُسکو اجازت بیدی کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھ کر خیر خواہی اسلام کی کرتا رہے - اِن ایام میں راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحبؒ کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے اٹک کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے - اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کر ے اُسنے سید صاحبؒ کو اسکی اطلاع کر کے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی - سید صاحبؒ نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ

مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کیواسطے روانہ کردیا - مولوی خیرالدین شیر کوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیوں کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہوکر مع جوانا مہ راجہ رنجیت سنگھ ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیزالدین مناحب کے روانہ کیے گئے - یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب میں بھیجی گئی - جہاں پہنچنے اس سفارت کے نقدار جنس بطور رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار خالصہ سے مقرر ہوگیا - ایک ملا کے گھر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی - دوسرے دن مولوی خیرالدین صاحب و حاجی بہادر شاہ خانصاحب بہیئت سردار وزیر سنگھ انٹورا صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے - یہ دونوں صاحب مسلح اس خیمہ میں داخل ہوئے - اُسوقت اس خیمہ میں ایک انٹورا صاحب اور ایک آوجنرل فرانسیس کرسیوں پر بیٹھے تھے یہ لوگ السّلام علیٰ من اتّبع الہدیٰ کہکر تمیز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے - سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے - اُسوقت انٹورا صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیزالدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیروں کے پاس بھیجا دیا - پھر انٹورا صاحب نے ان سفیروں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونوں میں مولوی کون ہے - حاجی بہادر شاہ خانصاحب نے مولوی خیرالدین صاحب کیطرف اشارہ کیا - تب انٹورا صاحب نے مولوی خیرالدین صاحب سے کہا کہ میں آپ سے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہوں - مولوی خیرالدین صاحب نے از راہ دوراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہ ہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہ ہو کیونکہ میں خود بھی کسیقدر دین اسلام سے واقف ہوں - میں نے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے - پھر کہا کہ اسوقت میرا ڈیرہ حضور میں تھا اُسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کیطرف سے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسف زئی کی لیا کریں تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور تیاری سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائیں - سو یہ بات مجھ کو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمیں دونوں طرف کی بھلائی ہے - کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کیطرف سے تھا - مولوی خیرالدین نے فرمایا کہ یہ بات بالکل دروغ ہے - کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی - خلیفہ صاحب کو اطاعت کفار اور انکو مالیہ دینے سے کیا کام خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست میں نہیں آئے - یہ تقریر مولویصاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر انکو ملک اور جاگیر کی طمع نہیں ہے تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور دفاتر اور فوج وعساکر سے کس واسطے ارادہ جنگ و جدال کا رکھتے ہیں - مولویصاحب نے فرمایا غالباً آپنے سُنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان میں بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق ہیں - اُس ملک میں لاکھوں آدمی آپ کے مرید رشید اور جان نثار ہیں اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوئے مثل امیروں کے عیش و آرام کرتے رہتے - واسطے حاصل کرنے دنیا کے انکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹورا صاحب نے کہا البتہ میں نے سُنا ہے کہ خلیفہ صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہاں کے حاکم اور امیر انکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے - تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑوں میں مشقت اُٹھانا اور باوجود بے سروسامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب کے نہیں ہے - اب آپ دل لگا کر سُنیے کہ وہ قوی سبب کونسے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑ کر ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہیں

کرار کھے بلکہ اُن میں ایک لطف اور لذت در از رکھی ہو وہ یہ ہے کہ دین اسلام میں بعد ایمان توحید الٰہ پانچ احکام فرض ضروریہ دین ہی ہیں کہ اُنکے ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ سے بڑی تاکید آئی ہے وہ پانچوں حکم نماز - روزہ - زکوٰۃ - حج جہاد ہیں - نماز روزہ تو ہر مسلمان مرد عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہی - اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض ہی اور حج تمام عمر میں ایکبار صرف غنی لوگوں پر فرض ہے - نماز روزہ - زکوٰۃ تینوں سے مشکل حج کا ادا کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہیں - مگر خلیفہ صاحب نے باوجود پیرانہ سالی کے سات آٹھ سو آدمیوں کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے ان ایام میں کسی امیر اور دولتمند سے بھی اس طرح پر بن نہیں آیا - انٹورا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا حج آجتک کسی سے نہیں ہو سکا - اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہی - بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچویں فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں - اور صدہا حیلے حوالے کرکے اُس سے مُنہ چُراتے ہیں اس سبب سے اُن پہلے چار فرضوں سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے - کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے میں جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے - اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر فرض نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیائے بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا - یہ بات آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹورا صاحب نے فرمایا ہاں یہ بات راست ہے اور ہمارے کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہیں - اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑی صاحب ارادہ اور اولوالعزم ہے - بعد ادائے حج اُنہوں نے چاہا کہ اس پانچویں فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کریں - اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے کیواسطے دو شرطیں بھی ہیں ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن - سو سید صاحب نے سُنا تھا کہ قوم یوسف زئی سکھوں سے لڑتی بھڑتی رہتی ہی - مگر کوئی سردار قابل اس کام کے اُن میں نہ تھا لہذا سید صاحب حج واسطے ادا کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس مُلک میں تشریف لے آئے - اور بڑی کوشش اور ترغیب و تحریص سے اس مُلک کے لوگوں کو بھی سترہ اس کام کا کرلیا چنانچہ اس مُلک کے لاکھوں آدمیوں نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرلی اور اُنکو اپنا سردار بنالیا پس اُسی روز سے آپ بلفظ امام یا امیر المومنین یا خلیفہ کے مشہور ہیں - اور آپ کو یہ بھی یاد ہے کہ جہاد سے کچھ مُلک گیری اور جنگ و جدل ہی مراد نہیں ہے - لفظ جہاد کے معنے سعی اور کوشش کرنا ہی - سو حسب طاقت و حوصلہ خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیان باطلہ اور ذلت کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد ہی - اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہیں ہی کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا کرے - ترقی دین اور اُسکے سامان میں کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے - پس اگر کسی وقت جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع میں قتال کہتے ہیں - پس اگر فتح ہو جائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے - کیونکہ جہاد کا اصلی مطلب ترقی دین کی ہے - اور فتوحات اسکا ثمرہ ہے - بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ مجاہدین اور غازیوں کے فضائل بھی قرآن و حدیث میں بہت ہیں اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہو - کیونکہ بعد پیغمبروں کے شہدا کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا - انٹورا صاحب نے کہا کہ ان سب باتوں کو میں قبول کرتا ہوں مگر عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سر سامانی میں کہ نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہوں سے لڑنا سراسر نادانی ہے -

مولویصاحب نے کہا کہ دنیادارون کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہم کو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم۔ ان دونوں کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں جانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑی سے فوج سے بڑے بڑے لشکروں کو شکست اور ہزیمت دلا دیتا ہے۔ اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو آپکا دعویٰ تاریخ دانی کا غلط ہے۔ کیونکہ کسی غیر کے پاس خزانہ اور فوج اور توپ بکثرت نہ تھا۔ انکو محض بتائید الٰہی بڑے بڑے زبردست بادشاہوں پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انٹورا صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کُل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو پچھتا رہو جائیگی۔ تو مولویصاحب نے فرمایا کہ آپکے پچھتا جانے سے ہم آپکے قابو میں نہیں آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اٹک میں ہیں۔ اور اٹک کے اکیطرف دریائے اباسین اور دوسری طرف بڑے سخت اور دشوار گذار پہاڑ ہیں۔ وہاں آپکا داخل ہونا محال ہے۔ اُس جگہ تھوڑی سی فوج آپ کے اِس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے۔ انٹورا صاحب نے کہا درحقیقت اٹک ایک سخت مقام ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھ کو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور میں بدنام ہوا ہوں۔ لیکن جنگ کے وقت اِس محبت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اُسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا میں اسقدر چاہتا ہوں کہ مابین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور تحائف کی جاری ہو جائے پہلے میں کوئی چیز خلیفہ صاحب کیواسطے ہدیہ بھیجتا ہوں معلوم نہیں کہ خلیفہ صاحب اُسکے عوض میں کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہاں سے واپس جانے کا ایک عذر معقول میرے لیے ہو جائے۔ اُسکے بعد ملک یوسفزئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اِس مُلک پر کبھی نہ آئیگی۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ اگر آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہیں ہے اگر آپ کو کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہیں آپ کے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے۔ مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سر بند یا کلاہ یا جبہ ہوتا ہے۔ اور اُنکی سرکار میں ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہیں تعجب نہیں کہ کوئی ہتیار ہی عنایت کردیں۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ سر بند و کلاہ و سلاح کو لیکر میں کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا بعوض میرے تحائف کے عنایت کردیں۔ اُسوقت البتہ مجھ کو جوابدہی اور بربنیت کی گنجایش ہو جائے مولویصاحب نے فرمایا کہ میں آپ کا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے۔ انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ صاحب عقلمند آدمی ہیں وہ ضرور اِس درخواست کو خوشی سے قبول کرلینگے۔ کیونکہ یہ بات دُور اندیشی طلب ہے۔ اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولویصاحب کی اشارہ کیا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے قبول کرلو۔ مگر مولویصاحب نے اپنی عقل دُور اندیش سے مشورہ کرکے پھر بھی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص قبول کرسکتا ہے جو طالب مُلک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو اُسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے۔ میں ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ میں اور خلیفہ صاحب اِس نیت اور ارادہ میں دونو برابر ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ جیسے نماز۔ روزہ و دیگر اعمال صالحہ یا کاری سے باطل ہو جاتے ہیں ایسے ہی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل ہو جائیگا۔ ایسے سوال کے انکار کرنے میں میں اور خلیفہ صاحب دونوں برابر ہیں۔ انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے کے اور دو تین بار حاضر تمام مولویصاحب سے کہا تب مولویصاحب نے دق ہو کر فرمایا کہ بار بار تکرار اِس سوال کی بے سُود ہے۔ ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپ کو نہ دینگے۔ کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے کا ہے پھر ہم آپکو بطور خراج گھوڑا کیطرح دیں۔ اُسوقت انٹورا صاحب نے لاکھ اگر خلیفہ صاحب از راہ کرامت باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ سے

زبردست سرکار پر غالب ہو جائینگے تو میں خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر فوراً مسلمان ہو جاؤنگا - مولویصاحب نے فرمایا کہ میں خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کروں اگر اسوقت آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سننے انکے کلام ہدایت فشان کے سوائے آمنّا وصدّقنا کے آپ کی زبان سے اور بات نہ نکلیگی - پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتیں جو میں نے عرض کی ہیں خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کر دینا - مولویصاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے دریافت کی کیا ضرورت ہے میں خود ایک ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مو بمو گذارش کرونگا - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالوں کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچانا ہوگا - مولویصاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کر دینا ہے جواب بھیجنا نہ بھیجنا انکے ہاتھ میں ہے - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپ کے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہیں ویسے ہی ہم نصرانی بھی ہیں یا کچھ فرق ہے - مولویصاحب نے فرمایا ہاں گنہگار میں دونو برابر ہیں - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحب کے لاکھوں مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور اسوقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضہ میں ہے - پھر جب سکھ اور نصرانی دونوں کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ صاحب نے اپنے لاکھوں مریدوں کو چھوڑ کر گھر بیٹھے جھٹلے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا ناحق اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اٹھا کر یہاں سکھوں سے لڑنے کو آئے - مولویصاحب نے فرمایا کہ سرکار انگریزی ہم کو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہیں روکتی - ہر مذہبی امر میں ہمکو پوری آزادی دے رکھی ہے - برخلاف سکھوں کے کہ انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذلیل کر کے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا ہے - اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اُن کو جان سے مار ڈالے - یہی سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے جہاد کرنے کو آئے - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپ نے میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے - مولویصاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا - جب بات یہانتک پہونچی تو انٹورا صاحب نے کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت میں آپکو بلاؤنگا - مولویصاحب نے رخصت ہو کر حکیم عزیز الدین صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہیں دوپہر کا کھانا کھا کر نماز مغرب تک وہیں متوقف ہوئے - بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے - دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نوسلم حنفیہ نے مولوی میر الدین صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی میں بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرنگیس افسر اور امیر خان برادر خادمیخان ایک جگہ جمع ہو کر کہتے تھے کہ یہ مولوی (میر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی طرح پر بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا اسواسطے پنجتار پر فوج کشی کرنا ضرور ہے - آج ایک پہر رات ہے فوج کا کوچ کا وقت مقرر کیا ہے - آپ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس بورش کی اطلاع کر دیں - اسوقت مولویصاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کر دیا - اور اسکو یہ بھی کہدیا کہ راہ میں جو گاؤں مخلصین خاص کے ملیں اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا +

حملہ انٹورا صاحب بر پنجتار

جب ایک پہر رات باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جا کر مقیم ہوا - بعد غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا - اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ میں ایک تہلکہ پڑ گیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس رات کو نہیں سویا - ہر سوار

اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھڑا رہا۔ رات کو پانی کے جھرنوں اور نالوں میں زور و روانی کرنے کی آواز سے خائف ہو کر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیوں کا لشکر آپہنچا۔ اُس خوف اور پریشانی میں ہر آہٹ اور کھٹکا غازیوں کی تصویر ہو کر فرار پر آمادہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ اُس رات کو لشکر خالصہ میں بے طرح شور و غل ہو کر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا۔ انٹورا صاحب نے لشکر کا یہ حال دیکھ کر یوسف خان اجیٹن اور دوسرے افسروں کو بُلا کر کہا کہ آج لشکر پر کیا آفت پڑی ہے کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے۔ ان افسروں نے ہر ایک آدمی کو تسلی اور تشفی دیکر بھاگنے سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظہ اُن پر رہا۔ جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع احدی سارا لشکر بڑی سرعت سے توپ پاہو کر دریا کنڈہ سے براہ پُل عبور کر کے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے سے نہیں پوچھتا تھا کہ کیوں اور کدھر بھاگتے ہو۔ مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانوں کے بنگیا تھا یہانتک حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریا کنڈہ سے عبور کر کے بلا حکم کسی افسر کے پُل کو بھی توڑ ڈالا کہ کہیں غازی اس پُل کے راستے سے یورش نہ کر آئیں۔ اُسی دن مولوی خیرالدین صاحب بھی بلا حصول جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہاں سے روانہ ہو کر پیشاور کو چلدیے۔ اور پیشاور میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے ملاقات کر کے دوسرے دن بمقام اٹک خلیفہ صاحب کی خدمت میں جا پہنچے اور ساری حقیقت سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی موبموحضرت کی خدمت شریف میں عرض کر دی۔ سید صاحب نے سُنکر فرمایا شاباش وجزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب بولنے والے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے۔ اور اس فقرہ کو سُنکر کہ گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے سید صاحب بہت خوش ہوئے۔ سید صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ آپ نے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہیں کیا۔

اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعہ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اُسکو خالی کر کے بجانب حضرو فرار ہو گئے اُن کے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعہ ہنڈ پر جا کر قابض ہو گیا۔

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ میں جاری ہوا تو اُس ملک کی کنواری عورتوں نے جو بعد کرنے دنا یعنی منگنی معہ ایجاب و قبول اور نہ اُن عورتوں نے جو بلا کوئے وتا اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھیاں ہو جاتی تھیں آوازہ انصاف حضرت امیرالمومنین کا سُنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعوں سے گوش ہا بکہ تک پہنچائی۔ اسواسطے حضرت نے جملہ اکابر خوانین اور علماء حامی دین اُس ملک کو بُلا کر اس رسم بد کے موقوف کرنے کیواسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے عطائے دختروں کے مخصوص نہیں فرمایا کہ وہ خاص قوم بدوں لیتے روپیہ کے اپنی دختروں کو کسی کے نکاح میں نہ دیوے۔ اور اس تجارت کو وسیلہ اپنے کسب کا کرے بلکہ ہر قوم میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پیدا ہوتی ہیں پس ہر قسم کے بعوض لڑکیوں کے دوسروں سے لیتے ہوا سیقدر اپنے لڑکوں کے نکاح میں دوسروں کو دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض نقران رضی ہو کہ مقبق۔ اور چونکہ یہ امر سراسر خلاف شریعت کے ہے اسواسطے اسکو ترک کر دینا چاہیئے۔ تم دیکھتے ہو کہ اس قوم عوض نکاح کے ادا کرنے کے ہوسکتے تم لوگ ہندوستان۔ ایران۔ توران وغیرہ ممالک میں دوست ہیں جا کر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور بدقوں کے مقصود نہیں رہتے ہو بہت آدمی راہ میں مرجاتے ہیں اور بہت آدمی اُن ملکوں میں کسی عورت کو مفت نکاح میں نہیں دیتے۔ اور لڑکیاں اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی ہوئی بڑھیاں ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر بمنزلہ قتل کے نفس اور شہوت کے بدکاری میں مبتلا ہو جاتی ہیں اگر یہ بھل لڑکیاں جو اسطرح سے رُلی ہوتی ہیں بروقت بلوغ اپنے شوہروں کے گھر دل میں چلی جاتیں تو اُن سے ہزاروں مسلمان پیدا ہوتے اور یہ سب خرابی اُس بدعت فاسدہ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولما کی طاقت اور دولت سے زیادہ اُس کو طلب ہوتا ہے اس نصیحت کو سنکر بہت سے لوگوں نے

قبول کرکے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان رئیس متی مروان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہیں ہوا بلکہ اپنے بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑکر خود پشاور کو دانیوں کے پاس چلا گیا - جابجا اس رسم بد کا موقوف ہونا شروع ہوا - اور ہزاروں لڑکیاں شوہر والیاں ہوگئیں - سید صاحب کے واسطے سرکوبی احمد خان باغی رئیس متی ومردان کے ایک شبخون ہوتی ومردان کو روانہ کیا - امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تھے - ان کے ہمراہ عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حسان صاحب بھی تھے - دشمنوں کو کسی ذریعہ سے اس شبخون کی خبر پہنچگئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لیے مع ہزارہا ولایتوں کے تیار تھے - مگر غازیوں نے حملہ کرکے گڈھی ان سے چھین لی - مگر قاضی حسان صاحب جو ولایتوں میں اول درجہ کے مومن اور معین لشکر اسلام اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول میں قاضی القضاۃ تھے شہید ہوگئے - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے دونوں گڈھیوں کو فتح کرکے بعد لینے عہد وپیمان مشعر قبول احکام شریعت وخدمتگذاری ورفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے *

حملہ سکھاں بر گڈھی چترباٹی

احمد خان باغی رئیس ہوتی ومردان بڑی سعی اور کوشش سے دوآنیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھالایا - جب دوآنیوں کا لشکر چمکنی میں پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی - سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کرکے اس مضمون کے روانہ کیے کہ تم نے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مارڈالا اور گڈھی وہوتی ومردان تمہاری شرکت وامداد سے سید صاحب کے قبضہ میں ہے پس اب مجھ کو ضرور ہوا کہ اسکا عوض تم سے اور سید صاحب سے تلوار سے لوں - یہ خبر ایسی پرجوش تھی کہ تمامی افواج دوآنیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان وپیر محمد خان وبرادران وحبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اسمیں شریک تھے - اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیوں کو بکلی نیست ونابود کرکے سمہ کے ملک کو بھی اجاڑ دینگے - سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سدراہ حملہ آور دوآنیوں کے بھیجکر عین ان کے راہ پر گڈھی امان زئی میں جو بیقصد رفتہ بطور ہراول قائم کرادی - اتنے کا قلعہ مع حرم محترم سیدا کبر شاہ سیتھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی میں مع کیسقدر غازیوں کے چھوڑکر خود سید صاحب بھی اتنے سے روانہ ہوگئے - جب سید صاحب سیتھانہ میں پہنچگئے تو معلوم ہوا کہ باشارہ دوآنیاں ادھر سکھوں کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ اتنے اور چترباٹی کے چڑھائی کرکے آیا ہے تب سید صاحب پھر اتنے کو لوٹ آئے - اور ایک خندق بجانب شمال قلعہ اتنے کے کھدوادی - سکھوں کی فوج نے گڈھی چترباٹی کے اباسین کے دوسرے کنارے پر ایک مورچہ توپ کی دمدمہ تیار کرایا اور دمدمہ میں توپیں رکھ کر گڈھی چترباٹی پر گولہ باری شروع کی - غازیوں نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے انکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ شکر خالصہ صفحہ ہزیمت اٹھاکر پسپا ہوگیا - جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع مین آرمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار میں پہنچے اور وہاں سے بمعیت چار پانچ سو غازیوں کے گڈھی امان زئی میں داخل ہوئے - اسوقت مسلمانوں نے دوآنیوں کی دھوم دھام اور کثرت اتو اپنے شاہین کا حال لشکر سید صاحب سے بھی عرض کیا کہ قلعہ اتنے اور چترباٹی سے کچھ توپیں اور شاہین واسطے جواب اور مقابلہ دوآنیوں کے منگا لینا چاہیے آپ نے فرمایا کہ ہم کو توپ بھکر پر بھروسا نہیں ہے بلکہ فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزوں کو ایسی بزرگ صاحب اتو اپ وشاہین پر غالب کردے - گڈھی امان زئی میں پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسوں کے معلوم ہوا کہ دوآنیوں کا لشکر چمکنی سے کوچ کرکے براہ مشت نگر آمان زئی میں پہنچگیا - تب سید صاحب نے واسطے رفع حجت کے حسب قاعدہ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب اس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اس ملک میں

واسطے مقابلہ اور مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہیں مسلمانان کلمہ گو سے لڑنے نہیں آئے۔ تم بار بار ہم پر چڑھائی کر کے کاروبار جہاد میں خرابی ڈالتے ہو۔ تم اللہ سے ڈر کر بمقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپ کا ارادہ ہمپر حملہ کرنے کا ہی تو ہم عاجز و ناتوان بھی اللہ پر بھروسا کر کے آپکا جواب بضرب سیف و سنان دینے کو حاضر ہیں اور فتح و شکست خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامہ مفیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع پائی۔ آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کیواسطے اِس ملک میں کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہیں اور کلمہ گویوں سے لڑنے نہیں آئے۔ یہ سب آپکی ابلہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہی۔ آپ فقیر ہو کر ارادہ امارت اور حکومت کا رکھتے ہو۔ پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہی کہ تمکو قتل کر کے اِس زمین کو تمسے پاک کریں۔ جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحبؒ کو پہنچا تو اُن حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے چارہ نہیں ہے تحریر و تقریر کی گنجایش نہیں ہی۔ اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجیے۔ لیکن سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ تو ایسے وقت میں غفلت کرنا مناسب نہیں ہی۔ مگر میرے نزدیک ایکبار اور لکھکر پوری حجت قائم کر دینا چاہیئے تاکہ بندگان اُن کو کوئی جانے عذر باقی نہ رہے۔ اسواسطے ایک دوسرا نامہ بدیں مضمون اُنکو لکھکر روانہ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تم نے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لاکر خدا کیواسطے کمر باندھنے والوں میں اپنے تئیں شمار کیا ہے۔ اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے اعمال و افعال میں موجود ہو تم اُسکو ثابت کر دو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت اور جلوا اور صلح و جنگ مشمولہ اُسکی رضا کی ہی۔ اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدہ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت میں آپ کو کچھ حاجت لشکر کشی کی ہمیرہ ہوگی۔ ہم خود دونوں ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کی بسر و چشم آپکی خدمت میں حاضر ہو جائینگے اور آپکو یہانتک آنے کی تکلیف نہ دینگے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ۔ اور اگر کوئی امر خلاف شرع شریف ہماری نسبت ثابت نہ ہو اور ہم اور تم دونوں نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہی تو پھر اب ہمکو اُسکی تلاش کرنی چاہیئے کہ ہم تم دونوں میں کون آدمی اپنے دعوے میں جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے ہے۔ پس بعد تلاش اُسکو ترک کر کے تابعدار حکم الٰہی کا ہو جانا چاہیئے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْاِثْمُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی ۔ اب اس آخری نامہ کا جواب کو پڑھکر اُسکو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نہ رہی۔ اُس آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحبؒ کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ اِس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے۔ بعد پہنچنے اِس فرعونی جواب کے سید صاحبؒ نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کو جگہ کلام کی باقی نہ رہی۔ ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود رفع کریگا۔ اور وہ متمم حقیقی اِس نخوت و تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سزا پاک سے دور ہو جائیگا +

جنگ مہیار

اُسی روز سواران طلایہ نے آکر خبر دی کہ دُرانیوں کا لشکر گنڈھی مہیار میں داخل ہونیکا قصد کرتا ہے۔ اُسی دم لشکر اسلام میں تیاری کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہو کر بجانب مہیار روانہ ہوا مگر راہ میں خبر ملی کہ اہل قلعہ مہیار کو دُرانی لوگ ہوشیار یا کر خائب و خاسر پسپا ہو گئے۔ اُسدن لشکر اسلام وہیں شیر گیا۔ دوسرے دن بعد نماز فجر کے پھر میدان مہیار میں تمام لشکر دُرانیوں کا یہ ارادہ جنگ صف آرا ہوا۔ اِدھر سے لشکر اسلام بھی تیار ہو کر بارادہ جنگ روانہ ہوا۔ تھوڑے آدمی قلعہ مہیار اور رودبار مہیار کی حفاظت کے واسطے وہاں چھوڑ دیگئے۔ باقی کل لشکر جنگ کیواسطے تیار کیا گیا۔ لشکر اسلام بہمہ قسام اُس روز ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور دُرانیوں کے پاس چھ ہزار سوا

اور چار ہزار پیادے اور چار توپ اور دس شاہین تھیں۔ سیّد صاحبؒ نے پیادوں کو آگے اور شاہین کو پیادوں کے پیچھے اور سواروں کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع کیا۔ جب لشکر اسلام اُن کے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپوں کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سیّد صاحبؒ نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے بھائیو تم دوڑ نیکو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیز روی سے یک بیک مثل موج دریا کے بڑھ کر دشمن کی توپوں کو چھین لو اور سیّد صاحبؒ خود بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلی صف پیادوں میں شامل ہو گئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظان جان سیّد صاحبؒ کے داہنے بائیں قائم ہو گئے۔ جب سیّد صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپوں کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا توپوں پر پہنچ گئے اور دُرّانی گولہ انداز توپوں کو چھوڑ کر صف سواروں میں جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی داڑھیوں کو اپنے دانتوں میں دبائے ہوئے لمبے گھوڑے دوڑا کر غازیوں پر حملہ آور ہوئے۔ اُن سب سواروں کے پاس کوہاٹی شمشیر بے تھے جس کا ایک ایک فیر کر کے تیز ہے اور تلوار اُنہوں نے پکڑ لیے۔ ادھر ہر سوار مثل شیر اور ببر زیادہ کے سیّد کجاست سیّد کجاست" کہتا ہوا سیّد صاحبؒ کے خون کا پیاسا تھا۔ اُسوقت سیّد صاحب نے بڑی پھرتی سے صف آرائی کر کے بھرمار کا حکم دیا۔ یکبارگی بندوق اور قرابینوں کی باڑھ پر باڑھ مثل بارانِ عظیم القطر دُرّانیوں پر پڑنے لگی۔ اور دو تین آدمی تو صف بندوقیں بھر بھر کر سیّد صاحبؒ کو دیئے جاتے تھے اور سیّد صاحب بجواب "سیّد کجاست" کے یہ کہہ کر "سیّد ہمیں است" ایسی سرعت سے بھرمار کرتے تھے کہ چند لمحہ میں صدہا سوار خود سیّد صاحبؒ کے ہاتھ سے مردار ہو کر اُبّی بن خلف کے مقام پر پہنچے۔ دُرّانیوں کی لاش پر لاش بھر کر لاشوں سے میدان بھر گیا اور غازیوں کا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار دُرّانی مارے گئے تو اُنہوں نے سخت ہزیمت اُٹھا کر پسپائی شروع کی۔ اُس غازیوں نے دشمن کی توپوں پر جا کر قبضہ کر لیا اور اُنہیں توپوں سے بھاگتے ہوئے دشمنوں پر گولہ باری کر کے اُنپر قیامت برپا کر دی۔ قریب تین ہزار کے دُرّانی مقتول و مجروح ہوئے اور اُن کے بڑے بڑے سردار و شجاع اور بہادر اُسدان مارے گئے۔ غازیوں کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے اسیقدر مجروح ہوئے۔ میدان غازیوں کے ہاتھ رہا اور اونٹ اور شاہین اور بنادق اور گھوڑے اور خیمے وظروف ونیزہ مال غنیمت غازیوں کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح نماز ظہر اور عصر سیّد صاحبؒ نے اُس میدان میں ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سیّد صاحب کُل مال غنیمت کو ساتھ لیکر منظور و منصور موضع میرکلاں میں پہنچے اور وہیں شب باش ہوئے۔ دوسرے دن اس فتح کی خبر لشکر چار وانگ طرف سے خوانین اور علماء دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ ہوتی و مردان میں جہاں اس جنگ سے ایک دو پہلے دُرّانیوں نے شراب نوشی کر کے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر کیا تھا اُسدان بھاگتے ہوئے بہت سا اپنا مال اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہوتی مردان میں جا کر اُس اسباب پر بھی اپنا قبضہ کر لیا۔

فتح پشاور

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی۔ اُسوقت تمامی خوانین و سرداران حسمہ مع اپنی اپنی فوجوں کے حاضر ہو کر شریک لشکر اسلام ہو گئے۔ جہاں سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہونچا گاؤں والے جو دُرّانیوں کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال کر کے تعظیم اور مبارکباد کی آوازیں بلند کرتے اور اپنی زمین میں خوشی کے گیت گاتے اور زائد از خود صدقہ خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے

پشاور کی راہ میں کوئی آدمی اِس فتنہ مند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم نہ ہوا - بلکہ راہ میں جہاں جہاں اُنیوں کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم لشکر خود بخود ڈر کے مارے بجانب پشاور فرار ہوتا گیا +

سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادوں کے اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے - جب سید صاحب موضع ایکی میں پہنچے تو بذریعہ جاسوسوں کے آپکو معلوم ہوا کہ سردار ان پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کو ہاٹ کو روانہ کر دیئے اور خود خائف و مرعوب ہو کر ایک گاؤں میں قریب پشاور کے ٹھیرے ہوئے ہیں اور کچھ تیاری مقابلہ کی نہیں کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہیں بمقام کمٹ فروسی ارباب فیض اللہ خان معتمد وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور کرنے صلح کے حاضر ہوا - اور عرض کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبۃ النصوح کرنے کیواسطے حاضر ہے اور کہتا ہے کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے تو آپ اُسکو ضرور مسلمان کرو گے - اور جبکہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کی اولاد ہوں اور اپنی خطاؤں ماضیہ کا مُقر اور تائب ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ تا حیات اپنے تئیں اپکے غلاموں اور خادموں میں شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرمائینگے اُسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھ سے توبہ کرا کے مجھ کو اپنے خادموں میں داخل کر لیں اور پھر اِس مُلک سے آپ مراجعت فرمائیں اور اپنی طرف سے یہ مُلک مجھ کو بخش کر مجھ کو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیں - سید صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ واسطے تائید دین اسلام کے اِس مُلک میں آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب مسلمان اِس کام میں ہمکو مدد دیں تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑ کر سکھوں سے جو ہمارے اصلی دشمن ہیں جا کر ملگیا اور سکھوں کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہمسے جنگ کر کے خود اپنی جان کھو بیٹھا - اسکے بعد تمہارا وہ سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سی اعلا منا سے اور خطوط لکھ کر دوستی تائید دین اسلام اور تغیر حمایت کفار سے رعب دلائی مگر یہ نصیحت اُسکے فہم میں نہیں آئی یہانتک کہ نوبت اِس جنگ تک پہنچی اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہوئی کہ ہم عاجزوں کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا لشکر اُسکا تعاقب کر کے یہانتک آ پہنچا ہے - اُسنے بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کر کے وکیل مذکور بے نیل مرام پشاور کو واپس چلا گیا - پھر دوسرے دن بہت عجز و انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت وکیل مذکور کے پہنچی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کر کے حضور کے خادموں میں داخل ہو جاتا ہوں پھر مُلک کا عطا کرنا نہ کرنا حضور کے اختیار میں ہے جسکو چاہیں عطا فرمائیں - اُسوقت سید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ مُلک اُس کے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ سے سچے دل سے توبہ کر کے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جائے - اور جب کبھی ہم کو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو - جب یہ جواب سید صاحب کا سُنا ارباب فیض اللہ خان نے خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی - اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے میں جا کر فروکش ہوا - اور اُسی سرائے متصل ایک دو منزلے مکان میں سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے - اور اُس مکان عالیشان کے دروازہ پر ارباب بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے - جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تمامی مرد و عورات اپنے اپنے دروازوں اور مکانوں پر کھڑے ہو کر اِس لشکر کے خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے - مثل عید بقر عید کے تمام شہر میں مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی تھی - سید صاحب نے شہر میں داخل ہونے کے ساتھ ہی رعایا کے اطمینان کیواسطے امن کی منادی کرا دی اور غازیوں کو خود اپنی زبان مبارک سے تاکید کید فرمایا کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز

بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور کسی پر کچھ خیر و تعدی کرے۔ دوسرے دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانیں کھلگئیں مگر کسبیاں اور فاحشہ عورتیں جو اُس شہر میں ہزار ہا تھیں اپنے اپنے گھروں میں چھپ گئیں یا شہر چھوڑ کر فرار ہوگئیں بنگ چرس۔ افیون وغیرہ مسکرات کی دکانیں بھی خود بخود بند ہوگئیں اور شراب کی بھٹیاں اور شراب فروش ناپید ہوگئے گویا اِن مسکرات میں سے کوئی چیز اِس شہر میں کبھی موجود ہی نہ تھی۔ سارے شہر میں احکامات شریعت جاری ہوگئے اور محلہ در محلہ اور مسجد در مسجد کی تاکید ہوگئی۔ تارکانِ صلوٰۃ صلوٰۃ پر تعزیریں مقرر ہوگئیں۔ دو تین روز کے اندر برکت قدم سید صاحبؒ کے یہ شہر رشکِ عرب ہوگیا۔ چور بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی دو سو مُد کی طلائی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکرِ اسلام کے سلطان محمد خان کیطرف سے آیا کرتی تھیں۔ اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی۔ اِس صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذاتِ مقدس سید صاحبؒ کے کوئی غازی یا ملکی دل سے راضی نہ تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ اور ارباب بہرام خان وغیرہ سردارانِ اسلام سے اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر اِن سرداروں کو بامتثالِ امر سید صاحبؒ چون و چرا کا حوصلہ ہی نہ تھا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ سوائے آمنا و صدقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے فرمایا کرتے تھے ؎ رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند + تم کو صلح کی غرض اور سید صاحبؒ کے حوصلے اور نیت سمجھنے کا مادہ ہی نہیں ہے۔ تم خاموش رہو اور اِسمیں چون و چرا نہ کرو۔ آخر اکبر و زرارباب بہرام خان نے حوصلہ کر کے اِس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کُل خوانین آپ کے حضور میں ظاہر کر کے بڑے زور سے اُسکے بُرے نتائج کو بیان کیا۔ سید صاحبؒ نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ بھائی بہرام خان میں خوب جانتا ہوں کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری میں بے نظیر ہے مگر مجھ کو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جس نے اِس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزوں کو اُن پر غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوگ ہم سے دغابازی کرینگے تو اُنکو ایسی سزا دیگا کہ دُنیا میں اُنکی بیخکنی ہو کر آخرت میں گرفتار عذابِ الیم کے ہوں اور سوائے اُسکے مجھ کو اور نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کر کے مجھ سے ملتجی ہوئے ہیں۔ اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام مُلک والوں پر یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ میں طالب مُلک اور ریاست کا نہیں ہوں بلکہ محض للہ فی اللہ بارگراں اِس عبادت جہاد کا میںنے اپنے سر پر اُٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان اِس مُلک کے اپنے گمان فاسد سے مجھ کو بھی مثل دوسرے فاتحین کے طالبِ مُلک و جاہ کا سمجھتے ہیں۔ بعد استماع اِس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رئیس سابق اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحبؒ کے تھے یہ عرض کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اِس مُلک کا منظور نہیں ہے تو مجھ خیر خواہِ دین اور خادمِ قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اِس شرط پر یہ مُلک مرحمت ہو جاوے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھ کر واسطے نصرتِ اسلام اور تائید مجاہدین کے حضور کی خدمت بابرکت میں ہمیشہ رکھونگا اور اُنکی تنخواہ وغیرہ کُل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا اور کُل احکامات شرعی کو اِس مُلک میں جاری کر کے مثل ایک عاجز غازی کے ہمیشہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار رہونگا۔ اور اگر سردارانِ پشاور مجھ پر اسوقت یا آئندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو میں اپنی قوم اور لشکر سے اُنکا دفعیہ خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالبِ مدد کا نہ ہونگا۔ اِس ساری تقریر کو سُنکر سید صاحبؒ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال میں نہیں آئی۔ اِسکے بعد ارباب فیض اللہ خان وکیل سردار پشاور یہ پیغام لیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے۔ آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اوّل ملاقات سردار مذکور سے

مولوی اسمٰعیل صاحب کے نیابۃً اُن سے بیعت لیں۔ چنانچہ موضع ہزارخانی جو قریب آدھ کوس سمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بعد نماز عصر کے وہاں جا کر اُن سے ملاقات کی۔ بعد سلام علیک و معانقہ و مصافحہ اور استفسار عافیت جانبین کے سردار پشاور نے دُنیا داروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کیے اور پھر اپنے اعمال اور افعال ماضیہ سے توبۃ النصوح کر کے مولانا صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت اطاعت و فرمانبرداری کی کر لی اور عہد و اتفاق کیا کہ اپنے مُلک میں شرع محمدی کو جاری کر کے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین میں سرگرم رہونگا۔ بعد لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کر پشاور کو تشریف لائے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول قدمبوسی سیّد صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزارخانی کا واسطے ملاقات سیّد صاحب کے مقرر ہوا۔ دونوں طرف کی کُل فوج کو حکم ہوا کہ اس دن اُس میدان میں حاضر ہو کر اتحاد باہمی پیدا کریں۔ بروز مقررہ سیّد صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک تلوار زیب تن فرما کر بہت عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی میں دُعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر تمام لشکر اسلام کے بجانب میدان مقررہ کے روانہ ہوئے۔ تمام شہر پشاور کے ادنیٰ اعلیٰ امیر و غریب ہندو مسلمان اِس تماشائے بےنظیر کے دیکھنے کے واسطے سیّد صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر اسلام کی اور بھی دوچند ہو گئی۔ دونوں لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک دوسرے کے صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ مابین اُن دونوں لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سیّد صاحب کی زیارت حاصل کی۔ سید صاحب کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب تھے۔ بعد سلام علیک اور معانقہ اور مصافحہ کے سیّد صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے۔ اور دونوں طرف کے دونوں خادم کچھ فاصلے پر دُور دُور کھڑے رہے۔ ایک گھنٹہ تک سیّد صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب اور مراتب جہاد اور اعانت مجاہدین اور قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور عوارف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے رہے اور وہ سر نیچا کیے ہوئے آمنّا و صدقنا کہتا جاتا تھا۔ اسکے بعد سیّد صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سیّد مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے عالم کامل اور شجاع اور مُدبّر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کیے گئے اور مولوی قمرالدین صاحب داماد مولوی الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سیّد مظہر علی صاحب کے وہاں چھوڑے گئے۔ پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کر کے سیّد صاحب پنجتار کو لوٹ آئے ؛

قتل مولوی سیّد مظہر علی صاحب قاضی پشاور

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقہ داد رسی حسب دلخواہ سیّد صاحب کے چلتا رہا۔ اور تمامی مقدمات ملکی و فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدۂ شریعت مولوی سیّد مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے۔ آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلّت جو مخفی طور پر دغا بازی اور غداری کی چال چلنی مشروع کی۔ خوانین شہر جو بوجہ تقرر عشر اور موقوفی حصول زر بعوض فتران و اجرائے احکام شریعت در پردہ سیّد صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُن سے رسل رسائل کر کے سیّد صاحب کی طرف سے اُن کو برانگیختہ کیا۔ جو یہ لوگ بغاوت

کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور میں بھی ہونے لگا۔ سب سے پہلے رپورٹ سیدؒ صاحب کی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کیطرف سے پہنچی جسمیں لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سیدؒ صاحب سے ارادہ بغاوت کا رکھتا ہے جسمیں میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان نے بحاضری جملہ علما و شہر پشاور مجھ کو (یعنی سید مظہر علیصاحب کو) اپنی مجلس میں بلا کر پوچھا کہ تم نے جو میرے بھائی کو قتل کر دیا سو اسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا؟ میں نے اسکا جواب بطور رفع الوقتی دیکر سردار مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپ کے دل میں یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپ نے سیدؒ صاحب کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی۔ کوئی آدمی اس بیعت کرانے کیواسطے آپ پر متقاضی نہ تھا۔ آپ نے بخوشی خود بڑی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی۔ سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل علماء بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور یہاں حاضر نہ تھے اور میں نادان اور ناخواندہ تھا اس سب سے بلا تحقیق میں نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ پھر میں نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر میں آپ کے علماء کے یاد دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپ کے دلپر نقش ہو گا۔ اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ آپ کے علماء اُسوقت پشاور میں حاضر نہ تھے۔ مولوی محمد عظیم آخوندزادہ آپ کا اُستاد جو اسوقت ملک العلماء اس مجلس کا ہے شہر پشاور میں موجود تھا بلکہ اُس نے سیدؒ صاحب سے ملاقات بھی کی تھی۔ جب اس تقریر میں وہ لاجواب ہوئے تو پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تم نے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا میں نے کہا کہ سردار مذکور نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کر کے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی۔ باغی کا قتل کرنا شرعاً جائز ہے مسئلہ باغیوں کا کتب فقہ میں مع ہمراہیان خود خدمت مبارک میں حاضر ہو جاؤں سیدؒ صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتوی مدلل بدلائل شرعی جواز یار محمد خان کا تحریر کرا کے مولوی سید مظہر علیصاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتوی بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کر کے تم اُسوقت اسطرف کو چلدو اور وہاں مت ٹھہرو۔ اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُن سے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آؤ۔ یہ جواب ابھی راہ ہی میں تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کو جنہوں نے بڑی سعی سے یہ صلح کرا کے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس میں بلا کر قتل کرا دیا +

قتل غازیان تحصیلدار عشر

جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی ملک سمہ میں مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہو کر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہیں اُن کو ایک ہی رات میں قتل کر دیا جائے۔ ایک مخلص آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین میں شامل تھا تاریخ مقررہ قتل مومنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ کسی آدمی کے سیدؒ صاحب کو اس غازیوں اور غداری کی اطلاع بھی کر دی تھی مگر سیدؒ صاحب نے اس خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ ہم سے بہت محبت

لکھتے ہیں - یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی اہل غرض بدریعہ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور اُنکے بیچ میں تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے
مگر جب چاروں طرف سے سید صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثۂ پشاور کی خبر بھی آپ کو پہنچی تو
آپ نے موضع شیوہ میں مولوی رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متبعینہ ملک سمہ
کو خبر کردو کہ پرسوں تک سب لوگ اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر پنجتار کو چلے آویں مگر یہ حکم نصر اللہ خان رئیس گندہی ان نئی
کو جو پنجتار میں حاضر تھا معلوم ہوگیا اُس نے تاریخ قتل غازیان کو جسمیں تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کردیا
اور سارے ملک سمہ میں تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارہ متقدمہ
سابق ہر ایک گاؤں میں نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانوں پر آگ جلائی گئی - مجاہدین جو اسوقت تک اس
غداری سے سراسر ناواقف تھے گاؤں گاؤں سے نقاروں کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گاؤں والوں سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنھوں نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلۂ عُشر کے ہر گاؤں سے تیار ہوئے ہیں تاکہ
جمع ہوکر خندروس کو ٹیں - اور ان دغاباز ملکیوں نے خندروس کو شاغازیوں کے قتل کرنے کی ایک نئی اصطلاح
ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان میں جوار کو کہتے ہیں - اس دھوکہ میں اکثر سب غازی غافل ہوگئے -
اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدا ادائے نماز عشا میں مشغول تھا ناگہان ظالموں نے اُن کا قتل شروع کیا
کوئی سجدے میں اور کوئی رکوع میں اور کوئی قیام میں شہید ہوا - کسی گاؤں میں آدھی رات کو اور کسی گاؤں میں
قبل از فجر اور بعض گاؤں میں عین نماز فجر میں یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے تھے مثل گائے اور
بکریوں کے ظالموں کے ہاتھ سے ذبح کیے گئے - صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین شیر کوٹی وغیرہ کے
زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے - اس سانحۂ دردناک قتل تحصیلداران عشور کو دیہ بدیہ
مورخوں نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکۂ کربلا کے لکھ کر ناظرین کو رُلایا ہے مگر میرا قلم اُس کی تفصیل لکھنے پر
جرأت نہیں کرتا - جب سید صاحبؒ کو جا بجا سے قتل مجاہدین بتحصیلداران عشور کی خبر پہنچی تب آپ بہت
غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس تملک والوں کو برسوں پند و نصیحت کی مگر اسکا کچھ اثر آجتک اُن پر نہ ہوا بلکہ بجائے
اصلاح حال خود اُنھوں نے تمرد اور سرکشی سے اُن مسلمانان دیندار کو جو بلت لباب اپنے اپنے ملک و دیار کے تھے
بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کر ڈالا - اب میں نے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا - وہ منعم حقیقی اُن سے خود دنیا
اور آخرت میں اسکا بدلہ لیگا - اب میں اس ملک میں نہ رہونگا - بلکہ یہاں سے ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا
آپ نے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہاں آپکی دو بیویاں مقیم تھیں اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع
لکھکر روانہ کردی - اور پھر سب غازیوں کو جمع کرکے بطور وعظ بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالی نے تم کو
اس عبادت جہاد میں میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج و راحت اور فتح و شکست میں محض اسطے مرضی باری تعالی
کے تم آجتک میرے شریک ہوا اور حق سعی اور نصرت اور شرکت کو پورا پورا ادا کیا - اب میں اس ملک سے ہجرت کرکے
کسی ملک دور دست میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ خداوند تعالی مجھ کو کہاں لے
جائیگا - غالباً اس سفر میں بھی تکلیف آب و دانہ اور ترک لوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ان تکالیف
کی برداشت کرکے صبر اور استقامت کرسکے اور کلمۂ تشکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے
پھر ایسا نہ ہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم کو دغا کی اور ہمکو یہ معلوم یہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی - پس جو آدمی اپنے نفس میں قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک ہو - اور میں
اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولا حقیقی میں صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف جسمانی و نفسانی پر صبر کرسکے

افتیار ہے جہاں چاہے جائے مگر سوائے ملک کے اِسوقت کوئی جگہ امن کی نظر نہیں آتی ۔ یہ کلمات چند نصائح ایسی سوزش سے سیّد صاحب نے بیان کیے کہ ہر ایک آدمی اُن کو سُنکر زار زار رونے لگا اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم آپ کو ستانہ بھی تنہا نہ لیست آپ کے ساتھ رہینگے اور اِس جان کو اللہ کی راہ میں فدا کرینگے تکو چھوڑ کر کہاں بادشاہت مفت اقلیم کی کرنی بھی منظور نہیں ہے ۔ اِن ایام میں کہ سیّد صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلہ **ضامن شاہ** وغیرہ ملک **پکھلی** اور **کاغان** اور **کشمیر** سے بطلب لشکر مجاہدین کے آگے پاس پہنچے اور یہاں اِس ملک سمہ میں جب یہ خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزار ہا مخلصین کو اوسط درجہ پنج ہزار روزانہ صدہا آدمی آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردمان حذو خیل حسن قوم کے سردار **فتح خان** پنجتاری تھے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر باصرار تمام اپکو اِس ہجرت سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم کو آجتک کوئی غداری یا نافرمانی اپکی نہیں ہوئی ہم بدستور اپنے تابعدار اور غلام ہیں ۔ پھر ہم کو چھوڑ کر یہاں سے تشریف لے جانا خلاف مروّت کے ہے ۔ سیّد صاحب نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگوں سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہیں ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے اقوام سمہ کو کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہوں نے ناحق کسقدر مسلمانوں کو قتل کر ڈالا ۔ میں تم سے بہت خوش ہوں مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی اور جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ ہو کر خود مجھ سے درخواست نہ کریگا میں اِس مُلک میں نہ رہونگا ۔ سردار فتح خان بھی اُسی مجلس میں حاضر تھا اُس سے سیّد صاحب نے تنہائی میں کچھ باتیں کیں گو وہ باتیں کسی پر ظاہر نہیں ہوئیں مگر غالباً بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ داری مجاہدین کا اُٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا ۔ بعد اس سرگوشی کے سیّد صاحب نے مردمان حذو خیل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اِس مُلک سے ضرور ہجرت کرونگا ۔ تم لوگ سردار فتح خان کو میرا قائم مقام سمجھ کر اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تم نے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت پر بدستور قائم رہنا اور غلہ عُشر سردار فتح خان کو پہنچائے جانا ۔ اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا ملک ہندوستان سے آئے تو اُن کی خدمت اور تواضع کرنا اور اُن کو کسی طرح سے تکلیف نہ ہونے دینا موسم سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرالیا اور جب سب طرح سے تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پائندہ خان منانئی کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑ کر بماہ رجب ۱۲۴۶ھ ہجری آپ براہ **کنڑ گلی** و **بڑ دیر** کی اور **کابل کرام** پہاڑوں سے ہوتے ہوئے کوہ دامنہ شاہ ۔ سردار فتح خان پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس مُلک سے آپکے ہمراہ رکاب تھے ۔ بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کے آپ نے اُن دو توپوں کو جو ذرانیوں کے مال غنیمت سے آئی تھیں ایک محفوظ جگہ میں دفن کرا دیا اور دو قنر یعنی جنکو دو زیرجا مار اور دو خود آہنی جن میں ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند تیغے اور قالین اور چند دیگ اور کفگیر اور بہت سی اور فرد بندوقیں اور تلواریں سید رسول ساکن **نواکی** کو دلاسا دے کر واپس کر دیں ۔ جب لشکر اسلام بمقام **تکری** پہنچا تو آپ کے حرم محترم معیت **عبدالقیوم** صاحب اور غازیان قلعہ **اتک** اور عشرہ اہور گڈھی بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام کو ملگئے ۔ مقام کرنا سے سردار فتح جان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے آئے ۔

مُلک سمہ سے ہجرت کر کے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے لنڈہ کو عبور کر کے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ با استماع خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش میں تھے کہ ہزار ہا اہل سمہ کو اُنہوں نے قتل کر کے ہر یک گاؤں میں آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا اور اُنکے بچوں اور عورتوں اور مال مویشی کو پکڑ کر لاہور کو لیگئے ۔ اِس خونریزی میں لشکر خالصہ

سے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات کر دیا۔ دفعتہً حملہ اور قتل اہل سمہ کے ہر سیاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جنہیں اپنے پیر مرشد اور امام کے ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کس کو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالصہ ملک سمہ میں داخل ہوا تو سید ہادی سمہ سید صاحب کو راہ میں جاکر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج ووداری تک ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج ووداری پہنچکر سید صاحب نے انکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک بسر ہو چکا تم اپنے سوختہ نگھروں کی جاکر مرمت کر لو۔ یہ ہوتوں کا بیان ہے کہ جس جس گانو میں جس جس قدر غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دس دس گونہ اہل سمہ ہر ایک گانو میں مارے گئے اور مثل شہدائے کربلا دنیا میں اس بیحد ظلم کا انتقام لیا گیا۔

جنگ بھوکڑ منگ

چہارم شعبان ۱۲۴۶ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام مقام راج ووداری) دافعہ ملک کاغان پہنچکر مقیم ہو گیا اور بسبب شروع ہو جانے موسم برف باری کے وہاں مکانات سکونت غازیوں کے بنائے گئے۔ ساتویں شعبان ۱۲۴۷ ہجری کو آپ کے حرم محترم میں بمقام راج ووداری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئیں۔ راج ووداری میں پہنچے کے بعد ہی چار سو مجاہدین تیار ہو کر طرف سچون اور درہ بھوکڑ منگ کے جہاں سکھوں کا لشکر پڑا تھا تعاقب کنان مولوی محمد اسمٰعیل غازی کے روانہ کیے گئے۔ مولوی خیر الدین شیر کوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھوں پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے۔ اور جب کبھی موقع پا درہ بھوکڑ منگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُن کو زک دیکر پسپا کر دیا۔ اس ملک کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا۔ جب غازیوں کی فوج اس ملک میں پہنچی تو اس ملک کے ملکیوں نے سکھوں کو مالیہ دینے سے انکار کر کے وہ مالیہ خوشی خود مجاہدین کو دینا شروع کیا۔

جنگ مظفر آباد

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سچون اور بھوکڑ منگ سے بڑھ کر بالاکوٹ پر قبضہ کر لیا۔ ان ایام میں اجیہ شیر سنگھ مع سلطان بخت خان رئیس مظفر آباد کے پسپا ہو کر گیا ہوا تھا اور مظفر آباد جو اس ملک کا دارالریاست اور سکھوں کا بیدکوار تھا سرداروں سے خالی تھا۔ حسب مشورہ سلطان زبردست خان ولد مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور مولا قطب الدین نکراری اور منصور خان قندھاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہوں نے بعد مقابلہ اور مقاتلہ سخت کے چھاؤنی کو سکھوں سے چھین لیا۔ سکھ گڈھی مظفر آباد میں جاکر پناہ گزین ہوئے۔ اور ادھر سید صاحب بھی راج ووداری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیوں کے سچون اور بھوکڑ منگ میں پہنچ گئے۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس بورش کی اطلاع پہونچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڈھی حبیب اللہ خان میں جو مابین مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہاں سے اُسنے مظفر آباد جانیکی تیاری کی۔ مگر اس عرصہ میں فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفر آباد سے واپس ہو چکی تھی۔ اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کر کے درہ بھوکڑ منگ اور سچون پر جہاں خود سید صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر بکرر بارسال عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے گڈھی حبیب اللہ خان

پر ایک شبخون مارنے کی تیاری کی۔ ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مع مکمل فوج کرنے کو تھا کہ اُسوقت سیّد صاحبؒ بارسال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ مع کُل غازیوں کے سبخون کو طلب کر لیا۔ تب مجبوراً شبخون ملتوی موقوف رکھ کر (حسب ایما سیّد صاحبؒ کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کر کے مولانا مع کُل غازیوں کے سبخون کو چلے گئے۔ جب غازیوں کا کُل زور سبخون اور دورہ بھوکڑ منگ کیطرف ہوگیا تو راجہ شیر سنگھ نے اُس طرف سے تیاری حملہ کی موقوف کر کے خالی میدان پاکر بالاکوٹ پر چڑھائی کردی۔ جب لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچگیا تو اُسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہوکر سیّد صاحبؒ سے مدد طلب کی۔ سیّد صاحب مع کُل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے۔ صرف تھوڑے سے آدمی واسطے حفاظت بھوکڑ منگ اور سبخون کے چھوڑ آئے۔ آپ کے حرم محترم اُسوقت اچ دواری میں تھے۔ اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ محسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت کے واسطے وہاں متعین تھے ؛

جنگ بالاکوٹ

راجہ شیر سنگھ نے خبر شریف آوری کُل لشکر غازیوں کی سُنکر ہر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور توپا ورشاہین وغیرہ منگوا کر بالاکوٹ میں جمع کرنا شروع کیا۔ اور راجہ شیر سنگھ کا لشکر گاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس تھا۔ مگر درمیان میں بالاکوٹ اور لشکر گاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ اُن میں سے گذر لشکر خالصہ کا غیر ممکن تھا۔ اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی اُن پہاڑوں میں سے تھا مگر اُس راستہ پر صدہا درخت اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم ہی نہ تھا۔ سیّد صاحب نے بالاکوٹ میں پہنچکر بمشورۂ ساکنان بالاکوٹ اُسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ تعینات کر دیا۔ اِس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسی آدمیوں کے تھی اِس سبب سے ایسے لشکر عظیم سے ہزار کے روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جاتیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا اسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سیّد صاحب نے تعینات کر دیا تھا اِس انتظام میں زور تقدیر سے یہ غلطی واقع ہوئی کہ اُس کوہی راستہ پر تقریباً دو آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ میں کسی پنجابی یا ولائتی اہل گارڈ نے بطمع مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جاکر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے اسکو مطلع کر دیا بلکہ اُسکے آدمیوں کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلا دیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اُس راستہ کی پوری خبر لگگئی تو اسنے ایکپہر رات کو اپنا سارا لشکر تیار کرا کے یک بیک مسلمانوں کے کوہی گارڈ پر حملہ کر دیا۔ مرزا احمد بیگ پنجابی افسر گارڈ دو کو تھوڑی دیر تک حملہ آوروں سے مقابلہ کر کے اخیر کو سخت نقصان اُٹھا کر پسپا ہوگیا۔ اُس وقت سکھوں نے اس منفذ پر اپنا قبضہ کر لیا بوقت شروع حملہ سکھوں کے ایک آدمی بھی واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سیّد صاحب کے حضور میں بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا کہ مسلمانوں کے قبضہ سے منفذ نکلکر سکھوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ سے نیچے اُترآئے تھے۔ اِس واقعہ کو تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ لشکر سکھاں اُس راہ سے گذر کر مثل مور و ملخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اُسوقت ایک جعدار مع ایک جماعت کے ایکطرف کو اور ارباب مہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے۔ مگر وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھوں کی فوج کو نیچے اُترآنے کے واسطے سینکڑوں راہیں موجود تھیں اُسوقت اُن کا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد

کلان کے چاروں طرف جہیں سیدؒ صاحب مقیم تھے تختوں سے مورچہ بندی کرلی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہاں سے مقابلہ کیا کیا جاویگا۔ سکھوں نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا۔ سیدؒ صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سیدؒ صاحب کی انگوٹھی مُہر دار جو اُنکے ہاتھ میں رہا کرتی تھی سیدؒ صاحب کے دست مبارک میں پہنادی۔ تب صحن مسجد مذکور میں شاہین کھوا کر دشمن پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آوروں کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ مُلا لال محمد قندھاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کرنے کو تعینات کیے گئے۔ اُس مسجد کلاں کے نیچے ایک وسیع مکان غربی دیہ میں مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب مع جماعت مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوئے اور یہ تجویز پختہ ہوگئی تھی کہ جب لشکر کفار وہاں کے کھیتوں اور دلدل کو عبور کرکے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر انہیں مورچالوں سے گولیوں کا مینہ برساکر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے۔ اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستوں سے معافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہوکر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور خون جوش پر تھا۔ اُسی مسجد میں کچھ غیبی آوازیں جن کو سیدؒ صاحب کے سوائے اور کوئی نہیں سُنتا تھا سیدؒ صاحب کو میدان جنگ میں بُلانے لگیں۔ ابھی لشکر کفار نے وہاں کے کھیتوں اور دلدل سے عبور نہیں کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنوں کی ہمتیں پشت ہوگئی تھیں اور قریب تھا کہ دشمن ناکامیاب ہوکر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کریں۔ اُسوقت سیدؒ صاحب یک بیک مسجد بالائی سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمیں ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کرکے واسطے روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غوربرو یہ مکان میں تعینات تھے سیدؒ صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سیدؒ صاحب کے ساتھ ہی ساتھ نیچے والی مسجد میں پہنچے۔ اس مسجد زیرین میں پہنچکر سیدؒ صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو ایک صدائے غیبی بار بار طرف میدان جنگ کے بُلاتی ہے۔ اس وقت سیدؒ صاحب ایک ملکی صفات میں تھے آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُسپر نہیں ٹھیرتی تھی۔ کنارہ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسے قریب ہوتے تھے کہ اُنکی گولیاں نیچے والی مسجد میں پہنچکر نقصان کرنے لگ گئی تھیں اِدھر کی بندوقیں بھی دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھیں۔ دشمن کے سامنے دلدل تھی اور اُنکے سر پر مجاہدوں کی پھُرتی بھرا رہے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اب سوائے پسپائی اور فرار کے اُنکو کوئی چارہ نہ تھا۔ ایسے نازک وقت میں سیدؒ صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے ڈلے کنارہ پر جا پہنچے۔ اب مابین دونوں لشکروں کے کچھ دھانوں کے کھیت اور دلدل حائل تھی۔ جب سیدؒ صاحب مسجد زیرین سے نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے اُسوقت مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نے باآواز بلند مجھکو دیا کہ کل قراہین چی بطور ہادی کارد یعنی محافظ جان سیدؒ صاحب کے ارد گرد ہو جاویں۔ مولوی جعفر علی نقوی جنکی تحریر سے میں یہ واقعات نقل کر رہا ہوں اُسوقت سیدؒ صاحب کے ہادی گارڈ میں شامل تھے سیدؒ صاحب کنارہ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ دشمن بھی غازیوں کی یورش جانب دلدل دیکھکر اپنی فرار سے رُک گئے اور اپنی ساری ہمت سے اُنہوں نے مجاہدین پر گولیوں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ اسوقت سیدؒ صاحب نے شیخ ولی محمد بھٹی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے شاہین لاکر لگاؤ۔ شیخ موصوف شاہین لانے کو روانہ ہوئے۔ ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے سیدؒ صاحب کے جان نثار رہتے اُسوقت سیدؒ صاحب کے بائیں طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سیدؒ صاحب سے عرض کیا کہ قندھاریوں کی جماعت جو دامن کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اُسطرف بہت زور دیا ہے قندھاریوں کی مدد کیواسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئیں۔ سیدؒ صاحب نے

یہ سُنکر فرمایا کہ اُسیقدر کافی ہیں اور آدمی بھیجنے ضرور نہیں ہے۔ اُسوقت ایک ہتیار غازی نے دلدل میں کود کر چاہا تھا کہ دلدل سے پار ہو کر دست بدست دشمن سے جنگ کر کے مراد دلی حاصل کرے مگر سیّد صاحبؒ نے اُسکو منع کر دیا وہ مجبوراً دلدل سے باہر نکل آیا۔ اسکے تھوڑی دیر بعد سیّد صاحبؒ نے ارباب بہرام خان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ اِن کافروں پر جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر پرلے کنارے دلدل پر جملہ آور ہیں یُورش کر کے ٹکے ٹکے قتلے کر دوں۔ ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے اُترآتے ہیں اُن کا قتل کرنا کچھ مشکل نہیں مگر اسوقت پہاڑ والے کافروں کا ہم نشانہ ہو جائینگے اور پہاڑ کی راہیں تنگ اور دشوار گذار ہیں پہاڑ والے کافروں پر یُورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ اسبات کو سیّد صاحب سُنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ چند لمحہ اس گفتگو کو ہوئے تھے کہ سیّد صاحبؒ نے اپنے ارادہ کی کسی آدمی کو اطلاع نہ فرما کر بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر دلدل میں کود ماری۔ اگرچہ دلدل بڑی گہری اور دشوار گذار تھی مگر سیّد صاحبؒ بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن میں دلدل سے پار ہو گئے اور تن تنہا ہزاروں دشمنوں کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑیا اور بکریوں کے ریوڑ (گلہ) میں شیر آکر کود تا ہے۔ دشمنوں پر بجلی تاخت سے قیامت برپا ہو گئی۔ جو مجاہدین اُسوقت کنارہ دلدل پر موجود تھے وہ سب اپنے ساتھ ہی دلدل میں کود پڑے اور بشکل تمام اُس سے پار ہو کر بعد دیگرے آپسے جا کر ملگئے۔ اِس دلدل میں اکثر مجاہدین کی بندوقیں بھیگ کر نکمی ہو گئی تھیں۔ لیکن تیس وہ ہزاروں دشمن جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر پرلے کنارے دلدل پر تھے مجاہدین کے ہاتھ سے مارے گئے۔ مگر پہاڑ کے اوپر سے اُسوقت قریب تین ہزار بندوقوں کے غازیوں پر چھوٹ رہی تھیں۔ غازی دشمنوں کو ٹاتے ہوئے بائیں پہاڑ تک پہنچگئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیوں کی بندوقیں بھی ایسی نکمی ہو گئی تھیں کہ پہاڑ والے دشمنوں کو گولیوں سے بھی مار نہ سکتے تھے۔ بعد صاف کرنے میدان کے سیّد صاحبؒ مثل شیر کے اپنی جماعت میں کھڑے تھے کہ اُسوقت یک بیک آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ مولوی جعفر علی نقوی جو آپ کا ہادی گائڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ جناب حضرت امیر المومنینؑ در ہماں جماعت از نظر من غائب شدند"۔ یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو وقوع ہوا۔ اسوقت بوجہ آپ کے غائب ہو جانیکے سارے لشکر اسلام میں ہل چل مچ گئی۔ ہر متنفس اُس گولیوں کی بارش میں اپنے بچاؤ کو بھولکر مثل عاشقوں کے آپکی تلاش میں پھرنے لگا۔ ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ حضرتؒ کہاں ہیں؟ مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ۔ جنرل فوج غازیان اور قاضی علاؤالدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسوقت دشمنوں کی گولیوں سے شہید ہو گئے۔ غازیوں نے سارا میدان جنگ ڈھونڈ مارا۔ مگر سیّد صاحبؒ کا پتہ نہ ملا۔ اُسوقت سیّد صاحبؒ کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ بھی مُردے سے بدتر تھا۔ اُس حالت یاس میں لشکر اسلام اپنے سرداروں سے خالی بالاکوٹ کیطرف پسپا ہوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی۔ پہاڑ پر سے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ بوقت واپسی وہاں کے گھیتوں اور دلدل میں صدہا آدمی شہید ہو گئے۔ اُس وقت کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ میں زندہ رہوں۔ ہمتیں پست ہو گئی تھیں۔ دل ٹوٹ گئے تھے۔ جان نکل ہو رہی تھی اسوقت دشمنوں نے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اور بالاکوٹ میں پہنچکر دفتر اور گل اسباب غازیوں کا لوٹ لیا اور گاؤں میں آگ لگا دی۔ اسوقت تک سیّد صاحبؒ کی موت حیات مشتبہ تھی۔ ہر زندہ آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سیّد صاحبؒ کی تلاش میں مبتلا تھا۔ مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہیں کہ پیچھے لوگوں کی زبانی یہ بھی سنا ہے کہ سیّد صاحبؒ کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا۔ اِس زخم کے لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو بقبلہ ہو کر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب ہو گئے۔ یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملی میں پہنچکر ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ سیّد صاحبؒ موضع مٹی گوٹ میں (جو بیک گھر جردن کا گاؤں میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجروں کے گھر میں زندہ موجود ہیں اور

اور اُس پتھر پر سے جہاں آپ عاما گئے تھے گوجر لوگ بچوا اُٹھا کر اپنے گاؤں میں لیگئے تھے - اور بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور رکاخان کے سفیر ہو کر گئے تھے - اور مولوی عبدالصمد صاحب ذوالفقار میدان جنگ سے سیدؒ صاحب کے ساتھ ہی غائب ہو کر آپکے رفیق غیبو بیت ہو گئے - مولوی جعفر علی نقوی یہ شہادت کو غلبہ دیتے ہیں - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ وزیر گولہ انداز کا لڑکا جو بعد اٹھ نوبرس کے بیان کرتا تھا کہ بعد معرکہ بالاکوٹ لشکر سکھان مجھ کو گرفتار کر کے مقتل شہدا میں لیگیا اور خلیفہ صاحبؒ کی لاش کو مجھ سے شناخت کرایا - میں نے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا - چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی لاش پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانوں اور تیز ملکیوں سے اُسپر نماز پڑھوا کر بڑی اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا - اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علیصاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے ہیں کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھوں نے چند زخمی غازیوں کو لیجا کر سیدؒ صاحب کی لاش کو اُن سے شناخت کرایا تھا چنانچہ اُنہوں نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سیدؒ صاحب کی لاش ہے اُسی بے سر کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا - اسی بنیاد پر سیدؒ صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ میں موجود ہے - بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھوں کا لشکر وہاں مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھاں وہاں سے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ میں واپس آئے اُسوقت تک گل شہدا کی لاشیں مثل لالہ زار کے مقتل شہدا میں پڑی ہوئی تھیں - ملکیوں نے مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب اور اباب بہرام خان کی دونوں لاشوں کو علیحدہ علیحدہ دو قبروں میں دفن کر کے باقی کل شہدا کی لاشوں کو جمع کر کے ایک گنج شہدا بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا - اِس واقعہ کے چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش کو منگا کر لیگیا اور وہاں اپنے قبرستان میں دفن کیا - ایسی بھی بہت روایتیں ہیں کہ اس واقعہ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگوں نے سیدؒ صاحب اور اُنکے رفیقوں کو دیکھا - اِسمیں شک نہیں کہ آپکی شہادت اور غیبوبیت میں روز ازل سے اختلاف ہے مگر اب بسبب بعد زمانہ کے جو ساٹھ برس سے بھی زیادہ ہو گئے خیال غیبوبیت خود بخود لوگوں کے دلوں سے محو ہوتا جاتا ہے سیدؒ صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ جن سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سیدؒ صاحب نے اپنی غیبوبیت کی پیشینگوئی کی تھی - اور سیدؒ صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبیت کے قائل تھے مگر پنجاب اور ہندوستان کے اکثر مومن پلے شہادت کو غلبہ دیتے ہیں واللہ اعلم بالصواب +

بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب سات آٹھ سو غازیوں کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب ہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام کی نہ ہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگوں میں قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سیدؒ صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھو کہ جہاں آپ کے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے اور پھر وہاں کو اُن کو ٹونک میں پہنچایا جہاں تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے رہے سُنا ہے کہ جب آپ کے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہاروں کے طور پر رکھ کر بہت دُور تک پالکی کو اُٹھائے ہوئے چلے - سیدؒ صاحب کی دو صاحبزادیاں (جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے) تھیں - بڑی صاحبزادی کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی - اِس سرکسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - اِن صاحبزادیوں کی اولاد امجاد احفاد اور نیز اُنکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ جمایا ہے مگر تاہم اِس مقدس خاندان کے لوگوں میں ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر زیادہ تر

آدمیوں نے ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہیں کیا۔ چنانچہ اُنہوں نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ میں جا بسے جن کا بقیہ بھی تک کچھ لوگ تارکالدنیا آزاد منش موسوم بہ مجاہدین اسی کوہستان میں لکیر پر فقیر ہوئے پڑے ہیں۔ اِس قوم حالا کوٹ کے قریب ۱۸۴۳ء میں اجیہ سنگھ کو شکست دی اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر درمیان سنگھ تینوں ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۸۴۶ء میں یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد تک سلطنت پنجاب متعصب سکھوں کے ہاتھ سے نکلکر ہماری عادل سرکار کے قبضہ میں آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے تو بھی ایک نمیہ جی اُس شاہی خاندان کا باقی نہ رہا۔

بملاحظہ مکتوبات احمدی جن میں سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ مبہمیوں مختلف واقعوں پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مقولفوں کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے الہام کو آپکا ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بارہا فرماتے اور اکثر مکتوبات میں لکھا کرتے تھے کہ اِس الہام میں موسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہیں ہے۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اِس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔ لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو خواہ غیبوبیت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا۔ اب اسکا جواب یہی ہے کہ اندرونی اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلوں خیر میں تو صحیح کی غلطیوں کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اہل دعوہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور اہل مذہب قوم کے ہاتھ میں آگئی جسکو ہم سلطان اے ہند پر فتح ہوتا تصور کرسکتے ہیں اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور میں آئی۔

بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر مسلمان ہندوستان سے کام لیا تھا اس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا۔ بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کافرستان وغیرہ کل مسلمان امراء اور روسیائے ورعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپ سے تبرکا جوڑتے تھے۔ ایسی کارروائیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیر دی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم سے نام نہ لکھوا رکھی ہوتی تو ضرور ہوئی ہوتی کہ پنجاب میں ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا

اِس عجیب سوانح عمری کتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا ساصاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض فی اللہ کامل اور اولوالعزم سپاہی چند صدیوں گذشتہ سے مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانوں کے قویٰ کو مدت ہوتی کہ بدل گئے ہوتے۔ مگر جیسے بجائے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ میں ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب ہو۔ بنظر انصاف اِس سوانح اور مکتوبات مفصلہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی۔ وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام ونشان کا ہرگز متمنی نہ تھا۔ اُسکے عالی حوصلے نے آگے بڑھ کر ہماری سلطنت کا کسی کو عنایت کردینا اور بڑے بڑے مجرموں اور دشمنوں کو صرف انکی زبانی تائب ہونے پر بالکلیہ معاف کردینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ پتلا تھا۔ جب سات سو آدمیوں کو لیکر یہ ملک پر کو گیا اُسکے پاس ایک حبہ موجود نہ تھا۔ مگر اُسکے صادق یقین نے اسکے دو برس کے لیئے اور دریائی مفر میں اسکا کوئی کام اُڑنے نہیں دیا۔ جسقدر کی اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود آجاتا ہوگیا۔ اِس کو بعد کو جب یہ

وہ پٹھان غازیوں کو یہ ارادۂ جنگ کنعاں ساتھ لیکر براہ سندھ و قندہار و کابل و پشاور و یاغستان میں پہنچا اسکے پاس کسر بھی نہ تھی
بجز تلوار و نیزہ کے سامان اور سامع خانہ۔ اسکے لشکر میں دو نوں وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم لوگوں کو کبھی
اتفاق سے فاقہ ہو جاتا ہے۔ گر شمل صحابیٔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسکے ساتھ ایک ایسی فرمانبردار اور جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین
کی موجود تھی جنھوں نے برسوں رنج و راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست اور بھوک پیاس میں ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے
رفاقت نبھائی کہ اسکا ساتھ دیا ہے کہ جنکا نظیر سوائے صحابۂ رسول کریمؐ کے تواریخ اسلام میں اور کوئی نہیں پایا جاتا۔ سب سے عجیب بات یہ ہے
کہ اس فرقہ کو سوائے حصول رضامندی باریتعالی کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا۔ انکا ہر متنفس جام شہادت
کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنوں لیلی کا۔ یہ وجہ اپنے پاک باطنی اور صفائی قلب توکل اور زہد اور الوالعزمی کے اس
بے نظیر بزرگ کو پولیٹکل پیچیدگیوں اور علم فن جنگ کیطرف بالکل توجہ نہ تھی۔ انہیں دو نقصوں نے اسکے بنے بنائے
کام کو بگاڑ کر آخر اسکو بالاکوٹ میں وہ دن دکھایا کہ جسکی یاد سے آجتک ہزاروں خلقت کے دل دکھتے ہیں۔ اگر ان سب
خوبیوں کے ساتھ جو اسکی ذات مقدس میں موجود تھیں فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اس موجودہ نسل کے پیدا
ہونے سے پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا۔ اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ سیدؒ صاحب کا سرکار انگریزی جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے
اور اسمیں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اسوقت سیدؒ صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سیدؒ صاحب
کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔ مگر سرکار انگریزی اسوقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو +

قریب چار ہزار صفحوں کے مختلف مؤلفوں کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہیں۔ مگر لوگوں کی پست ہمتی اور
کم مائگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کر کے مینے اُن پھولوں کے گلدستوں سے جو میرے سامنے میز پر کھے ہیں اُردو زبان کے پھیکے
میں رکھ کر سب نازی اور شیرازی پھولوں کا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کہ وہ سہ (چھوٹا پرا) اُسکا ایک ایک پھول پاکر
معطر ہو جائے اور بایں اختصار پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہیں دیا۔ گو بہت قیمتی کرامانی واقعات کو دانستہ چھوڑ
دیا ہے۔ بس اس سوانح عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم کر کے آپ کے بعض خلفائے نامدار کا حال لکھتا ہوں +

حصّہ چہارم

بیان خلفاءِ حضرت سیّد احمدؒ صاحب

سیدؒ صاحب کے خلیفہ بھی ہزاروں ہیں جنکے نام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئیں۔ اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب ولایت اور
کرامت ہوئے ہیں۔ اُنکے عجائب غرائب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے۔ تمامی اسلامی دُنیا اور خصوصاً ہندوستان
آپ کے خلفاء سے معمور ہو گئی تھی۔ شاذ و نادر کوئی بے نصیب شہر اور قریہ ہوگا جہاں آپ کے خلفاء کا گذر ہو کر توحید الٰہی
کی منادی نہ ہوئی ہو۔ اسوقت تک کہ دلوں آدمیوں کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ تعالی ہوتی رہیگی۔ یہ
عمل بالحدیث کا چرچا جو اسوقت ملک ہندوستان میں ہو رہا ہے اُنکی ہی ذات مقدس کا پرتو تھا۔ آپ کے ساتھ امانت اور
برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگوں کو قرآن و حدیث سیکھنے کا چسکا ہوا۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ الْاَمَانَۃَ تَنْزِلُ
فِی قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگوں کے دلوں میں نازل

ہے اُسوقت قرآن اور حدیث کے مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہیں۔ اب میں بطور تبرک فقط آپکے چند خلیفوں کے نام نامی ذیل میں ذکر کرتا ہوں۔ اوّل اور افضل سارے خلیفوں کے مولوی عبدالحیٔ صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ہیں۔ دوئم مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید۔ یہ دونوں بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آپکے یار غار اور جان نثار تھے۔ سوئم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔ مولوی محصوص اللہ صاحب ابن مولوی رفیع الدینؒ صاحب۔ اِس بزرگ کا اخیر عمر میں سر پھر گیا تھا۔ مولوی سید محبوب علی صاحب ہلوی یہ بزرگ قبل از واقعۂ بالاکوٹ ناخوش ہو کر اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی حیدر علی صاحب رامپوری۔ مولوی محمد علی صاحب رامپوری۔ مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ ان دونوں بزرگوں کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سیدؒ صاحب نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجدیا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سیدؒ صاحب کی مفارقت کو پسند نہیں کرتے تھے مگر بادل ناخواں بتعمیل مرشد برعق کے ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سیدؒ صاحب نے یہی فرمایا تھا کہ مولانا ہم آپ کو تخم کر کے اٹھاتے ہیں (غالباً اِس فقرے کے یہ معنی ہونگے کہ اِس تخم سے تنے پودے لگینگے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا) مولوی وحیدالدین صاحب پھلتی شاگرد رشید مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگوں میں سے ہیں۔ مولوی حافظ قطب الدین صاحب پھلتی برادر مولوی وحیدالدین صاحب موصوف مولوی خدا بخش صاحب ساکن میرٹھ۔ مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی یہ بزرگ خزانچی اور خانساماں سیدؒ صاحب کے تھے مولوی احمدالدین صاحب پھلتی۔ قاضی عماد الدین صاحب۔ حکیم غیاث الدین صاحب سہارنپوری یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگوں میں سے ہیں۔ اخوند شاہ محمد ولایتی۔ مولوی حبیب اللہ صاحب قندہاری یہ بزرگ علماء خراسان و بخارا و ماوراء النہر کے ساتھ مسئلہ وجوب تقلید شخصی کی بابت مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی صاحب شہید کا اور دوسرے انتظام قافلہ کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر انکے ایسے معتقد ہو گئے کہ بوقت بحث سر نیچا کیے ہوئے مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب انکے ساتھ والے مولویوں نے اُنسے کہا کہ بوقت بحث تم کچھ نہیں بولتے اور ساکت بیٹھے رہتے ہو اُنہوں نے جواب میں کہا تھا کہ میں تو اِن لوگوں کا طریق اور روشن صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھتا ہوں پھر ایسے بزرگوں سے کیا بحث کروں۔ آخر کو یہ بزرگ سیدؒ صاحب کے مرید ہو کر بڑی نامی شیخ ہوئے۔ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جنہوں نے قسطنطنیہ وغیرہ ممالک پنجاب میں بہت ہدایت ہوئی۔ اِس بزرگ سے بعضے کرامات بھی ظہور میں آئی تھیں۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلہ شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اِس بزرگ نے بقیہ ساتواں دفتر مثنوی مولانا رُوم علیہ الرحمۃ کا لکھا ہے۔ مفتی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا صاحب ایک ہزار شعر کا ترجمہ ہو چکا تو آپکا انتقال ہو گیا۔ آپکے انتقال کے بعد مولوی ابوالحسن صاحب آپکے فرزند ارجمند نے اور ایکہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ اُنکا بھی انتقال ہو گیا۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ بھائیو ساٹھ برس سے اشتگ جو جمع کیا تھا وہ سب ولیا تھا اب سیدؒ صاحب بدولت میدہ ہو گیا۔ مفتی صاحب ایسے بڑے عالم متبحر تھے کہ ایسا نظیر نہیں رکھتے تھے مگر سیدؒ صاحب کی نعلین برداری کو اپنا فخر دارین جانتے تھے۔ حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی شہید۔ میاں جی شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی انہیں کے مرید رشید اور خلیفہ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال مکہ معظمہ میں اپنے ازبک ہندوستان اور عربستان وغیرہ ممالک کے نور کر رہے ہیں۔ پنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے

مثل مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جن سے ہزارہا مخلوق کو ہدایت ہوئی۔
مولوی سخاوت علی صاحب جونپوری۔ مولوی کرامت علی صاحب جونپوری صاحب تاج التحقیق یہ دونوں بزرگ بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ اسیطرح ہندوستان کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی شیخ عنایت علی صاحب عظیم آبادی۔ شاہ محمد حسین صاحب عظیم آبادی۔ مولوی عنایت علی صاحب عظیم آبادی اور برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب۔ مولوی حمد حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب۔ مولوی الٰہی بخش صاحب عظیم آبادی۔ مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی۔ اپنے حالات قلمبند مقام پوٹ یلہ (کالاپانی) کے اپنی خوشی سے ہوئے۔ یہ دونوں بھائی بڑے اولیاء کبار اور صاحب کرامات تھے اپنے استقلال اور ثبات قدمی اور صبر و شکیبائی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ جامع کتاب ہذا بسبب بسوں کے حالات قلمبند میں ان بزرگوں کے ساتھ رہے اور ان کے حالات اور کرامات کا ایک چشم دید گواہ ہے۔ ان بزرگوں نے حالات عجیبہ لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیئے۔ مولوی غلام جیلانی صاحب امیٹھوی رام پور کا خلیفہ آپ نے اس بزرگ کو مقرر کیا تھا۔ مولوی محمد عظیم صاحب بینا پشاوری مولوی فخر الدین صاحب سہارنپوری۔ مولوی نصیر الدین صاحب بلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم۔ مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب تصحیوت المسلمین۔ انکی آواز بھی بہت تصانیف ہیں۔ رسالہ جہاد بھی انہی کی تصنیف سے ہے۔ افسوس ہو کہ یہ بزرگ بھی باانیہمہ اوصاف قبل از معرکہ بالاکوٹ رنجیدہ ہو کر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال مولوی عبد القدوس صاحب کشمیری۔ مولوی شہاب الدین صاحب بٹالوی ملک پنجاب۔ مولوی میاں فضل صاحب بالکوٹی امام الدین صاحب۔ حافظ محمد صدیق صاحب۔ صوفی نور محمد صاحب۔ سید عبد اللہ صاحب ولد سید بہادر علی۔ مولوی اکرام الدین صاحب بلوی صاحب تفسیر سورہ فاتحہ۔ مولوی سید علی صاحب بلوی ثم ہوشیار پوری اس بزرگ اور انکے بیٹے نے ۱۳۰۲ ہجری میں بھی سید صاحب کی زیارت کی ہے۔ مولوی عبد اللہ بنارسی۔ مولوی شاہ لطف اللہ صاحب لوہانی۔ اس بزرگ کو بوقت جانے حج کے سید صاحب نے اپنا قائم مقام کر کے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری غیر حاضری میں جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو ان سے پوچھے۔ مولوی نظام الدین صاحب دہلوی۔ قاضی یوسف مرکی ساکن بمبئی۔ مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن بمبئی۔ مولوی شیخ جیون صاحب۔ مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کویل۔ مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد متصل جائیس ملک اودھ۔ یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے۔ مولوی شیر محمد صاحب مولف مخزن احمدی۔ مولوی شید یعقوب صاحب دونوں بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے۔ میر احمد علی صاحب اس بزرگ کا انتقال مقام لے ویلور ملک دکن ۱۲۶۵ ہجری میں ہوا۔ سید حمزہ صاحب ساکن ملک برہما۔ مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی۔ مولوی شاہ اسحاق صاحب دہلوی۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب امیٹھوی۔ مولوی سید محمد حسین صاحب ساکن بھنگڑہ ضلع مظفر نگر یہ بزرگ اسوقت تک زندہ اور منتظر ظہور ہیں۔ مولوی چشتی صاحب ساکن کاندھلہ۔ مولوی عبد الصمد صاحب۔ لوگوں کا بیان ہے کہ بروز معرکہ بالاکوٹ یہ دونوں بزرگ بھی سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہو گئے۔ بلکہ مولوی چشتی صاحب کو تو میرے بعض دوستوں نے بعد معرکہ بالاکوٹ بہت دفعہ دیکھا بھی ہے اور انکے قرابتداروں سے بھی سنا ہے اور انکے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط بھی بعد معرکہ بالاکوٹ کے انکے گھر پہنچے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔
اب میں مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید اور ان دو خلیفوں کا جنکو سید صاحب نے تخم ہدایت کر کے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔ +

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ

آپکے بڑے خلیفوں میں مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں یہ دونوں بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبدالحی صاحب مزاج بردباری اور وقار حضرت ابوبکر سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت پوری تشدد دینی بکفار و فجار حضرت عمر سے زیادہ قریشانہ تھی ان دونوں بزرگوں کا سیر سید صاحب کے سوانح عمری میں جابجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونو بزرگ داخل قدام ہوئے تھے اس تاریخ سے مرگ تک بلا کسی دنیوی ضرورت کے آپ کی خدمت بابرکت سے ایکدم بھی علیحدہ نہیں ہوئے اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگوں نے سیدؔ صاحب کو خوب پہچانا تھا۔ اعلیٰ جان نثاری اور فرمانبرداری ضرب المثل ہے۔ یہ دونوں بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنے کو اپنا فخر دارین جانتے تھے۔ اور ان دونوں سرتاج علماء دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ تک کرتے تھے اپنے تئیں بالکل مٹا دیا تھا۔ پاخانہ کرنے۔ چکی پیسنے۔ دانہ دلنے۔ گھاس کھودنے۔ بوجھا اٹھانے۔ سائیسی کرنے غرض کسی ذلیل سے ذلیل کام سے بھی انکو عار نہ تھی۔ رُوحانی برکات حاصل ہونے کے بعد یہ دونوں خاندانی بزرگ مقتدائے قوم و امیرزادے ناز و نعمت میں پلے ہوئے دہلی سے خوش خوراک اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بچی کھچی کھچڑی یا اُسکی کھرچن کھا کر یا دو تین وقت کڑاکے کے فاقے کھینچکر اور چٹائیوں یا خالی زمین پر سوکر ایسے خوش و خرم اور شاداں و فرحاں رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی اُن کو دہلی کے پلاؤ و قورمہ و تو شک نکیہ میں بھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ دراصل مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ کوئی دُنیوی نعمت اُسکی لذت اور شیرینی کو نہیں پہنچتی۔ بلکہ دنیا میں کوئی ایسی چیز موجود ہی نہیں ہے جسکو مزہ ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجائے۔ میں نے ایک مقبول بارگاہِ الٰہی کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جسطرح پر ایک نئی دُلہن ناکتخدا ساتھیوں اور ہمجولیوں سے اپنے مزہ وصال کو کسی کھانے یا میوے وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہیں کرسکتی اُسیطرح سے مزہ ایمان کا بیان کرنا یا کسی دُنیوی مزہ سے اُسکو تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ لذتے نے خم نشاسی بخدا نہ چشی ✦ دنیا کے لوگ ایسے آدمیوں کو ہمیشہ دیوانہ بتلاتے آئے ہیں ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی۔ دیوانہ تو ہر دو جہانش بخشی ✦ ان دونوں ستاروں کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہیں۔ مولوی صاحب شہیدؒ کی خوبی بصارت کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جب مولانا شہیدؒ کی پہلی نظر جوہرِ مبارک سیدؔ صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کریں تو میں بلا تامل اُسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ مولوی عبداللہ صاحب معروف جندوڈے سے جو ایک اولیاء کامل صاحب کشف ملتان سے تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء اللہ میں سب سے بزرگی مقبول خدا کونسا بزرگ ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ عالم ارواح کی سیر میں میں نے دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء ہند میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ میں نے مولانا شہید کو جنت میں ایک چھپر کھٹ پر لیٹے ہوئے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک روز کسی کو باطن ظاہری علم والے نے ان دونو بزرگوں سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل جلیل اور قرآن و کتب احادیث کے حافظ ہو کر سیدؔ صاحب ایک اُمّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے۔ اُنہوں نے اُسکی کور باطنی پر تعجب کرکے اُسکے جواب میں فقط اتنا نکتہ کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزاروں کتابوں میں پڑھا اور حدیثوں میں دیکھا ہے باوجود اُمّی ہونے کے سیدؔ صاحب کچھ اُن سب کا عالم پایا ہے ؎

منکشف اُسپہ ہر ایک نقشے کی ہے لمیت	نہ فقاعے ہیں وہ محبت نہ کتب کے اندر
علم کے اُس کے مگر علم لدنی سمجھیے	جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر

مولوی عبدالحیؒ صاحب سلوک راہِ ولایت اور مراقبہ مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک و مدرس فن میں استاد کامل تھے اور مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید سلوک راہِ نبوت کے نبوت کے سالک کامل اور پوری عامل تھے اسواسطے انکے ملفوظات سلوک راہِ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید کا اور سلوک راہِ ولایت کا حصہ مولوی عبدالحیؒ صاحب کا لکھا ہوا ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است + مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید کے قلبی ذہانت اور فطانت اُس کمال سے جو انسان سے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سیدؒ صاحب نے تھے کچھ علاقہ نہیں رکھتی۔ اِسواسطے میں اُن کو یہاں بتمامہٖ درج کرنا نہیں چاہتا +

مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید خلف مولوی عبدالغنیؒ صاحب نبیرہ مولانا شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔ مولوی کرامت علی صاحب حیدرآبادی جو مولانا شہیدؒ کے ہم سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کرکے رکھ دیتے تھے اور کبھی مطالعہ وغیرہ کچھ نہ کرتے تھے آپ کے ہم سبق طالبعلموں نے اِس بے پروائی کی شکایت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کی۔ تب شاہ صاحب نے سبب اُن سے دریافت کیا اُنہوں نے اپنا سارا کچیلا پڑھا ہوا شاہ صاحب کو اور زیادہ اوقات اُن سبارکو اُنکی خداداد ذہانت اور فطانت کا حال معلوم ہوا۔ مولوی سمیع الدین خان فاضل رشید مولوی رشید الدین خان صاحب امین مدرسہ کلکتہ جنکا ہزارہا روپیہ کا کتب خانہ غدر دہلی ۱۸۵۷ء میں مطابق ۱۲۷۳ھ میں برباد ہوا کیا ہے فرمایا کرتے تھے کہ مجکو اپنے کتب خانہ کے لوٹے جانے کا افسوس بہت جسقدر ان حاشیوں کے ضائع ہونیکا افسوس ہے جو علمی کتابوں پر مولانا شہیدؒ نے چڑھائے تھے کیونکہ وہ کتابیں تو پھر بھی ملسکتی ہیں مگر ان حاشیوں کا ملنا سر دست مشکل ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کسی بڑے اہم مسئلہ کا فتویٰ لکھکر اور اسکو اپنی نشستگاہ میں چھوڑ کر اندر مکان میں تشریف لیگئے تھے اِس عرصہ میں مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید بھی تشریف لائے اور اُس فتوے کا ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتوں کو اپنی قلم سے تصحیح کرکے فتوے کو وہیں رکھ کر چلے گئے جب شاہ صاحب واپس تشریف لائے اور اُن ترمیموں کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ علم ابھی تک ہمارے خاندان میں باقی ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمٰعیل نے لی اور تحریر رشید الدین نے اور تقوی اسحاق نے۔ مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نے تمامی درسی کتابیں شاہ صاحبؒ اور مولوی عبدالحیؒ صاحب سے ختم کرلی تھیں اور بوجہ اپنی ذہانت و فطانت کے خود ایک دریائے ذخار علم کا ہو کر اُسکی موجوں میں تبحر کررہے تھے کہ اِس عرصہ میں اُنکی خوبیٔ قسمت سے سیدؒ صاحب کا سا پیر کامل اُن کو ملگیا جنکی برکت صحبت اور انوار ہدایت سے وہی علم (جس نے مولوی عبدالرحیم عرف عبدالرحیم آپکے ہم مکتب کلکتہ والے کو دیوبند بنادیا تھا) اُن کے حق میں ایک عمدہ آلہ نشاخت اور ترویج دین حق کا کمال خوبی کے ساتھ ہوگیا یہانتک کہ آپ کے مخالفوں کو آپ کے روبرو بات کرنی دشوار تھی۔ مولوی فضل حق معقولی خیرآبادی جو اُس زمانہ میں حاکم اعلیٰ شہر دہلی کے سررشتہ دار اور علم منطق کے پتلے اور افلاطون و سقراط و بقراط کی غلطیوں کی تصحیح کرنیوالے تھے مولانا شہیدؒ کے سخت مخالف ہوگئے چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان کے اِس مسئلہ پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا دوسرا پیدا کردینے پر قادر ہے اُنہوں نے سخت اعتراض کیا اور لکھا کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا دوسرا پیدا کردینے پر ہرگز قادر نہیں۔ اسکے جواب میں مولانا شہیدؒ نے ایک فتوی بدلائل عقلی و نقلی نہایت مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر وہ فتوی تمامہ چھپ بھی گیا ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس خوبی سے آپنے مخالفوں کا مُونہہ بند کیا ہے خلاصہ اسکے جواب کا یہ ہے مولانا شہیدؒ لکھتے ہیں کہ قدرت ایک عیب و صفت ہے اور تکوین

یعنی بنانا ایک علیحدہ صفت ہی سو وجود مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت قدرت الٰہی کے داخل ہونہ تحت تکوین کے تاکہ وقوع اسکا لازم آئے۔ اور تقویۃ الایمان کے اس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہو کہ ربّ العزت جل جلالہٗ حضرت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ مقصود نہیں ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کریگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہو چکے پھر آپ نے واسطے ثبوت قدرت الٰہی کے یہ آیت لکھی ہے وَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (ترجمہ) کیا وہ ذات پاک جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مثل انکے یعنی بنی آدم کے اور پیدا کردے۔ ہاں وہ ضرور بڑا پیدا کرنیوالا ہے اور جاننے والا ہے"۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ اس آیت میں ضمیر جمع مذکر کی مثل بنی آدم کی طرف جن میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں راجع ہے اور گو اس آیت میں بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے مثل پر اسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے +

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب و دبدبہ شہر دہلی میں تھا۔ خود بادشاہ بھی انکی خاطرداری کرتے تھے۔ جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت الٰہی میں لاجواب ہو گئے تو اور مخالفت بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے بند کرا دیا گیا تھا۔ لیکن خلقت شہر کی آپ کے وعظ پر شیدا تھی مجبور بادشاہ کو جامع مسجد میں آپ کے وعظ ہونیکی پھر اجازت دینی پڑی مگر اسوقت جامع مسجد کا حوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمیں صدہا ہندو لوگ بھی دکانیں لگاتے تھے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانہ خدا میں بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوؤں کے شامل ہونیکی لکھکر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا فوراً بادشاہ نے وہ بازار بند کرا دیا۔ ایک روز ایک جلسہ وعظ میں ایک سیاہ بدھتی نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور پکڑا گیا۔ سبحان اللہ یہی ہادیانِ اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ انکے قتل کا ارادہ کریں اور روشنی ہدایت کو مونہہ کی پھونک سے بجھانا چاہیں مگر اس اقدام میں ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کے ہوتے ہیں۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باتباع فعل سید صاحب کے شہر دہلی میں سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبریٰ کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کر کے رانڈوں کے نکاح کرانے پر کمر باندھی اور نکاح ثانی کی فضیلتیں اور اسکو عیب سمجھنے کی برائیاں ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان کرنی شروع کیں کہ ہزار ہا رانڈوں کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی میں ہو گئے۔ ایک معتبر دیرینہ شخص جامع کتاب ہذا سے کہتا تھا کہ اسوقت قریب دس ہزار کے سکیں اور بے بس رانڈیں آپکی سعی اور کوشش سے شوہر والیاں ہو گئیں اور آپکی بدولت یہ رسم زبون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے اٹھ کر سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری ہو گئی۔ اسوقت بھی پچاسوں آدمی آپ کا وعظ سننے والے شہر دہلی میں موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب آپکا وعظ گرم ہوتا تھا تو سامعین میں نالہ و زاری سے شور ہو جاتا تھا اور روتے روتے ہچکیاں بندھ کر بیخود ہو جاتے تھے۔ ایک دو معتمد شیعہ نے جو اسوقت دہلی کا تھیسلدار تھا مولانا شہید کو بلا کر آپ کا وعظ اپنی قوم میں کرایا تھا۔ قریب تین چار سو شیعوں کے اسوقت آپ کے وعظ میں حاضر تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وعظ گرم ہوا تو ہر ایک شیعہ بیہوش ہو گیا۔ بعد اختتام وعظ کے انہوں نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا مگر آپ نے منظور نہیں فرمایا۔ ایک روز خانم کے بازار میں قریب تین سو کسبیوں کے آپنے جمع کرا کے ان کو وعظ سنایا اس شام کو ان میں سے انتیس ۲۹ کسبیوں نے توبہ کر کے نکاح کر لیے +

صاحب ذکر جلی ایک اس قسم کا قصہ مولوی محمد عالم صاحب امیروی کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ آپنے دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتیں قیمتی اور سہیلیوں میں سوار ہوکر بلا پردہ کہیں کو جارہی تھیں۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیاں فلانی بڑی کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہاں جارہی ہیں۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان ہیں اُس شخص نے کہا کہ ہاں مسلمان ہیں۔ تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہیں تو ہماری بہنیں ہیں کیا خدا تعالیٰ ہم سے نہیں پوچھیگا کہ اسقدر مسلمان عورتیں بدکاری اور زناکاری میں گرفتار تھیں اور تم نے اُن کو نصیحت نہیں کی اسواسطے اب تو میں ان کے مکان پر جاکر ان کو نصیحت کرونگا۔ آپکے رفیقوں نے کہا کہ آپکے وہاں تشریف لے جانے سے آپ کو بدنام کردینگے کہ کنچن واڑے میں بھی آپ جانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ آجکل کو اسبات کی پرواہ نہیں جب اللہ اور رسول کا حکم سُنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سُنا دیگا اسکے اسطے سب کلمہ گو مومنوں کا حق برابر ہے۔ آپ نے اوّل اپنے دل سے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیاں کاٹ کر چیلوں کو کھلادیں یا تیرے جسم کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر کھنچوائیں تو اُسوقت بھی اللہ ہی کی بات بولنا ہیگا۔ دل نے کہا ہاں جب تک میرے اندر سانس ہے خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤنگا جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشوں کا سا بھیس بدلکر اُس کسبی کے مکان پر پہنچے جہاں سب کسبیاں جمع ہوکر کچھ گا بجا رہی تھیں آپ نے وہاں جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤاللہ والیو آؤاللہ والیو۔ اُسوقت چند چھوکریوں نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صدا سُنائیگا اور تماشا دکھاؤنگا وہ سمجھیں کہ کوئی تماشا گر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلا لیا۔ آپ نے اندر جاکر بہت نرمی سے پوچھا کہ بڑی بی صاحبہ کہاں ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اوپر بالاخانے میں مع اپنے مہمانوں کے جشن کررہی ہیں۔ مولانا صاحب اوپر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ بڑی بی صاحبہ بڑے تک اور شان سے مع اپنے مہمانوں کے کرسیوں پر بیٹھی ہیں چار و نطرف شمعدان روشن ہیں۔ چونکہ مولانا صاحب ایک نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجود بھیس بدلنے کے بھی وہ آپ کو پہچان گئیں اور اپنی اپنی کرسیوں سے اُٹھکر آپکے سامنے مؤدب کھڑی ہوگئیں اور پوچھا کہ حضرت آپ نے کیونکر تکلیف فرمائی۔ آپنے فرمایا کہ میں تو نہیں میں کچھ صدا سناؤ آیا ہوں تم سب جمع ہوکر اپنی اپنی جگہ میں آرام سے بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اُن کی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھ گئیں۔ مولانا صاحب نے حمائل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کہ اُسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئیں پھر آپ نے اُن آیتوں کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہاں نہ حسن و جوانی کو قیام ہے نہ مال و زندگانی کو۔ یہانکی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے۔ یہ بیان ایسی شرح اور بسط اور فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جان کندنی کی سختی اور اُسوقت کی سکیسی اور وحشت اور اُس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے بیان کیا کہ ساری عورتیں ہوش باختہ ہوگئیں۔ پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر و نکیر کا سوال اور وہانکے عذاب کا بیان اِس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھاگئی۔ اور ہر طرف سے نالہ و آہ و گریہ و زاری شروع ہوئی۔ پھر اسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکاروں کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کیے جاوینگے اور جو کوئی اِس فعل بدکاری کا دُنیا میں سبب یا وسیلہ یا موجد یا معاون ہوا ہو وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشرو ہوگا۔ جب بروز قیامت تم ایک ایک مجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کیجاؤگی تو ہر ایک زانیہ کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں زانی و بدکار بھی لائے جائینگے جن کی زناکاری و بدکاری کا تم باعث و وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی نازو ادا نے اُنکو اِس آفت میں پھنسایا تھا تو اب خیال کرو کہ ایسی حالت سو جبکہ سینکڑوں اور ہزاروں زانی و بدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے اللہ رب العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا

یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ کسبیوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ تب آپنے اب توبہ دان خستہ دلوں کے حالوں کے دلوں کو تھنڈا کرنیکو توبہ کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اِس بیان عدہ عفو اور شیخ حفاظ اُس غفور الرحیم سے اُن بیدلوں کو کچھ ہوش آیا معاً اُسکے آپنے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور آخر میں فرمایا کہ جس کا دل جس سے چاہے اُس سے نکاح کر لیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے تائب ہوجائے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ترجمہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اُس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ جب یہ وعظ ہو رہا تھا اِسکی شہرت تمام شہر میں ہوکر ہزاروں خلقت اُسکے سُننے کو وہاں آکر جمع ہوگئی تھی۔ راستے بند ہوگئے تھے اُس باس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لد گئے تھے۔ نتیجہ اِس وعظ دلپذیر کا یہ ہوا کہ جسقدر جوان عورتیں قابل نکاح اُس مجمع میں موجود تھیں سبھوں نے توبہ کرکے نکاح کر لیے اور جسقدر بوڑھی اور سن رسیدہ نائکا وغیرہ تھیں اُنہوں نے محنت مزدوری سے اپنی گذران کرنی شروع کی ؛

اِنکی ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیوں پر گذری بازار میں کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ اُسوقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ چمکے تو وہ بھی مہندی لگائے ہوئے اور ہاتھوں میں چوڑیاں کڑے اور پاؤں میں چھڑے اور سُہانا سُرخ جوڑا پہنے ہوئے بغرض تفنن طبع مولوی صاحب کے نزدیک کھڑا ہوا اور وعظ سُننے لگا جبکے دل پر کچھ اثر ہوا تو محو ہوکر آپکے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر اُسکی طرف متوجہ ہوگئے۔ اُسوقت آپ نے اُسکی زنانی ہیئت کی بُرائی اور بیان مواخذہ الٰہی اور عذاب آخرت کا اِس زور شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہیں بیٹھے بیٹھے چوڑیاں توڑ ڈالیں اور زیور نکال کر عیدگاہ کر دیا اور ہاتھ پاؤں سے مہندی کا رنگ دور کرنے کے لیے سیڑھیوں کے پتھروں پر اُن کو اِسقدر رگڑا کہ خون جاری ہوگیا۔ بعد اختتام وعظ کے تائب ہوکر آپ کے خادموں میں داخل ہوگیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور دہلی کا مختث بمقابلہ سکھواں داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا ؛

ایکدفعہ ایک وعظ میں مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اِس خوبی سے کیا کہ مولوی امام بخش صاحب صہبائی و مولوی عبداللہ خان صاحب اور مفتی صدرالدین صاحب وغیرہ علماء اجل دہلی نے جو آپ کے سامعین وعظ تھے دوبارہ اِس رکوع کا بیان ہونے کی درخواست کی۔ حسب استدعا اِن لوگوں کے ایک دوسرے جلسہ میں آپ نے وہی رکوع پڑھا اور بعد ترجمہ اُس روز اُس رکوع کو ایک ایسے دوسرے پیرایہ میں اِس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے بیان کیا کہ ہر مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر غیر تھا مگر بیان کی خوبی روز اول بڑھ کر تھی۔ ایک تیسرے وعظ میں بھی حسب درخواست سامعین اُس رکوع کا بیان ہوا مگر یہ بیان اُن پہلے دونوں بیانوں سے عجب تھا مگر بیان کی خوبی ہر دو روز ماقبلہ سے کہیں بڑھ کر تھی۔ آپکے وعظ سے ہزاروں بلکہ لاکھوں بندہ خدا وہی کتاب ہدایت پاکر کے ہدایت پا گئے تھے یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زبان ہدایت ترجمان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان کر شرک اور بدعت سے توبہ نہ کرے ؛

مولوی حاجی قاسم نام امام عیدگاہ دہلی کا بڑا بدعتی تھا اور یہاں تک آپسے ضد اور عداوت ہوگئی تھی کہ وہ کہا کرتا تھا کہ جس چیز کو مولوی محمد اسمٰعیل حرام کہینگے ہمیں اُس چیز کو ضرور حلال کہونگا۔ ایکدن مولانا نے اُسکی یہ بیہودہ ہٹ سنکر فرمایا کہ ہم اسکی ماہیں کو اُسپر حرام کہتے ہیں بھلا وہ اُن کو اپنے اوپر حلال تو کرلیوے۔ کہتے ہیں کہ مولوی فضل حق صاحب نے اُنکی کامیابیوں کو دیکھ کر آخر فرمایا تھا کہ مولوی محمد اسمٰعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور میں نفس کا شیر ہوں۔ جب عید کی نماز کے دن آئے تو سب موحدوں نے جمع ہوکر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم امام عیدگاہ بدعتی ہے اُسکے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے کسی دوسری جگہ نماز عید کا بندوبست کیا جائے۔ تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت میں

تفرقہ ڈالنے والوں پر لعنت آئی ہے۔ ہم تفرقہ مسلمین کے باعث نہ ہونگے۔ مولوی قاسم صاحب بھی ہمارے ہی بھائی مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کے شاگرد ہیں۔ وہ یہ سب باتیں محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہیں اپنے عقیدے سے نہیں کہتے ۔

مولانا شہید ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکھتے تھے۔ گلے میں الخالک اور چست پاجامہ۔ سر پر پیچیدہ عمامہ اور تلوار کو حمایل کیے رہتے تھے۔ سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑے باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تھے۔ سید صاحب کے بیسیوں واقعات جنگ میں شاید شاذ و نادر کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نہ ہو کر گئے ہوں اور آپکے ساتھ ہمیشہ تائید الٰہی ہوا کرتی تھی کہ کبھی کسی حملہ میں آپ ناکامیاب ہو کر نہیں آئے۔ بعض موقعوں پر دس دس اور بارہ بارہ آدمیوں سے آپ نے ہزار ہا کفار کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کی ہے۔ ایک سفر میں جب آپ ایک سرائے میں ٹھیرے ہوئے تھے اُس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر آپ کی زیارت کے واسطے سرائے میں حاضر ہوئے وہاں پہنچکر اُن لوگوں نے بجائے مولوی کے ایک سپاہی کو دیکھا کہ گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے اپنے گھوڑے کی خدمت کر رہا ہے۔ اُنہوں نے اُس سپاہی سے پوچھا کہ میاں سپاہی مولوی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کہاں ہیں۔ سپاہی نے جواب دیا کہ اُن سے آپ کا کیا کام ہے اُنہوں نے کہا کہ زیارت سے مشرف ہو کر کچھ مسایل کی تحقیق کرینگے آپ نے فرمایا کہ کیا مسائل ہیں اُنہوں نے بڑے بڑے ادق مسائل جو سوچ کر لائے تھے بیان کیے آپ نے گھوڑے پر کھڑے کھڑے اُنکے ایسے جواب باصواب دیدیے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے مہینوں میں بھی نہ آتے تب وہ لوگ سمجھ گئے کہ غالباً یہی شخص مولوی محمد اسمٰعیل ہے تب اُنہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپ کیساتھ کچھ کتابیں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے میں ہے اوّل اُس سے سمجھتا ہوں جب کوئی اُس سے نہیں بنتا تو تیلوار جو میرے گلے میں پڑی ہے اُسکا علاج ہے۔ اِن دونوں کے ہوتے اور کتابوں کی کیا ضرورت ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہیں کہ عبداللہ سراج جو بروقت حج کو تشریف لیجانے مولانا شہیدؒ کے مکہ معظمہ میں شیخ العلما تھے مولانا شہیدؒ کو روبرو دوزانو بیٹھ کر اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے۔ اور علم مناظرہ اُنہوں نے مولانا شہیدؒ ہی سے سیکھا ہے ۔

صدہا مولوی اور عالم کابل اور قندہار اور سمرقند اور ماوراءالنہر وغیرہ کے جمع ہو کر بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید میں آپسے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ بحث رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہو کر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اسمیں غوطہ لگانے والا ہے اس کو کون جیت سکتا ہے لیکن باوجود اِس قتحیابی کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب سے فرمایا کہ یہ وقت ترک تقلید کا نہیں ہے۔ ہم کو اسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اُٹھا کر اپنے اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہیں ہے۔ اِس جھگڑے سے جس کی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب میں ہے۔ ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جاویگا۔ یہ بھی اسوقت کی ایک ہدایت ہے کہ جب بہت سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیاں اور جبے پہن کر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین میں آئے تو اُسوقت مولانا شہیدؒ چکی سے اپنے گھوڑے کا دانہ دل رہے تھے۔ وہ سامنے ولایتی مولوی آپ کا یہ حال دیکھ کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے کہ ٹھیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی چال پر یہی شخص ہے اور ہم دُنیا کے گئے ہیں ۔

روایت کرتے ہیں کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپکے لکھی اسوقت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب و مولوی عبدالقادرؒ صاحب دونوں زندہ تھے جب شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے اُس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اِس گھر میں ابھی تک محقق علم حدیث کے موجود ہیں۔ مولانا شہیدؒ نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابیں لکھی ہیں منجملہ اُن کے ایک تقویۃ الایمان ہے۔ یہ کتاب توحید اور اتباع سنت کی

خوبی اور شرک و بدعت کی بُرائی میں ایک لاثانی کتاب ہے - اِس کتاب سے اِسوقت تک لاکھوں آدمیوں نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری آیندہ نسلیں اُس سے ہدایت پاتی رہینگی - ایک شاعر نے اِس کتاب کے حق میں کہا ہے -

---

چسپہ ہو جاوے مگر الطاف حق - تقویۃ الایمان کا لیوے جو سبق + ہر جزو اُسکا ہی ہدایت کا سبق - طبع اسمٰعیل کا یہ روشن ورق ہے
آسانی علم کا اظہار ہے

دین ایسا تھا سو تھا تاجر را - غازیٔ حق نے دیا دین کو جگا ورنہ رفتہ رفتہ قبر او سیاہ سجدہ گاہ خلق ہوتی بر ملا
شکر خالق کا ہمیں در کار ہے

اب جو اسمٰعیلؒ غازی مولوی دین کے دریا مراتب میں ولی جب اُنہوں نے تقویۃ الایمان کہی اُسمیں تفریق حق و باطل میں کی
پھر گیا جو شخص نا ہنجار ہے

مومنوں کے حق میں تقویۃ ہو وہ - فاسقوں کا باعث لعنت ہو وہ فاقبلوا من رکم بغمت ہو وہ قد خلت من قبلکم سنت ہے وہ
کفر کے حق میں گویا تلوار ہے

تقویۃ الایمان کا پہلا حصہ (لا الٰہ الا اللہ کے معنوں کی تفسیر ہیں) مولانا شہیدؒ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر تمام کر دیا تھا اسواسطے اُس کی عبارت بڑی پُرزور شُدھ تکی شمشیر کے ہے جس کی نورانی شعاعوں سے مشرکوں اور گورپرستوں کے دل کباب ہوتے ہیں - دوسرا حصہ اِس کتاب کا (مشرح تفسیر محمد رسول اللہ کے) اُنکی وفات کے بعد مولوی محمد سلطان خانصاحب نے ترتیب دیا اِس سبب سے اُسکی عبارت ایسی پُرزور نہیں ہے - اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتھ سو لکھا جاتا تو عجب گل کھلتا اور پھر معتقدان سیدؒ صاحب کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نہ رہتا - دوسری کتاب اُنکی دینی تصنیفات میں حقیقت امامت ہے - اِس کتاب میں آپ نے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کیساتھ بیان کیا ہے - اس کتاب کی تصنیف سے در اصل سیدؒ صاحب کے فضائل اور اُنکی اطاعت کی خوبیوں اور نافرمانی کے بُرے نتائج کا بیان کرنا مقصود تھا - اِس کتاب کے ہر ہر فقرے میں مشار الیہ سیدؒ صاحب ہیں - کتاب مذکور میں سیدؒ صاحب ہی کی شان میں آپ نے لکھا ہے - "ہر کما لیکہ ورخدمتگذاری او مصروف نگردید خیالے سرت پر اختلال دہر علمے کہ در بیان عظام اکرام او بکار نیامد وہمے سرت سراسر باطل و محال" - تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے - اِس کتاب میں آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثوں کو جمع کر کے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر موکدہ اُن سنتوں میں سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے - رفع یدین کرنے والا ثواب پاویگا مگر رفع یدین کے تارک پر ملامت نہ کی جاوے اگرچہ عمر بھر نہ کرے - اور جو عالم احادیث ثبوت رفع یدین کا ہو کر رفع یدین کرنیوالوں پر طعن کرے وہ اُن لوگوں میں داخل ہے جو مخالفت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی بعد ظاہر ہو جانے ہدایت کے - تنویر العینین کے خاتمے میں آپ نے لکھا ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے میں دونوں طرف دلائل قوی ہیں لیکن طرفین کی دلائل میں تامل کرنے سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اُسکی ترک سے - اور پھر آپ نے لکھا ہے کہ اسیطرح آمین چپکا کرکنا آہستہ کہنے سے اولیٰ و افضل ہے کیونکہ جہر کی روایتیں بہت آئی ہیں - اور صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا یا نہ پڑھنا دونوں مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے کی روایتیں بالجہر کی روایتوں سے زیادہ ہیں تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑھنا بہتر اور روشن ہے - اور ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا - اور ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور سینے کے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتھ رکھنا مساوی ہو جہاں چاہے رکھے کیونکہ دونوں طریق اصحاب نبی صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم سے ثابت ہیں +

چوتھی کتاب آپکی دینی تصنیفات میں ایضاح الحق اسم بامسمّی ہو۔ پانچویں کتاب حقیقت نبوت ہو۔ اِس کتاب کو جامع نے نہیں دیکھا۔ آپ نے ایک فارسی قصیدہ بھی سیّد صاحب کی شان میں کہا ہے اُسکے چند بیت بطور تبرک یہاں لکھی جاتی ہیں اور وہ یہ ہے :-

بیا و تثنیت تجرۂ امامت کن	کہ بعد گم شدنش ال جگو نگشت پدید	ہنوز نکہ بہ یزداں پاک کز تصلش	زنور قدسی غیبش کہ قطرۂ چکید
زفیض او بہ قلوب جمع اہل یقین	زدین محض حنیفی بنے عجب دید	زجا رسو کند آں قطرہ جذب الہٰی را	بطرز رنگ کہ معروف شد بہ جدید
بداشتہ ہمہ احبا راین ناں دانند	کہ زاں او رتا زیوع صدہ منصب تجدید	ہمہ کمال تو مورث زاحمد مرسل	کہ عرق پاک تو او دنتا پاک از دیکشید
جو نام نامی او لقبۂ تو رسید	فلک گبغت گرفتی نہے سہام حمید	وزیں زماں توئی جانشین پیغمبر	خلیفہ وخلف وارث وصی رشید

ایک مثنوی معروف بہ سلک نور بھی آپکی تصنیف کی ہے جس کا شروع اسطرح پر ہے :- الہٰی تیرا نام کیا خوب ہے ۔ کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے ۔ اِسی سے ہے ہر دل کو آرام و چین ، وہی سب زبانوں کا ہے زیب و زین ۔ صراط المستقیم ملفوظات سیّد صاحب جو آپ ہی کے قلم سے نفس تحریر میں آئی آپکی بزرگی اور علو مرتبت پر ایک بڑی شاہد عدل ہے۔ اِس کتاب کے دیباچہ میں آپنے لکھا ہے کہ میرے اوپر انعام الٰہی بے حد و بیشمار ہیں اور سب سے بڑا انعام سیّد صاحب کی خدمت بابرکت میں میرا حاضر رہنا ہے اور آپکی مجلس مبارک میں حاضر رہنے سے میں نے آپکے کلمات ہدایت آیات کو سُن کر بہت فائدہ اُٹھایا۔ پس اسطے خیر خواہی مسلمانوں کے میرا ارادہ ہوا کہ بسطرح سے اِن فیوض اور برکات میں غائب مسلمان بھی شریک ہوجاویں اور طریقہ اِسکا سوائے تحریر کرنے اُن مضامین بلند پرواز کے اور کوئی نظر نہ آیا ۔ اگرچہ حاضر اور غائب میں جو فرق ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہو جو فائدہ حاضر اُٹھاتا ہے غائب نہیں اُٹھا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری نہ مل سکے تو جسقدر تھوڑی ملے اُسکو بھی ترک نکرنا چاہیئے اسواسطے میں نے کمر ہمت کی چست باندھ کر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اِسی اثنار میں کچھ اوراق متضمن سلوک راہ ولایت جنکو مولانا عبید الحیّ صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سُنکر تحریر کیا تھا مجھ کو ملگئے سو اُن کو بھی غنیمت جانکر دوسرا باب اِس کتاب کا اُن سے مرتب کردیا۔ اگرچہ حسن اور اولی اس کتاب (یعنے صراط المستقیم) کی تالیف میں یہ بات تھی کہ اِس کتاب کے مضامین بعینہٖ ویسے ہی لکھے جاتے جیسے کہ آپکی زبان ہدایت فشان سے صادر ہوئے تھے لیکن آپکا نفس عالی اپنی بدو فطرت میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اسواسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور راہ دانشمندان کلام اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف ہے سو میرے خیال ناقص میں اِن اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدوں تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہوگئے ہیں صرف اُن لفظوں سے جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوئے سمجھنا دشوار ہے اسواسطے تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف ہوکر کے اِن مضامین کو لکھا گیا مگر اِسکے ساتھ بھی جہاں تک نہیں لکھتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپ کے سمع مبارک پر عرض کردیا اور جو کچھ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اُسمیں غلطی ہوئی تھی اُسکی آپ نے اصلاح کردی ۔

اللہ رب العزت کا حمد ہے کہ یہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تھا واقعہ ۲۴ ماہ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری بوقت ظہر صدہا کافروں کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ بیدریغ کرکے بالاکوٹ میں شہید ہوا۔ لکھا ہے کہ آپ کے گھوڑے سے جُدا ہونے سے پہلے آپ کا جسم مبارک گولیوں سے چھلنی ہوگیا تھا تاہم آپنے صدہا کافروں کو داخل جہنم کیا۔ آپ کو ناس سُونگھنے کا بہت شوق تھا۔ اپنی شہادت سے چند لمحے پہلے آپ نے اپنی ڈبیہ سنوار کی نکالکر سُونگھی اور پھر اُسکو جھاڑ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ بس یہ آخری سُونگھنا ہے۔ ناس کو سُونگھ کر اور لشکر کفار میں گھسکر آپ شہید ہوگئے۔ یہ بھی ایک روایت ہو کہ آپکی شہادت کے بعد راجہ شیر سنگھ خلف مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو سکھوں کی

فوج کا جرنیل تھا اُنکی لاش پر دو شالہ ڈوالکر بہت عزت سے اُنکو دفن کرادیا۔ چنانچہ اسوقت تک ایک کچی قبر بنی ہوئی بالاکوٹ میں موجود ہے۔ اور دُنیا کے لوگوں عقل پر بہت افسوس ہو کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی قبر پاپ وہاں کے لوگ سنوار چڑھا کر منتیں اور مرادیں اُنسے مانگتے ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب آپ کے صاحبزادے تھے ۱۲۶۹ھ ہجری میں وہ بھی لاولد اس جہان سے رخصت کر گئے۔ اور اس دُنیا ناپائیدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہو کہ اُس خاندان عالی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ میں جسمیں بیسیوں عالم فاضل موجود تھے۔ اب ایک شخص بھی نہیں ہا یا کل خاندان بھر کا خاتمہ ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

مولوی سیّد محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہ بزرگ رام پور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی سید علی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تھے اور چند بڑے بڑے معرکوں میں شریک جنگ بھی رہے ہیں۔ حسب الالہام الٰہی اُن کو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کر دیا تھا۔ اور چونکہ اُنکی واپسی حسب مرضی الٰہی یہ تجویز سید صاحب ہوئی تھی اسواسطے ان دونوں بزرگوں کے ہاتھ سے لکھوکہا خلقت کو فائدہ پہونچا۔ اور دوسرے چند عالم بلا ؤخور جو جہاد کی سختیوں کی برداشت نہ کر سکے بلا اجازت اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تھے میں اُنکی کارروائیوں کو اس مجموعہ میں شامل نہیں کرتا لیکن دُعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت اُنکی تقصیرات کو معاف کر کے اُس وعید شدید سے بچالے جسمیں حکم ہے لَيْسَ اَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی نہیں ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلا حکم امیر کے ایک بالشت بھر کر جُدا ہو کر چلا جاوے مگر جب مریگا تو اُسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی ؛

جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سندھ ہند میں پہونچے تو اُنہیں میں مشورہ کر کے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدراس کو تشریف لیگئے۔ ماہ محرم ۱۲۴۶ھ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس میں پہونچے اور مولوی عبدالرب صاحب خلف مولوی عبدالعلی صاحب کے مدرسہ میں فروکش ہوئے اور اپنی کارروائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید اور اتباع سُنت کی شروع کی۔ ہزارہا خلقت آپ کے وعظ اور نصیحت سے راہ راست پر آئی۔ جب آپ کے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد غالم خان بہادر تہور جنگ بھی جو ایک بڑے معزز رئوسائے مدراس سے تھے ایکبات کو دو تین آدمیوں کو ساتھ لیکر مولانا صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ میں تشریف لائے۔ نیچر و ہمکلام ہونے کے نواب صاحب موصوف جنمیں بادہ ازلی سعادت کا مکنون تھا آپ کے مرید ہو گئے۔ یہ نواب صاحب بھی مثل دوسرے امراء ہند کے منہیات شرعی اور خصوصاً راگ باجے میں غرق تھے۔ ہر وقت اُنکی مجلس میں راگ رنگ ہا کرتا تھا۔ ایک علیحدہ کمرہ ہر قسم کے مزامیر اور نگیزی باجوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک عمدہ باجہ نوازوں کا علیحدہ مقرر تھا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی۔ بلا فرمائش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجائے مشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اسکی بُرائی آپکے دل میں گھس گئی۔ اُسی رات کو گھر میں پہنچکر باجوں کا قورمہ دنا شروع کیا۔ جب شوقین لوگوں کو آپ کے ارادے کی خبر ہوئی تو ہزاروں روپیہ دیکر اُن عمدہ عمدہ باجوں کو آپسے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب نے بموجب اس قول بزرگوں کے۔ اُنچہ بر خود پسندی بہ دیگران مپسند۔ باجوں کو فروخت نہیں کیا بلکہ توڑ توڑ کر پھینک دیا۔ نواب صاحب کا سارا خاندان معززین و بچہ باستثنائے والدہ نواب صاحب کی مولوی صاحب کے مرید ہو گیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا

سن اُسوقت قریب ساٹھ برس کے تھا۔ شرک بدعت از سر تا پا غرق تھیں اور کاک بادا کی مُرغی ہر مہینے میں نذر چڑھایا کرتی تھیں۔ چونکہ یہ مخدومہ حضرت پیران پیر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اُنہوں نے اپنے جدامجد حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھ کر عرض کیا تھا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہوں اُسوقت حضرت قطب سبحانی نے ایک جوان اُنکو دکھلا کر کہا تھا کہ انکے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ سو جب کوئی مشائخ اس مخدومہ کو اپنا مرید بنانا چاہتا تھا یہ اُسکی صورت دیکھ کر اور مطابق اُس حُلیہ مبارکہ کے نہ پاکر ہمیشہ انکار کر دیا کرتی تھیں۔ جب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کیواسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب کے واسطے تطبیق حُلیہ کے بحیلہ دعوت نواب صاحب کی والدہ کی گھر میں بُلائی گئے یہ مخدومہ مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکھ کر بولی اُٹھی کہ یہ وہی شکل ہے جو میرے جدامجد نے مجھے دکھلائی تھی۔ یہی میرا پیر ہے۔ پس اُسیوقت مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور تمامی رسوم شرک و بدعت کو ترک کر کے موحد متبع سنت بن گئی۔ اب تو نواب صاحب کے گھر میں ہر مرد عورت نوکر چاکر دائی دادا کو نماز پنجگانہ پڑھنی پڑی تھوڑے دنوں میں یہ برکت بیعت مولانا کے یہ گھر جو فسق و فجور سے مملو تھا صالحین اور صالحات کا مسکن ہو گیا۔ بجائے راگ باجا کے یہاں اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دُعا کا چرچا شروع ہُوا (اس مُلک میں ترسو نام ایک ہندوؤں کے دیوتا کی مُسلمان بھی پوجا کیا کرتے تھے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہ ہو جاوے مسلمانوں نے گائے کا گوشت کھانا اپنے اوپر حرام رکھا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد اور خیال ناقص کو مُسلمانوں کے دل سے دُور کرنے کے واسطے ایک عام جلسہ میں گائے کے گوشت کے کباب پکوا کر سب حاضرین جلسہ کو کھلائے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اُن سے ناخوش ہو جائے گا اُنکے دل سے دُور ہو گیا۔ اُس مُلک میں جب کسی شخص پر اثر جن یا پری یا بھوت یا ترسو دیوتا کا ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب صرف یہ کہلا کر بھیجدیتے تھے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت سید احمد غازی تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ پیام تو پہ اور رنگا کا نام رکھتا تھا جن بھوت اس پیام کو سُنکر فوراً چلا کر بھاگ جاتے اور پھر اُسطرف رُخ نہ کرتے ؛

اِنہیں ایام میں ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ میں آپکے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں مگر تین باتوں کی پروانگی مانگتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ وہ تین باتیں کیا ہیں عرض کیا کہ میں سیٹیاں بجایا کرتا ہوں اور ترسو کی پوجا عورتوں سے کرایا کرتا ہوں اور شراب پینے کا عادی ہوں یہی تین باتیں جن کو میں ترک نہیں کر سکتا مولانا نے فرمایا بڑے میاں بیعت تو کر لو اُسی وقت اُس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتھ پھیلایا آپ نے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کئی بار کلمہ پڑھوایا اور سخت توبہ کرائی اُسکے بعد الفاظ بیعت کے اُسکے مونہہ سے کہلائے اور پھر دُعا کے واسطے اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ آپ بہت گڑگڑا کر اُسکے واسطے یہ اور بلند دُعا کر رہے تھے ابھی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہو گئے۔ پیر مرد کا دل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت میں وہ پٹارا پُتلیوں کا جلا دیتا ہوں اور ترسو کی پوجا کرانے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہُوا۔ اُسوقت مولوی صاحب نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک یمان خاص سید صاحب کے ساتھ تھے فرمایا کہ آپ بڑے میاں کو لیجا کر گرم توجہ دو۔ اُنہوں نے اُسے لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ میں بندھا بیہوش ہو گیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور میں حاضر ہو کر شکر بجا لایا اس نعمت دارین کا کرنے لگا۔ ایک ان ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک پہلوان اونچی تُرا کستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ وغیرہ پہنے ہوئے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کر کے حضرت کے سامنے بیٹھ گیا اور یہ آواز بلند بڑے کڑے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیر المومنین کو مشکل کشا نہیں کہتے۔ مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہ لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ تب

مولوی صاحب نے کہا کہ مولانا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہیں اور اُنکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے پر ہے۔ اِس سوال کو سُنکر وہ گھبرا گیا اور ہوش باختہ سا ہوکر بولا کہ لفظ کشا تو فارسی اور لفظ مشکل عربی ہے۔ تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی فدا خور تو کر و کہ عربی لفظ میں فارسی ترکیب کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی میں دیتے۔ یہ جواب باصواب سُنکر وہ غالی شیعہ نعلین چھانکنے لگا اور لاجواب ہوکر چلا گیا۔ کئی روز کے بعد پھر وہ مولویصاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا اُسوقت بالالہام غیبی مولویصاحب نے اُس سے پُوچھا کہ بھائی تُو جو اندرونی درد کی تمکو نکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی بشر واقف نہ تھا۔ یہ غیبی بات مولانا صاحب سے سُنکر اُسکے دل میں کچھ جگہ ہوئی۔ اِس عرصے میں کھانے کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولویصاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ مولویصاحب نے اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی بھر چاول اُسکی رکابی میں رکھ دیئے۔ اُسوقت خداوند تعالیٰ نے اُن مٹھی بھر چاولوں میں ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیروں چاول اُڑا جاتا تھا اُس مٹھی بھر سے سیر ہوگیا تب تو اُس نے ہاتھ دھوکر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عقیدۂ رفض سے تائب ہوکر تمامی نذر و نیاز اُسیوقت نکال کر پھینکدیا اور تادمِ زیست نہایت متقی اور پرہیزگار و فرخانہ بخیر کے ساتھ اِس دُنیا سے گیا +

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا صاحب کی خدمت میں رہا کرتے تھے ایک رات کو اِس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہیں ہیں اور اُس حجرہ کی جس میں یہ دونوں آدمی سوتے تھے اندر کی زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی۔ یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہُوا دروازہ کھولکر باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر کھڑے ہوئے غسل کر رہے ہیں۔ جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لائے تو اُس صاحبزادے نے جرأت کرکے پوچھا کہ اندر کی زنجیر پر اِسی طرح بند ہی پھر حضور کسطرح باہر تشریف لے گئے۔ اُسوقت آپ نے تبسم کرکے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندوں کو کوئی چیز نہیں روک سکتی تم اُسکا چرچا نہ کرنا +

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندۂ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقۂ رشد کے مدت دراز سے ایک مُرشد کامل کی تلاش تھی۔ ماہ محرم میں ایک روز اِس شخص نے سُنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجد والاجاہی میں شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہیں اور جماعت حاضرین دھاریں مار مار کر رو رہے ہیں۔ اِس شخص کو تعجب ہُوا اور اِس تماشہ کو دیکھنے کو مع چند آدمیوں کے اُس مسجد میں گیا۔ مولوی صاحب کے دلِ پُر درد کی تاثیر ساری مسجد میں چھائی ہوئی تھی۔ چونکہ مسجد بہت بڑی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوئے۔ ابھی مولانا کے بیان کی آواز انکے کان میں نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیرِ ان پر پڑی دل بھر آئے اور بے اختیار رونے لگے۔ اِس سبب سے سید جواہر علیخان صاحب کو کچھ خلوص ہی مولویصاحب کے ساتھ ہوگیا۔ مگر یہ تمنا تھی کہ اگر سید واعظ یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب یا طن ہیں تو میرے مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کریں تا خود حکم دینگے سو اُنکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہُوا کہ مولانا صاحب سید جواہر علیخان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجئے اُنہوں نے عرض کیا کہ کچھ مٹھائی منگا لیتا ہوں کہ اُس سے اُچکا پس خوردہ کھاؤنگا۔ تب مولانا نے از روئے الہام فرمایا کہ خان صاحب آپ کے پاس تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کر لو۔ یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اِس مصری کے موجود ہونے پر سوائے خان صاحب کے اَور کوئی آدمی واقف نہ تھا۔ یہ بات سُنکر خان صاحب اور بھی معتقد ہوگئے۔ فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے بڑے متقی اور پرہیزگار و خادم جان نثار مولانا کے ہوگئے اور اپنے سالے کنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا دی +

راجہ نیکم چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا بلکارتھا مولانا صاحب کا وعظ سُننے کا بہت مشتاق تھا۔ ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد شریف نواب لاجاہ کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایوں محل میں مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا۔ یہ راجہ بھی اس

وعظ میں حاضر ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جائے لوگوں نے اسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگنے کا موقع نہ رہے۔ القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے چوبدار سے ازلی منگھا بھاگنے کا موقع نہ پاکر شال سے اپنے کان بند کرلیے۔ لوگوں نے اسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو مولانا کے وعظ سننے کے مدت سے مشتاق تھے۔ اب آپ نے کان کیوں بند کرلیے۔ اس نے جواب دیا کہ کلمات اس وعظ کے میرے دل کے وار پار ہوئے جاتے ہیں اور دل طرف اسلام کے مائل ہوا جاتا ہے اسواسطے میں نے کان بند کرلیے ہیں کہ کسی طرح میرا ایمانی دھرم قائم رہے۔ اس وعظ میں حضرت مولانا نے صاحبجناب یعنی نواب عبدالوہاب کو بھی مواخذہ آخرت سے بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ میں اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریاں کرائی تھیں مگر افسوس ہے کہ آخرت کے بڑے لمبے سفر کے واسطے جہاں سوائے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور راہ میں منقطع ہوگی کچھ بھی تیاری نہیں کی۔ بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہاں اُن کا کون رفیق و ہمدرد ہوگا۔ وہاں اُنکے لیے ڈیرے خیمے کسنے اہتمام سے کھڑے کیے جاوینگے۔ وہاں شعدان اور قندیلیں کہاں سے آوینگی۔ اور سوائے مکے کے کفن کے وہاں کوئی لباس گرمی اور سردی کا اُنکے جسم پر نہ ہوگا۔ یہ سب کروفر چھوڑ کر اکیلے اندھیرے گڈھے گور میں بے توشک اور تکیہ کے بیکسوں کی مانند سونا ہوگا۔ وہاں سوائے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور سبب روشنی کا نہ ہوگا اور منکر ونکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہ ہوگا۔ اس بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہاں کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت نفسی نفسی (آپا دھاپی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے میں آہ وزاری کا شور مچگیا۔ اور روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں ؛

ایکدن روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دل میں یہ ارادہ کرکے کہ آج کچھ تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے پوچھینگے۔ غیر وقت میں مولانا کے قیلولہ کے پالکی میں سوار ہوکر مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے۔ مولانا صاحب اسوقت ایک بند حجرے میں قیلولہ کررہے تھے مگر مجرد پہنچنے نواب صاحب کے کتاب عوارف مولفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے نواب صاحب موصوف کو سنانے لگے۔ پھر ایک اور دن یہی نواب محفوظ علی خان مولوی صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے۔ اسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آبنہ رکھا ہوا تھا۔ اس آبنہ کو دیکھکر نواب صاحب کے دل میں آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آبنہ مجھکو دیدیوں تو اس سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کروں۔ جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہوکر پالکی میں سوار ہونے لگے تو مولوی صاحب نے وہ آبنہ نواب صاحب کو بھجوا دیا۔ غرض اس قسم کی صدہا کرامتیں اس پہلے سفر میں مولوی صاحب سے ظاہر ہوئیں۔ اور ہدایت کا تو یہ حال تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اسکے اطراف وجوانب کی دین حق پر قائم ہوگئی۔ مسلمانوں کے متقی اور پرہیزگار ہوجانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہاں بھی شراب کی دوکانوں پر آفت آئی۔ شراب بکنا بند ہوگیا۔ یہانتک کہ مدراس کے کلالوں نے سرکار میں اس مضمون کی عرضی پیش کی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہیں کرسکتے۔ اس شہر میں ہندوستان سے ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُس نے تمام مسلمان خریداروں کو سیندھی اور شراب نوشی سے منع کردیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہوگیا۔ بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے پولیس نے اس کی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالوں کا استغاثہ بالکل صحیح ہے۔

انہیں ایام میں سیبوں اور طوائفوں نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار میں عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار میں اس نو وارد سیّد کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑگیا ہے۔ سرکار میں ہماری جسقدر باقیات ہیں وہ مرمت ہو جائیں تاکہ اُس کو ہمارے روزمرہ کا خرچ تو چلے۔ جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اسکے اطراف وجوانب

میں ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعۂ بالا کوٹ کے شہر مدراس میں بہت سے خلیفے مقرر کرکے جہاز میں سوار ہوکر براہ کلکتہ پھر اپنے وطن مالوف رام پور کو لوٹ آئے۔ مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپ کے ہمراہ رکاب رام پور تک آئے تھے۔ راہ میں بھی اشاعت دین حق کی اور کرامتیں آپ سے ظاہر و ہویدا ہوئیں ٭

چار پانچ برس آپ نے اقامت کرکے پھر ۱۲۵۱ھ ہجری میں یہ ارادۂ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و اطفال خود کلکتہ میں پہنچے۔ آپ ابھی جہاز پر سوار ہوکر عربستان کو روانہ نہ ہوئے تھے کہ شہر مدراس میں آپ کے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچگئی تو بیگم صاحبہ والدۂ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت واپسی آپ کے ہمراہ رامپور تک گیا تھا ایک خط بطلب حضرت مع نسخ لکھ کر بسوار ہی جہاز کلکتہ کو روانہ کردیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زنانہ اُس جہاز پر حضور تشریف لاویں تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا۔ اُس خط میں آپ کو تکلیف دہی کا سبب یہی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اوّل (نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے چار برس ہوئے کہ اُس کی شادی ہوئی مگر آجتک اُسکے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔ آپ یہاں تشریف لاکر اُسکی اولاد کے واسطے خدا تعالیٰ سے دُعا کریں۔ اور نواب محمد خان عالم خان بہادر اور اور خلیفوں سے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار اشتیاق قدمبوسی کے تحریر کرکے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کیے تھے۔ جب یہ خطوط مولانا صاحب کو مقام کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالابار سے جہاز پر سوار ہوکر بیت اللہ کو روانہ ہوجائینگے۔ غرض کلکتہ سے سوار ہوکر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۵۱ھ ہجری کو دوبارہ آپ رونق افروز شہر مدراس ہوئے۔ ہزارہا خلقت اُس روز آپ کے استقبال کے واسطے گھاٹ پر گئی تھی۔ جہاز سے اُترکر متیال پیٹ کے محلے میں ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپ نے نزول اجلال فرمایا۔ بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ میں تشریف لائے تو قریب دو سو آدمیوں کے آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے مکان پر چلے آئے۔ پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر تک آپ کلمات النصیحت انمیز سناتے رہے۔ اِس عرصے میں سحری کا وقت ہوگیا دستر خوان بچھایا گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقوں میں ڈالکر لئے گئے۔ مگر مولانا صاحب کی بدولت اُسمیں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ اُن چار پانچ سیر چاولوں سے دو سو آدمی سیر ہوگئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا۔ بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دُعا کرائی دُعا سے دو ماہ کے بعد ماہ ذیقعدہ بفضل الٰہی آثار حمل کے نمودار ہوگئے اور امۃ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہوکر فوت ہوئی۔ اِس دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے پر کھڑا تھا کسی بیدین نے اُسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھ کر ازراہ تضحیک بہت ادب سے کہا کہ بندگی صاحب۔ اُسکے جواب میں صاحبزادے نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے تم السلام علیک کہو وہ شخص یہ جواب ایک چار سالہ بچے کے مونہہ سے سنکر دنگ ہوگیا کہ جن کے بچوں کی ایسی توحید ہے تو پھر بڑوں کا کیا کہنا ہے ٭

شہر مدراس میں آپ کے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانوں اور نصوصاً پیرزادوں وغیرہ نے (جنکی روزی میں توحید و اتباع سنت کے پھیلنے سے خلل پڑتا ہے) بڑا ہلہ کیا۔ مگر مولوی صاحب نے سوائے صبر اور تحمل کے اور کچھ نہ کیا بلکہ بلوائیوں کے واسطے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خداوند تعالیٰ تو نے مجھ کو بہت نعمتیں بخشی ہیں بعض مسلمان بھائی اُن نعمتوں پر حسد کرتے ہیں سو تو اُن کو بھی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتوں سے سرافراز کر تاکہ اُن کا حسد دفع ہووے۔ ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت جو آپ کے زنانے میں آیا جایا کرتی تھی آپ کو زہر بھی دینا چاہا تھا مگر وہ زہر آلود کھانا آپکی ایک لڑکی کے کھانے میں آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہ کر بفضل الٰہی پھر اچھی ہوگئی۔ مولانا صاحب کی بیوی نے یہ تعدی بلوائیوں کی دیکھ کر اُن کے واسطے بددعا کرنا چاہا تھا لیکن مولوی صاحب

نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جدِ امجد حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو زہر دیا گیا تھا تو انہوں نے سات تک پھیر کیا تھا کہ زہر دینے والوں سے انتقام بھی نہیں لیا تھا - نواب صاحب مدراس بھی جنگی ہو کے واسطے مولوی صاحب سے دعا کی تھی وہ باغوائے شیاطین مولوی صاحب کے دشمن ہو گئے - مولوی نان عالم خان بہادر صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ گیارہ سو روپیہ ماہوار اسی عداوت سے نواب صاحب نے بند کر دی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہو جانے کی پرواہ نہ کی اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے - بیوی بیگم بنت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب کی بہو تھی زیادتی کی گئی کہ کسی طرح اپنے عقیدہ توحید سے پھر کر حسبِ رواج قدیم مشرک ہو جاوے - مگر اس بہادر عورت جو الفرد باپ کی بیٹی نے اپنے خوبر نواب صاحب سے کہا کہ گو میں آپکی بیوی اور تابع فرمان ہوں مگر باوجود اس حال اور معاملہ کو اور مواخذہ آخرت ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ ہو گا اسواسطے میں آپ کے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہیں ہو سکتی - اس جواب باصواب کو سنکر نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا - کمانڈر انچیف کا ایک خانساماں جو آپ کا مرید تھا حسب ایما کمانڈر انچیف صاحب کے ایک عرضی لکھوا کر آپ کے دستخط کرانے کے واسطے آپ کے پاس لایا کہ آپ نے دستخط نہیں کیے بلکہ اُس عرضی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالہ کرو - آخر محافظ نواز نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے میں یہ سمجھایا کہ مولوی صاحب کے مدراس میں زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف اُن کو گزند نہ پہنچائے اسواسطے بہتر یہ ہے کہ جلد یہاں سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں - آخر پولیس نے وہی کارروائی کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت مادہ واپس پہنچ گئے - یہ واپسی اخیر ۱۲۵۲ھ ہجری میں ہوئی - ۱۲۵۳ھ ہجری تک آپ اسی کام ترویج ہدایت میں مصروف رہے اور ۱۲۵۹ھ ہجری کو معرکہ بالاکوٹ کے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوئے اور مولانا شہید سے جا ملے +

مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن مُلّا محمد سعید بن قاضی احمد اللہ بن مُلّا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن مُلّا علام رسول بن جناب مولانا فخر العلماء صوفی زمان زاہد دوران مخدوم جہان مُلّا شکر اللہ اُستاد و مرشد شاہزادہ والا تبار مرزا محمد معظم خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر معروف بہ اورنگ زیب بادشاہ دہلی - آپ کا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم احمد یحییٰ مُنیریؒ تک پہنچتا ہے - جو قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی نسل سے ہیں +

آپ ۱۲۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے جب حسبِ معمول شرفاء ہند آپ کو چار برس کی عمر میں مکتب میں بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبوں میں سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے - سات برس کی عمر میں آپ کو یہ لیاقت ہو گئی تھی کہ اُس معمولی میانجی کو جو آپکے پڑھانے کے واسطے مقرر تھا آپکی مشقی نہ ہوتی تھی - آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا - بارہ برس کی عمر میں آپنے مختصرات سے فراغت حاصل کر لی - اسوقت آپ کے والد آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے (جو بڑے ذہین اور ذکی اور معقول کے اُستاد تھے) سپرد کیا - پندرہ برس کی عمر میں آپکی شادی مولوی سید محمد کاظم علی صاحب - مکان لبنہ پٹکھولی ضلع آرہ شاہ آباد کی بیٹی سے ہو گئی تھی - یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عزتی طور پر ہوئی تھی شادی کے بعد بھی آپ درس تدریس میں مصروف رہے یہانتک کہ مشغول تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لے گئے - اور وہاں مولانا محمد شرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا - قریب چار سال کے آپکی صحبت میں رہ کر اسی اثنا میں حضرت سید احمد صاحب رفیق افروز قلعہ ہوئے اور ہزا - ہا عالم

اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سیّد صاحب کے آپکی خدمت میں بھیجا۔ اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ میں تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مولوی عبدالحیؒ اور مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نے سیّد صاحب کو پیر میاں بنا رکھا ہے جب تخلیہ میں ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سیّد صاحب کی ظاہر ہو جاویگی۔ سیّد صاحبؒ نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو منظور کر لیا اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی۔ چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت میں وقت مقررہ پر حاضر ہوئے اُسوقت تخلیہ ہو گیا سوائے ان دونوں عالموں اور سیّد صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے۔ سیّد صاحب نے دو گھنٹہ کامل اسکا بیان اس وضاحت کیساتھ بیان فرمایا کہ ان دونوں مولویوں کی روتے روتے ڈاڑھیاں تر ہو گئیں بعد ختم ہونے بیان کے انہوں نے ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کرکے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اُسی دن کو مولوی ولایت علی صاحب کا رنگ بدلگیا۔ جب سیّد صاحب بارادۂ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو اُسکے پہلے مولوی ولایت علی صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور عزیزوں کو لکھ کر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپکے بیعت حاصل کرلو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہیں ملیگا۔ چنانچہ بموجب اُسی تحریر کے آپ کے والد ماجد و جناب شاہ محمد حسین صاحب سیّد صاحب سے جاکر ملاقی ہوئے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سیّد صاحب کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہ ہو سکے۔ جب مولوی ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نہ کرنے کا حال آپکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور ساری کیفیت اور کرامات سیّد صاحب کی جو لکھنؤ میں مشاہدہ کی تھی آپنے لوگوں سے بیان کی تب ہر ایک کو بدرجۂ غایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا۔ مولانا صاحب نے اُسیوقت سے جمعہ اور جماعت اپنے ہاں قائم کرکے وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصے کے بعد سیّد صاحب بھی حج کرکے واپس تشریف لے آئے اور دوبارہ پٹنہ میں رونق افروز ہوئے۔ شہر مونگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب آپکی پیشوائی کو تشریف لے گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے سیّد صاحب کی مع سارے قافلے کے دعوت کرکے آپ کو اپنے گھر پر لائے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتوں اور بچوں کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی۔ دوسرے روز اسیطرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلے کی دعوت کرکے آپ کو اپنے مکان پر بلایا اور اپنے سارے خویش و اقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی سیّد صاحب نے شاہ صاحب کو خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی۔ تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر میں دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا۔ اُسی مجلس میں مولوی احمد اللہ صاحب کا نکاح صبیۂ کلاں جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے ہوا۔ جب سیّد صاحب پٹنہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سیّد صاحب کے ہو گئے اور اِس دُنیا ناپائدار اور اسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے۔ تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی صاحب زوج خواہر عمّاتی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی قمرالدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سیّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوئے اوائل عمر میں بڑے بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکوں کا سا تھا۔ کاکلیں آہن ناب پشت پر پڑی ہوئیں اُونچی چولی کا انگرکھہ مغرق بہ زر اور چوڑی دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ آپکے نانا رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبہ بہار کے تھے

بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ رشمین یا زرین لباس یا ڈھاکے کی جامدانی اور زرین زیب کا جوڑا آپکے زیب تن رہتا تھا۔ خوشبو اور عطریات کا بھی آپ کو بڑا شوق تھا۔ سونے کی انگوٹھیاں اور چھلے ہاتھوں میں پڑے رہتے تھے۔ لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ایک ساعت کے اندر ان کا حال بدلگیا۔ حین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت میں بھرتی تھے۔ اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے۔ مولانا شہیدؒ نے اپنی جماعت میں انکو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔ مگر مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزہ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے تھے۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خمر حُبّ ایمانی سے مخمور ہو کر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور اپنے سر پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔ کھانا اپنے ہاتھوں سے پکاتے۔ مٹی گارے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا میں مشغول رہتے انہیں ایام میں جب آپ تحصیل حُبّ ایمانی میں بمقام بریلی مصروف تھے مولوی فتح علیصاحب آپ کے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت میں رہتا تھا چار سو روپے نقد اور دس پندرہ جوڑے عمدہ کپڑوں کے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپ کے پاس بریلی کو روانہ کیا۔ جب وہ نوکر مع اسباب غیرہ کے بریلی میں پہنچا تو اُسنے قافلہ میں جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کر رہے ہیں۔ وہ نوکر دریا کے کنارے پر پہنچا وہاں بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام میں لگے ہوئے تھے اُن میں مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند زنگا ہوا باندھے ہوئے اور گارے میں لتھڑے ہوئے اپنا کام کر رہے تھے۔ ان ایام میں آپکی صورت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ اُس قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپ کا خدمتگار تھا آپکو نہیں پہچانا۔ خود مولوی ولایت علی صاحب سے اُسنے پوچھا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا بھی نام ہے۔ اُس نے بہت غصے ہو کر کہا کہ میں تم کو نہیں کھوجتا۔ میں اُن ولایت علی کو کھوجتا ہوں جو مولوی فتح علی صاحب عظیم آبادی (صادق پوری) کے چیلے صاحبزادے اور ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی صادق پوری ولایت علی تو میں ہی ہوں۔ وہ نوکر اور بھی خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے ہنسی کرتے ہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ میں تلاش کرو۔ جب وہ اُدھر طرف گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کیطرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص ہیں جسنے تم دریا کنارہ پر بات کرا ئے ہو۔ تب وہ دوبارا آپکے پاس آیا اور اپنی حیارت پر نادم و پشیمان ہو کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی۔ آپنے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے۔ اُس نے وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط آپکے حوالے کیے اور عرض کی کہ ان عمدہ کپڑوں کو پہنئے اور روپیوں کو اپنے خرچ میں لائیے۔ کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ نہ ہونے خرچ کے آپکی ایسی صورت سیرت ہو رہی ہے اسلیے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کر کے اُسنے زار زار رونا شروع کیا۔ آپنے اُسکی تسلی کر کے اُسکو چپ کیا۔ جب رات ہوئی آپ وہ سب کپڑے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوئے آئے تھے ویسے کے ویسے ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور اُن سب کو آپ کے سامنے رکھ کر خاموش اُٹھ کر چلے آئے اور دوسری فجر کو اُسی دیرینہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے۔ تین چار روز تک وہ نوکر وہاں رہ کر اسباب کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا آمدہ پٹنہ اپنا زیب تن کر کے میرے پژمردہ دل کو خوش کریگے لیکن اُس نے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت میں ذرا بھی تغیر نہیں ہوا۔ آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو رخصت کر دیا۔ اُسنے

یہ ساری کیفیت پٹنہ میں آکر بیان کی جس کے سُننے سے صاحبدلوں کو سُرور اور بیخبروں کو رنج ہوا ؎

دیوانۂ کنی ہر دو جہانش بخشی　　دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

اِس کیفیت کو سُنکر مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین آپ کے چھوٹے بیٹے کے خود بریلی میں پہنچے - اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت میں رہ کر فیضیاب ہوئے +

اسوقت واسطے جہاد اور مقابلہ رنجیت سنگھ والیے پنجاب کے تمام ہندوستان میں تعبیر عام ہوگئی اور سید صاحب مع جملہ مجاہدین ملک یاغستان کو کوچ کر نیوالے تھے اسواسطے سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبر سنی اور مولوی فرحت حسین کو بوجہ صغر سنی پٹنہ کو واپس کر دیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی +

مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دو حقیقی بھائیوں اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت داروں کے ہمراہ رکاب سید صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہوگئے - جب خراسان میں پہنچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع ہوا تو اسوقت سید صاحب نے ہر ایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیروں میں ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ والیے کابل اور دوست محمد خان اُسکے وزیر کے پاس مع مراسلوں کے بھیجے گئے تھے - جب آپ کابل میں پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امراء کابل بہت تعظیم اور توقیر سے پیش آئے - ایک عمدہ شاہی مکان آپ کے رہنے کیواسطے مقرر کر دیا - قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل میں رہے روزانہ وعظ و نصیحت توحید اور اتباع سُنت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے - اور پنجاب کے سکھوں نے جو جو ظلم مسلمان رعایائے پنجاب پر کیے تھے اُن کو خوب واضح کر کے سُنایا اور حمیت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا - ایک روز اثنائے وعظ میں بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ بزبان فارسی میں دربارہ ردّ شرک آپ نے بناکر پڑھ دیا - اِس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا - چند ابیات اُس قصیدہ کے بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں - ؎

فرمود رسول آشکارا	من نیز بر ادرم شمارا	ہرگز نہ عبادتم نمائی	نہ غوث و قطب انبیارا
من مشکل خود نمی کشایم	بر غیر مرا کجا بُرد یارا	طاقت نبود سوائے ایزد	درویش و فقیر و اولیارا
کار یاکاں دُعاست لیکن	تبدیل نمی کند قضارا	جُز حق نبود کہ دست گیرد	مسکین و غریب و بینوارا
مخصوص بحق بود عبادت	با بندہ بس ست یک مدارا	غیر از در شاہ بندہ پرور	پیش کہ بریم التجارا
ہم درد تو دادۂ خدایا	ہم از تو طلب کنم دوارا	تو مشکل دشمنان کشائی	تا چند گذاری آشنارا
جُز ذات خدا بپیش دیگر	ہرگز نہ بریدما جرارا	تو بندۂ بندگاں چرائی	بگذاشتی در خدارا
حاجت طلبی بغیر مولا	عیب ست غلام با وفارا	ہر کس کہ شریک با خدا کرد	در دوزخ دنار ساخت جارا
از شرک گریز صد منازل	دوزخ دہم ممکن گوارا	فرمود خدا کہ مُردہ دگر	نشنید کسے ز کس ندارا
فریاد کنید آن خدارا	کاں مے شنود ز تو دعارا	تابوت و نشان و قبر نیزہ	ایں جملہ بنیل سنگ خارا
در قبر بود سوال اعمال	پُرسند نہ حال کربلارا	عالم بہ نماز و روزہ مغرور	شرک و کفرش گرفت پارا
مشرک شدہ زاہد و مشائخ	گیرند بر ائے زر ریارا	صد حیف کہ عالمان بیدین	کردند شعار خود دغارا
قرآن و حدیث را بپوشند	تبدیل کنند مدعارا	اے مومن پاک ای مسلمان	گر خواستی رہ رضارا
	قرآن و حدیث البسر بنہ	بگذار کلام ماسوارا	

جب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اسوقت سیّد صاحب کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی ملکوں میں بھی کوئی ہادی بھیجکر دین حق کی ترویج کرنی چاہیئے سو اس کام کے واسطے مولوی محمد علی برادر خورد مولوی حیدر علی صاحب رامپوری جنکا سوانح اوپر تحریر ہوچکا ہے اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا یہ سوانح ہے تجویز کیے گئے۔ ان دو بزرگوں کو اپنا خلیفہ کرکے الغرض ترویج دین حق بہاک دکن آپ نے روانہ کردیا۔ یہ دونوں بزرگ سیّد صاحب کے عاشق تھے اُن کو ہرگز سیّد صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی۔ اُنہوں نے بہت معذرت کی اور اس خدمت سے معافی چاہی لیکن سیّد صاحب نے منظور نہ فرمایا بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپ کو تحفہ کرکے اٹھاتے ہیں (جس فقرے کے غالباً یہ معنی ہیں کہ اس تحفہ سے بہت سے پودے پیدا ہوکر یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا) آخر کو یہ دونوں بزرگ بچشم گریاں و دلِ بیتاب بجا آوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری سمجھ کر وہاں سے ہندوستان کو واپس آئے۔ ہندوستان میں پہنچکر ان دونوں بزرگوں نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب روانہ راس ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ بڑے حضرت حیدرآباد دکن اور یہی کیطرف رہگیر ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کیں اُنکا ذکر تو اوپر ہوچکا اور مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ بڑے حضرت اوّل حیدرآباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت شروع کی۔ اس شہر کے ہر گلی کوچہ میں آپ کے وعظ کا شہرہ ہوا۔ نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب ناصر الدولہ والیٔ حیدرآباد نے بھی آپکے وعظ کا شہر سُنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے آپکے پاس روانہ کیے۔ جب وہ عالم آپکی مجلس میں حاضر ہوئے اور چند سوالوں کا جواب باصواب پایا تو وہ لوگ وہیں آپ کی بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیوں کو جاکر بیان کیا۔ نواب صاحب نے آوردہ عالم جو انکے دربار میں نہایت معزز اور علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ دوسرے مولوی بھی آپ سے ہمکلام ہوکر فوراً بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیوں کو بیان کیا اسوقت نواب صاحب کو بڑا شوق ہوا۔ فوراً آپکی دعوت کرکے آپ کو مکان میں بُلالیا۔ اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا آپ سے چند سوال کرکے اپنا اطمینان کرلیا۔ پھر آپ کا وعظ سُنا اور بیعت سے مشرف ہوگیا۔ بڑے حضرت نے نواب صاحب کو پابندی شریعت اور ترک محرمات کی نہایت تاکید کی۔ اُس روز سے نواب صاحب کا بھی رنگ بدل گیا۔ نواب صاحب کے گھر میں دو دو درجن سے زیادہ بی بیاں تھیں انہوں نے اسوقت چار بیویوں کو اپنے نکاح میں رکھکر باقیوں کو طلاق دیکر اپنے مصاحبوں سے شادی کرادی اور تمامی منہیات شرعی کو اپنے دربار سے دُور کرکے مثل متقیوں اور پرہیزگاروں کے رہنے لگا +

بڑے حضرت حیدرآباد اور اسکے اطراف میں برابر دورہ سیر کرتے رہے اور اُس ملک میں لاکھوں آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ حیدرآباد میں بڑے حضرت نے ایک نبیرہ سیّد حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ حیدرآباد ہی میں مولوی عبداللہ صاحب پسر کلاں بڑے حضرت کے ۱۲۴۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اسکے بعد بڑے حضرت یہی اور سورت کیطرف تشریف لے گئے۔ آپ ملک دکن ہی میں تھے کہ یاغستان میں معرکہ بالاکوٹ میں جہاد کا کام تمتر شہر ہوکر حضرت سیّد صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اُدھر عظیم آباد میں مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپ نے وہاں سے طرف عظیم آباد کے مراجعت کی اور اثنائے راہ میں جبل پور اور برہان پور اور نرسنگھ پور و کنڈوئی و سیونی وغیرہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے دو برس کے عرصہ میں مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان میں پہنچے عظیم آباد پہنچکر رحمت اللہ نام پسر دوئمی آپ کے پیدا ہوئے۔ آپ نے عظیم آباد پہنچکر وعظ و تبلیغ شرک و کفر و بدعت کا کرنا شروع کیا اور آپکے عزیزوں کو باستماع خبر شہادت سیّد صاحب کے پامردگی ہوگئی تھی اُن کو بھی آپنے کلمات طیبات سے تر و تازہ کیا پھر سبھوں نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی۔ مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ معاش واقع لینا

پٹھ کولی ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبرگیری میں حیران پریشان پھر رہے تھے اُن کو اُس سے چھڑا کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید صاحب کو جو آپ کے ماموں ہوتے تھے محلہ تنوہیکی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کر کے جمعہ جماعت کی تاکید کی اور دو روز سہسرام وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نواب فخر الدولہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا کہ جمعہ کو وہاں تشریف لیجا کر آپ وعظ فرمایا کرتے۔ قریب دو برس کے آپ عظیم آباد میں رہے اس عرصہ میں ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا۔ بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ ملک بنگال میں دورہ کر کے خلقت کو ہدایت کرتے رہے۔ پھر عزیمت سفر حج کی کر کے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ میں پہنچے۔ بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک یمن میں روانہ ہو گئے اور تمامی اطراف یمن اور نجد و اسیر و مسقط و حضرموت و سواکن و مخا و حدیدہ میں دورہ و سیر کرتے رہے اور قاضی علی شوکانی سے ملاقات کر کے سند حدیث کی اُن سے لی اور شرح الدرۃ البہیہ وغیرہ چند کتابیں اُن کی تصنیف سے اُن سے لیں۔ اسی دورہ و سیر میں آپ کا پسر دوم رحمت اللہ نام کا انتقال ہو گیا اور اُس کا نعم البدل مولوی ہدایت اللہ پسر سوم بمقام حدیدہ آپکے ہاں پیدا ہوئے۔ جب بعد چند سال کے آپ ملک عرب سے مراجعت کر کے بمقام کلکتہ پہنچے تو عبد الرحمن پسر چہارم آپ کے یہاں تولد ہوا۔ کلکتہ سے چلکر ملک بنگالہ کی دورہ و سیر کرتے ہوئے اپنے بھائی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک بنگال میں تھے ساتھ لیکر عظیم آباد میں پہنچے۔ عظیم آباد میں پہنچکر مولوی عنایت علی صاحب کو واسطے مقابلہ گلاب شکوہ وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگوں کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ اِنہیں دنوں کا ذکر ہے کہ امیدن حکیم عبید و صاحبزادہ حکیم قادر بخش صاحب کن محلہ دیوان گوڑہتہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور وعظ سننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد میں تشریف لائے اور آپکا وعظ سنا بموجود وعظ سننے کے حکیم عبید و صاحب کا رنگ بدلگیا بعد ختم ہونے وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عرض کیا کہ کل آپکی دعوت ہے غریب خانہ کو اپنے قدم کی برکت سے رفیق دیگر ماحضر تناول فرمائیں۔ آپ نے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت ہے یا ہمارے ہمراہیوں کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ سمجھ کر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیوں کے تشریف لائیں۔ خیر حکیم صاحب رخصت ہو کر اپنے گھر چلے گئے۔ اور دوسرے دن کوئی آٹھ دس آدمیوں کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کرایا۔ ادھر مولوی صاحب مع تین سو آدمیوں کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر پہنچے۔ حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیوں کو دیکھا تو رنگ فق ہو گیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہو کر دل میں کہنے لگے کہ اسوقت اتنے آدمیوں کا کھانا کس طرح تیار ہو سکیگا۔ بڑے حضرت نے آپکے چہرے کے رنگ دیکھ کر فراست سے معلوم کر لیا کہ ان پر کوئی مشکل پڑی ہے۔ حکیم صاحب کو تخلیہ میں بُلا کر حال پوچھا۔ حکیم صاحب نے کل کیفیت عرض کر دی۔ تب بڑے حضرت نے انکی بہت دلسوزی دلاسا دی اور کہا کہ بیر اُمرت ذرا وہ کھانا مجھ کو دکھلاؤ۔ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ میں گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل ماحضر کے فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہو گیا تو اپنے ایک بڑی چادر منگا کر اُسپر دھانک دی اور ہر ایک کھانے میں سے کچھ کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرما کر اپنا پس خوردہ اُس میں ڈالدیا اور برکت کے واسطے دُعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے نکالکر لوگوں کو کھلانا شروع کرو۔ چنانچہ حکیم صاحب نے موجب حکم آپ کے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ تھے سب نے سیر ہو کر کھالیا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا۔ حکیم صاحب یہ کرامت بڑے صاحب کی دیکھ کر بڑے معتقد ہوئے۔ اسوقت تک یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہیں۔ اِنہیں دنوں میں نواب مبارز الدولہ حیدر آبادی اور اُنکے بھائی ناصر الدولہ میں آن بن ہو کر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہو گئے۔ اِس بعد سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدر آبادی مع اور چند علماء کے بھاگ کر عظیم آباد پہنچے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے اُن کو بہت

خاطر ادبی سے اپنے مکان میں رکھا اور پھر ہر ایک کو خلعت خلافت کا عطا کر کے بنگال اور اڑیسہ اور الہ آباد وغیرہ کو روانہ کر دیا۔ انہیں دنوں میں مولوی احمد اللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب مولوی یحییٰ علی صاحب مولوی الٰہی علی صاحب ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑی حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبد الکریم بالکل بچپن میں آپکے یہاں پیدا ہوئے۔ مولوی عبد الکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدر آباد دولی کا انتقال ہو گیا۔ اس عرصہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب بھی آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا (جسکے شوہر مولوی قمر الدین صاحب معرکہ بالاکوٹ میں شہید ہو چکے تھے) نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا۔ یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانوں میں ہوا۔ اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد اور اسکے اطراف میں ہوا۔ اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس سنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزاروں بیواؤں کے نکاح کرا دیے۔ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے چھٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن صبیہ مولوی الٰہی بخش سے پیدا ہوئے۔ مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہاں مکان پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبد اللہ صاحب اپنے بڑے صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہیں چھوڑ گئے۔ بالاکوٹ میں پہنچکر معلوم ہوا کہ مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والیے کشمیر سے کارزار میں مصروف تھے۔ بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے آپ نے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کر لی۔ وہاں پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ میں مصروف رہے۔ اس اثنار میں ملک پنجاب کو رنجیت سنگھ انگریزی کے تصرف میں آگیا تھا۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ میں آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی اُن سے نہ لا سکا تو اول اُس نے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی نہیں ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانوں کو جو تیری رعایا ہیں تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات مذہبی ادا کرنے نہیں دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بچانے خاطر اُن مظلوموں کے ہم تجھ سے لڑتے ہیں۔ سو تو مثل رعایائے انگریزی کے اُن کو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک میں علانیہ ہونے دے۔ یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھ کو واپس دیکر تابعیت تیری جاگیری میں رہینگے۔ اُس نے بوجہ تعصب اور نخوت کے ان شرطوں کو قبول نہیں کیا اور وہاں سے مایوس ہو کر سرکار انگریزی کیطرف رجوع کر کے اعانت کا خواہاں ہوا۔ اُسوقت سرکار انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں ہے۔ اسوقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہذا آپکو چاہیئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد آنگیو صاحب اور لمہرن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے اعانت ہمراہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ اُنھوں نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنا لشکر کا قیام کر کے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگوں کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کر کے ایک روز مقررہ میں سائے ملک مفتوحہ میں غدر کرا دیا۔ اُس روز جا بجا آپکے عمال اور اہالیان پلیس قتل کیے گئے اور سید صادق شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی ہونا ہو گیا۔ تب مولوی صاحب نے اُس ملک کو ترک کر کے سوات کے ملک میں سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ سے سوات تک جانے میں سات

کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے افسرانِ فوج انگریزی سے گذر جانیکی اجازت چاہی۔ اُنہوں نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرار نامہ لکھ کو بھیجدیا کہ با امن امان آپکو سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات میں جانیکی اجازت ہے۔ تب یہ دونوں حضرات مع لشکر مجاہدین اور روہیلوں کے جو انکی نوکری میں تھے ملک کا خان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ ہوکر جب سرکاری عملداری میں پہنچے تو فوج انگریزی نے اُن کا محاصرہ کرلیا۔ اور وہ فسرز فوج جنہوں نے با امن امان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہوگئے اور موجودہ کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہد نامہ کو اس دلیل سے کالعدم کردیا کہ اُن افسروں کو ایسا عہد کرنیکا اختیار حاصل تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہیں کی تھی اسواسطے اسکی تعمیل ہمپر ضروری نہیں ہے۔ اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو خلافِ مصلحت نہ سمجھ کر اطاعت افسرانِ سرکار انگریزی کی اختیار کرلی۔ اُن افسروں نے اِن کو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور کے روانہ کردیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی اِن حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات کو چلے گئے اور مقام ستھانہ جاکر مقیم ہوگئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو آدمیوں کے تھے اور میر اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونوں حضرات مع فوج و توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور میں پہنچے۔ اُن ایام میں جان لارنس صاحب بہادر اور چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے۔ چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھکر مولوی صاحب کا استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے اُنکو لاہور میں لائے اور بہت تعریف و مدح شجاعت اور مردی ان حضرات کی کرکے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونوں حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونوں حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائیں۔ اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ فروخت کرکے روہیلوں کی بقایا تنخواہ دیکر اِن کو برخاست کردیں۔ اسوقت صرف قریب پانسو مجاہدین کے اُنکے ساتھ رہ گئے تھے۔ سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایک ممبر گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے مولوی صاحبوں کی مع کل مجاہدین کے دعوت کی۔ دوسرے روز صاحب ممدوح نے خود اپنے خرچ سے سارے قافلے کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب پنشنر چیف کمشنری پنجاب کے تھے دعوت کی۔ بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام واکرام مولوی صاحبوں کو مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچادیا۔

جب یہ حضرات پٹنہ میں پہنچے تو اوّل صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے۔ اُس وقت تمام شہر انکے دیدار کیواسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا۔ صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر انکا استقبال کیا اور اندر لیجاکر کرسیوں پر بٹھلایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دو وقتوں آدمیوں سے دو دو سو روپے کا مجلکہ بعیادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہوکر داخل ہوگئے پھر وہاں سے آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ میں مصروف ہوگئے۔ بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگوں کو توجہ دیتے اور نو آموز لوگ اسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے کیے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبداللہ صاحب پسر کلاں حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے سب طلبار اور علمار اور فضلار ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جس کا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر بیٹھتے اُسوقت عمدہا مُرید واسطے سُننے اِس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا۔ بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف

یہ منجھلے حضرت دوسرے بنگالہ کو تشریف لیگئے۔ اس اثنار میں مولوی اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ دبائی انتقال ہوگیا اُن کی بیوہ کا جو صاحبزادی خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدت منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہوگیا۔ یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان میں تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا۔ اُس وقت تمام اہل برادری اور مُرید جمع ہوئے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی۔ اس نکاح میں دو سُنت نبوی پر عمل ہوا ایک تو سنت نکاح ثانی۔ دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت بروقت نکاح وہاں موجود نہ تھے صدہا کوس کے فاصلے پر ملک بنگال میں تھے۔ یہاں اُنکی طرف سے نیابتہً بڑے حضرت نے ایجاب قبول کیا اور جیسیکہ نجاشی بادشاہ حبش نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرکے اُن کو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو کشتی پر سوار کرا کے مع چند ہمراہیاں معتمد اور محرم کے منجھلے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کردیا۔

انہیں دنوں میں جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر میں برکت بڑے حضرت کے شروع ہوا فرقہ مقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازیپوری کو حط بھیجکر بواسطے مقابلہ اور مباحثہ الحدیث کے بلایا اور اسی وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو میں اہلحدیث کو مغلوب کردوگے تو دو ہزار روپیہ تم کو دینگے۔ مولوی محمد فصیح صاحب بطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوئے۔ مولوی منور علی صاحب اور نیز شمس العلماء مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ سے منع کیا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیوں کی دعوت کی اور بہت سے علماء اور فضلا اور خاص عام شہر کے بھی جمع ہوئے۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان میں پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام میں گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور خواہ نخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے۔ مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے میں لیجاکر بڑے حضرت نے بحاضری چند خاص لوگوں کے اُن سے فرمایا کہ میں حنفی المذہب ہوں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہو کہ اگر کوئی حنفی کسی صحیح صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا۔ بطوائے قول امام علیہ الرحمۃ (اَتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ میں ترک کردو) یہ رفع یدین اور آمین بالجہر سُنت ہیں اور اگر سُنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک ثابت ہو۔ جب یہانتک بڑے حضرت فرماچکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ ان کا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے۔ اُسیوقت تصانیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاخر الدین صاحب الہ آبادی وغیرہ وغیرہ پیش ہوئیں۔ بعد ملاحظہ اُن کتابوں کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب حق پر ہیں اور ترجیح بدلیل پاکر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا۔ جب تخلیہ میں یہ بات طے ہوچکی تو بڑے حضرت مع مولوی محمد فصیح صاحب کے مجمع عام میں تشریف لائے وہاں مولوی محمد فصیح صاحب نے باواز بلند پکار کر فرمایا کہ یہ لوگ حق پر ہیں جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ اِن کا مذہب ہے ہم دونو ایک ہیں۔ اُسیوقت جلسہ برخاست ہوگیا۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان سے رخصت ہوکر محلہ لودی کٹرہ اپنے جائے قیام پر تشریف لیگئے تو اُنکے مریدوں نے اور خاصکر اُن لوگوں نے جنہوں نے اُن کو دو ہزار روپیہ دینے کرکے بُلایا تھا بہت شور وغل مچایا اور کہا کہ آپ نے منسی کرادی اور پھر اُن کو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد ہوگئے اور اُن لوگوں نے یہ چاہا کہ اِس دفعہ تخلیہ میں بحث نہ ہو ہمارے سامنے جلسہ عام میں گفتگو ہو اور مولوی محمد فصیح صاحب اور نیز چند دیگر علماء اسد فہ انکی تائید کیواسطے مقرر ہوئے۔ آخر مولوی محمد فصیح صاحب مع معاونین یہ ارادہ

بحث دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لائے اور از سر نو جلسۂ عام میں بحث شروع ہوئی۔ بڑی حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو اُنکے مقابلے کے واسطے مقرر کرکے آپ وہاں سے علیحدہ ہوگئے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی حکیم ارادت حسین صاحب کتابیں کھول کھول کر مقامات مبحوث عنہ دکھلانے لگے۔ الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اول کے پھر معترف اور مقر ہوئے۔ اُسوقت اُنکو کہا گیا کہ اپکا زبانی اعتراف اور اقرار معتبر نہیں ہوا اس اقرار کو ضبط تحریر میں لانا چاہیئے۔ چنانچہ وہ کل مباحث بطور مختصر اُسی وقت لکھے گئے۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب الا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کرے تو وہ اپنے امام کی تقلید سے خارج نہیں ہوتا۔ اُسی مجمع میں مولوی محمد فصیح صاحب نے اس کاغذ پر مُہر کردی۔ ہر چند مولوی واعظ الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کرکے اُنکو مُہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد فصیح صاحب ایسے بیدھب پھنسے تھے کہ سوائے مُہر کرنے کے اُنکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی +

اِس قیام شہر پٹنہ میں بڑے حضرت نے ایک اَور سُنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہاں کے شریفوں دستور تھا کہ جب کہ زوجۂ اوّل زندہ ہے کوئی برادری والا اُسکی دوسری شادی کیواسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا۔ اِس رسم خلاف سنت کے توڑنے کے واسطے بڑے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی اپنے خسر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرادی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھیں۔ دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زوجۂ اوّل کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کرادی۔ یہ دونو شادیاں بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئیں اور تمام برادری جمع کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اُٹھوا دیا +

بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے بڑے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا۔ اِس ملک ہندوستان میں واپس آنے کا بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا۔ اکثر دو پہر رات کو اور راتوں کو زیر آسمان کھڑے ہوکر اور سجدے میں سر رکھکر نہایت بیقراری اور اضطراب کے ساتھ اِس ملک سے نکلنے کی دُعائیں کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر بڑے درد دل ترنم فرماتے ؎

اب کے مت نکالو مجھے گلستاں سے ۔۔۔ میرا دامن بندھے تو باندھ دو گُل کے گریباں سے

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پورے ہونے میں چند مہینے باقی رہے تو آپ نے اپنے دولتخانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور صندل میں عمدہ عمدہ گھوڑے خرید کر باندھ دیئے اور عمدہ عمدہ رنگ ترنگ سے کبوتر خانہ بھر دیا۔ دیکھنے والوں کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دُنیا میں پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور آرایش کو چھوڑ کر نہ جاوینگے۔ لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اِس دولت دُنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چلدیئے۔ مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کرکے اور گاڑیوں پر لدواکر مع عیال و اطفال کے چلے آؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آراستگی مکان سے بھی آپ کو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے اسباب طرب و نشاط کو دفعتہً چھوڑ دینا نفس پر دشوار ہے یا نہیں۔ آپ پٹنہ سے روانہ ہوکر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڈھانا میں جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہاں ایک ہفتہ تک قیام کیا۔ اِس عرصہ میں مولوی عبداللہ صاحب بھی مع عیال و اطفال کے وہاں پہنچگئے۔ جب شہر والوں کو آپ کے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہاں جاکر آپ کے شریک سفر ہوگئے۔ جب آپ گوڈھانہ سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیوں کے آپکے ساتھ ہوگئے تھے۔ گوڈھانہ سے چلکر موضع کوئلور میں جو سُون دریا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا۔ حاجی امام علی صاحب مَیس کوئلور نے آپکی دعوت کی تیاری کی مگر آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیا کچھ ستو آپکے یہاں نہیں ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہیں وغیرہ کہنے کے واسطے ہم لوگ

اپنے گھروں میں ستو تیار رکھتے ہیں - آپنے فرمایا کہ دعوت کا لمبا چوڑا کھیڑا مت کرو وہی ستو لاؤ - اُنہوں نے لاچار ستو حاضر کر دیے - آپ نے بڑی بڑی مٹی کی ناندوں میں جو بیلوں کے کھانے کے واسطے وہاں موجود تھیں بعد صاف و پاک کرانے کے اُس ستو کو اُن میں کھلوایا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل و عیال کے وہی ستو کھلایا - وہاں سے کوچ کر کے آپ آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت علیصاحب کے مکان میں فروکش ہوئے - چودھری صاحب بڑے ذی مقدور آدمی تھے اُنہوں نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا - بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اگر آپ ہم کو آرام دینا چاہیں تو جو میں کہوں اُسکو قبول کیجئے - چودھری صاحب نے منظور کر لیا - تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو تھے اُنہیں کیواسطے کفایت کرے مع ایک دیگ کے ہم کو دیدیجئے - چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کر دی بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکوا کر مع اہل و عیال و اطفال خود سارے قافلہ میں تقسیم کر دی اور آرام سے سو رہے - وہاں سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے آپکو استقبال کر کے اپنے مکان میں لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا - ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہاں بہت نزدیک ہے اگر آپ وہانتک تشریف لیجا کر مراقبہ اور دعا کریں تو باعث کمال مشکوری کا ہوگا - بڑے حضرت نے منظور کر لیا اور وہاں تشریف لیگئے اوّل دعا مغفرت کی کی اور پھر مولوی تجمل علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا - مولوی یحیی علی صاحب نے مولوی محمد فصیح کے والد کی مراقبہ میں ملاقات ہو کر بہت سی باتیں ہوئیں - منجملہ ان باتوں کے ایک یہ بات بھی تھی کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح صاحب کو نہیں ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتا دیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے - بعد فراغت مراقبہ کے حبب مولوی یحیی علی صاحب نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس پتے پر وہ کتاب ملگئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑی حضرت اور مولوی یحیی علی صاحب کے بڑے معتقد ہو گئے - کہ دونوں وقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونوں حضرتوں کو کھلاتے اور بس خوردہ کو اپنے گھر میں لیجا کر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والوں کو کھلاتے +

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوئے ڈیڑھ برس کے عرصہ میں دہلی پہنچے - اگر آپکے ہر ہر مقام کے عجائب حالات اور کرامات کو یہاں درج کروں تو کتاب کو طول ہو جاویگا اسواسطے میں غازیپور سے حیرت لگا کر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلمانداز کر کے صرف دہلی کا کسیقدر حال سنانا چاہتا ہوں - دہلی میں قریب ایک مہینے کے آپ کا قیام رہا - کبھی جامع مسجد اور کبھی مسجد موتی میں ہر روز جمعہ آپ وعظ کرتے - دہلی میں آپ کے وعظ کا شہرہ ہو گیا - قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف و جوانب سے آکر آپ کے وعظ میں آکر شریک ہوتے - مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے اُستاد تھے آپکے مرید ہوئے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جاکر بیان کیے - بادشاہ اور زینت محل کیطرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اوّل تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل اور اُنکے اُستاد کے بنا چاری آپ نے قبول کیا - اُسدن بادشاہ نے دیوان خاص میں اجلاس فرمایا اور تخت شاہی کے نیچے فرش مکلف بچھوایا بڑے حضرت مع صاحبزادگان اور اہل قافلہ کے کہ قریب پچھتر آدمیوں کے ہونگے قلعہ میں تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اُتر کر لب فرش تک استقبال کر کے بڑے حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر ہر ادنی اعلی آپکے ہمراہیوں سے مصافحہ کیا اور پھر تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُسپر اکیطرف بڑی حضرت کو بٹھایا اور اکیطرف آپ بیٹھے اور باقی سب لوگ اُسی فرش پر بیٹھ گئے - ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی - اُسوقت صاحب رزیڈنٹ دہلی اور دیگر امراء اور وزراء اپنی اپنی جگہوں پر باقاعدہ کھڑے تھے - صاحب رزیڈنٹ اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچل ہلاتے تھے - بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی بڑے حضرت سے دریافت کی - آپ نے فرمایا کہ آپ ہی کے برگشتہ کا

عطیہ ہے گجس سے اسوقت تک گذر اوقات ہورہی ہو۔ یہ سُنکر بادشاہ آبدیدہ ہوئے۔ اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ وَّ زِیْنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌ الخ آپ نے اس آیت کے معنی بیان کرکے بے حقیقتی اور بے ثباتی دُنیا کا بیان اس ضاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھوں میں دُنیا اندھیرا ہوگئی۔ پھر جب آپ عَذَابٌ شَدِیْدٌ پر پُہنچے تو وزیر اعظم نے جُھک کر اپنے گوش مبارک میں عرض کیا کہ دوزخ اور عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے۔ بادشاہ کو اس کی رنج پہنچیگا اور بیان مستور ہو کہ جو عالم اور فاضل وعظ کہتے کہاتے ہیں وہ صرف جنت کا ہی بیان کرتے ہیں دوزخ اور اُسکے عذاب کا بیان نہیں کرتے۔ مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نہ کیا اور عذاب قبر اور ہنگامہ حشر اور دوزخ کا بیان ایسی صراحت کے ساتھ کیا کہ جسکو سُنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار مجلس بہت متاثر ہوئے اور زار زار رونے لگے۔ جب وعظ میں دنیا و دوں کی بے حقیقتی کا بیان ہوتا تھا اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ میں نے بھی کچھ اشعار ترکِ دُنیا کی بابت کہے ہیں۔ اُسوقت بڑے حضرت نے یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چُپ ہوتا کہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو سُننا چاہیئے اور اُسکے بیچ میں دوسری بات کرنا مجال بے ادبی ہے۔ یہ بات سُنکر بادشاہ چُپ ہوگئے۔ بعد ختم کرنے وعظ کے بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ اُن اشعار کو ارشاد فرمائیں میں اُن کا مشتاق ہوں۔ وہ اشعار ایک بند کاغذ پر لکھے ہوئے تھے۔ رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اُس بند کو اپنے ہاتھ میں لیکر اشعار پڑھنے شروع کیے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام۔ اسکے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ بادشاہ نے رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپکو موقع سجدا اور سام اور سادن جاوداں خیر مکانات شاہی کی سیر کراؤ۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب بڑے حضرت کے ساتھ گئے اور حضرت نے کل ہمراہیوں کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی اندرون قلعہ کی سیر کی۔ جب وہاں سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر پُہنچے تو قریب پچاس خوانوں کے انواع قسم کی نعمتوں اور کھانوں سے بھرے ہوئے بادشاہ کیطرف سے پُہنچے۔ اِس مقام وہاں میں بہت سے شاہزادے اور شاہزادیاں خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوئے۔ اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے علماء اور عالم فاضل درویش اور عوام مومنین آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اِن ایام میں دہلی کے لوگوں میں بابت حلت و حرمت اُلّو کے جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگ اِس جھگڑے والے بڑے حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور اُلّو کی حلت اور حرمت کا فتویٰ پُوچھا۔ آپ نے ایک دو معیّنین پر محل ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہوکر چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ بھائیو تم اُلّوؤں کے جھگڑے میں نہیں پڑا کرتا مجھے معاف رکھو۔

۲۹ تاریخ شعبان المعظم کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لا کر رہیں۔ ایک مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کردیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ سے ہم لوگ رمضان بھر شریک ہینگے۔ پھر بعد عید کے آپکو رخصت کرینگے۔ ادھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک ملاقی سے پوچھتے تھے کہ مولوی عبدالحق کیا نہ آئے اور کہاں سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے ہیں۔ اِسواسطے مولوی صاحب نے یہاں زیادہ ٹھیرنا مناسب نہ تصور نہیں کیا اور بادشاہ کو معذرت کر بھیجی اور اُسیوقت دہلی سے کوچ کرکے شام کو جھنجھانہ پاس۔ اگر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہاں سے کوچ کرکے منزل در منزل طے کرتے مہینے قریب اُدھیانہ کے پُہنچے۔ اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی کے انتظار میں وہاں ٹھیرے ہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد موصوف عنایت علی صاحب بھی وہاں آپُہنچے اور سب ملکر منزل در منزل بمقام شاہ آباد ملک یاغستان میں پہنچگئے۔ سید اکبر شاہ صاحب اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی جب ملک ہندوستان میں آپکی دوبارہ ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچگئے۔ پھر حضرت خروج

تعلیم وتلقین اپنے یاروں میں مصروف تھے - صدہا آدمی فجر کو مراقب بیٹھتے تھے توجہ دیجاتی تھی - پھر صدیا دتفسیر کا سبق ہوتا تھا - اسوقت یہ لشکر سلوک حب ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ ہو رہی تھی - کیونکہ پنجاب میں سوقت ایک ایسے عادل اور پے رُود و یا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس کی کیسطرح ممانعت بیجا نہ تھی - اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر ستھانہ سے کشمیر سرینگر دُور پڑ گیا تھا اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت میں آگیا تھا - مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم تھا اُنہوں نے جماندادخاں والے آپ سے یوہ اسکی شرارت کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی مگر بڑی حضرت نے اسبات کو منظور نہیں کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت میں تھا یہ بات مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چار سو آدمیوں کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے علیحدہ ہو گئے اور بمقام شکل تھانہ سیدعباس کے پاس جارہے اس عرصے میں بڑے حضرت کو عارضہ خناق ہو کر بماہ محرم ۱۲۶۹ھ ہجری چوسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا چنانچہ اُنکی تاریخ وفات یہ ہے -

ولایت علی رہبر دین حق — بماہ محرم چو زیر زمیں شد
بگو از سر آہ سال وفات — شدہ جائے سیرش بفردوس یک

بعد وفات بڑی حضرت کے مصمم حضرت امیر صاحب ۱۲۶۷ھ ہجری مطابق ۱۸۵۰ء میں انکا بھی انتقال ہو گیا ۱۲۷۶ھ ہجری میں یہاں ہندوستان میں چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اُنکے ایک برس بعد ۱۲۷۵ھ ہجری میں شاہ محمد حسین صاحب بھی عالم بالا کو وصال ہو گیا - اب ہندوستان میں بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین کے مولوی یحییٰ علی صاحب مقرر ہوئے - اور کام اور درس تدریس وجمعہ جماعت صادق پور اور ستھانہ یہ دونوں جگہوں کا انجام دینے لگے اور وہاں ستھانہ میں بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان مولوی ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوئے جو غالباً سوقت تک زندہ ہیں ۱۲۸۳ھ ہجری مطابق ۱۸۶۶ء کے غدر میں مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمداللہ صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت اسیر ہو کر کالے پانی پہنچے اور صادق پور کا گل کا رخانہ درہم برہم ہو کر مکانات سکونت نمکین زمین کھدوا کر پھنکا دیئے گئے - مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمداللہ صاحب کو وہیں کالے پانی میں انتقال ہو گیا - اور مولوی عبدالرحیم صاحب رہا ہو کر تاریخ ۱۲۸۶ھ میں اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحییٰ علی صاحب

چونکہ یحییٰ علی ستودہ خصال - عالم و زاہد و محدث بود + رُوح پاکش گذاشت مجلس جن - راہ ملک وصال حق پیمود +
۱۲۸۶
ہاتف سال این از نالۂ الم - رضے اللہ رفت فرمود

تاریخ وفات مولوی احمداللہ صاحب

چو مرد خدا مولوی احمداللہ - مقیم جزیرہ بحکم قضائے + شب ماہ ذالحجہ و بست و ہشتم - ز دنیائے دوں شد بفردوس اعلیٰ +
۱۲۸۶
بتاریخ فوتش ندا کرد ہاتف - رہا گشتن مومن از سجن دنیا

تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر

تنے چند از علیم آباد بلدہ — کہ بودند از علم و فضل ماہر — براہیشاں باجمعے رنج پرشد		
ازاہیشاں چند کس زندہ دید — رہا گشتند و باقی ماندہ آخر — بحکم دیسرائے قیصر ہند		
یکے ازاں مولوی عبدالرحیم ست — کہ وصف اُو نگنجد در دفاتر — جو کردم فکر تاریخ رہائی		
نظیرش کم تواند یافت انکس — کہ باشد در فن تاریخ ماہر — پس از طول سخن احمد للہ		
بروئے صد ہزار و سال ہجری — سنین عیسوی از شعر ظاہر		

چو شد حکم دوام حبس صادر
کہ دارد بر رہایا رحم وافر
مرا بیتے خوش آمد بخاطر
رہا گشتند اسیران جزائر

ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا۔ مگر سلوی ولایت علی صاحب اور اُن کے بیرو لوگ بلا تعصب حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئیں اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہلاتے بلکہ اپنے تئیں بے پتا حنفی المذہب جانتے ہیں۔ کل مسائل حنفیہ پر جب تک کسی حدیث صریح غیر منسوخ کے نہ ہوں عمل کرتے ہیں۔ صراط المستقیم اور تنویر العینین سے سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ کسی غیر مقلد یا مقلد کو بُرا نہیں بتلاتے۔ ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے تو بعد اتباع سنت ہیں پہنچ ہو کر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہیئے۔ سو محبت الٰہی کے حاصل کرنے میں مقلد اور غیر مقلد دونوں مساوی ہیں اسی واسطے اس گروہ میں مقلد اور غیر مقلد دونوں داخل ہو کر تحصیل سلوک کرتے ہیں اور کوئی ایکدوسرے کو بُرا نہیں جانتا ؛

یہ بزرگ اللہ کی راہ میں بیٹھے ہوئے تھے باوجود خاندان ہونے کے اپنی وضع گذران بہت سیدھی سادی اور تکلف سے خالی تھی۔ اُنہوں نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا روپیہ نہیں سمجھا سب کو اللہ کا مال جانتے تھے۔ بقیہ دو تہائی طلبا مستر شدین اُنکے پاس جمع رہتے۔ جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ کے لیے پکتا وہی یہ بزرگ اور اُنکے گھر والے بھی کھاتے تھے۔ جب مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب پسران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دولہا یا دلہن کو واسطے کبھی تیار نہیں ہوا۔ پرانے کپڑوں کی مرمت کرا کے پہنا دیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے وقت میں خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی۔ فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھیوں میں بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی میں تخمیناً پندرہ یا بیس من غلہ ہوتا اُسمیں سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دونوں وقت خرچ ہوتا اور پھر دو دو اور تین تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہ ہوتی۔ باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپے کا غلہ فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا۔ ماہ رمضان میں ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد عورتوں کی ان حضرات کے ہاں دعوت ہوتی قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت میں جمع ہوتے۔ لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکتا تھا۔ جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از تقسیم تشریف لا کر دیگوں کو اپنے ہاتھ سے کھول کر ایک ایک لقمہ اُس سے تناول فرماتے اور اپنے لبوں خوردہ کو دیگ میں ڈال کر اُسکے مُنہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے کہ دیگوں کا مُونہ کھلا نہ چھوڑنا۔ تب تھوڑا سا مونہہ کھول کر ٹوکنوں میں ڈال کر کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا پھر اُس میں ایسی برکت ہوتی کہ اُس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہو کر کھا لیتے اور کھانا بچ رہتا جو اہل محلہ اور قرابت داروں میں تقسیم کیا جاتا ؛

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہیں۔ اربعین فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہیں۔ ایک مشہور رسالہ موسوم عمل بالحدیث بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ تیسرا رسالہ موسوم بہ تیسیر الصلوٰۃ بھی آپ ہی کی یادگار ہے۔ آپ شاعر بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہتے میں آپ لاثانی تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے شب برات کی عیدی کی آپ سے درخواست کی۔ آپنے دو عیدیاں سیوقت لکھکر حوالہ کر دیں ایک ہے **عیدی**

آئی شب برات کو رب سے تم دُعا — مُردوں کو میرے بخشدے زندوں کو لے خدا
پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو — جب روز ہو روزہ کو رب کا تم ادا

دوسری یہ ہے **عیدی**

آئی شب برات کھُلے بدعتوں کے در — مُردوں کو آج حلوا کھلاتے ہیں گھر بہ گھر
دیپک چھچھوندریں چراغاں و پھلجھڑی — مثل ہنود طرز دوالی ہے ہر بسر

حصۂ پنجم

مجموعۂ مکاتیب احمدی

سیّد صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی بیش و بیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کے ہیں جیسے اکیدسوانح۔ اُس مُنتخب مکتوبات میں جہاں سے جیسے یہاں یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے بہت سے خطبے اور دو رقعہ رپورٹیں کارروائی اور نیز بہت سے خطوط بنام سیّد صاحب اور نیز سیّد صاحب کے کرسہ کو خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ جیسے بغور اُس مُنتخبے کا ملاحظہ کرکے منجملہ کل متفرق تحریرات کے جو اُس میں شامل ہیں۔ صرف ساڑھے مکتوب جو لئت اُس مجموعہ کے تھے یہاں شامل کرکے اصل مُنتخبہ اُسی مالک کو واپس کر دیا۔ اب اُس مُنتخبے میں کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہیں ہے جو اِس کتاب میں نہ آچکا ہو۔ اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے میں نے غیروں کے خطوط اور خطبے و کرسی نامہ وغیرہ اِس میں شامل نہیں کیے۔

نمبر (۱) مکتوب از جانب سیّد احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی زیدہ مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر سیّد احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب محی السنۃ قامع البدعۃ حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبدالعزیز صاحب امت برکاتہم۔ بعد عرض سلام مسنون و تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب اخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ۔ الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت تمام در مکہ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر دراں بلدۂ امین مقیم۔ و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ دایم۔ اللہ تعالیٰ بخیریت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید۔ اُمیدوار ادعیۂ وافیہ متبرکہ آنجناب مستجاب بفضل اللہ تعالیٰ دریں سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ ایں فقیر یافتہ است پارۂ ازاں کہ اینوقت ضبط آں بقید تحریر میسر است بنابر تقریر خاطر مقدس آنجناب و سائر برادران مومنین کہ بسامعۂ ایشاں رسد عرض میدہد۔ دریں عرصہ ہم اظہار نعمت اللہ تعالیٰ است کہ صورتے از صورشکر است و مراد ایں عرضہ بنابر آنست کہ از برکت جنابِ سامی از حضرت عنایات بر حال فقیر ابتداءً آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایتہا میذول گردیدہ و دُعا فرمودہ اند بفضل اللہ تعالیٰ نوبت بہ اینجا رسید معاملات رسیدہ و امیدواری وسیع وافیہ علی الدوام است تا کہ حق تعالیٰ بقصد اعلیٰ و مطالب سنی رسانند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلائق گردد جبراً بر روے کار آید پس منجملہ آنہا اینست کہ در تہیۂ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بداد و ستد و غیرہ بسیار رُو بکار میماند تا کہ از صبح نوبت بہ نیم شب میرسد در ہماں ایام شبے چنیں کاسے در خانہ خود مشغول بوم و مکان نوبتیا۔ مختصر از سعی و تردد برادران مومنین بامداد و اعانت دستہاے نیک مکان بنا شدہ بود در ہماں مکان بودم کہ رویہ آں مکان نمودار شد رویے من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریاں ایستادہ چیزے دیگر از مخلوقات آلیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود روحانیت مسطورہ بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آں چیز دیگر شدہ گفت کہ فردا آقاے نامدار ما گذاشتہ خواہند رفت و گریبیار بروے غلبہ کردہ بود کہ قلقش دریں نیز اثر کردہ و مراہم بگریہ آورد و با مالک حقیقی خود ہم ایں بندۂ کمینہ را دراں زمان حالتے و وقتے خوش بود بجناب او تعالیٰ عرض کردم کہ ایں ہمہ انست و الفت ایں مرد ہا نیتا از فضل تست والا مثل من بے سر و سامان کسے آنہا را الفتی پیدا و مکان بار گذاشتہ میروند و آں مکانہا بدستی آیندہ و بودہ میگذرند

ایں اُنست و اُلفت اُو بنا بر فضل تست و نی المحبقت ایں محبت بانست و مکافات و تسکینش تو خود فرما مرا حکم شد کہ بادے بگو کہ ترا بجنت خواہم بردو ایں خطاب بے ہم می شنید لیکن من ہم حکم بجا آوردم و بادے ایں بشارت گفتم خوشوقت آسودہ گردید و تسکین گرفت و در زیکہ از دلمسود دانہ شدیم و در کشتی ہا سوا میشدیم چناں مغموم گشت کہ کشتی فنائے از دیکشتہا غرق خواہد شد و در آں کشتی از سباب مردم بار شدہ بود برائے ایں فقیر کشتی دیگر غیر آں معین شدہ و استم کہ اگر تقصیر کسے خواہد بود پس من ہم بوجے ہر چند غفلتے شدہ باشد در ان تقصیر شامل آمادگی سواری خود در آں کشتی نمودم از جانب غیب ارشاد شد کہ الحال از غرق نجاتم کرد۔ شکر الٰہی ادا کردہ گذاشتم۔ الحمد للہ کہ ہمہا بسلامت و حفاظت رسیدند و ہر گاہ از کلکتہ روانہ شدہ در بائے شور رسیدم و آثار دریائے شیریں منقطع گردید روح دریائے شور بکمال ہیبت و شوکت و دبدبہ و طمطراق کہ حق تعالیٰ او را عطا فرمودہ است پدید آگشتہ با فقیر ملاقات کرد و بتعاقب و مواجہہ استاد و الفاظ کلامش بیاد نمانده امّا ایقدر محفوظ است کہ رُعب و ہیبت خود می نمود و درخواست می کرد کہ التجائے و نذرے و انکسارے پیش او کردہ شود چونکہ گاہے او را ندیدہ بُودم و او بکمال شوکت و بزرگی پیش آمد از شوکت و ہیبت آں متعجب شدم فاما در آنجا بخیال مشاہدۂ ذوالجلال جل شانہ ہم حاصل بود ہرگز عیبتے و عقدے ازاں سو نبود چوں شمّہ دیدم و درخواست او معلوم کردم رُعب و ترس آں جلال در نفس من اثر نکرد و پروائے آں ننمودم و در جواب آں گفتم کہ من و تو ہر دو بندۂ خدا تعالیٰ ہستیم مرا از التجا بتو چکار ہرگز نیسوئے تو التجا نخواہم بُرد بلکہ تو و من و آسمان و زمین مامور چار بدست قدرت مالک خود یکسان ہستیم و مدح و ثنائے و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمتہ بیان نمودم آں روح این بیان شنیدہ از مواجہہ ام رفت فاما شاداں معلوم می شد و آں وقت کہ جہاز بمقامی رسید کہ بقاب دقمری معروف است و آں مقام مشہور است کہ در جہاز ہا تزلزل و نطرات لب یاری شود و جائے مخوف ہست و در جہاز ہا ہم جنبشے پدید آید گرد یدہ مردماں را بسبب دوراں و غیرہ اضطراب و رنجے پیدا شد با وجودیکہ جہاز ما بس فراخ و پہناور و گراں بود حتی کہ در جاہائے دیگر ہرگز مردماں نشستہ را ہرگز محسوس نمی شد آنوقت خیلی نمود ار شد کہ از جلبے میرفت و ارشاد شد کہ اگر تا غرق کنم چہ خواہی کرد و کدام کس خواہد برآورد و عرض کردم کہ خداوندا اگر غرق شدن من سپندیدۂ لست و مرا غرق کنی و تمام عالم مرا خواہد کہ گیرد و برآرد و دستگیری من کند ہرگز رضا ی برآمدن نیستم و دست خود بدست کسے نخواہم داد۔ گیسیتے کہ بتبسم تواں گفت نمودار شدہ فرمود کہ ترا غرق نخواہم بود۔ چونکہ جہاز ما مقابل بندر عدن رسیدہ لنگر کرد و آں روز پنجشنبہ ناخدائے جہاز از جہاز فرود آمدہ بہ بندر مذکور گرفتہ و ایں فقیر درخواست نزول از جہاز کرد کہ فردا روز جمعہ است و این زمین عرب ہست نماز جمعہ در اینجا گذاریم و فقیر را ترددے بُود کہ احیانا اہل قافلہ اخصوصاً زنان را بہ سبب غیبوبت فقیر رنجے و تعبے خواہد رسید در فرود آمدن خود متردد بُودم شب جمعہ مرکبے دیگر بنظر آمد آنرا در دور بین میدیدم و اندیشہ آں بود کہ مبادا قزاقان و قطاع الطریق باشند شروع شدہ بود کہ گاہے قزاقان و قطاع الطریق بر مسافراں یورش مے کنند و غارت می نمایند یعنی خلیان خاطر گشتہ بود حفاظت و صیانت ہر حال مرجو و مدعو از جناب ایزد یست و در فرود آمدن از جہاز ترددے زاید بہر سیدہ بود کہ از بارگاہ بے نیاز مطلق ارحم الراحمین چنیں ندائے شد بایں مضمون کہ تو بعدن برو و اینہا را برما بگذار یا سپرد ما کن و درین بشارت ہر چند اہل قافلہ کہ دراں جہاز بودند ہمہ شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و اولاد حق ایں عاجز زاید از دیگراں و دراں بشارت نہمیدہ می شد صلح جمعہ کہ بزورق سوار شدہ متصل کوہ عدن بکنارہ رسیدہ بعد ادائے چند رکعت نفل دعا ہا کردم بحمد اللہ اجابت ناں سو متوجہ بود۔ شہر ہا رسیدیکے از جانب غیب بحال کسانیکہ ہمراہ فقیر بودند عنایت خاصہ بطوے متوجہ شد کہ آنرا بہ پوشانیدن خلعتہائے فاخرہ کہ از خوشنودی و رضائے واہبہ است تعبیر تواں کرد و ایں حقیقت مشاہدۂ فقیر تفصیل می شد

و رحمتے تدریجاً از انہا بجاز ایں بیج کہ دراں جہاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جہاز کہ اہل قافلہ و آنہا بودند من بعد تمام مبالغان بردستِ فقیر متوجہ شدہ کہ مضمونش بخشش و غفران بود ہمہ اینہا مفہوم میگشت و سابق ازیں دعائے بزبان فقیر اجرا فرمودہ بودند کہ حاصلش ایں بود کہ ایں دیار و ملک و جوار تو و پیغمبر تربت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مزار افضل خود دریں جا بیاید پس عنایتے فرما الفاظ بعینہا محفوظ نیست فاما ہمچنیں بود بعد ازانکہ ایں معنی معروض گردید اجابتش ظاہر شد و نیز نشر ہدایت در ملک عرب از دستِ فقیر و رسیدن آنہا بش تا اقالیم روم بمردمان مژدہا میرسید و بشارت خاصہ حق ایں فقیر چنان بود کہ بکمال محبت و مودت خاص ارشاد شد کہ تو ہر جا کہ خواہی بود برو ما ہستی و مطلبش چناں می نمیدم کہ چناں عمر و پرورد ہست پاس خاطر و تفقد بتکفل ہر کار و عدہ کردہ بود مقتضائے عموم و فرط کرم از کریماں می باشد ہمچنیں آں اکرم الاکرمین جل مجدہ حسب عظمت و علو شان و حق ایں فقیر و عدۂ احسان و اکرام فرمودہ و در مخا قریب بگاہ توقف شد مردمان لبیار در آنجا جمعیت می کردند روزے پیر مرد سے کم بین و ساقط القوی آمدہ بجناب ایزدی التجائے عجیب میکرد و شرمندگی خود و ترس از معاصی و ذنوب میگفت باعتقادے کہ مالک القلوب و الابصار درویش را راسخ بود و توسل ایں فقیر می نمود و درخواست دعا میکرد و جوش رحمت آلہیہ در آنوقت اولاً بحال آں پیر مرد کہ صراحۃً معائنہ می شد کہ او را بجناب سعادت آلہیہ فوراً بردند نانیاً عموم و شمول آں معلوم می شد تا کہ در جوش رحمت دریافت شد کہ ہر کہ امسال حج خواہد کرد بسبب تو بنابراں کہ تو در آنہا خواہی بود ہمہ را بخشیدم و چونکہ بہانہ مجازی ملہم رسید و استعداد احرام کردم فقیر غسل می نمود و چندے از نقا غسل می داد و دعا و استغاثت دراں کار میکردند مغفرتے و بخششے در حق ہمہا کہ ایں عمل می نمودند معلوم شد کہ ہمہ آنہا آمرزیدہ شدند من بعد کہ وقت تلبیہ رسید شخصے دراں مجمع سبقت کردہ و تلبیہ آواز خود را بلند ساخت عنایتے یا بمعنی در رسید کہ ہر کہ پیش از تو تلبیہ می گوید تلبیہ اش را مانمی شنوم - و روز حصول شرف سعادت دخول در مکہ معظمہ ہر گاہ کہ از بیر زدی طوی گذشتہ متوجہ گردیدیم تا از آں راہ و زائیم حالتے عجیب بر ں فقیر بود کہ شرح متعذر ست طارین و مقوراں بود حتی کہ بر ہمہ حضاراں آں واقعہ اثرش نمایاں می شد لبیک کہ میگفتیم و ایں گفتن مخاطبہ و مشافہہ صریح بود و اجابت و قبول آں میدیدم و دعائے آنوقت منتے شدہ بود کہ بخوبی تمام مطلب عرض میکردم و دراں حال ایں مضمون بتعبیر عجیب از زبانم آسان شد کہ مردم جہانے گنہگار و شرمندہ از بلادِ دور و دست بحرم و امن تو رسیدہ اند و انہا را من آزردہ ام و چنیں و چناں خواہانند در آنحال عجیب بشارت حیرت افزا پیش آمد بایں کیفیت کہ اینہا را چہ گفتہ آید یعنی آنہا خود مستحق کمال رحمت و عنایت اند و خصوصیتے می دارند شائستے رحمانی بود کہ شرح و تفصیلش ہمیں ست و ایں لفظ یاد ست کہ ما خود از ہند گرفتہ اقتضائے بخارا بخشیدم و آمرزش فرمودیم من بعد در خاطر وسوسہ رسید کہ اما ایں عنایت مقتضائے حیات یا اموات ہم داخل اند گویا رحمتے متوجہ بفقیر شدہ ممانعت ازاں میکنند کہ تخصیص اگماں ہمہ را رحمت عامہ اخاص کمن - من بعد دیدم کہ مردگانرا آمرزشے رسیدہ بود تا آنکہ بر بچے گرفتار بود ند رہائی و خلاصی یافتہ خوشوقت می شدند و ایں مغفرت عامہ بتمام مومنین رسیدہ ہر کہ در دل ایمانے گو ضعیف شدہ باشد ازیں مغفرت محروم نماندہ در لیلۃ القدر رمضان شریف دعا ہا بسیار عموماً و خصوصاً کردہ شد و اجابت را متوجہ آں دعا ہا دیدم کہ ہمہ را قبول و در رسید حق تعالیٰ آثار آنرا بتوقع آوردہ جلد ترجاوہ گردہ باد ہمہ مسلمین بدیدن آں مسرور و شاد ساں شوند و مسترت خاطر اقدس آنجناب ہمہ کس عرضی بسامع شریفہ خواہد رسید متوقع و مرجو است چہ انہمہ بشارات اند و فرات و توجہات جزئیہ و اجابت جناب است و آئندہ را ترقیات برکت ادعیات ذاکیات امیدوار م و رجائے واثق ہست کہ دعا با فزودہ باشند و فقیر و تمام متعلقین مخلصین در اماکن دا وقات متبرکہ دعا با میکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید - انہ علی کل شئی قدیر و بالاجابت جدیر -

زیادہ بحد ادب چہ عرض نماید - والسلام والاکرام ؛

نمبر(۲) نقل خط مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اسمی منشی نعیم خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص سلمہ اللہ تعالیٰ ونزول علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرہ - از فقیر عبدالعزیز بعد از سلام مسنون باد عائے مکرون بر ضمیر صفا پذیر واضح دلائح باد کہ فیہ بہجت ضمیمۂ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ بہ المسلمین بلاحظہ در آمد و سوال نیز مفصل دریافت شد۔ صاحب من ہمیں قسم قصہ و روایت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشاں را پیش آمدہ بود کہ علوم مراتب خود بر ایشاں مکشوف می شدند و عدہ ہائے دور دراز از غیب بر ایشاں در وجدی مود۔ مردم ہمیں تفسیر نمودند۔ سید الطائفہ فرمود کہ تِلْکَ خَیَالَاتُ تُرَبِّیْ بِہَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَۃِ یعنی این خیالات بے اصل نیست یعنی از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت کہ تابع شیخے می شوند و آنہا را دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا مادر یا پدر او را مواعید عمدہ می دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلاں نعمت بتو خواہیم داد از تزلبیار خوش و خورم ہستیم و لوح سیمین در کنار تو خواہیم نہاد و علی ہذا القیاس از کبرا و اولیا رسابقین مثل غوث الاعظم قدس سرہ و دیگر بزرگان وعدہ ہائے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و طفیل ایشاں نظر بحسب بر سائر خلائق منقول شدہ و آن ہمہ وعدہ ہائے صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدالان کہ در بین امت بہیچ زمانہ ازاں خالی نمی باشد کہ بِہِمْ یُمْطَرُوْنَ وَبِہِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِہِمْ یُرْزَقُوْنَ - یعنی مردم زمین بطفیل ایشاں باران می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب ہست کہ میر سید احمد را بعضے از ین مراتب حاصل شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشان را ازے رسیدہ باشد غرضکہ انکار ازین معنی خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار ایں مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر سازد و پس انہمہ صادق ماند زیادہ بحر ترقیات دارین چہ خواہد +

نمبر(۳) اعلام از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - سپاس بے قیاس و ستایش نیاز آساس مر حضرت خداوندی را جلت عظمتہ و عمت حمتہ کہ مومنان پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ مخاطب فرمودہ و منافقین بدنہاد و معاندین پر فساد را بوعید شدید تُقَاتِلُوْنَہُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ اَیَدْعُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَہُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ اِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْنَ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّہُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَہُمْ مِّنْہُ رَحْمَۃً اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ بِرَبِّہِمْ یُشْرِکُوْنَ لِیَکْفُرُوْا بِمَا اٰتَیْنٰہُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْہِمْ سُلْطٰنًا فَہُوَ یَتَکَلَّمُ بِمَا کَانُوْا بِہٖ یُشْرِکُوْنَ وَاِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَۃً فَرِحُوْا بِہَا وَاِنْ تُصِبْہُمْ سَیِّئَۃٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْہِمْ اِذَا ہُمْ یَقْنَطُوْنَ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ذٰلِکَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُضْعِفُوْنَ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ہَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَہُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ وَاَنْ اَقِمْ وَجْہَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَہُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْہَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَہُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْہُہُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْہُہُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْہَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ اٰمَنَ اَہْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّہُمْ مِنْہُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُہُمُ الْفٰسِقُوْنَ لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی وَاِنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ یُوَلُّوْکُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ضُرِبَتْ عَلَیْہِمُ الذِّلَّۃُ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَضُرِبَتْ عَلَیْہِمُ الْمَسْکَنَۃُ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ لَیْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَہُمْ یَسْجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْہُمْ اَمْوَالُہُمْ وَلَآ اَوْلَادُہُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ ہٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْہَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ فَاَہْلَکَتْہُ وَمَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُہُمْ اَکْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ہٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَہُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْکِتٰبِ کُلِّہٖ وَاِذَا لَقُوْکُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَۃٌ تَسُؤْہُمْ وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَۃٌ یَّفْرَحُوْا بِہَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُہُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَہْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِذْ ہَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰہُ وَلِیُّہُمَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِہِمْ ہٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِہٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَہُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْہِمْ اَوْ یُعَذِّبَہُمْ فَاِنَّہُمْ ظٰلِمُوْنَ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ سُنَنٌ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ہٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَہُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ وَلَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُہَا بَیْنَ النَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُہَدَآءَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰہَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْہَا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَۃِ نُؤْتِہٖ مِنْہَا وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَہٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ فَمَا وَہَنُوْا لِمَآ اَصَابَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَکَانُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ وَمَا کَانَ قَوْلَہُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ فَاٰتٰىہُمُ اللّٰہُ ثَوَابَ الدُّنْیَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰکُمْ وَہُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىہُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعْدَہٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَہُمْ بِاِذْنِہٖ حَتّٰٓی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىکُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ ثُمَّ صَرَفَکُمْ عَنْہُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَۃً مِّنْکُمْ وَطَآئِفَۃٌ قَدْ اَہَمَّتْہُمْ اَنْفُسُہُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاہِلِیَّۃِ یَقُوْلُوْنَ ہَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ یُخْفُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا ہٰہُنَا قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْہِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّہُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِہِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ کَانُوْا غُزًّی لَّوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِیَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِہِمْ وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَہُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ وَشَاوِرْہُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَہَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ہُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْہَا قُلْتُمْ اَنّٰی ہٰذَا قُلْ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَمَآ اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا وَقِیْلَ لَہُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰکُمْ ہُمْ لِلْکُفْرِ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْہُمْ لِلْاِیْمَانِ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاہِہِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِہِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَہُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْہُمْ فَزَادَہُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْہُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْہُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَلَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ اِنَّہُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجْعَلَ لَہُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَہُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِہِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَہُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَہُمْ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ہُوَ خَیْرًا لَّہُمْ بَلْ ہُوَ شَرٌّ

نوع انسان اشتغال ایشان است بہ عبادت رب و اطاعت بندگی رب نہ استغراق ایشان در مشاغل لہو و لعب و محافل نشاط و طرب۔ اصل کمال لایزال تحصیل رضائے رب ذوالجلال است نہ تکمیل مناصب جاہ و جلال و ترفیع مراتب عز و اقبال و تطویل و سادس امانی و آمال و توسیع خزائن مال و منال۔ سرمایۂ سعادات جاودانی و راحت دو جہانی اکتساب مدائح و مباہات و جلالت ہستی بحضور ملک دیان و مالک یوم الدین نہ امتیاز نام و نشان در میان اخوان و اقران۔ ہر چند شعار بندگان عبودیت کیش و پرستندگان اتقیاد اندیش ہمیں است کہ در ہر حال باطاعت مالک لایزال موصوف باشد و در ہر آن بتحصیل رضائے خالق یکتا مکلف و مکان مصروف و ہزار دل و جان بمحبت خلاق انس و جان مکلوف مانند و بانیاز محبت او پر محبوب و ترجیح طلب او پر طلب ہر مطلوب۔ درمیان این زمان و ابنائے دوران معروف (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (وقال اللہ تعالیٰ) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط ماحصول ایں مرتبہ اخلاص و منصب اختصاص بنسبت جمیع افراد عالم و احاد بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول است۔ لیکن بر ذمۂ ہر خاص و عام کہ مدعی دین اسلام باشد اینقدر لابدی ہست کہ در وقت معارضۂ نور و ظلام و مقابلۂ کفر و اسلام غیرت ایمانی را کار فرمایند و بر مقتضائے حمیت اسلامی عمل نمایند کہ ہر کہ در امثال ایں احوال ہم جان خود را در سلک انصار حق منسلک نگرداند۔ بیشک مراتب نفاق و شقاق خود را بدرجۂ قصوی رساند و ہر گہ در ینصورت نیز از تائید دین پہلو تہی کرد و لاریب در زمرۂ مخالفت رب العالمین بر جبین فساد آگین خود زد و ہر گہ بریں تقدیر ہم از ایں معرکہ رو پوش کرد بیقیناً جان خود را از دائرۂ ایمان بیرون کشید (قال اللہ تعالیٰ) اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ (وقال تعالیٰ) وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ و ہر کہ در مقدمۂ دین ملک علام انتظار غلبۂ جنود اسلام کشید بالتحقیق در درکات ترصدین لئام و مترابصین بد انجام رسید۔ قال اللہ تبارک تعالیٰ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ و آنچہ در دل ضداع منزل اہل شکوک و ارباب کفر و فرق خطور میکند کہ بہر سیدن اسباب حرب و جنگ از جنس توپ و تفنگ اجماع عساکر ہزاراں ہزار و قرائن بے عدد و شمار از شروط اقامت جہاد ست۔ و فقدان آں باعث عدم عباد۔ پس ایں خیالے سست پر اختلال و وہمے است سراسر باطل محال زیرا کہ حاکم عظیم و امر حکیم در باب جمع ادوات مقابلہ و اعداد آلات مقاتلہ ہمیں قدر فرمودہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ و نفرمودہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مِّثْلَ مَآ اَعَدَّ وَا لَكُمْ بلکہ فرمود اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرمودہ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ و نیز فرمودہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ و نیز فرمود يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ و نیز فرمود فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ و ہمچنیں بعضے از ابلیس کیش و دریغان تلبیس اندیش بنا بر اغوائے تلامذہ و مریدین بلکہ اضلال جماہیر مسلمین یا بپاس ارباب امراء و

سلاطین نیابۃً عن الدجاجۃ والشیاطین داد تزویر و ریب آمیزد و قالب تذکیر فریب انگیزی دہند۔ و نبذے از شبہات نامسموع و ضمن چندے از کلمات نامطبوع بر مخاطبین القاء و در خاطبین افشا می کنند کہ جہاد لسانی افضل از جہاد سنانی۔ و جہاد لفسانی اکمل از جہاد حیوانی۔ تادیب عباد اولی از تخریب بلاد۔ ترغیب موافقین اعلیٰ از ترہیب مخالفین۔ تعمیر مساجد بہتر از تغیر مفاسد۔ مواصلۂ حبیب خوشتر از مجاورۂ رقیب۔ مکالمۂ اولی از مکالمۂ سیف و سنان۔ مجالست محبوب اعز از مخالفت مغضوب۔ مناوہت احبار النفس از ملازمۂ اعداء سامرۂ محابۃ ارفع از محاصرۂ مسائۃ۔ مواسات مصائب جموع مساکین انفع از مقاسات متاعب جنود شیاطین و امثال آں از مکالمۂ تفضیل ہست و دعاوی بے دلیل۔ قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (وقال اللہ تعالیٰ) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (وقال اللہ تعالیٰ) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ (وقال اللہ تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ ۝ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (وقال) قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْکُمْ اِنَّکُمْ کُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ با لجملہ تفضیل جنود مجاہدین بر مجموع قاعدین منصوص آیات قرآنی ست و مدلول بینات فرقانی۔ و معارضہ آن بوسوسۂ باطل از وسمۂ صدق عاطل ناشی محض از تخیلات نفسانی ست و تسویلات شیطانی (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی وَفَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ پس کسیکہ ساعی جہاد در اقبیح کند یا مشاغل دیگر ترجیح دہد و در خدمتگذاری حق سست باشد و در پاسداری غیر حق چست و بر تحقیر اقران جسور باشد و در غیر ادیان صبور۔ بر اہانت معاندین نفسانی مسابقہ کند و در اعانت اعانۂ مجاہدین مسابقہ پس ہمونست آثم و گنہگار و ظالم و ستمگار و از بارگاہ حق مطرود و مردود و بوعید شدید ربانی القرآن والقرآن یلعنہ و یمقتہ والصلوٰۃ یلعنہ موعود۔ (قال اللہ تعالیٰ) قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (وقال تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ ایمن دست کار دون بیارہ لبان سرد آزاد سبز و خزان و بہار ہر زمان و مکان آئینہ دار جمال لایزال نخبۂ مشق و ارادت فراق و وصال ادعائے مراتب جانفشانی و اظہار مصائب پریشانی ماکہ در وادی دوست سرگردانیم و در تمامی کوہ و دشت بے سروسامان نہ جان و بدن داریم و نہ سر بر تن جگر پاش پاش و دل فاش فاش سینہ چاک و دوستان غمناک یکدست بدامان عجب

دوست دیگر بیان رقیب و امثال آن از حکایات جور و لطف و شکایات عشق و شور آن ہم در گوشۂ عافیت مجرد و خیال فقط شعیدۂ قیل و قال و در میدان مردآزما سراسر ثبوت صدمقال و ظہور حقیقت حال اینہمہ چرب زبانی ہست و اینہمہ حاضرجوابی اینہمہ حکایات ہست و اخبار و ایں سراسر صداقت و اظہار آں ہمہ تکلف و تصنع و ایں سراسر تحقیق و تخلق - الغرض چوں ما مردم کہ بندگان پروردگاریم و امتیان رسول مختار - بیشک و عوی اسلام میداریم و جان خود را در محمدیان می شماریم چوں کلام اللہ را بریں معنی ناطق و تسلیم و رسول اللہ را صادق لامحالہ للہ و فی اللہ امتثالاً لامر اللہ کمر ہمت بستیم و اتباعاً لسنۃ رسول اللہ مراز رخت سفر بربستیم و در بلاد ہند و سند و خراسان و در و سیر نمودیم و در تمامی آئین سیاست کوہ و دشت فقط طالب خیر بودیم - آخر الامر و در شل بلاد در دست گردیدہ و تمامی ایں کوہ و دشت نوردیدہ در اوطان یوسف زنی رسیدیم و برادرانہ این عبادت عظمی و اشعائر باعث گردیدیم - آن مخلصین اجانب مؤمنین بالا ترتیب مشارکت ایں تقرب و منافرت دین و ہیچ قصد اختیار نمودند - و ایں میدان از سائر اخوان گوی سبقت در ربودند و گرم و سرد آمد و رفت چشیدند و تشویق و فراخ و شکست دیدند - چنانچہ تا حال در ہمیں معنی سرگرم اند و چالاک و بلند عزم اند و بے باک - بالجملہ ما مردم تا جان در بدن داریم و سر بر تن مشغول ہمیں کار و باریم بعد حیلہ فن - الا بصدق زبان نکیر حق بجای آریم کہ باطاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق ہستیم و از غیر او چشم و گوش بربستیم و از دنیا و مافیہا دست بردا شتیم و محض لوجہ اللہ علم جہاد برافراشتیم از طلب مال و منال و جاہ و جلال و امارت و ریاست و حکومت و سیاست بر خیزیم و ہرگز طالب غیر حق نیستیم - ما ہیم ہر چند عاجز و خاکسار و ذرہ بیقدر اما با تمسک بحبل محبت حضرت حق و سرشار از محبت غیر حق بالکل مست بردار - نہ باکسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نہ بایکے از رؤسائے مومنین مخالفت - باکفار ایام مقابلہ داریم نہ بامدعیان اسلام - صرف با دو از موبیان (ایں یک قوم سکھ مرادے جو سر پر لمبے لمبے بال رکھتے ہیں) مقاتلہ نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان و نہ **باسرکار انگریزی مخاصمت داریم** و نہ ہیچ راہ منازعت کہ از رعایائے او ہیچیم و بحمایتش از مظالم برایا - چنانچہ این معنی معلوم ہر خاص و عام است و مسلّم موالف انام - لیکن حیف صد حیف کہ سرا پا و ہر گز این معنی نہ فہمید و از نظر حق شناس اصلا ندید و دخن دین ہیچگونہ بگوش ہوش نشنید و لذتے از ایمان بوجہ من الوجوہ بکام جان نچشید - بلکہ بوے از غیرت اسلامی نشنید - از عساکر مجاہدین مثل وحش رمید و در پئے تفریق مجامع مسلمین ہر سو دوید چنانچہ عادت قدیم او ست کہ در تفریق جموع مجاہدین بنا بر تائید جنود معاندین مساعی بلیغہ بجای آرد و از ترا از نکمالات فراست و گیاست خود می شمارد - چنانچہ ایں معنی بکرات و مرات از و بمنصۂ ظہور رسیدہ و بحضور جمعے کثیر و جمے غفیر از مومنین ایں دیار و مسلمین ایں اقطار ایں فحش اعمال و اقبح افعال از و صادر گردیدہ آنچہ در مصاف وزیر فتح خان با کفار اشترار و معارک سردار عظیم خان با مجاہدین نابکار از و ظاہر گردیدہ معلوم ہر خاص و عام و مشہور در میان جمہور انام ہست کہ ہیچ کفر و عناد و فسق و فساد و کید و جید تمام در دار الاسلام نشانید و خاندان سلطنت و خلافت و دودمان امارت و جلالت و جنود مجاہدین بلکہ جموع مسلمین در اطراف کوہ و دشت بے سر و سامان و پراگندہ و پریشان گردانید - قتل الوف اہل اسلام و ہتک ممنوف حرمات انام و سائر قبایح اجرام کہ از کفار ایام بنسبت ہر خاص عام صورت نبست ہمہ در کتاب اعمال او مکتوب گردید و تخریب مساجد ہزاران ہزار و تحریق معابد بے عد و شمار و تحوّق انواع مذلت با اکین قدوی الاقتدار و اصناف مضرت بمساکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس معنی و عناد کہ از دست کفرہ متمردین سرکاۂ اہل دین گذشت ہمہ در حساب افعال او محسوب ہمچنین در ایں نوبت ہم چوں اجتماع غازیان جلادت شعار و رفاقت ایں عاجز و خاکسار بنا بر اعلائے ملت پروردگار و احیائے سنت سید مختار پیش گردیدہ وقت مقابلہ و مقاتلہ و محاربہ و مضاربہ در پیش دیدہ

ایں سرا مذکور ہر چند از چند ابتدائے ظہور ایں نور و دل حسد منزل خود غرض مخالفت میداشت و در سینہ پر کینہ تخم منافرت میکاشت - آخر الامر در مثل اینوقت کہ بنگام تموج امواج بحر جنگ بود و تغلغل اصوات توپ تفنگ داد عداوت تفاق داد و ہماس شقاوت و شقاق بر نہاد و عسکر مسلمین را تفرق ساخت و مقدمۂ جہاد را در تعویق انداخت و نزد و فاد و دخل در باخت و بنیان کفر و فساد را بزعم خود محکم کرد و بنیاد اسلام و جہاد را متزلزل و در یاست باطلہ منتظم نمود و امامت حق را متخلل - علاوہ بریں آنکہ آنچہ در اہلاک ایں خاکسار و اتلاف ایں ذرہ بیقدار جہد و جہد موفور و سعی نامشکور بکار برد و آنرا از جملہ حق شناسی پدر خود تصور و تصحیح میداشت از غدارانِ نہانی و مکارانِ پنہانی در ہمیں کار و بار شب و روز در اندیشہ آخر الامر نوبت بداد ن زہر جگر سوز رسانید غرض کہ لطف رب خبیر متعال بر عاجز ضعیف بندہ ذلیل بود و قہر ملک قدیر بر حق بدخواہان ایں کہف بسیان سیف مسلول - اگر ہماں کفالت تباہی و حمایت حمائی شامل حال ایں خستہ نہال نمی شد فی الحال کمال استعجال بروز و ظہور ناسوتی میدیدم و پردہ از رو اساس نور ملکوتی میدریدم - غرضکہ ایں جابران ناانصاف و ظالمان بی اعتساف بقدر استطاعت خود در اعدام ایں تزویر و اتمام ایں تدبیر دقیقہ از دقائق فساد در حق ایں ضعیف عباد فروگذاشت ہیچ خیر آخر گذشت آنچہ گذشت - اما عجب تر آنکہ تا حال کہ عرصہ زاید از یکسال گذشت ازیں قبائح افعال دست بردار نمی شود و بہمیں اہ و ویل و نہار میرود چہ جہالہا است کہ برائے قتل و نہب مجاہدین ہندوستان نہ بر انگیخت و آبروئے بسیارے از دوستان فقیر نریخت - و سد راہ و صول مصارف مجاہدین گردید و در ایذائے مجمع مسلمین چیرہ دست است و دید - اللہ بحجت کفرہ فجرہ چہ بلا مبتلا گشت کہ از راہ اسلام بر تافت و در مولات کفار نابکار چہ چست و چالاک است و در مجاورت مومنین ابرار چہ سفاک و بیباک و در ایفائے مواعید کفرہ متمردین نہایت سرگرم است و در اختلاف مواشیق اہل دین نہایت بے شرم اعانت رؤسائے کافران را از آثار ریاست می شمرد و اہانت ضعفائے مسلمین را از احکام سیاست بعوت کافرین بختر می نماید و باغوت انبار آن فاجر لعین بغایت تکبر از کتاب حقوق مجعول منافی فوت می شمارد و ادائے حقوق رسول مقبول را منافی لوث مروت - عجب است کہ با وجود ادعائے اسلام در بدخواہی سید الانام و خیر خواہی ملت کفرہ لئام بنسبت کفار بد انجام ہم سابق تر است و در ایذائے عباد و ممانعت جہاد و اشاعت فساد از اہل کفر عناد فائق تر - و آنچہ بنا بر تسلی طفل سادہ لوحان صاف طینت و سینہ صافان سادہ طویت در مقدمۂ موالات آن کافر روسیاہ بمقام عذر گناہ بد تر از گناہ انجمنی اظہار میکنند کہ موالات کافر لعین محض برائے حفاظت شعائر دین است و صیانت دماء و اموال و اغراض مسلمین ایں ہم نوعے است از خدمتگذاری ملت اسلام و قسمے است از پاسداری سنت سید الانام پس ایں اضلالیست سراسر تلبیس و اغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود کے می دارد کہ بحفاظت شعائر ان تعہد ہمت می گمارد و در قتل نفوس و نہب اموال و ہتک اعراض مسلمین خود چہ قصوری فرماید کہ برائے صیانت ایں مداہنت و فتور می نماید مگر صیانت مومنین عباد از تعدی کفار بدنہاد از جملہ شعائر دین و تخریب بلاد و اشاعت فساد بہ نسبت ضعفاء عباد محض بنا بر عداوت و عناد از دام شرع مبین یا امر اول از احکام حضرت حق است و ثانیاً از منہیات عند حق ما ادام و تعالی مسموع است و نواہی او غیر مسموع قال اللہ تبارک و تعالی وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ علاوہ بریں آنکہ اصل خیر خواہ شرع مبین جناب

سید المرسلین ہست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس تفویق و ایشاں در مقدمات دین از علامات منافقین اند لاشک باللہ تعالیٰ کہ حدیثے است ماثور و کلام سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ؎ بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ۔ ولیکن بفترائے بر مصطفےٰ شلے مشہور ہست و ظاہر ہست کہ آنجناب بہمت خوف لحوق نصرت معاندین بشعائر دین و جاہیر مسلمین نگاہے و شدنہ اقامت جہاد و مقاتلۂ ارباب کفر و عناد و مسالمہ نہ فرمودند و ترک آں اختیار نمودند بلکہ وصول منافع و مضار دنیویہ را نسبت دین و اہل دین بر تقدیر رب العالمین تفویض فرمودند ما محمدیاں را لازم کہ راہ رہنمائے خود را محکم گیریم و اتباع پیشوائے خود مسلم (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ بالجملہ حال نفاق مآل سردار مذکور بحدے رسیدہ ہست کہ ز و ہر دانائے ہوشیار و عاقلے بیکار قیام جہاد بدوں استیصال امثال ایں اہل فساد صورت نبندد بنائے علیہ کاش کردہ می شود کہ قتل و قتال او و اتباع او نوعے ہست از ازالہ فساد بلکہ بتمام و کمال استیصال ایشاں قسمے ہست از اقامت جہاد و مقابلہ ایشاں ما مریم در رقابا یا جریم مبارز عسکر ما غازی ہست از جنود اللہ و مقاتل لشکر ایشاں عاصی ہست عند اللہ شہید ما مقبولست و ہمیں قتل ایشاں مطرود ہست و ملعون و ایں حکم ثابت ہست با صول ربقۂ اسلامیہ یعنی بکتاب و سنت و اجماع و قیاس اما کتاب پس سیکوئم کہ سردار مذکور در قسمے از اقسام منافقین داخل ہست کہ قتل و قتال ایشاں منصوص حضرت خلاق ہست جل علاہ و منطوق آیات مالک بالا استحقاق اما اینکہ او از جملہ منافقین ہست از بس کہ موالات با کفار بد انجام و مواخات با فجار لئام جدی میدہد کہ آثار آں ہویدا و آشکارہ ہست کالشمس فی رابعۃ النہار و ہمیں موالات علامت نفاق ہست (قال تعالیٰ فی سورۃ النساء) بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۔ و اما اینکہ او در قسم مذکور داخل ہست پس بیانش آنکہ حضرت ملک علام در کلام ہدایت التیام خود چند اقسام منافقین لئام مذکور فرمودہ از انجملہ بعض ایشاں را ذکر کردہ کہ اگرچہ در دل قوت ایمانی و محبت رحمانی می دارند اما بہیچ مضرتے بر وسائر اراکیں یا ضعفائے مسلمین میرسانند بلکہ بنا بر ظہور سطوت و عسکر اسلام و وفور صولت اتباع سید الانام مرغوب گردیدہ چیرۂ دکر ہا بظاہر در سلک مسلمین منسلک اند و بباطن در محبت شیاطین منہمک و قسمے دیگر را از ایشاں مذکور فرمودہ کہ بتدبیرات شقاق آمیز و تزویرات نفاق انگیز در بدخواہی اسلام و خیر خواہی کفار لئام جد و جہد موفور و مرتب سعی مشکور بجا می آرند و آنرا باعث حفاظت و صیانت خود از تخریب معاندین نابکار و تشریب مجاہدین اخیار می شمارند اما چوں وقت محاربہ و مضاربہ میرسد بوقوف و اعانت کفار بد اطوار خود اہل اسلام را بکشتن چنانچہ علامت مستمرۂ سردار مسطور ہست پس حق ایں قسم منافقین بقتال و جدال و کشتن قتال صادر گردیدہ پنانچہ حق جل و علا در سورۂ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَ در اقسام منافقین در ہمیں رکوع فرمودہ بعد ازاں آخر ہمیں رکوع فرمودہ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۔ و اما سنت پس بیانش آنکہ از سردار مذکور بکرات و مرات واقع گردیدہ کہ ہر وقتیکہ مسلمین نابر غیرت ایمانی و حمیت اسلامی شخصے را مقدم خود می سازند و طرح جہاد و نہاد و می اندازند ایں منافق بد انجام القیام کفار لئام پیش می کنند و در اجتماع اہل اسلام میش میزنند و قتل ایں قسم منافقین تمام از احکام سید الانام است اخرج مسلم عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من اتاکم امرکم جمیع علی رجل (ناخوانا) یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم فاقتلوہ ۔ چنانچہ ہمیں حدیث را صاحب مشکوٰۃ بعد کتاب الامارۃ فصل اول روایت کردہ و اما اجماع پس بیانش آنکہ اجماع سلف و خلف بایں معنی متحقق گردیدہ کہ اگر قومے بر ترک چیزے از شعائر اسلام

اصرار نمایند و معارضہ آمرین بالمعروف اختیار کنند پس قتل و قتال ایشاں مباح و حلال می شود چنانچہ جناب خلیفہ رسول اللہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر مانعین زکوٰۃ فوج کشی فرمودند ہیچ تردد و تشکیکے دریں مقدمہ نمودند و در حق تارکین چنان و امثال ایشاں ہمیں فتویٰ جاریست و در میان علمائے ہر چہار مذہب ہمیں دعویٰ ساری - و کدام شعار از شعائر اسلام ازجاد و کفار رسام اوجح خواہد بود و کدام مرتبہ معارضہ از ارادۂ قتل و نہب مجاہدین اوقع - و اما قیاس پس بیانش آنکہ از بسکہ لشکر سردارہ مذکور ارادۂ قتل و نہب مجاہدین ہندوستان کرد و در بعضے اوقات چھپا دل بر ایشاں برد و رعایائے خود را بر ایشاں برانگیخت و کیکہ با ایشاں نوعے از مواسات کردی الحال آبرویش ریخت پس ازیں سبب غازیان ہندوستان متوحش گردند و غازیان خراسان متوقف پس گویا کہ ارجاف فعلے کہ عبارت از افتراء اخبار موحشہ ہست از و صادر دیگر دو پس وقتیکہ در اہل حق ارجاف قولی کہ بمراتب ضعیف از ارجاف فعلی ہست باخذ و قتل امر دارد گردید و چنانچہ حق جل و علا در سورۂ احزاب میفرماید لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۔ پس و حق مثل ایں اہل فساد بدخواہ کہ فائدہ عباد امر مذکور بالاولیٰ ثابت خواہد شد نظیر اکہ علت امر مذکور بصورت منصوصہ ہمیں تغیر مومنین و مبشر کافرین و آن در بصورت اکمل یافتہ بلکہ اگر راست پرسی ایں صورت مفہوم بدلالۃ النص تصور باید کرد کہ قطعی ہست معلوم بقیاس کہ ظنی است چوں علت امر منصوص ظاہر و باہر ہست بر جمیع انحایان نعت و در وجود آں و در صورت بطریق قوت و کمال بدیں - القصہ وقتیکہ حکم مذکور باصول ایدۂ اسلامیہ ثابت شد حال آنکہ بر نظاہر ہست کہ ثبوت حکمے از احکام باصلے از اصول اسلام ہم کافی و شافی ہست چہ جائیکہ باصول چہارگانہ متبرہن گردد لامحالہ بر ہر گانہ و بیگانہ نظاہر و روشن خود بناء علیہ بخدمت جاہیر مسلمین خصوصاً مشاہیر مومنین نوشتہ می شود کہ بر ایں از الۂ فساد کہ اساس قیام جہاد ہست کمر بستہ نمایند و حمیت اسلامی و غیرتایانی را کار فرمایند تا عند اللہ و عند الرسول و کافۂ مومنین و علمائے مجتہدین سرخرو شوند و در خیر خواہی دین محمدی کسیو دیک دو از اذناب شقاق و الوارث نفاق محطۂ و پاک گردند و در امتثال احکام ملک علام و اتباع اوامر تیلانام چست و چالاک.

ہر چند ایں عاجز خاکسار مع جمعے از مہاجرین ابرار ساعات لیل و نہار در ہمیں کار و بار مشغول ہست و ظہور ثمرات آں در گاہ خواجۂ انس و جان عنقریب بامول - اگر کسے دیگر از مومنین مخلصین شریک حال ما گردد بس ہمونست خوشتر و اعلیٰ و الا توکل بر مفاد کریمۂ بشارت خیمہ یٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ از ہمہ بہتر و اولیٰ - و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین +

نمبر (۴) مکتوب از جناب امیر المومنین سید احمد بنام سردار یار محمد خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بخدمت عمدہ خوانین عظام قدوۂ اراکین فخام عمدۂ معالی مآب جلالت انتساب الالقاب کثیر المناقب سردار یار محمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ مودہ بموضع خوشگی نزد فقیر رسید - مضامین مندرجہ واضح گردید - مخدوما حقیقت الامر آنست کہ ایں فقیر از بندگان اطاعت شعار و مطیعان مالک مختار ہست بجز مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق جل جلالہ قدرتہ و عمت رحمتہ کسی از مخلوقات دیگے و از ممکنات بر سر خود حاکم نمی داند و در حق خود منعم نمی شمارد و بر ہیچ یکے از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتماد نمی دارد و ہر چند ایں معنی بر ضمائر مودت و دعائر دوستان فقیر واضح و لائح ہست، اما بنا بر مزید تاکید باز بطریق تجدید میگوید کہ خدائے پاک جل و علا بر عدم نوازندہ کہ در ممالک ہندوستان و افغانستان و سائر بلاد ہست گواہ ہی کنم بر ایں معنی کہ انچہ داعیہ جہاد و عزم ازالۂ فساد در ایں دیار (سکھان) کہ در خاطر فقیر یکہ تہ سالہا و مطلقاً بکدورت ملال و عزت جاہ و جلال و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفہ

برادران داقران ہرگز ہرگز مفروض و منظور نیست - آنچہ دعوت مسلمین بسوئے اقامت این رکن کین از فقیر صادر میگردد بحجیت تبلیغ ایشان بسوئے رضامندی حضرت رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہست و ہیچ غرضے از اغراض خسیسہ دنیاویہ درمیان نہ و اللہ علی ما نقول وکیل - پس فقیر را از انہا ہم این جدوجہد ہمیں معنی منظور ہست کہ امتثال احکام آلہیہ کہ در قتال اہل کفر و ضلال وارد و شدہ چنانچہ کلمہ جَاہِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ در کلام مجید جا بجا واقع گردیدہ از فقیر صورت بندد بالجملہ بندۂ اطاعت شعار را جز امتثال اوامر مولائے خود چارہ نیست و آنچہ وعدۂ آلہیہ بکفالت و وکالت مجاہدین و تائید نصرت مقاتلین صادقین وارد گردیدہ چنانچہ منطوق لازم الوقوع وَاِنَّ جُنْدَنَا لَہُمُ الْغَالِبُوْنَ - وکلمہ کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَنْصُرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وکلمہ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّہُمْ لَہُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وکلمہ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ وکلمہ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - ہمیں مواعید مذکورہ را پاس تلی خاطر و اطمینان قلب و اعتماد بر خزائن رب العالمین این فقیر را و سائر مومنین مخلصین را کافی و شافی ہست پس تقریر ہمیں مواعید آلہیہ اعتماد نمودہ و امتثال احکام حاکم خود را قبلۂ ہمت خود ساختہ و جمیع ماسوی اللہ را پس پشت انداختہ از چپ و راست چشم ہمت بستہ براہ راست رضاجوئی مولائے خود پیش رو نہادہ بکمال اطمینان و فرحت و غایت بشاشت و مسرت درین راہ تگاپوئے می نماید ہر کہ شرکت فقیر درین باب اختیار کرد سعادت دو جہانی و راحت جاودانی بدست آورد ہر کہ درین باب از رفاقت فقیر سر پیچد لا بد روزی دست ندامت خواہد گزید زیرا کہ فقیر درین باب بہ اشارات غیبی مامور ست و ببشارت لا ریبی مبشر ہرگز ہرگز متشعبہ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی بایں الہام رحمانی متزلزل نیست - بالجملہ فقیر امتثال حکم الٰہی را تہ دل مقصود دست و اعتماد بوعدۂ آلہیہ بکلی حاصل - و اما اینکہ وعدہ آلہیہ بچہ طریق ظاہر گردد پس بندۂ عبودیت شعار را چہ یارا کہ از مالک خود بپرسد کہ وعدۂ خود بچہ طور ایفا خواہی کرد کہ این سوال خارج از قانون آداب عبودیت ست - بالجملہ اگر گفتگو و چون و چرا بیزارم و از مائدہ اطاعت محض قوله برادر و السلام علی من اتبع الہدیٰ و اجتنب عن اتباع النفس والہویٰ - و از بسکہ آن والا مناصب نگارش فرمودہ بودند کہ فقیر مکنون خود را بزگارد ہر چند در دل ہدایت منزل را از انوار رحمانی و انوار ایمانی مکنون می دارد از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون ست زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

نمبر (۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد خدمت خانصاحب عالی مرتب والا مناصب کثیر المناقب عشرت نشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ احوال این حدود بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر ست و عنایت رحمانی و حمایت ربانی بوجہے شامل حال ما ضعفا ست کہ از احاطۂ تحریر و تقریر بیرون ست و قلوب خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بقدرت کاملۂ خالق انام بحدے مسخر گردیدہ کہ صرف جان و مال و ترک اہل و عیال در رفاقت این فقیر و اطاعت این ضعیف برایشان آسان ترمی نماید بالجملہ اکثر جمہور مومنین این دیار و عموماً و صادقین قوم آفریدی و یوسف زئی خصوصاً دگرگون گردیدہ کہ در عروق قلوب ایشان شادابی آب زلال ایمانی رسیدہ و ایشان را براہ راک سعادات جاودانی و راحت دو جہانی مستعد گردانیدہ - الحق کہ اگر این جان ناتوان و دنیا و سست بنیاد و مال سریع الزوال و متاع قلیل الانتفاع و غربت منشوب بذلت مردود تحصیل رضائے ایزد متعال بکار نیاید پس ہیچ کار آمدنی نیست و در شمل اینوقت اگر مصروف گردید صرف خیالی ست و اختلال بلکہ جالب نکبت و وبال درین کلام نیک تامل فرمایند و بر مبالغہ و مسامحہ حمل نمایند بلکہ لب محض و حق بحت ست مرا خود میدانند کہ از جنس شعرائے خیال بند و فصحائے تملق نیستم کہ بنا بر مجرد عبارت آرائی و الفاظ پیرائی چند ست از کلمات لطیفہ جمع میکنند و خیالات نازکہ را دل و دیعت می نہند و

لذت خیالیه انان برمیگیرند: باید محمد مستغوی وقت این تکلفات بکار می برند نیستیم بلکه این کلام هدایت التیام کتاب وحی والهام است - آمادی پس بیائش آنکه حق جل وعلا در کلام پاک خود میفرماید تَمَلُّ وَنَ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاجْتَنَکُمْ فَاسْتَفْتُوهُمْ تا اَلْفَاسِقِیْنَ ۱۲ - اما بیان الهام پس فقیر از پرده غیب به بشارات ربانی باستیصال کفار در انجمن یاں (یعنی قوم سکھ) مامور است و انجمن لاریب به بشارات رحمانی بغلبه مجاهدین ابرار محشر پس هرکه امروز جان مال وعزت و وجاهت خود را در اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سُنّت سید المرسلین بخوشی خود صرف نخواهد کرد لا بد فردا از دیدن رکسیده خواهد شد و جز ملال مسرت و ندامت و در دست او نخواهد ماند بنا بران نگارش میکرده می شود که جماعۂ مومنین قبائل خود را عموماً و دوستان را خصوصاً بوجیکه مناسب وقت دانند یعنی بخوبی فهمانند تا ایشان از مهالک دنیا و آخرت مامون و منافع کونین فائز شوند چون کن خاطر خود بنگارش آوردن ضرور بود بنا علیه بر سطرے چند اکتفا رفت - زیاده والسلام مع الاکرام +

نمبر (۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام خان خانان غلجائی رئیس قلات پاسخ مکتوب شان

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب یادگار سلاطین کرام تذکار خواقین فردوسی المقام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکه تاز عرصهٔ سطوت و صولت شجاعت شعار شهامت آثار دیانت و ثار جلالت نشان سردار سرداران خان خانان ابد الله جلالکم و ضاعف اقبالکم - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ گرامی و رقمهٔ والای مشعر براتِ محبت و اخلاص موقت بخصائص قوت و سعادت در مقدمهٔ اقامت جهاد دازالهٔ بغی و فساد باد یگر رضامندی خلق الله سید انواع فرحت و سرور دیده و دل نور بخشید - الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آفاق جهان المشتمل را پس صاحب غیرت ایمانی و حمیت اسلامی منور گردانید منعم ذوی النوال الفضل و کرم خود این نحم ایمانی را که بجمعیت خاصهٔ خود در سینهٔ صفا گنجینهٔ کاشته شمم فرات جمیله در دنیا و عقبی گردانا د و آنچه در باب توجه همت عالیا باطلاع نیو و امان خامهٔ زیر فرمود بوده که از آن سوا قامت و استیصال کفر و عناد نموده آید هر چند انعمی اقتضائے مقاصد قلبی هست لیکن اگر عنان ظفر توامان باں سمت منعطف گردد - منافقین مفسدین فتنه و فساد بر پا خواهند نمود پس صلح و انسب چنان می نماید که اولاً در بارهٔ استیصال منافقین بر مثال سعی بلیغ بجا آورده شود هرگاه قرب و جوار انجناب از آثار منافقین بکردار پاک گردد باز بجمعیت خاطر و اطمینان قلب بسر انجام دادن اصل مقصود متوجه توانند شد پس مصلحت وقت همیں که نخستیں در ازالهٔ فساد منافقین جد بلیغ بجا آرند و هر چند طریق دفع فتنه این منافقین آں جنگ خود میدانند در فن لشکر کشی و کشور کشائی بخوبی ماہر لکن بنظر ایں جانب مصلحت چنان می نماید که دل جلالت منزل بریں امر مهم عظیم بے اعانت کسے اقدام ننماید و اگر استقبال انجناب در استیصال منافقین باعث شورش فتنه و فساد شود پس از کسے استعانت ضرور نیست الوس و قشون خود فراهم آورده خود انجناب در نواحی غزنین بمقابلهٔ منافقین بطریق چھاپا آغاز فرمایند و بعض از امرا هیان بلجمعے کثیر از الوس و قشون بنواحی کابل تعیین فرمایند تا ایشان هم بطرز شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند و انجناب ۱۲ ازیں سو متوجه بر منافقین پشاور شود بعد از تصفیهٔ اتمام از الوان منافقین بدانجام بجلال آباد برسد و همچنیں انجا بکابل فائز گردد تا منافقین مطرودین کرا زپشاور تا قندهار پراگنده شوند که هر کس بجبال خود گرفتار بود و بدست و پا گردیده اعانت همدیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماع آنها متعذر گردد اگر استقلال خود را دیں باب باعث شورش فتنه دانند و منظنه آن باشد که قوم درانی بابر جمعیت قومیت و ریاست الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلهٔ انجناب اتفاق کنند پس لابد روسائے ایشانرا سر بمهر خود باید کرد و استعانت بارباب سلطنت باید جست اما انکه استقلال جناب دریں مقدمه باعث فتنه و فساد است یا نه پس دریں باب دیانت و گیاستمند کار فرمایند رباعی

منصب پاک ساختہ و مجرد خیر خواہی اسلام و انتدہ ہمواہ اختیار فرمایند شمار اور اختیار یکے از ہر دو شق اختیار بہت اگر ثانی پسند خاطر خطیر باشد خطوط الملفوفہ مع خطوط خود مشتمل بہمین مضمون بہرات ارسال فرمایند و اگر اول نظر بصائب ترجیح یابد پس بلا حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجہ کار شوند و انجناب را باستعجال تمام بر آں اطلاع بخشند تا ازیں سو سرگرم مہم گردد و حسب الطلب خطوط مشفقانہ بنام رؤسائے بتوں و دامان وغیرہ می بسند ایں مخلص خاطر دانش ذخائر باید داشت کہ نواب شیر محمد خان رئیس ڈیرہ اسمٰعیل خان و دیگر سرور خان ہر چند با انجناب اظہار اخلاص و مودت می نمایند امانی الحقیقت از زمرۂ منافقین اند از مدت اخلاص ایشاں اجتناب کلی باید ورزید و بتوسط برایشاں اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسائے و ضعفاء و حکام و رعایا اضلاع مذکورہ و جماہیر مومنین و مشاہیر سادات و علماء دین از اضلاع باجوڑ و سوات و بنیر و حوالی پشاور و خیبر و ننکرہار و کہلی و نواحی کشمیر با انجناب عقد وفاقت و اطاعت محکم بستہ اند کہ بلا طلب بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان و مال و تحصیل رضائے ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین بدتمال ہرگز قصور نوریم ہر چند مستعد گردیدن ایشان فی الحقیقت بمحض قدرت قادر علی الاطلاق ہست اما بظاہر بسبب ظہور منافقین و خیر خواہی آنہا در حق کفار متمردین و بدخواہی در بارۂ مسلمین جمیع مومنین اگر بغیرت ایمانی در جوش و حمیت اسلامی در خروش آمد انشاء اللہ تعالیٰ بحول و قوت ربانی و تائیدات آسمانی عنقریب مقدمۂ گوشمال منافقین و مجاہدۂ مشرکین پیش کردہ می شود در جائے واثق از حضرت خالق چناں دارم کہ جنود رب العالمین بر اخراب ایشاں بعین البتہ مظفر و منصور گردند چنانچہ در کلام ہدایت التیام مبین باید کذٰلک حقًا علینا نصر المؤمنین و ان جندنا لہم الغالبون۔ و یا ایہا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم پس فتح و نصرت از مواعید صادق رب الجلال ہست و خلف در آں محال۔ پس لازم کہ محبت مال و جان و اخوان و اوطان پس پشت انداختہ محض تحصیل رضائے حضرت حق قبلۂ ہمت ساختہ صرف بہ نیت نصرت دین متین و اعلائے کلمۂ رب العالمین کمر بستہ در جنود رب العالمین داخل گشتہ خود را بمرکز قتال بیندازند انشاء اللہ تعالیٰ و ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق و اخری تحبونہا نصر من اللہ و فتح قریب ابواب فتوح مفتوح خواہند گردید و ملاک خزائن بیشمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار شرار و منافقین بدکردار ضرور بالضرور بدست خواہد آمد لیکن ایں ہمہ ایں وقت را زود اندمنافع تصور بیدہ ہرگز مدار اقامت جہاد و نبا بید ساخت و آنرا از نظر ہمت بلند باید انداخت پس ہر گاہ ایں نیت پاک خود را در سلک مجاہدین منسلک خواہند کرد و بلا ریب جنود اللہ معہود خواہند شد و بر طبق وعدۂ حقہ نصرت و ظفر بدست خواہد آمد و علاوہ بر ایں آنکہ انجناب بارہا از پردۂ غیب و کمن لا یہ بکلام روحانی و الہام ربانی در مقدمۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد باشارات صریحہ مامور گشتہ در بارہ نصرت و فتح بہ بشارات صادقہ مبشر شدہ و چوں مواعید الہام مطابق کلام ملک علام باشد لابد قبول باید داشت و عمل بر آں باید ساخت بالجملہ حق جل و علا انجناب و اتباع انجناب را بکرم عمیم خود بہمیں وجہ و جیہ در سلک مجاہدین منسلک گردانیدہ و بیخ محبت دنیائے دنیہ از تہ دل قمع ساختہ و ایں طریق را بہ تعلیم خاص فہمانیدہ و بیخ رقابت انداختہ و بہ تعلیم آن امر فرمودہ بہ برکت ہمیں خلوص بمنصب امامت مشرف و معدّ ہر چند اینمعنی بر ہزاران ہزار بلکہ بر خلائق بیشمار از دائرۂ امکان ایں خاکسار واضح و لائح ہست چنانچہ بسیارے از اہل ہند و سندھ و خراسان بر اینمعنی آگاہ شدہ اند و اغلب کہ آنجناب ہم مطلع بودہ باشند اما بنا بر تاکید بطریق تجدید میگویم کہ خدائے پاک عالم سرائر و الخفیات را گواہ می نامم کہ داعیۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و عناد از دل اخلاص منزل می جوشد صلاً شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی باین داعیۂ ربانی مخلوط نگشتہ و اللہ علی ما نقول وکیل۔ زیادہ بجز تاکید اکید استعجال جواب بدست قاصد تیز رو و سریع السیر چہ نگارش رود کہ مقدمۂ عظیمہ بر رسیدن جواب متوقف ہست۔

والسلام مع الاکرام ؛

نمبر(۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہ محمود سلطان ہرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مورد الطاف ربانی معدن اخلاق جہانبانی مسند آرائے محافل جاہ و جلال فرمانروائے اورنگ عزت و اقبال رونق افزائے سیاد ین شہامت معرکہ پیرائے ساطین شجاعت جم جاہ رفیع پایگاہ ابد اللہ ظلال جلالہ و ضاعف اقبالہ - بعد از ادائے تحیات مسنونہ سید الانام و اظہار تعظیمات مکنونہ قلوب اہل مودت و التیام ضمیر آفتاب نظیر مخفی باد - از بسکہ اقامت جہاد از الہی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت ربانی العباد ست خصوصاً دریں جزو زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان بحدے رسیدہ کہ تحریش بیگانہ دریں افساد و محو سلاطین از زمرۂ کفرۂ متمردین و بغاوت بوقوع آمدہ و ایں فتنۂ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سندھ را فرا گرفتہ پس ریصورت تغافل در مقدمہ استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی واقع آثام است بنا علیہ ایں بندۂ درگاہ حضرت الٰہی از وطن مالوفہ خود برخاستہ و دیار ہند و سندھ و خراسان و دو سہ نمودہ و موتمنین آن اقطار و مسلمین آں دیار را بایں معنی ترغیب کردہ الحمد للہ و المنۃ کہ اکثر موتمنین مخلصین و صادقین را تحسین ایں دعوت حق را گوش ہوش شنیدہ رفاقت ایشان اختیار نمودند و اطاعت ایشان در تعقد مہ التزام کردند و از بسکہ قیام جہاد با اہل کفر و فساد بدون نصب امام صورت نمی بست بنا علیہ جماہیر مجاہدین و مشاہیر اعلام دین بر دست ایشان بیعت امامت بجا آوردہ خطبہ بنام ایشان خواندند از انجا کہ در میان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت عظیم است کہ نصب امام برائے اقامت جہاد و ازالۂ بغی و فساد ست تسلط بر بلاد و امصار و تملک صلاع و اقطار امام و اتباع آنرا مقصود لذاتہ نمی باشد بلکہ حق حکومت و سلطنت بمستحقان او میرساند بخلاف منصب سلطنت کہ مقصود اصلی زاں حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشور کشائی ست لہذا ایشان معلی القاب شاہزادۂ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی نگارش کردہ میشود کہ بنا بر اخذ کردن حق خود و مشارکت و معاونت مجاہدین فرمایند تا مجاہدین مسطورین مملکت قدیم حضور را از انخاس مشرکین و الواث مفسدین مطہر و پاک گردانیدہ حق بمحقدار رسانند و ایں وعدہ بندۂ ایشان واجب الایفا بہست بالشرط معہود چست و اموعید درست از ایشاں بریں معنی بگیرند کہ شکر ایں نعمت عظمیٰ بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بستہ جہاد را جاری دارند و گاہے اور امعطل نسازند و در آئین انتظام ممالک عایت شرع بے کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس ریصورت اگر اشارت حضور لامع النور ہم بشاہزادۂ ممدوح در مقدمہ متوجہ شدن ایشاں بسر انجام دادن ایں مہم صادر گردد - البتہ مہم مسطور بخوبی صورت انجام خواہد پذیرفت - زیادہ تطویل کلام بحضور آں سلطان اسلام لقان راحکمت آموختن ست - بنابران بریں چند سطور اکتفا نمودہ شد - آفتاب سلطنت و اقبال دائما تابندہ و درخشندہ باد +

نمبر(۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہزادۂ کامران

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب علی القاب سلالۂ خاندان سلاطین کرام نقادۂ دودمان خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکہ تازۂ رخش سطوت و صولت یادگار ارباب سیف و قلم چراغ گوشۂ اصحاب جود و کرم گل سرسبز چمنستان شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ از بسکہ مہاجرت از بلاد کفر و فساد و مجاہدہ با اہل کفر و عناد و مقابلہ ارباب

یعنی وفا و از اعظم ارکان اسلام ہست و تساہل و تغافل در امر تبلیغ معاصی و آثام ابتداء قبیحہ ایں ملک از شیوع آثار اہل کفر و طغیان محدود و مشحون گردیدہ و اینجانب از وطن مالوف خود بر خاستہ بنیت ہجرت و جہاد بسمت خراسان متوجہ شدہ چوں درین اثناء رسید تمام ایں بلاد را از مفاسد اہل بغی و عناد مملو دید بنا علیہ در راہ طالبان یوسف زئی رسیدہ مومنین آں دیار مسلمین آن اقطار را بوجوب اقامت ایں رکن کہن یعنی استیصال کفار متمردین و دعوت مردود الحدیث ایں دعوت حق رنتہ رفتہ گوش اکثر مسلمین از ناہلان اہل نگر بار و آفریدیان دخنک و مہمند و خلیل و اہل سوات و بنیر و اہل کہلی و اربعائے کاشمیر سید مومنین مخلصین و صادقان را سخنین ایں دعوت حق را بگوش ہوش شنیدہ رفاقت اینجانب اختیار نمودند و اطاعت و انقیاد ہر کدام داشتند و از انجا کہ قتال کفار لئام شرعا بدون نصب امام صورت نمی بست بنا علیہ شاہیر علماء دین و مجاہدین بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبہ بنام اینجانب خواندہ رقبۂ اطاعت و انقیاد در گردن خود ہا انداختہ امامت اینجانب تسلیم داشتند۔ اما چندے از منافقین کہ فرق درمیان منصب امامت و منصب سلطنت نفہمیدہ و بندۂ درگاہ حضرت متعال را طالب سلطنت تصور کردہ و در پے عداوت مجاہدین اُفتادند حالانکہ خالق البریات و عالم السرائر والخفیات گواہ ہست بر صحتی کہ گاہے بر دل اخلاص منزل اینجانب از دُور حصول معنی تملک خزائن بیشمار و تسلط بلاد و امصار یا طلب عزت و وجاہت و ریاست و امارت یا فرمانروائی بر اقران و اخوان یا اہانت رؤسائے عالی مقدار از سلب سلطنت سلاطین والا تبار گاہے خطور نہ کردہ و وسوسۂ آن ہم بہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمام ایں معرکہ پیرائی دعوۂ آرائی غیر از اعلاء کلمۃ رب العالمین و احیاء سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین و تخلاص بلاد مومنین از دست بغاۃ مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست علاوہ بریں اگر اینجانب از پروۂ غیب لکن لاریب بہ اشارات اقامت جہاد و از الۂ کفر و فساد و امور ہست و بہ بشارات فتح و ظفر مبشر ہستہ چنانچہ بکرات و مرات بکلام روحانی و الہام ربانی بریں لطیفہ سبحانی مطلع گردیدہ کہ ہرگز ہرگز شیبہ وسوسۂ شیطانی و تشبث ہوائے نفسانی بآں مخلوط نشدہ با لجملہ چوں منافقین مفسدین بحمایت کفرۂ متمردین کمر بستند و عداوت مجاہدین بر روئے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشاں از مقدمات جہاد و مستحسنات کفر و فساد گردیدہ بنا علیہ اینجانب کافۂ مجاہدین را بگوشمالی منافقین ترغیب نمودہ چنانچہ عنقریب بسر انجام و اتمام ایں مہم عظیم بحول و قوت رب رحیم متوجہ میگردد و ایعاد پاک کردن ایں بلاد از انجاس مشرکین و اوباش منافقین مستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کردہ خواہند ابا بشرطیکہ نگہ ایں انعام الٰہی بجا آرند و علی الدوام جہاد و را بر حال قائم دارند و گاہے معطل نگزارند و در ابواب عدالت فصل خصومات از قوانین شریعت سر مو تجاوز و تفاوت بیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب و ورزند باز خود اینجانب مع مجاہدین صادقین بسمت لاہور بنا بر ازالۂ کفر و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصود اصلی خود اقامت جہاد بر اقوام کہ بہ ملک پنجاب ہست خواہ در دیار افغانستان و یا غستان بالجملہ خان عالی شان رفیع المکان خان خانان علمبردار رئیس طلات سریر کمال علو ہمت و فرط رغبت در مقدمۂ حمیت ایمانی و غیرت اسلامی ایں دعوت را بگوش ہوش شنیدہ مستعد مقاتلہ کفار شرار و مقاومۂ منافقین نگونسار گردیدند الحمد للہ و المنۃ کہ حق جل و علا خان ممدوح را بایں توفیق موفق گردانیدہ لہذا اینجانب استطاب نگارش کردہ می شود کہ ہر چند نصرت دین و اعانت مجاہدین بصرف جان و مال بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و متحتم ہست اما چون توجہ اینجانب بایں دیار و اقطار بنا بر موانع چند در چند ظاہر استعفر می نماید پس لازم کہ چند کس از ملازمان خاص کہ بعقل و کیاست موصوف باشند و بعزت و وجاہت معروف و بہ بلند پاگی اختصاص نسبت بہ اینجانب مشہور بایں سمت روانہ فرمایند تا بعضے از ایشان بجانب ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را پیش اینجانب رسانند کہ دریں باب مشارکت اینجانب متحقق گردد و استحقاق حصول فواید اُخرویہ و منافع دنیویہ ثابت شود و استخلاص حق خود از دست باغیان مفسدین بدست آید باقی تطویل کلام بجناب آن قدوہ اولی الافہام لفاف الحکمت موکول ہست چہ اینجانب دریں باب نیازمندانی و کشور کشائی حکیم و تجربہ کار تمام

وعاقل و هوشیار - زایده والسلام مع الاکرام

نمبر (۹) مکتوب اطلاعی نصب امام و اقامت جهاد از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان هند

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت جمیع متصدیان، اخیار مهاجرین و متعصبان آثار مجاهدین از مومنین ابرار و صادقین اخیار سلمهم الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه الحمد لله والمنه فقیر مع جمیع رفقا خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و عافیت تمام تا بشلالع یوسف زئی رسید چنانچه اخبار کوچ و مقام فقیر تا بلدهٔ شکاپور بسمع مبارک رسیده باشد بعد ازآن از درهٔ ڈھاڈھر بخیر و عافیت تمام گذر کرده تا بلدهٔ قندهار رسیده در بلدهٔ مذکور رفقا مقام کرد بعد ازاں بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنائے راه با مومنین راسخین و مسلمین صادقین از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید با کمال محبت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چوں بدار السلطنت کابل رسیدیم اهالی بلدهٔ مذکور از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و رؤسائے عالی مقام و سائر خواص عوام بکمال وفور رغبت و نهایت اظهار مودت ملاقات موفور دران ایام فیما بین سرداران کابل مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال بپیش بود فقیر نا بر امید اینمعنی که شاید بسعی فقیر رفع منازعت و وقوع مصالحت صورت بندد مدت چهل پنج روز تخمیناً دران بلده اقامت نمود - آخر الامر چوں سعی خود را مفید ندید رخت اقامت از بلدهٔ مذکور برکشید بسمت پشاور عازم گردید در اثنائے راه هم سابق بلکه از پیش از دحام مومنین مخلصین و اجتماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازآن به بلدهٔ پشاور رسیده و با صغار و کبار به آنچنان ملاقات نموده و دسته فرودان مقام اقامت کرده بسمت موضع هشت نگر که بفاصلهٔ وه کروه بسمت مشرق از پشاور در اوطان یوسف زئی واقع است دران موضع چند روز اقامت نموده مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را بمسوئے اقامت جهاد و از الکفر و فساد ترغیب نمود تقدیرات کامله ربانی قدیر جمعے کثیر و جمعے غفیر از مومنین آن اطراف و اکناف به نیت ادائے این عبادت و ادراک این سعادت فراهم آمدند بعد ازاں از موضع مذکور کوچ نموده بموضع خوشگی رسید و از انجا بموضع نوشهره آمده و قصد اقامت چند روزه نموده در پس اثنائے لشکر سکهاں که بقدر ده هزار سوار و پیاده باشد لبسرکردگی بدهه سنگه این عم رنجیت سنگه موضع اکوڑه که بفاصلهٔ نصف کروه از نوشهره واقع است رسیده هر چند در میان جنود مجاهدین و لشکر کفرهٔ ملاعین و دریائے لنڈه حائل بود اما بسبب دو رعب یکے بر دیگرے به سبب قرب مجاورت هویدا گردید لابد بمصلحت وقت چناں اقتضا کرد که جمعے از مجاهدین رفقا را شبانه از دریائے مسطور عبور کرانیده بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانه ساخته شود چنانچه مجاهدین معدودین بشب بستم شهر جمادی الاولی ۱۲۴۲ هجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاخت آورده مثل روز قیامت در آخر زمان شب بر سر غافلین دفعة رسیده و توپ و تفنگ معطل کرانیده کار و بالسیوف قاطعه رسانیده تا دم صبح آب شمشیر برّان مثل زبرش باران بر سر ایشان باریده بسیاے را از ایشان بدار البوار رسانیدند و بسیاے بزخمهائے پرخطر تا لب مقبرهٔ واشیلے نفسیه از جنس اسپان و شتران و اسلحه و اقمشه دست برد گردید بالجمله بسیاے از ابواب فتوح بروے مجاهدین مفتوح گردید دروازه از دروازهائے جهنم برائے تعذیب کفار کشاده شد بعد ازآن مجاهدین مذکورین بفروزگاه خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چند روز فقیر از موضع نوشهره کوچ کرده بموضع هنڈ که گذرگاه دریائے اباسین است رسید - باریگ جماعهٔ از جنود مجاهدین شبانه از دریائے اباسین عبور نموده بر سر قریهٔ خضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بود تاخت آورده جمعے را از ایشان تہ تیغ بیدریغ گرفتند و جمعے را بطریق سبی مقید کرده آوردند و دریں نوبت اموال خطیره و غنائم کثیره از نقود و اجناس بدست عموم ناس افتاد و کذا از تقریر و تحریر بیرون است بالفعل بدست سکهان مخذول چون دریں نوبت فتح مبین مومنین و جلادت مجاهدین ظاهر و باهر دیده از هیبت ایشان مرعوب گردیده از فرودگاه خود اقامت برکشیده در مقام دیگر فروکش شد که از ایشان جدا بود [illegible] عریضه این قیمه بدست خود خان خودرا در زمدان سنگه مقدخت از انظم

سوانح مجملیہ نیست کہ از بسکہ مجمع جنود مجاہدین در ہر دو نوبت شامل بلوائے عام و لشکرے بے سر و برگ و کوچ و مقام بے نظام و ابتدا و اختتام در ہر دو نوبت بر قافلۂ شرع منقسم نہ گردیدہ بلکہ ہر کہ از ایشان چیزے بدست آوردہ خفیہ بخانۂ خود بردہ بتائید علیہ جمہور مومنین حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و امرائے عالی مقام و سائر خواص عوام از اہل ایمان و اسلام کہ در آں مقام حاضر بودند بر شیعۂ اتفاق متوجہ شدند کہ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر وجہیکہ شرع بدون نصب امام صورت نمی بندد بنائے علیہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۳ ہجری قدسی سعیت امامت بر دست فقیر بجا آوردند و بقیہ اطاعت فقیر در گردن خود ہا انداختند و بر دو جمعہ خطبہ بنام فقیر خواندند انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت دعائے این کمترین یعنی نصب امام کہ مدار اکثر احکام دین ہست ضرور بالضرور انشاء اللہ الغفور مظفر و منصور خواہند گردید اینست بیان اجمالی احوال این فقیر غرض از نگارش این وقائع آنکہ وقت کار بر سر رسید و مقدمہ کار را پیش رو انجامید پس ہر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم ہست کہ خود را بعد الوقت تمام بہر وجہ کہ ممکن باشد نزد فقیر رسانیدہ در سلک مجاہدین منسلک گردانند حق جل و علا بقدرت کاملۂ خود بر طبق منطوق لازم الوقوع کذلک حقًّا علینا نصر المؤمنین این مقدمہ را بانجام خواہد رسانید و دین محمدی را بر سایر ادیان بر وفق وعدۂ خود غالب خواہد گردانید ما ہر کہ جان خود را در این معرکہ حاضر خواہد کرد بکوئے سعادت جاودانی از میان خواہد برد و ہر کہ امروز در این مقدمہ قاعد و تکاسل خواہد ورزید لابد فردائے قیامت دست حسرت بدندان خواہد گزید۔ و ما علینا الا البلاغ المبین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۳ ہجری از مقام ہنڈ۔

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامۂ سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ نمبر (۱۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بن عبد اللہ بخیر۔ بسالار جنود و عساکر با مالک نزائر و دفاتر جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ ہدیٰ اللہ تعالیٰ سوء الطریق و اطرح علیہ سحاب التوفیق۔ پوشیدہ نماند کہ نامۂ فصاحت شمامۂ مشتمل بر اظہار مراتب دعاوی شجاعت و شہامت رسید مضامین مندرجۂ واضح گردید۔ ظاہر آنچہ اینجانب را ازیں ہنگامہ آرائی و معرکہ پیرائی مقصود ہست آنرا بوجوب لفہمیدہ اند کہ نامۂ مذکور کہ نگاشتہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید و خلاصہ آں بغور تمام باید فہمید کہ منازعت با اہل حکومت و ریاست بنا بر اغراض متعددہ می باشد بعضے را از منازعت مذکورہ حصول مال و ریاست مقصود می باشد و بعضے را اظہار شجاعت و شہامت و بعضے را فقط تحصیل مرتبہ شہادت و اینجانب را امرے دیگر متصور ہست وآں فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق ہست کہ در مقدمۂ نصرت دین محمدی دارد شدہ ہست خدا خود جل گواہ ہست بریں معنی کہ اینجانب را ازیں ہنگامہ آرائی غیر از امر مذکور غرضے دیگر از اغراض نفسانیہ در میان نیست بلکہ آرزوئے آن ہم نگذشتہ بزبان مجازی میگذرد و نہ گاہے در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی ہر سعی کہ ہر نوع کہ ممکن می باشد بجا می آرم و ہر تدبیر کہ در آں مفید می نماید بروئے کار می آرم و انشاء اللہ تعالیٰ تا دم مرگ در ہمیں سعی مشغول خواہم ماند و تمام عمر در ہمیں تدبیرات خواہم کرد تا زندہ ام ہمیں راہ می پویم و تا موجود ام ہمیں مقصد پیجویم تا سر و پا ہست ہمیں راہ ہست و ہمیں روا خواہ مفلس شوم خواہ مالدار خواہ منصب سلطنت یابم خواہ رعیت گری خواہ متہم چنین شوم خواہ متہم بہ شجاعت خواہ بہ تہمت غزا فائز شوم خواہ بنسبت شہادت آئے اگر بیتم کہ رضائے مولائے من در ہمیں منحصر ہست کہ در معرکہ جنگ تا جان خود بیابم پس بالله و تالله و بصدق جان و سینہ سپر نایم و در مجامع عساکر بید غدغہ و وسواس ریا و بیم بالجملہ باطنا و ظاہرا و عادتًا و جبلتًا شجاعت و تحصیل ریاست غرض نیست علامتش ہمیں است کہ اگر کسے امرا و کبار و رؤسائے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مرا آگہی او بصدق بیان را اظہار تمام دہد تا بمنصب سلطنت او بنزار جان نیخواہم بلکہ در باب ترقی ریاست او مساعی جمیلہ می آرم ایں امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف بزید دل

الزام وہند اگر بنظر انصاف غور نمایند ایجاب بیمقدمہ صلاً مطعون ملام نیست زیرا کہ وقتیکہ آن عظمت نشان مرتکب مقدمہ بیجا آورد ان احکام حاکم خود ہیچ عذرے وحیلہ نمی تواند آورد حالانکہ آن حکومت نشان از اولاد ایشاں بلکہ از جملہ برادران ایشان ہست پس اینجانب در مقدمہ بیجا آوردن حکم الحاکمین چگونہ عذر تواند آورد حالانکہ آن جلیل الشان خالق جمیع افراد انسان بلکہ مکونِ سائر اکوان ہست - والسلام علی من اتبع الہدیٰ - تحریر بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ ہجری +

نمبر (۱۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام میاں یقین اللہ شاہ لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت سجادہ نشین ارشاد و تلقین ہمنمائے ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاہ الہ محمدوی مکرمی شاہ یقین اللہ مدالہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین الی یوم الدین - بعد ازسلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - احوال اینجا دود بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است کہ شب و روز نعیم منعم علی الاطلاق و الطاف مالک بالاستحقاق بریں عاجز خاکسار روزہ بمقدار مع جماعت مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار یار ان صفت می بارد و عرضکہ پرورش او بجدے رسیدہ کہ از احاطہ تحریر و تقریر متعذر می نماید موجب ابیات ؎

اگر ہر مُوئے باصد زبان - کند شکر ایں نعمت رایبان + بتحریر الفاظ ہائے بے شمار - نباشد یکے از ہزاراں ہزار +

از اجل نعم ربانی و الطاف رحمانی آن ہست کہ این فقیر را محض قدرت کاملہ خود باعلائے کلمہ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافہ مومنین بسوئے اقامت ایں رکن رکین و جمع عساکر مجاہدین بنا بر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید - الحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً ہر چند در مقدمہ قتل و قتال باہل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینہم حبال در ہر دو طرف فتح و شکست محتمل ہست چنانچہ دریں ایام مجتمعہ فرجام مجاہدین اخیار چند بار بر کفار اشرار منظفر و منصور گردید و در یک نوبت بسبب مداخلت چند از منافقین یک گونہ گزندے بہ مومنین صادقین ہم رسید لاکن الحمد للہ و المنۃ کہ ہیچگونہ فتوے و قصوے در ہمت عالیہ ایشان راہ نیافتہ چنانچہ ایں فقیر بعد وقوع ایں حادثہ در اضلاع یوسف زئی شمل جملہ و بنیر و سوات دور و سیر نمودہ مومنین آن دیار و مسلمین اقطار را بہ اقامت جہاد و ازالہ فساد و المشافہ ترغیب نمودہ و بسیارے از اقوام افاغنہ مثل غازیان و آفریدی و مہمندی و خلیل وغیرہم بہ ادراک ایں سعادت عظمیٰ و ادائے ایں عبادت کبریٰ بالمکاتبہ دعوت کردہ الحمد للہ کہ ہمہ مومنین صادقین ایشاں این دعوت حق را قبول نمودند و گوش ہوش شنیدند بنا بر علیہ در عرصہ چند روز انشاء اللہ بحول و قوت - بانی تائید یزدانی مقدمہ جنگ و جدال و قتل و قتال و استیصال اہل کفر و ضلال پیش گردہ خواہد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت عمیم برحق چنان ہست کہ غلبہ دین حق بر ادیان باطلہ جلوہ پذیری گردد خاطر جمع دارند و ہرگز بر اخبار و اہیہ کہ منافقین برائے رنجانیدن مومنین افشا می نمایند اعتماد نفرمایند و تحیر خاطر و اطمینان قلب در دعائے نصرت دین متین بیار گاہ رب العالمین مشغول مانند و خاطر جمع دارند کہ ہر چند فاعل مختار در ہر کار و بار محض ذات پروردگار ہست و ہر مومن صحیح الاعتقاد و لازم ہست کہ در جمیع مقدمات خود بکار سازی رب العباد بجان و دل اعتماد نمایند آئے بنا بر حکم شرع قدسے در جمع اسباب ہم سعی بجا آرد پس بنا بر ہمیں حکم شرعی در جمع آوردن عساکر مسلمین پرتے سعی کردہ شد الحمد للہ کہ سعی مذکور بانجام رسید کہ اقوام کثیرہ از مومنین افاغنہ کہ شمار اشخاص ہر قوم بہ ہزارہا و لکھو کہا میرسد بہ رفاقت ایں فقیر اتفاق نمودند و اطاعت این عاجز بجان و دل تسلم و انتقاد و وقتیکہ مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد بنا بر استیصال کفر و فساد و اعلائے دین رب العباد کمر ہمت چست می بندند و نیت قلبیہ درست می نمایند نصرۃ بالنصر و بالجمل و قوت رب غیور منظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بر طبق منطوق لازم الوثوق گردانیدہ حقاً علینا نصر المؤمنین - و ان جندنا لہم الغالبون نمایاں می فرماید و بر ظاہر ہست کہ شوکت ہیچ کافر متمرد و منافق معاند

معارضہ قدرت ربانی و تائید رحمانی تواند کرد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد شان اوست پس ہمیں مضمون را پیش نظر خود باید داشت و بر وعدۂ آں کریم نظر باید گماشت الدین باقی ہوس۔
زیادہ والسلام مع الاکرام

نمبر (۱۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۂ ارکین عالی مقام قدوۂ خوانین ذوی الاحتشام دفتق فرہائے چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سرو اعظمت شعاع جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان ادام اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ و تقف اللہ لما یحب و یرضاہ و وصلہ الی غایۃ ما یتمناہ۔ ابدا بملے حسن تحف اہل سلام یعنی گلدستۂ ریاحین سلام و اہدیہ ازدیاد مناصب کونین مدرج دارین واضح آنکہ نامۂ نامی رقیمۂ گرامی مشتمل بر آیات مودت و اتحاد و مدایح خلت و ودداد در احسن اوقات و اسعد ساعات رسید انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید آنچہ از نوک قلم مودت رقم بنظر علاقۂ صداقت قدیم صادر گردیدہ بود کہ ایجاب علاقۂ اتحاد و اخلاص و اکد از مدت مدید فیما بین قائم گردیدہ از خاطر فاتر محو منسی نسانہ ندپس الحق از روز یکہ این جانب را بآں حشمت مآب در دار السلطنت کابل ملاقات گردیدہ و علاقۂ صداقت و اخلاص فیما بین بمرسیدہ ہیچ گونہ الی الآن فتور بخش نگشتہ بلکہ روز بروز افزودہ و چیزے کہ باعث ملال باشد لبیان نیامدہ پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البتہ علاقۂ مذکور واجب الرعایت است اما حق جل و علا محض کرم عمیم دل اخلاص منزل این ذرۂ بمقدار و این عاجز خاکسار را بر طریقۂ بس عجیب و نہجے بے غریب از ابتدائے عمر مجبول گردانیدہ کہ در باب علائق محبت و عداوت پاسداری وجوہ صداقت و قرابت از نظر انداختہ و محض تحصیل رضائے خود و اطاعت احکام خود قبلہ ہمت ساختہ پس محبوب من ہمان است کہ محبوب العالمین است و عدو من ہمانست کہ عدو احکام شرع مبین است لہذا بحمد تعالی گذارش کردہ می شود کہ اگر در دوستی علاقۂ خود مع اللہ کوشش بلیغ فرمایند ناچار بقدر آن محبوب من شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت ہمیں است کہ در باب اطاعت احکام و اعلائے کلمۂ اسلام و احیائے سنت سید الانام و استیصال کفرہ بدانجام از جمیع علائق ماسوی اللہ خواہ از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواہ از جنس تحصیل سلطنت و وجاہت خواہ از جنس بدست آوردن مال و ریاست منقطع گردند و دریں باب از جمیع ماسوی اللہ ہر دو دست بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلۂ اطاعت احکام ربانی مطہر سازند اگر نیک تامل فرمایند ایں امر بر بندۂ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و موکد است کہ بدون آں ہرگز ہرگز علاقۂ عبودیت خالصہ از غبار نفاق بمعنی نمیگردد و اما امید ایں مراد داشتن کہ طمع دخول در سلک عباد مخلصین ہم دارند دل خود را از القاب مذکورہ ہم مطہر نمایند پس خیالے است پر اختلال و وہمے است باطل و محال کہ ہرگز ہرگز گاہے شرفی نیست بموجب بیت ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ۔۔۔ ایں خیال است محال است و جنوں

پس وقتیکہ ایمان خالص از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلۂ ہمت خود ساختند ہماں مقام محبوبیت حضرت حق یافتند (قال اللہ تبارک و تعالی) فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِینَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِینَ یُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ (وقال اللہ تعالی) إِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِینَ آمَنُوا الَّذِینَ یُقِیمُونَ الصَّلَاةَ وَیُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ یَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِینَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ (وقال اللہ تبارک و تعالی) لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ یُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ پس وقتیکہ در سلک حزب اللہ منسلک گردند بالاضطرار محبوب من شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب ہمیں قدر تبیل

بزنگارند تا طریق آن نمایندہ شود و بحول و قوت ربانی منزل مقصود رسانیدہ شود۔ سرچند مضامین مسطورہ بکرات و مرات در قطعات رقائم و داد نگارش کردہ شد و بالفعل تکرار لغوی نماید لاکن چکردہ آید کہ بخیر خواہی جمہور مومنین مامور و بر خواہش صلاح ایشان مقطور رنا علیہ بارہا ہمین مضمون در قوالب گوناگون و البسہ رنگا رنگ نگارش کردہ می شود و الا حضرت رب غیوب کہ علیم ما فی الصدور ہست آگاہ ہست بر نیعنی کہ این ذرۂ بیمقدار دعا جز خاکسار ہرچند بظاہر قدسے ندارد اما تمام دل اخلاص نزل از توکل محض و تسلیم محت مثلی ہست اظہار حتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ و عار می داند و فی الحقیقت طلب چیزے کہ از غیر رضائے او باشد صلی می دارد چنانچہ این معنی بر آن جلالت آثار کہ شمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکارا است حق جل و علا بکرم عمیم خود۔ اصل حیثیت این امر عظیم و دلیعت نہادہ بموجب بیت ؎ بارہا گفتم و هم بار دگر می گویم کہ من گم شدہ این راہ نخود می پویم ✦ ہر چند بہر حال در دعائے خیر مشغولم و بہر صورت خیر خواہ آن حشمت مآب لاکن اگر این معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامہ بہ نسبت جناب رب العالمین و سید المرسلین و جمیع عباد مقربین بدست آید باقی تفاصیل سر گذشت ایشخود و باظہار حاصل رقمۃ الود و د ناظر غلام محی الدین نیکو موید خواہد شد۔ زیادہ والسلام مع الاکرام تحریر کم فی القعدہ سنہ ۱۲۴۱ ہجری ✦

نمبر (۱۳) ۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار دولت و اقبال۔ سردار دوست محمد خان زاد اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ بر ضمیر گیا ست تحریر آن سردار کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکارا شدہ باشد کہ آنچہ این جانب از وطن مالوف خود برخاستہ و محبت اہل و عیال و اخوان و اوطان پس پشت انداختہ و مصائب متناسب مثل این اسفار بعیدہ بر خود گوارا ساختہ در کشایش جنگ و جدال شب و روز گذرانیدہ و می گذارد۔ این ہمہ للہ فی اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ و احیاء سنۃ رسول اللہ بہت ہرگز ہرگز طلب خواہش دنیا و ما فیہا بآں مخلوط و ممزوج نگردیدہ از آنجا کہ تطہیر این داعیہ رحمانی از شوائب اغراض نفسانی یقیناً و قطعاً معلوم آنجناب ہست حاجت تحریر ندارد و بنا علیہ آنرا بر خاطر دانش مآثر تفویض نمودہ باصل مدعا می پردازد کہ در اوائل بر پا شدن این ہنگامہ چند بار جنود مجاہدین اخیار بر عساکر کفار شرار تاخت آورد و منظفر و منصور گردیدہ بودند و در آں مدت الوان خیر و برکت بنسبت مجاہدین ابرار و مجاہدین اخیار معاون و مشہود می گشت ہر آئینہ ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر بہرت حاجت تحریر نیست لیکن از ہنگامیکہ سردار ان لیاقت آثار و بانظار مودت و اخلاص لباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراستہ ذوی النصرت و احیائے سنت سید المرسلین تمامت خود پیراستہ مع سازو سامان خود مبارک دیگر گردیدند از ہمان ایام نگمت گونہ نکبت بسوئے عسکر ظفر پیکر اہل اسلام متوجہ گشت و اقسام رنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بر سر آنہا گذشت کہ اینجانب ہم بہ نحوے مبتلائے عارضہ شدہ کہ ہوش او حواس ہم نمی داشت این ہم موضوح خاطر حشمت ذخائر بوجہ احسن شدہ باشد لاکن طرفہ ماجرا است کہ چوں قوافل غزاۃ ہندوستان باخلاص نیت صرف باعانت سنت سید الانام و نصرت دین الملک علام بعد طے مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقہ تدریجاً می رسند چنیکہ بقرب و جوار بلدہ پشاور در آمدی شوند سردار مذکور با ہمہ ہمت خود قصد ایذا رسانی و تکلیف وہی می نمایند گاہے برادران قصد چپاو می کنند و گاہے ارادہ جنگ میدان ہیفرمایند بالجملہ سردار مذکور از دین اسلام بالکل دست بردار شدہ بمشارکت و معاونت کفار بدکردار می کوشد و محبت این گروہ شقاوت پژوہ از حد قلب او می جوشد پس درین صورت سردار پشاور در ابطہ اسلامیہ را قطع نمودہ راہ بیگانگی پیمودہ ندرائے فطانت پیرائے آن منبع ریاست و سیاست و معدن حشمت و کیاست در بعضے مدہ چہ حکم میفرماید و از بسکہ بزبان صدق ترجمان

جناب ہدایت مآب افادات خواجہ عبدالخالق نقشبندی ہمت عالی در مقدمہ فرمانروائی وکشور کشائی موضوع گشت بنا بر علیہ نگارش میرود کہ بمقتضائے محبت دیرینہ وحلت پارینہ از اظہار مافی الضمیر خود دریغ نمایند۔ فی زیادہ والسلام مع الاکرام

مرقوم پنجشنبہ محرم ۱۲۴۲ھ ہجری

نمبر (۱۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاہ بخارا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی نور قلوب المومنین باخلاص النیۃ واتباع السنۃ وتکمیل الایقان وکرم وجوہ السلاطین بنشر العدالۃ وفضل الساحۃ وتائید الادیان۔ وتفضل جنود المجاہدین لعلو الدرجۃ وعموم المغفرۃ ومزید الامتنان۔ والصلوٰۃ والسلام علی المبعوث بتعمیم التوحید وتعلیم السنۃ والمجاہدۃ ائمۃ الکفر والطغیان۔ وعلی آلہ واصحابہ الذین سوّوا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان البغی والعصیان۔ وعلی الائمۃ المہدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاہدین وکافۃ اہل الخلوص والایمان۔ امابعد امیر المومنین السید احمد بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی مہبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی مسند آرائے محافل سیادت وگیاست معرکہ پیرائے مجامع شہامت وشجاعت۔ رونق افزائے اورنگ عظمت واجلال فرمانروائے کشور حشمت واقبال سرو نہال بوستان نہانی گل سرسبد گلستان کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر امر ملت بیضاء حامی انوار سنت سنیہ ماحی آثار بدعت ظلماء ماہر احکام رب العالمین قاہر اعدائے شرع متین منبع بنابیع جود وکرم معدن یواقیت اخلاص ہمم مرجع اسالیب ارباب علو وحکم ملجا راکبین صہاب سیف وقلم جگر گوشہ سلاطین خاندان عدل وسیاست نور دیدۂ مصابیح دودمان فضل وسیادت سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان تبع المسلمین بطول بقاۂ وانطلق الموحدین بجمیل ثناۂ وانصر الدین العزاحیاۂ وانصر المجاہدین بقہر اعدائہ۔ بعد از ادائے تحفۂ تسلیمات مسنون وتحیات اکرام مقرون وتعظیمات اخلاص مشحون ودعوات ترقی مناصب کونین وعلو مراتب نشاتین ملتمس آنکہ۔ ایں عاجز خاکسار روزۂ ہمیقدر از خاندان سادات عظام ودودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام ایں مسکین برسجادۂ ارشاد وتلقین راصد ملنین در بلاد ہندوستان مستقر ارو تمکین می دانستند در اطاعت احکام رب العالمین والقیاد اوامر سید المرسلین عم بگذارندۂ دجماعت مستفیدین باافادۂ فیوضات فائز گردانیدہ چنانچہ از اعلام بندگان ایں ضعیف تقرب بارگاہ السید علیہ اللہ کہ از خلفائے کبار حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ در احیائے سنت محمدیہ درمیان جمیع اقوان علم بودہ اند در افشائے طریقۂ محمدیہ از ہمہ اخوان پیش قدم ایں بندۂ عبودیت شعار بعنایت قادر مختار در ساعات لیل ونہار در طریقۂ مرضیہ اسلاف کبار تلقے بہ ترتیب جماعت طالبین مشغول بود ودرمیان کافہ سالکین مقبول۔ چنانچہ جمعے کثیر وجمے غفیر از مسلمین انقیاد وکثیر از مومنین اخلاص اندیش بحول وقوت رب قدیر بواسطہ این فقیر حقیر از درگاہ واہب العطیات وبارگاہ خالق البریات مورد عنایات وکرم گردیدند وبر صراط مستقیم راسخ القدم۔ سینہ صفا گنجینۂ ایشاں از ظلمات شرک وبدعت خالص یافت۔ بروائے اخلاص منزل ایشاں انوار نور شید توحید وسنت نافت بقدرت کاملہ قادر علی الاطلاق وحول وقوت مالک بالاستحقاق احیائے این بندۂ ضعیف بانعام منعم حقیقی شمول شدند داعیائے این کہیف بانتظام منتظم حقیقی منکوب ومخذول۔ ترغیبات ایں عاجز وخاکسار درمیان مہتدین ابرار معمول گشتہ وترہیبات این ذرۂ بمقدار در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول۔ اصحاب سنت واخلاص فائز بمدارج عز واقبال گردیدند وارباب بدعت ونفاق گرفتار نکبت ووبال۔ ہزاراں ہزار کہ از خلائق بے عدد وشمار بشرف بیعت مشرف شدند ودر مقالات ومعاملات بانواع بشارات مبشر۔ جماہیر اہل اسلام ومشاہیر خواص وعوام از اطراف تمام مظہر وپاکگشتند ودر طے مدارج تقوی وورع چست وچالاک۔ جماعت مسلمین کامل الانقیاد در انصار شریعت محمدیہ منسلک گردیدہ ودر زمرۂ مخلصین راسخ الاعتقاد در انوار طریقہ مجددیہ منہمک۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً الا کہ از مدت پنجسال بتقدیر قادر فعال حال حکومت وسلطنت ایں مملکت بریں منوال گردیدہ کہ بکوازن کوہیدہ خصال ومشرکین بدفعال بر اکثر قطاع

غربی ہندوستان از دیرباز تا دار السلطنت دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنا بر اختلال دین پیش گرفتند و تمامی آن اقطار را بظلمات ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت روسای کبار را بانواع مذلت مقرون و جماہیر مسلمین عموماً و مشاہیر حکام خصوصاً بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد اہل اسلام دست تعدی رسانیدند و در مقدمات سیاست و معاملات قضاء و عدالت قوانین شرع را برباد داده آئین کفر را بنیاد نہادند بالجملہ دران بلاد و امصار و اصقاع و اقطار رسوم کفر و شرک مشہور گردید و شعائر اسلام مستور و رایات ظلم منصوب شد و اعلام عدل منکوس۔ حق پرستی مفقود گشت و ہوا پرستی معہود بنائر علیہ سینہ بے کینہ بلا حظہ ایں حال پُر از رنج و ملال بود دل اخلاص منزل از شوق ہجرت مالا مال عزم تایانی بہ بنا نخانۂ دل در جوش بود و آوازۂ اقامت جہاد بگنبد سرور خروش در ہیں اثنا راہی ضعیف را بر کاسے دیگر برانگیختند۔ و عزم ادائے حج در خاطر ریختند۔ الحمد للہ کہ جمع کثیر از مؤمنین مخلصین کہ تخمیناً مقصد مردم باشند بآں مقام فیض التیام رسیدم و بزیارت حرمین مشرف گردیدم و دست عقیدت و اخلاص بالمکنۂ متبرکہ رسانیدم و چشم اشتیاق بر مواضع معظمہ مالیدم و سر نیاز بر آستانہ آں بے نیاز سائیدم و ایں جہان تا تواں را نشانہ خانۂ جان گردانیدم سبحان اللہ چہ دریائے رحمت مکافاتِ ایں اخلاص نیت و حسن طویت موجزن گردیدہ و چہ ملاطفات دلربا در آں مقام دلکشا در محاذات صدق و صفا بمنات بے شمار و معاملات خارج از حد و حصار بر منصۂ ظہور رسید نہ ہے الطاف نہانی و الطاف و مہربانی کہ جان مشتاقین۔ اشیفتہ و فریفتہ گردانید و چہ انعام بیکران و اکرام بے پایان کہ سر افتخار خاک نشین تا بمراج عرش برین رساند بموجب بیت ؎ اگر ہر بُن موئے بصد زبان مکند شکر ایں نعمتش را بیان + بہ تحریر الطاف نہا بے شمار + نباشد یکے از ہزاراں ہزار + بالجملہ آنچہ مشاہدات بوقلموں و مکالمات گوناگوں در آں مقام دیدہ و شنیدہ ام بہ میدان خیال و وہم نمی گنجد و بمیزان قیاس و فہم نمی سنجد اگے ایں عطیۂ رحمانی ہست کہ ہر کرا میخواہد عطا می فرماید و موہبت ربانی ہست کہ ہر کرا می داند بآں مشرف می نماید اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ تَبَارَکْتَ مَا تَشَآءُ لِمَنْ تَشَآءُ و از اعظم معاملات آں مقام ایں است کہ از درگاہ واہب العطایا جلت عظمتہ و از حضور خیر البرایا علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیۃ در مقدمۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بطریق الہام ربانی و کلام روحانی بہ اشارات غیبی در باب امامت مشرف ساختند و بہ بشارات لاریبی در باب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقہ باعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرہ متمردین مامور ساختند و در مواعید صادقہ بلقب منظفر و منصور نوازختند۔ پس بنا بر اقامت ہمیں رکن رکین یعنی نصرت دین متین و تمسک بوثق اعدائے دین از حرم محترم و آں مقام معظم معاودت نمودم و الا کدام عاقل خواہد بود کہ از مثل آں مقام دلکشائے و مکان راحت افزائے جان خود را کشیدہ در کشاکش ارباب کفر و ضلال و اصحاب بدعت و جدال اندازد قطع نظر ازیں اشارات و بشارات ایں قدر را بدست کہ ہر گاہ بلاد اہل اسلام در دست کفار لئام افتد بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و مؤکد میگردد کہ سعی و کوشش در مقابلہ و مقاتلہ آنہا بجا آرند تا وقتیکہ بلاد مسلمین از قبضۂ ایشاں برآرند و الا آثم و گنہگار می شوند و عاصی و ستمگار و از درگاہ قبول مردود میگردند و از بارگاہ قرب مطرود بنائر علیہ چند روز در وطن خود اقامت نمودیم بعد ازاں راہ ہجرت پیمودیم و در بلاد ہند و سند و خراسان و ماوراء النہر سیر کردیم و ایں تحفہ بشارت پیش اکثر اہل صلاح و خیر بردیم و ایں دعوت حق را بگوش ہوش جمہور مسلمین رسانیدیم و اکثر مؤمنین مخلصین ادریں مقدمہ رفیق خود گردانیدم آخر الامر راہ وطن یوسف ذقن پیمودہ مخلصین ایشاں را رفیق خود ساختیم و علم جہاد برافراختیم و برکات و ثمرات بر اہل کفر تاختیم و جان و مال در رضاجوئی ایزد متعال در باختیم۔ اگرچہ در مقدمۂ قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب بینہا و بینہم سجال فتح و شکست در جانبین متصور ہست اما الحمد للہ و المنۃ کہ مؤمنین صادقین اور ہنگام فتح نہ نخوت و غرور بہم رسید و نہ در وقت شکست تقاعد و فتور و از بسکہ بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے جماہیر فقہائے عظام و مشائخ

علمائے ذوی الاحترام وصنادید عقلائے ذوالانعام اقامت این فضل ارکان اسلام یعنی قتال باکفار لئام بدون نصب امام بروجہ مشروع صورت نمی بندد بناءً علیہ باتفاق جمیع از سادات کرام وعلمائے اعلام وقضاۃ ذوی الاحترام ومشائخ عالی مقام وخواتین ذوی الاحتشام وجماہیر خواص وعوام از اہل ایمان واسلام بردست این فقیر بیعت امامت واقع گردید والحمد للہ والمنۃ کہ بمقاتلۂ اہل کفر وعناد وصحت جمعہ واعیاد بعد مرور دہور بروجہ مشروع صورت بست ہر چند این ضعیف عباد اولاً بحصول این منزل مواعید غیبی مبشر بود ثانیاً باتفاق جماعت مؤمنین باین منصب شریف مشرف گشت۔ اما خالق البریات وعالم السرائر والخفیات گواہ است بریں معنی کہ گلہ ہے بردل اخلاص منزل این بندۂ عبودیت شعار وعاجز خاکسار نیامدے حصول یعنی ملک خزائن بیشمار وتسلط بربلاد وامصار وتجبر بربندگان ملک منان وفرمانروائی براقران واخوان وطلب عزت وجاہت وریاست وامارت وامارت روسائے عالی مقدار وسلب سلطنت سلاطین ذوی الاعتبار وامتیاز خود بسائر بندگان الٰہی وامتیاز رسالت پناہی خطور ہم نکردہ ووسوسۂ آن ہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمام این معرکہ پیرائی وعبودہ آرائی غیر از اعلائے کلمہ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین واستخلاص بلاد مؤمنین از دست کفرہ متمردین چیزے دیگر نیست وہرگز ہرگز شعبہ وسوسۂ شیطانی وشائبہ ہوائے نفسانی باین داعیۂ رحمانی والہام ربانی مخلوط نگردیدہ واللہ علی ما نقول وکیل۔ چنانچہ تمامی سرگذشت این عاجز ناتوان وتغیر حال این اطراف ہندوستان از حجاج بیت الحرام وتجار اہل اسلام ودرشت لوزدان اقالیم سیاحت ودوا قطاف بلاد ودور دست تفحص فرمایند تا حقیقت الحال منکشف گردد وازبسکہ انجناب واسلافہ نزد گواران انجناب بغیرت ایمانی وحمیت اسلامی موصوف اند باعلائے اعلام دین واحیائے سنت سید المرسلین معروف ودیانت وعدالت ایشان مسلم طوائف انام ہست وفطانت وکیاست زبان زد ہر خاص وعام بلکہ جماہیر مؤمنین آن دیار ومشاہیر متدینین آن اقطار بغیرت ایمانی وحمیت اسلامی ورجمیع قائم مشہور اند وقلوب ایشاں باخلاص نیت وحسن طویت معمور حتی کہ بخارا شریف در مقدمات دیانت وامانت حضرت اہل شده ودر سوم مرتبۂ آں بلدہ شریفہ درحق جماہیر مسلمین بنظر عمل گردیدہ بناءً علیہ بطبق منطوق لازم الوثوق وحرص الغنیم علی العقال بخدمت فیضدرجت آں عالی انوار ہدایت بیضاء ماحی آثار بدعت ظلماء ماہر احکام رب العالمین قاہر اعدائے دین متین بگارش کردہ می شود کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آنجناب را بمنصب فرمانروائی وکشور کشائی کہ اعلائے مناصب اربابیت واقصائے مآرب اہل وجاہت ہست مشرف گردانیدہ پس در شکر این نعمت عظمی لازم کہ ہمہ اسباب راحت وفرحت سلطان عظمت ومکنت در تحصیل رضائے رب العزت مصروف کردہ سود ودر اعلائے کلمۂ رب العلمین واحیائے سنت سید المرسلین واوکوشش دادہ آید کہ روسائے بلاد ہند وخراسان در مقدمۂ اطاعت وانقیاد وتغافل ورزیدند ودر بابۂ قلت جاہ وکاسل۔ وازمقتضائے حمیت عاطل گردیدند از تحقق عبودیت غافل الحق بندۂ کہ بنیاد محبت ماسوی اللہ از امتثال احکام الٰہی پہلو تہی نماید فی الحقیقت بندہ نیست ومؤمنے کہ غیرت ایمانی ندارد در نفس الامر مؤمن نے۔ ونخلصے کہ مرغوبی را از مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دہد مخلص نے۔ سبحان اللہ کسانیکہ تخریب شعائر اسلام از دست کفار لئام می بینند ومی شنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشاں جوش نمیزند وحمیت اسلامی در سینۂ ایشاں خروش نمیکند چگونہ ادعائے ایمانی می نمایند وجان خود را در زمرۂ محمدیان می شمارند اے محبت حق بامحبت دنیا مخالفت می دارد وحق پرستی باہوا پرستی مضادت تجویز اجتماع این ہر دو امر در یک قلب خیلے ہست پُر اختلال وو ہمے ہست سراسر باطل ومحال۔ الدنیا والآخرۃ ضرتان لا تجتمعان حدیثے ہست ماثور ولاجرم بین الحقیقۃ والمجاز شے ہست مشہور۔ بموجب بیت ؎ ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں ۔ ایں خیال ہست ومحال ہست وجنوں ۔ چنانچہ روسائے بلاد مسطور بپاداش این کردار رسیدند وگرفتار ذلت وادبار گردیدند واز بسکہ اصول اخبار وحشت آثار مجمل جلالت منزل [illegible]

بود - بنا علیہ احوال نکبت مآل تجبر کفرۂ پنجاب و تعدی منافقین ایں دیار وسیع مبارک سانیدہ شد تا غیرت ایمانی کہ مورث
از اسلاف کرام ہست بجوش آید و آساس اہل کفر و ضلال از ریخ برانداز د و جمعیت جنود ابلیس لعین ابتر ہم زند و رونق بازار
اہل کفر و شرک بشکند - ہر چند ضلع امطان یوسف زئی کہ فرودگاہ ایں عاجز و خاکسار ہست و لشکر کوہسار چہ یار اکامحیط اقوام ابطال
و محفل موکب اجلال تواند چہ شد چہ آنجناب را نواع کاروبار در مقدمات انتظام بندگان پروردگار در پیش ہست و ضلع مذکور
از دار الخلافت مبارک واقع در اقطار و جماہیر مومنین رعایا و مشاہیر و سادات ایں دیار با بیعت عقد بیعت بر بستہ اند و مستعد
اطاعت و انقیاد و منتظر اقامت جہاد نشستہ در حضور اگر معاونت عظمی از عظمائے دین و مشارکت علی از اعلام شرع
مبین بنسبت ایشان متحقق شود ہر آئینہ علو حمیت دو فور غیرت ایشاں دو بالا گردد و بنا علیہ مناسب وقت چنانست کہ
جمیع صغار و کبار را از علمائے متدینین و اراکین معتبرین و سپاہیان شجاعت شعار و ہمایائے انقیاد آثار را ترغیب
فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر تعیین نمایند و از خزانۂ عامرہ پرورش مجاہدین کنند تا مشارکت آنجناب و اعلائے دین و الارباب
و استیصال کفرہ و ارتیاب باحسن وجوہ تحقق گردد و مجاہدین مذکورین را تقویت قلبیہ بست آید و چنانچہ مسلطنت ایں جہان فانی
مشرف شدہ اند و بمباحث توجہ عالی اصول دین متین و رسوم شرع مبین در آن دیار و اقطار مروج و در نشر انوار عدالت
مصروف اند و بہ پرورش ایماب ہدایت مشغول ہمچنین اگر استخلاص بلاد مومنین از تصرف دراز مویان ملاعین (اقوام سکھ)
بدست عسکر فیروزی اثر صورت بندد ہر آئینہ حمایت سابقہ بجمعیت لاحقہ ممتزج گردیدہ بمثابہ نور علی نور ارتظار مخلصین
مکرمت ظہور جلوہ گر شود و غایت منتہی مولا حاصل گردد و در رجہ اعلی از مدارج جنت نعیم در جوار ملک مقتدر مقعد
صدق بدست آید علاوہ بر ایں آنکہ خزائن بیشمار و بلاد کفار شرار در تصرف انصار و اخیار و موحدان ملت سید مختار در آید
این فقیر بتحصیل آں و منال و تصرف بلاد امصار غرض نہی دارد ہر کہ از اخوان مومنین و اقران مخلصین بلاد مستعین را
از دست کفرۂ متمردین استخلاص نمودہ قوانین شرع مبین و ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقہ عنی ارد تعمیر و ایں قطعہ
حاصل گردیدہ تسلط سلاطین عادلین را بر تمام روئے زمین بہتر از تسلط خود می دانم زیرا کہ سلطنت ہفت کشور را بخیال ہم نمی
آرم و فینکہ نصرت دین متین و استیصال کفرۂ متمردین تحقق گردید نیز سعی من بر ہدف مراد رسید و دین متین نیک تامل نمایند و دگر مین
را کار فرمایند کہ سرداران ملک خراسان بچنین نامردی موصوف اند و تظلم و تعدی معروف بنا علیہ رعایائے ایشان از حکومت
ایناں بیزار اند و جنود ایشان بیکار و کفار در ازمویان کہ بر ملک پنجاب تسلط یافتہ اند نہایت تجربہ کار و ہوشیار اند و حیلہ باز و
مکار اگر بر اہل خراسان بیایند بسہولت تمام جمیع بلاد و آن بدست آرند باز حکومت آنہا مجدود و ولایت آنجناب متصل گردد و اطراف
دار الحرب باطراف دار الاسلام متحد شود انواع مفاسد در میان مسلمین دار الاسلام بمبلد دیگر خواہند انداخت و ظلم مخالفت آنجناب
خواہند افواخت اگر فی الحال عسکر فیروزی اثر بر ایشان تاخت فرمایند و جنود آنہا را زیر و زبر نمایند البتہ ایشان از تسلط بلاد مسلمین
دست بردار شوند و در کار و بار خود گرفتار ایں مضمون را مثل مضامین شہریہ یا لطائف نثریہ تصور نمایند بلکہ اگر فی الحال در سند
ابواب در آمدن ملاعین بدیار خراسان تغافل خواہند نمود آنچہ در عرصۂ قریبہ از طرف ایشان در حق اہل خراسان بظہور خواہد
رسید مشاہدہ خواہند فرمود کہ آن ملاعین غرائم بس چست و خیالات نہایت دور دست می دارند و قطع نظر از مراعات ایں
تدبیر مذکور اینقدر ضروری ہست کہ ایں بلاد از حیز دار الحرب نیست بلکہ کفرۂ پنجاب بالفعل بر آں مسلط گردیدہ پس استخلاص
بلاد مذکورہ از دست آنہا بر ذمہ جماہیر اہل اسلام عموما و مشاہیر حکام خصوصا واجب ایں فقیر بقدر استطاعت جد و کوشش
می نماید آنجناب را لازم کہ بقدر طاعت خود سعی فرمایند کہ یاوری معاونت آنجناب بلکہ بہ پیوستن نام مشارکت آں والاقباب غلبۂ دین قوی
می گردد و کار و بار مجاہدین رونق می پذیرد نیز اگر بعنایت لطیف و اعانت ربانی قدیر ہیولائے قیام جہاد کما ینبغی مستعد در سیدہ و مادہ علو
دین و اجتماع جنود و مومنین آماده گردیدہ ہمیں کہ ہمت عالیہ بہ کرد و بسہولت تمام سرانجام صورت ایں امر عظیم بر منصۂ ظہور جلوہ میفرماید

و انتظام این مهم فخیم روی نماید آینده سررشته بدست قادر مختار ست اول در تمامی معانی تدبیر مساعی جمیله برسے کار آرند و آثار
از عبادات نیکه شمرده بمجد تمام بجا آرند بعد ازان در تفویض بسوئے تقدیر همت عالیه برگمارند و آنرا از عقاید جمیله قرار داده بر الوان
قلوب بنگارند که آیهٔ وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله نص ست از کلام ملک علام و کلمهٔ استغنی غنی و الله تمام
من الله قولے ست زبان زد هر خاص و عام بیت ؎ گفوت پیغمبر باد از بلند ۔ بر توکل زانوئے اشتر ببند ۔ این ست
ملخص مقصود این فقیر و مفتح کنوز مافی الضمیر لکن آنا نجا که تشریح این حال و تفصیل این مجال تحریر خامهٔ بریده زبان تعسر
بنا بر علیه جناب مستطاب هدایت مآب مقرب بارگاه ربت قوی مولوی نظام الدین چشتی بدی الله بکل غیبی و غوثی و منع الله به
کل قطن و ذکی را که بر راه توحید و اتباع سنت سابق القدم اند و در مراقفت این فقیر استوار دور دست کشیده اند و کوشه دو
نور دیده و در ملازمت این حقیر نشیب و فراز تربیت یگانه و بیگانه دیده اند و گرم و سرد زمانه چشیده مع اعلام هدایت شعار
فقیر عام بخدمت جماهیر اهل اسلام حضور لامع النور رواند کرد انیده ام و بواسطهٔ ایشان تفاصیل مافی الضمیر بسمع اشرف سایهٔ آ
آنچه از کلام هدایت التیام آن مجمع حسنات فایض گردد آن بموقف قبول آرند و مضامین هدایت آگین آنرا انجمن توامین
علم معقول و منقول شمارند و آنرا باعث سعادات دارین و جالب برکات نشاتین تصور فرمایند و السلام مع الاکرام ۔

نمبر (۱۵) مکتوب جوابی از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام ملک فیض الله خان مهمند

بسم الله الرحمن الرحیم نیکوترین ثنائے عندلیب چمستان سخن ارائی دلچسپترین ترنم قمریان سروستان دانش پیرائی سپاس بیقیاس
تقدس بارگاهے ست واطباق کون و مکان و مصافح زمین و زمان از سمک سماک و مارق مفارق تا اوج افلاک الافلاک منقطع
ظهور کمال قدرت سراپا اندرت اوست حمد بیکیفے که هر ذره از ذرات بیابان و هر ورقے از اوراق درختان آئینهٔ تماشا گاه
بدایع جمال حکمت بے علت اوست ۔ بعد از اداے حمدان اصدق خوشترین کلامے که طوطیان شکربیان بآن سرایند و زیبا
ترین زیوے که ایکار عرائس نگاربداں آرایند درود نامحدود بر علم عرصهٔ وجود صاحب مقام محمود آئینه دار جمال الرسل
مظهر اوصاف ذوالجلال مورد الهام خرص المومنین علی القتال و صلوات تسالیات و تسلیمات متوالیات بر سرور کائنات
منقب بالقاب سید المرسلین و حجة اللعالمین شرف بخطاب یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین و بر بالبیت المعمور و سماء کیا
که فرمانروایان اورنگ فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی
سبیل الله و لا یخافون لومة لائم اندوکشور کشائے اقلیم دالذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم و بعد از حمد
و صلوة از امیر المومنین سید احمد بطالعه خلاص نشان تودد عنوان حشمت تاب عظمت انتساب ملک بطل الشجعان
سلمه الله الملک المنان ۔ بعد از سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکه ۔ احوال این حدود بکرم ربه مطبوع و تحریر
نامهٔ مودت شمامه سراسر مستوجب حمد و شکر ۔ قضیهٔ نامی و صحیفهٔ گرامی تسطیر اظهار مراتب خلت و اختصاص محبت و اخلاص
رسید انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید سپاس بیقیاس و داد آگهش مجمل از عبارات بلاغت آیات و مفصلا از بیان حال تا
اخلاص عنوان لایح گردید احکم الله الذی اجتبونا لاجله و چندے از کلمات حکمت سمات نوکر خامهٔ اتحاد شمامه صحیفهٔ
قرطاس و داد آساس شده بود باسباح آن قصد سخامی پرداز و در جوابش تشریح کامی طراز و آنچه در مقام عذر عدم تشریف
آوری خود ارقام فرموده بود مذکر بدون اجازت سروران عالی مکانات که ناظمان زمانه اند این سعادت غلام آسیر
نخواهد شد حقیقتش آنست که آنجا مانع بزرگ مشغولیت مهمات دین و معاونت مجاهدین و مشاورت و تدبیر سرانجام
این مهم عظیم العدوم مسرت لزوم ترغیب داده بود هم بدین اگر اطاعت سروران زمانه را بنسبت محبت دین و حمایت شرع
مبین بزرگتر عبادت واجب داند و شروع این عبادت از دیدار قلب از اعراض ثمانیه دور بداند و

وصالحہ آں سعی نمی آرند پس حکم عمل جزبہ بالذین ہم فرحون شادان وفرحاں ماننداند آنچہ در مقام تدبیر قدوم نگارش نمودہ بودند کہ اگر ملاقات بایندہ درگاہی ضرور ہست پس کمتر لے بسرداران ارسال دارند وطلبیدہ شود غلام حلقہ بگوش در حاشیہ برگذارند کہ بانجم مستعد شرف حضور شود صورتش ایں ہست کہ در خواشت ملاقات کسی از مخلوقات بنا بر استعانت در سرانجام دادن حاجات ہیچگونہ ضرورتیست زیرا کہ در مقدمہ اقامت جہاد بر کفار شرار توکل اعتماد محض قادر مختار دارم و بر طبق وعدہ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ دربارہ حل مشکلات صرف از درگاہ واہب العطیات امیدوارم ہر چند عاجز و خاکسار و روزہ بیقدرم اما جاہ وجلال مخلوقین در جنب عظمت وجلال رب العالمین بجوے نمی شمارم لیکن از انجا کہ اعلام عام بخدمت اہل اسلام بحکم حرض المومنین علی القتال ضروری ہست و بسا مضامین ہدایت آگین کہ بتمامہا در حیطہ تحریر نمی گنجد و بر منصہ تقریر باحسن وجوہ جلوہ می پذیرد وبنا علیہ در خواست ملاقات نمودم ہرگز ہرگز براہ استعانت نہ پیمودم اگر مکالمہ بالمشافہ بمرتبہ تعذر انجامید پس اصل اعلام بطریق مکاتبہ ہم بسمع گرامی رسیدہ ومضمون آیت وافی ہدایت وحرض المومنین علی القتال مودی گردید و آنچہ در مقام تعلیم لین کلام در مخاطبہ سرداران فودی الافہام بہ آیت وافی ہدایت فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی ہستشہاد نمودہ بودند پس ایں ضعیف سخن منیف گاہے در مکالمہ ضعفاء ہم فضلا عن الرؤسا بمیان نمی آرم بلکہ از زمان سادی اخلاق و متانع خصال می شمارم و ہمچنین این امر ذمیم پیرائے کار ندارم کہ با کسے عداوت جبلی و مخالفت کلی نمیدارم بلکہ ہمیں قدر نامزد میدارم کہ ہرگاہ نوبتگاہ تصفیہ ایراء حق دعوت نمایم و با طاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش ہوش نشنید در مالک بندگان خاص و مقبولان فودی الاختصاص منسلک گردید و ہر پہلوئی کہ دمسرت و ندامت باخود بردنہ نفع آن ہمیں می بیند دونہ مضرت آن من می رسد تا لشکر آن بجا ارسد و نکایت این بزبان راند و انچہ در مقام احکام بایہ قوت اقدام بسرداران فودی الاحترام نگارش فرمودہ بودند کہ بخلاف ایام الیوم رسل در سائل بسرداران مقبوض فرمایند چنانچہ بتحریر نامزد کردہ بودند کہ سردار سلطان محمد خان و سردار سعید محمد خان راہ رسل و رسائل مسدود می دارند پس جواب آن ہمیں نیست بلکہ اگر نگارشہا قبیل راشمار کردہ آیہ مرقومہ مکاتیب ایجانب در تعداد در آید بنا بآنچہ عنقریب یک خط مسرت نمط فرستادہ بودند جواب آنچہ نگارس کردہ شد باز تفکر زمان فترت رسل و رسائل عمدہ گردید خطے دیگر در قلب جواب ارسال داشتہ شد تا سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان اصلا این راہ نمی پویند و ابتدائے این امر از من مجویند حالانکہ سابق واضح گردید کہ راہ الحاح و التجا با حدے از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطہ محبت و اتحاد فوق الطاقہ سعی نمایم آرے اعلام سرداران کثیر الاقتداران کہ مقصود میدانستم خطوط بسلسلہ انواع ترغیب و ترہیب بکمالات و مبرات بزگ تسم و فیقہم اللہ تعالی بالوجود و الثبات بلدہ ثبتہا در کہ مخزن قراطیس و اقلام است در ارسال مکاتیب تساہل نمیفرمایند پس مالفقرا حاجت بار اکہ در ہمیں کہسار کہ معراج آثار ذوات کتبات است بہ دفاتر نگاری شغول شویم و آنچہ در مقام بیان شکایت سرداران رفیع المقداران رقمزدہ کلک اتحاد سلک شدہ کہ آن خشت مآن در محفل خاصہ بفرمایند کہ مثل مایان باین مثل مشہوری مالک رحمت بر بادگناہ لازم پس ظاہر است کہ اگر سرداران مجلس اللہ وفی اللہ در عداوت این فقیر بجا و اللہ بنا بر حمایت حسن و اعانت محامد این کمترین بودند پس فی الحقیقت این

خدمت دین رب قدیر ہست نہ خدمت این فقیر حقیر لازم کہ شکر این نعمت عظمی و عطیہ کبری بدرگاہ خالق الوری بجا آرند نہ آنکہ از مخلوقین انرا بر بار منت خود نہند فال اللہ تبارک وتعالی یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہدکم للایمان ان کنتم صادقین و اگر خدمت این بندہ درگاہ الا للغیر وجہہ اللہ بجا آورد نہ بودند پس ایں امر بے ہست سراسر باطل و ادعا و ہمہ غیر سراسر عاطل البتہ کہ لغیر وجہ اللہ با تند نیاید بے ہست پر اختلال و علاوہ کہ با سوی اللہ سر سپردہ امرے چند حاصل بجست و بال من نہ آنم کہ رعایت این تعلقات بے معنی نمایم و با این تعلقات بیہودہ گرایم بلکہ من ہمانم کہ در سینہ صائم خاصہ در معاملات صلح و جنگ بجز رضائے دو رویں نیرازم و از پاسداری غیر حق دست بردارم۔ عاجز و خاکسار و بندۂ

عبودیت شعار از اعانت ماسوی اللہ عار و ننگ مے دارم و گلبرگ غیر حق را بسان خار و سنگ مے شمارم کسیکہ با من راہ اتحاد و یگانگی و رابطۂ اخلاص با من پیچیدہ لازم کہ بر رنگ عبودیت خالصہ رنگین شود و بمثابت متعلقات من حاجۂ تماشی اختیار کند و از او باشی اجتناب ورزد و ہر کہ خواہد کہ از حق علاقۂ تعلق بگسلد و با من رابطۂ تعلق پیوندد و با مولائے من بنیاد مخالفت نہد کفار با کفار روبندۂ عبودیت شعار را دریک سلک موافقت کشد پس ہرگز ہرگز ایں امر گمان نیست کہ من محض بندۂ پروردگارم نہ بندۂ کسے از صغار و کبار۔ اے اگر مزاران محمدین بنسبت رب العالمین از بندگان عبودیت کیش شوند و بنسبت یت متین از ہوا خواہان خیر اندیش پس البتہ سزاران کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمارم و در رخنہ سنگنای ایشاں سعی بیمالی مبذول می آرم پس من باکسے از شرور و سائر ضعفاء عداوت ذاتی نمیدارم و ہیچ معاملۂ ایشان را بنسبت بخود از گناہاں نمی شمارم تا از من شکایت ایں معنی نمایند و حرف گلہ درمیان آرند اے غافل از حقوق پروردگار و خاذل دین سید ابرار ہو نست آنم و گنہگار و ظالم و ستمگار خواہ بایں معاملہ لطف و مودت نماید خواہ راہ عنف و عداوت پیماید و آنچہ در مقام ختام نامہ موقوف شمارہ بہ تغیر قلم خلت توام ایں بیت حافظ شیرازی مرقوم بود ابیت) مصلحت نیست کہ از پردۂ بروں افتد راز ۔ ور نہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست ۔ برائے فطانت پیرائے واضح و لائح باد کہ مراد از نہانی عزم ایشان بہ نسبت بلدۂ پشاور بنا بر پاک کردن مجاہدین ہندوستان از خس و خاشاک ارباب نفاق و خار و سنگ اصحاب عداوت و شقاق نیز مضمر اصلاً از اسرار مخفیہ نیست بلکہ زبرے تا میر عالم اخوند زادہ وکیل سردار سلطان محمد خان ایں سخن با واز بلند گفتہ اہم و مہم نکتۂ نہفتہ و اشارات انیقہ مندرجہ در سلک جواب رقیمۂ کریمۂ ایشان سفتہ ۔ اے تعیین بیت نہ نمودم یعنی بکدام وقت سر انجام ایں مہم خواہم کرد و بکدام ساعت دریں عبادت سعی بجا خواہم آورد زیرا کہ سرشتہ ہر کار بدست قادر مختار بہت عزم اجمالی دارم و اتمام آن از درگاہ واہب العطایا امیدوارم پس صول خبر ایں امر ظاہر و باہر بسمع اشرف اصلا مستبعد نیست بموجب مصرعہ نہاں کے ماند آن رازے کہ زو سازند محفلہا ۔ و اگر مراد از سر نہانی حال عجز نالی و افتقار کہ با وجود ایں بے سر و سامانی و ضعف و ناتوانی بر مقابلۂ ارباب حشمت و ثروت چالاکیم و در مخالفت اصحاب عزت و مکنت بے باک ۔ پس باید دانست کہ ہر چند ما فقرا رہبیت بے سر و سامانیم و بر وعدۂ او ذوالجلال و شاد انیم و در اطاعت او کامیاب و کامرانیم بر آیت کافی ہدایت کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ اعتماد کلی داریم و بر مضمون لطف مشحون وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۔ توکل جبلی عدت مخالفین را اگرچہ ہزاران ہزار رسد و قوت معاندین را اگرچہ بدرجہ بے شمار کشد در جنب عظمت مولائے خود ہمہ سنگ خس و خاشاک نمی شمارم و ہمہ سنگ کس ناپاک ہم بخیال نمی آرم بالجملہ بندۂ انقیاد شعارم با فتح و شکست کارندارم خیال اعانت اہل دین در سر دارم و عزیمت بانت متمرون پیش نظر ہر فرد و تیرے کہ در ترکش دارم دریں معرکہ خواہم انداخت و ہر مہرہ تدبیر کہ از تہ دل برآرم بریں بساط خواہم باخت ۔ انواع منفعت و مضرت با من رسید بکسے و دیگرے خواہ تاج شہامت بر سر بایم خواہ خلعت شہادت در بر ۔ والسلام مع الاکرام ہو خیر ۔ محرم ۱۳۱۲ ہجری ۔

از مقام پنجتار ۔ نمبر (۱۶)

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب اللہ خان پسر عظیم خان مرحوم و دست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ سلالۂ خاندان عظمت و اجلال نقاوۂ دودمان عزت و اقبال سند ارباب محافل سیاست و گیاست معرکہ پیرائے میادین شجاعت و شہامت جلالت نشان سردار حبیب اللہ خان زاد اقبالہ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ۔ ہر چند اقامت جہاد و از الۂ کفر و فساد بر ذمۂ جمیع مسلمین لازم بہت ، اما بر مثابہر او جب چنانچہ والد مرحوم آن سردار کثیر الاقتدار در مقابلۂ کفار شرار داد شجاعت داده اند و اساس فراہم آوردن جنود غزا نہایت چست شہامت ایشان باطراف و اکناف عالم رسیدہ و آوازۂ جلالت ایشان در اکثر بلاد و امصار منتشر

گردیده چنانچه آں عظیم الشان تمام عمر همچو آه پیموده اندوده همیں کاروبار ازیں جہان فانی رحلت نمودند - الحمد للہ کہ خلف رشید آں سردار سعید مستند بفضل الٰہی در باب شجاعت و جوانمردی ضرب المثل گشتند چنانچه تجلی شمار در معارک مردآزما و تقدم شمار در صفوف شہامت افزا مشہور درمیان ارباب پیکار و جنگ اصحاب ناموس و ننگ گردیده - لیکن نہایت مقام حیرت و محل غیرت ہست کہ از امثال ما غربا و مساکین بنابر اعلائے کلمۂ رب العالمین و استیصال کفرہ متمردین از مسافت دور و نزدیک قرب جوار شما دار و شیم و مقدمہ جنگ و جدال و قتل و قتال با اہل کفر و ضلال پیش کنیم و در تشیید بنیان ایمان و تاسیس مبانی اسلام و ترویج دین سید الانام شب و روز داد و کوشش و بیہم دآں سلالۂ خاندان عظمت و نقاوۂ دودمان حشمت با وجود مساعدت امور دنیوی با کفار شرار و جلادت جبلی در مقدمات جنگ و پیکار شریک ما نشوند و در نصرت دین و اعانت مجاہدین و اہانت متمردین داد کوشش نه دہند حالانکہ بحقیقت این امر مطلع اند و بر تفاصیل این اخبار آگاہ خیر آنچه گذشت گذشت الحال ازخواب تغافل و تساہل سر برآرید کہ آخر در محکمۂ حساب و کتاب حاضر خواہید گردید و در معرکۂ سوال الجواب خواہید رسید و مصداق کلام ہدایت التیام ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ خواہید دید لازم کہ امروز تدابیر فردا بکنید تا مصداق آیت الفی ہدایت سَهْلٌ لَّنَتَكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا نشوید و در آن مقام مذلت اقدام غیر از طاعت حق چیزے کار آمدنی نیست و ہر چه درین دار الفنا از مال و منال و عزت و جاہ حاصل کردہ اند چیزے بدست ماندنی نے اگر ذرہ از حقوق منعم خود می شناسید در ہمیں مقدمۂ نیک تامل فرمایند و در انقیاد احکام رب العباد کمر بستہ نمایند و مردانہ وار جان خود را بعجلت تمام در مجمع مجاہدین رسانند و ہرگز ہرگز راہ کاسل و تغافل نپیمایند کہ دفعتہً ملک الموت بسری رسیدہ تمام این احت و فرحت میرود ہد اکم اللہ رب العالمین و ما علینا الا البلاغ المبین - باقی تفاصیل احوال از زبان دارندۂ نامہ کہ از محبان قدیمی و مخلصان صمیمی اینجانب ہست واضح خواہد گردید آنچه اظہار نمایند آنرا قرین صدق و مصلحت دانند و از دراعمال و افعال خود مرعی دارند کہ باعث سعادت دارین و جالب برکات نشاتین ہست زیادہ والسلام مع الاکرام - از پنجتار مورخہ ۹ ماہ محرم ۱۲۴۳ ہجری ؛

نمبر(۱۷) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکڑ کہ از اعظم ملازمان عمدہ صاحبان دوست محمد خان است

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بطالعہ خان عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت منزلت حاجی خان کاکڑ سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - از آنجا کہ حق و علاریکم عمیم خود آں عالی منزلت را بانواع انعم و اصناف جود و کرم نواختہ و از مقبلان زمان و معززان دوران ساختہ و اجناس بشر شکر فی صائب رائے ثاقب و لطائف اذہان و وفاق بیان و دقت مراتب دانش آرائی و شدت صولت معرکہ پیرائی در خاطر فضائل مآثر مدلیت نہادہ و آں عالی شان ایں تمام انواع ہنر و کمالات الی الآن در طلب تحصیل مال و منال و جاہ و جلال صرف فرمودہ اند و بقصد اعلائے مآرب قصوی رسیدہ چنانچه سواران زمان دار اکین دوران مجالست و مصاحبت ایشان را غنیمت کبریٰ میدانند و مشاورت ایشان در مہمات فرمانروائی و کشور کشائی عمل می نمایند لازم کہ الحال قدیمے حقوق مالک بالاستحقاق و منعم علی الاطلاق بشناسید و در ادائے شکر او شتابید دایں رائے صائب و فہم ثاقب و جلادت و شجاعت و عظمت و شہامت را در اعانت احیائے شرع مبین و اہانت اعدائے دین متین صرف نمایید چنانچه سرداران کثیر الاقدار را بانواع مشاورات در مہمات معانیہ اعانت کردہ آید ہمچنیں الحال ایشان را برا قامت ایں رکن رکین یعنی نصرت دین و استیصال کفرہ متمردین و پرورش جنود و مجاہدین برانگیزند تا چنانکہ عمر خود را در انواع راحت اینجہان فانی گذرانیدند ہمچنیں دولت جاودانی بدست آید - بالجملہ و قیکہ دعوی اسلام دارید و جان خود را در محمدیاں می شمارید لازم کہ در تائید دین حق

محمدی سعی بلیغ بجا آرید و غیر ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرمائید و در رضاجوئی حضرت رب الارباب اسبق القدم شوید که همین وقت هست و وقت از دست رفته باز بدست نمی آید۔ زیاده بجز تاکید درین معنی چه نگاشته آید والسلام من الاکرام۔ فقط۔

مورخه ۹ محرم ۱۲۴۲ هجری

نمبر (۱۸) اعلامنامه از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب بمضمون اقامت جهاد بر قوم سکھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر سید احمد بر الواح خواطر ساداتِ کرام و مشاہیر علمائے عظام و جماہیر مشائخ ذوی الاحترام و اراکین امراء عالیمقام و سائر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام مستقش و مبرہن باد۔ ہرچند این فقیر در زمان سابق بمجرد اللہ در امر حق یعنی دعوت جمہور انام بسوئے اتباع سنت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام در ساعات لیالی و ایام بکوشش تمام وسعی مالا کلام مشغول بود چنانچہ این معنی بر اکثر دوستان فقیر واضح و لائح ست۔ بعد ازاں حق جل و علا بعض کرم عمیم خود این فقیر را مع چندے از مومنین مخلصین در سلک مہاجرین صادقین منسلک گرداند۔ الحمد للہ علی ذلک تملک اثر۔ ازینجا کہ دعوت لسان بدون انضمام جہاد بسیف و سنان کامل و تمام نمیگردد لہذا امام ہادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام آخر کار بقتال کفار مامور گردیدند و ظہور شعائر دین متین و علو اعلام شرع مبین را قائم ہمین کرکن کین صورت بست بنا علیہ عزم این عباد عظمی و اوراکل این سعادت علیا بوجہے و خاطر فقیر القا کردہ اند کہ صرف جان و مال و ترک اہل عیال و مہاجرت اخوان در جنب سر انجام دادن این امر عظیم و اتمام این مہم فخیم شمل راندن نگس ناپاک و برانداختن خس و خاشاک می نماید و اینہمہ محض للہ و فی اللہ ست کہ شعبہ وسوسہ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی بایں داعیہ رحمانی اصلا مخلوط نگردیدہ ہرچند اینمعنی بر اکثر و اقفان حال فقیر ظاہر و باہر ست امابر سبیل مزید تاکید باز بطریق تجدید می گوید کہ خدائے پاک جل شانہ را کہ دانائے نہان و آشکارا ست و محیط بجمیع خفیات و اسرار گواہ میگیرم بر اینمعنی کہ آنچہ داعیہ جہاد با اہل کفر و عناد از زول فقیر جوش میزند صلا و مطلقا بوجہ من الوجوہ بکدورت طلب مال و عزت و جاہ و حشمت و امارت و سلطنت نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران بالجمله بطلب چیزے سوائے رضائے مالک حقیقی و اعلائے کلمہ ملک حقیقی باشد ہرگز ہرگز ممزج نیست و اللہ علی ما نقول وکیل۔ پس ہر کہ خود را از سلک مسلمین منسلک می سازد و در زمرہ عہد یان می شمارد بر ذمہ او لازم ست کہ خود را از تغیر سازد مشارکت فقیر در میناب اختیار کند تا کہ در معرکہ محشر کہ مجمع اولین و آخرین ست و ہم بحضور حضرت خالق السموات والارض و ہم رو برو جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام ای یوم الدین سرخروئی حاصل کند و بشفاعت حضرت رسول مقبول صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ فائز شود بمزید عز و اکرام کہ بامت حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام مخصوص ست ہر دو شود ہرچند علیۂ دین محمدی بر مشارکت کسی معین و متوقف نیست زیرا کہ اگر قومے دیں امر تقاعد و تساہل خواہند کرد قومے دیگر از بندگان الٰہی در عوض ایشاں در میناب وارد کوشش خواہند داد لکن اہل تقاعد و تساہل در حضور مالک خود و در روئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ خجالتہا خواہند کشید و در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شدہ چہ دست ندامت و افسوس خواہند گزید قال اللہ تعالی الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما و یستبدل قوما غیرکم و لا تضروہ شیئا و اللہ علی کل شیء قدیر + بالجملہ بعد امتیاز مومن از منافق بر سر رسیدہ و مقابلہ اہل کفر و طغیان پیش و انجامید۔ پس ہر کہ خواہد خود را در جماعۃ معاندین کہ با کافران مقابلہ شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمرہ منافقین کہ در پردہ حیل باطلہ حکم حق را دفع می نمایند خود را شمار دشتابی از اعذار جسمانی مثل ضعف و ناتوانی بنسبت تحمل مشاق سفر و تکالیف جہاد اظہار می نماید حالانکہ حق جل و علا در حق امثال ایشاں میفرماید فرح المخلفون بمقعدہم تا یفقہون و دیگر محبت والدین و پاسداری آقا و پابستگی علائق اہل عیال و اخوان اوطان و سائر امور معاشیہ پیش کیکند حالانکہ حق جل و علا میفرماید قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم تا فاربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یہدی القوم الفاسقین ہر کہ خواہد خود را از لوث عناد و نفاق پاک گرداند در اطاعت و انقیاد حضرت رب العباد کمر ہمت چست بستہ و قلت قلیہ درست نمودہ

نام خود را در سلک مخلصین و اعلائے علیین داخل کند پس نیست طریق آن که بیان کردیم و ما علینا الا البلاغ المبین ٭

نمبر (۱۹) مکتوب متضمن تفہیم و فائدہ بیعت با تعلیم از جانب سید احمد صاحب امیر المومنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت حق و سالکین طریق آں بادی مطلق عموماً و کسانیکہ بایں جانب للہ و فی اللہ حاضر انہ و یا غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ نماند کہ مقصود از بیعت بدست مشائخ طریقت ہمیں است کہ راہ رضامندی حضرت حق بدست آید و راہ رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا ہر کہ سوائے شریعت مصطفویہ را طریق تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب گمراہ است و دعوی او باطل و نامسموع و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اول ترک اشراک و ثانی ترک بدعات - اما ترک اشراک پس بیانش آنکہ ہیچکس از ملک جن و پیر و مرید و اُستاد و شاگرد و نبی و ولی حل کنندۂ مشکلات و دافع بلیات و قادر بر تحصیل منافع نداند و ہمہ را مثل خود عاجز و ناتوان و در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و ہرگز بنا بر طلب حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکہ بیارد و آرے ایشان را مقبولان بارگاہ صمدیت اند و ثمرۂ مقبولیت ایشاں ہمیں است کہ در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشاں باید کرد و ایشانرا پیشوایان طریق باید شمرد نہ ایشاں را قادر بر حوادث زمان و عالم سر والاعلان داند کہ ہر محض کفر و شرک است ہر گز مومن پاک را ملوث بآں شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکہ در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیہ و معادیہ طریق غالم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم را بکمال قوت و علو ہمت باید گرفت و آنچہ مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از قسم رسوم اختراع کردہ اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بنائے عمارات بر آں و اسراف در مجالس عراس و تعزیہ داری و امثال ذلک ہرگز پیرامون آں نباید گردید و حتی الوسع سعی در محو آں باید کرد اول خود ترک باید نمود بعد ازاں ہر مسلمانے را دعوت بسوئے آن باید کرد چنانچہ اتباع شریعت فرض است تعلیم امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیز فرض است چوں ایں امر در ذہن نشین شد پس طالبین حق را باید کہ ہمیں امور را در بر روئے ایشاں کما حقہ اظہار نمودہ پس بر ذمۂ ایشاں لازم است کہ اول خود ترک امور مذکورہ الصدر نمایند و قلب و قالب خود را متوجہ بسوئے حق کنند و اتباع شریعت غرا را ظاہراً و باطناً پیش گیرند و تمامی انجمن اشراک و الوان بدعات را از خود دور نمایند و بعد ازاں جمیع طالبین حق را بسوئے آن ترغیب و ہند و در اخذ بیعت بر دست خود از خود سامی باشند و ترغیب و تحریص فرمایند و ہرگز اغماض ازاں ننمایند چہ در بیعت کہ بر دست یاران اینجانب واقع خواہد شد فائدہ شدنی است انشاء اللہ تعالی کلہ گویاں از رسوم شرک پاک خواہند شد و بعظیم شرع شریف در دل ایشاں جا خواہد گرفت و اینجانب دعا خواہد کرد کہ آں بیعت مثمر ثمرات جمیلہ جزیلہ گردد و در تعلیم تفہیم طالبان سعی بجان و دل نمایند و از ایشاں اخذ بیعت کنند و ایشاں التعلیم اشتغال فرمایند حق جل و علا اینجانب را و جمیع مخلصین مجیبین را و در زمرۂ موحدین مخلصین و متبعین شریعت غرا منسلک گرداناد - آمین - اما بیعت امارت پس بیانش آنکہ قتل و قتال و جنگ جدال کہ با اہل کفر و ضلال واقع می شود اگر محض بنا بر تحصیل مال و عزت و ریاست و حکومت باشد عند اللہ صلا اعتبارے ندارد و اگر بنا بر نصرت دین و اعلائے کلمہ رب العالمین و ترویج سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ و التسلیم متحقق گردد آنرا در عرف شرع جہاد میگویند و آں افضل عبادات و اکمل طاعات است کہ ہیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و تکفیر سیئات مساوی آں نمی تواند شد چنانچہ آیہ کریمہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بر آں دلالت میدارد پس آنرا بوجہے ادا باید کرد کہ موافق قانون شرع شریف باشد تا در عقبیٰ وسیلۂ نجات و در دنیا ثمر برکات باشد و باعث نزول رحمت یزدانی و تائید آسمانی گردد و از اہم شروط جہاد نصب امام است چنانچہ کریمہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ و کریمہ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ و حدیث من لم یعرف امام زمانہ

فقد مات میتة جاهلیة وحدیث صلوا خلف کل بر وفاجر وصوموا شهر کم وا طیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة ربکم وحدیث من قتل تحت رایة عمیة فقد مات میتة جاهلیة وغیر آیات واحادیث بینات برآں دلالت میکند پس نصب امام واجب وموکد است - الحمد للہ والمنة کہ مالک علی الاطلاق وملک بالاستحقاق ایں زاویہ گزیں فقیر وخاک نشین عجز اولاً باشارات غیبی والہامات لاریبی بلیاقت خلافت مبشر گردانید وثانیاً بتالیف قلوب جمعے کثیر از اہل اسلام وجمے از خواص وعوام بآں منصب امامت مشرف ساخت چنانچہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ روز پنجشنبہ ۱۳۲۶ھ ہجری قدسی جماعۂ از سادات کرام وعلماء علام ومشائخ عظام وصاحبزادگان ذوی الاحتشام وخوانین عالی مقام مع جماہیر خواص وعوام از اہل ایمان وسلام بر دست ایشاں بیعت امامت بجا آوردہ امام خود قرار دادند وامامت دریاست ایشاں مسلم ومسکہ رقبۂ اطاعت وگردن انداختند واز آنروز تا حال بیعت مذکورہ بر دست ایں فقیر جاری ہست ودرمیان جماہیر اہل اسلام ساری پس بر متدینین خاصہ لازم کہ بیعت مذکورہ بر دست نائبان ایں جناب بجا آرند واز جنس اطاعت واجب شرعی شمارند تا از معصیت تارک نصب امام رہائی یابند وباقامت سنت متواترہ نواب یابند پس لازم کہ از مومنین مخلصین غیبت اختیار نکنند فقیر حسنہ باشد بر دست خلفاء ونائبان ایشاں بیعت نماید حق تبارک وتعالیٰ ایشاں را مجدد مساعی ایشاں را مشکور گرداند ومارا وجمیع مومنین مخلصین را در سلک مقبولین خود منسلک فرماید آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ÷

نمبر (۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب مکتوب نواب احمد علیخاں امیروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حضرت مآب شوکت انتساب محامد اکتساب نواب احمد علیخاں صاحب دام اقبالہ ونضاعف جلالہ - بعد ارسال سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون داضح آنکہ نامۂ نامی وصحیفۂ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد واخلاص ومدارج وداد واختصاص عز ورود وفرمود علاوۃ صداقت ورشتۂ مودت را محکم تر نمودہ ودیدہ را نوئے ودل را سرورے بخشید آنچہ نبوک قلم خلت شیم رقم فرمودہ بودند کہ بسعدت بابرکت جناب ہدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حمید علیہ صاحب معاملہ مسنونہ بجا آوردند آں استماع آں فرحت بر فرحت افزود - الحمد للہ والمنة کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آں حشمت مآب را بایں توفیق خیر موفق گردانید - اکثر تجربہ کردہ شد کہ ہر کہ از مومنین مخلصین بہ نیت پاک ایں مرجع ما را سعی کند ابواب ہدایت بر روئے او مفتوح می شود وایدہ قوی است کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود بہ برکت ادائے ایں مسنون در سلک بندگان خاص ومقبولان ذوی الاختصاص منسلک خواہد گردانید - واحوال ایں جد وجہد بکرم رب صمد بایں منوال ہست کہ قادر علی الاطلاق مالک بالاستحقاق ایں عاجز دخاکسار وذلیل بیفضل خود بے بضاعت بے بہرہ بے نوا ذات کہ بحسب ماسوائے ذات خود اپس پشت ایں ضعیف انداخت وفقط بتسہیل اسباب خود را قابل ہدایت ایں ضعیف سانخت وبکفالت پرورش ایں فقیر بنات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی بجناب آں معبود یکدام جوارح اداتواند کرد وصد ہزار تحیہ کہ بارگاہ آں محمود بکدام زبان بجا باید آورد وبموجب ابیات ؎

اگر ہر تن موئے باصد زبان ۔ کند شکر ایں نعمتش را بیان ۔ بہ تحریر الطافہا بے شمار ÷ نباشد یکے از ہزاراں ہزار ÷

بالجملہ ہر گہ بایں اخلاص ویمن ایں اختصاص قلوب بندگان خود را بجذبے مستحکم ایں ضعیف گردانید کہ از حیطۂ تحریر وتقریر بیروں است وکیفیت توجہ عنایات حضرت منان در بارہ ایں ضعیف وناتوان قابل تماشا کردنی ہست حقیقت آں کما حقہ بدیاں منکشف می شود نہ بیان - اگر ایں جناب استماع فرمایند چہ مراتب تعجبہا است کہ لاحق گردد - ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی وحمیت اسلامی در حق جماہیر مسلمین عموماً ودر بعض اوقات خصوصاً ہمیں ہست کہ دریں عصر کہ بجہان مال حاضر شوند ودر سلک

الذین جاہدوا بامواالھم وانفسھم متمسک گردند لیکن از انجاکہ حرکت الی الامنزلت دریں ایام باعث حدوث مفاسد شدیدہ است بنائے علیہ نگارش کردہ می شود کہ بنفس نفیس خود اقامت نمایند و سایر محبین و مخلصین را ترغیب فرمایند و در بارۂ عازمین ایں صوب اعانت مالی بجا آرند خصوصاً کسانیکہ بہ دیانت و تقوی موصوف اند و در علم و وجاہت معروف مثل فضائل کمالات اکتساب محامد انتساب مولوی غلام حیلانی صاحب امثال ایشاں کہ الطاف عنایات در بارۂ ایشان پہ ضرورت و آنچہ مضامین مراتب نہایت خلت و مدارج غایت محبت در نامۂ نامی درج بود از بسکہ ایں محبت للہ و فی اللہ است حق جل علا بذات پاک خود مشکفل مجازات آں در دنیا و عقبی خواہد گردید انشاء اللہ تعالی باعث حصول سعادتہا اخرویہ و موجب نزول برکات نبویہ بحدے خواہد شد کہ سیمرغ بلند پرواز تمنیات بشری گاہے بہ اوج آن نرسیدہ باشد و در قلوب انسانی خیال حصول آن خطورے ہم نکردہ باشد در حضور حضرت رب العالمین و جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم مراتب وجاہت مناصب مقبولیت پوجہے حاصل خواہد شد کہ رشک فرمائے اخوان و اقران باشد زیادہ والسلام مع الاکرام ۔

نمبر (۲۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی حید علی صاحب امیوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم و منبع فہوم مورد فیوض ربانی مخزن اسرار رحمانی حامی افواج سنت شہباز دماجی آثار ۔ بدعت ظلمار ہدایت مآب کمالات اکتساب مقرب بارگاہ ربت قوی مولانا سید حیدر علی مدظلہ افاضت علی رؤس المستفیضین الی یوم الدین آمین یا رب العالمین ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ۔ بقدوم مولوی محمد علی صاحب چہ ابواب فرحت و مسرت کہ بروئے ایں ضعیف و نحیف مفتوح گردید لاسیما و قتیکہ از زبان صدق ترجمان آن مقبول منان اخبار فرحت آثار انصراف عنان عزیمت آں الامت ترغیب جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر رؤسا خصوصاً در باب اعانت مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین شنید فرحت بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل و علا کرم عمیم خود ایں ضعفا و آں ہدایت مآب بلکہ جمیع بندگان خود را در ہمیں کار دیار علی مر الدہور والاعصار مشغول گرداند و دل اخلاص منزل جمیع مومنین صادقین امتثالی اعلاء کلمۃ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین دارم و ایں معنی ملحوظ و مشحون دارد آمین یا رب العباد و احوال ایشاں بخیر و بکرم رب معبود سرانجام مستوجب حمد و شکر ست کہ الوف الوف انام بمکہ جاہیر اہل اسلام از سکنۂ ایں دیار و اقطار در اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد و فاقت ایں فکر کار و دغدغہ بمقدار بعض قدرت تمام اختیار نمودہ اند و در صدد حصول مال بہ تحصیل رضائے رب ذو الجلال مستعد گردیدہ ۔ سبحان اللہ کہ بتسخیر آن رب قدیر رؤسا و اقوام آفریدی و مانند خلیل و یوسف ۔ ذی کہ از مرد و زن پیشہ ابنی و بستگان پیرو ملاطین و ذی الاقتدار میباشند بقدر اطاعت ایں بندۂ عاجز و کفایت در گردن خود بالا نداختہ و ریاست ایں فقیر را بر سر خود پسند و مسلم داشتہ چہ قدر شاد و ان فرحان اند کہ احاطۂ تقریر و تحریر بسیر وقت بنا بر تفریح خاطر عاطر ایں چند اشارات اجمالیہ گذارش کردہ شد و الا حقیقت سرگذشت ایشاں و ایں بیان واضح میگردد نہ بیان کہ از اکتناہ آن من خود قاصرم تا بیگرے چہ رسد ہمہ ایں نعمت عظمی و در بارۂ آن محمود علی الاطلاق بکمال زبان برآرم و شکر ایں عطیہ کبری درگاہ آن جمیع وجود بالا ستحقاق بکدام قلب قالب بجا آرم ۔ بوجب ابیات کرا باشد آں فکر ہائے غوطی ۔ کہ غور دو دریں بحر ہائے عمیق ۔ کرا آن زبان و کرا آن بیاں ۔ کہ ذکر شایست تواند بداں ۔ شایست ہماں بہ کہ تو گفتۂ ۔ تراہی سزد آنچہ تو سفتۂ ۔ زیارکی او دقت آن بیاں ۔ بیاں چون کند کس بجز آن بداں ۔ نظر چوں کنم در ثنائے تو ۔ تعجب کنم از کرمہائے تو ۔ کہ چوں من خسے را تو جوئی ہمی ۔ باصلاح عالم تو پردا ختی ۔ ترحمد گویم بصد احترام ۔ کلام بریں ختم شد والسلام ۔

نمبر (۲۲) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی غلام حیلانی صاحب امیوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضمدت جنات ہدایت مآب کمالات اکتساب مورد فیوض سبحانی مہبط انوار ربانی

محمد وی مولوی غلام حیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کہ بمودت شیمہ مشتمل بر نہایت وفور رغبت و تاکید غربت و کمال رغبت اشتیاق در اعانت رب خلاق و انسلاک در سلک مجاہدین و تحصیل کفرہ متمرین رسید مضامین مندرجہ واضح گردید - الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود و دول ہدایت منزل آں مناقب اکتساب دین و اعیہ رحمانی القا فرمودہ آنچہ در نامہ نامی مندرج بود کہ لبیاری از مومنین مخلصین بنا بر تحصیل اعدائے دین مستعد گردیدہ اند در وفاقت آن ہمایت مآب اختیار نمودہ لہذا بنظر لفقت سامان سفر و کثرت رفقائے یک گونہ توقف واقع گردیدہ از استماع این کلام نہایت تعجب دست داد با وجودیکہ حق جل و علا آں ہدایت مآب را بعلم و عمل مشرف گردانیدہ باز امثال این خیال پر استمال در سیئہ اخلاص تجبیہ خطور کند بہ حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ۝ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۝ ایا محل ایفائے این عہدہ در راہ پور بلاس پور منحصر است تا وقتیکہ از ان دیار قدم بیرون نہاد ازایفائے این عہدہ بالوس خواہند گردید یا اینکہ ہر چند رزق بکرس از جناب جواد مطلق موعود است اما چوں چندے از بندگان الٰہی بنا بر امتثال احکام او تعالی مجتمع خواہند گردید ابواب رزق بروئے ایشاں مسدود خواہند گشت سبحان اللہ این چہ خیالات دور از ہمت توکل ساکار فرمایند و ایمان بالقدر ملاحظہ نمایند و از تذلل ہمیں از عان کنند کہ خزائن ربانی بفحوائے آیت قرآنی وان من شیء الا عندنا خزائنہ غیر متناہی ہست اگر آن قادر علی الاطلاق را رزق باید متعذر ہست پس ہیچ مکان و ہیچ زمان ہیچ حال از غنی تواند شد و اگر ایں معنی منظور او نیست پس ہر گز ہر گز از ہیچ تدبیر از تدبیرات بدست آمدنی نیست لما مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت شان او ہست پس این وسوسہ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالت مالک حقیقی و ملک حقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مومنین بہ آواز بلند نفیر عام در وسیند ہر کہ رفاقت ایشاں اختیار نماید آنرا ہمراہ گرفتہ محض اعتماد اعلی اللہ بر خیز تا انشاء اللہ بر طبق منطوق لازم الوثوق ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ عنایت ربانی و کفالت رحمانی مدار بارہ خود بو جہے مبذول دارند و ہمہ را از خیال دور باشد - آسے اگر دریں اثنا کسے از مومنین اغنیاء بنا بر تحصیل سعادت مشارکت مجاہدین از اعانت مالیہ بو جہے نمایند از من للہ فضیدہ ہر گز مردود نیابد کہ رد عطیۂ الٰہیہ از قبیل سوء ادب ہست آسے آن ہمہ - اور مرضیات او صرف باید نمود و ہوائے نفسانی را ہیچگونہ دراں دخل نباید داد - زیادہ تطویل کلام در خدمت آن قدوۂ انام لقمان الحکمت آموختن ہست - والسلام مع الاکرام ۞

نمبر (۲۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوڑی کہ امیر کبیر آن زمان ہست

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بطالعہ سرا کہ نیرالاقتدار دیانت شعار شجاعت آثار برجلہ محافل ریاست و کیاست پیش قدم معارک صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان ابد اللہ جلالہ و ضاعف اقبالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامت جہاد و از الۂ کفر و فساد بر جمیع مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً ہر زمان و ہر مکان لازم ہست اما دریں جزو کہ وقت شورش اہل بدعت و طغیان ہست او جب و اولی و اکد بنا بر علیہ جلیہ این ضعیف مع چندے از مومنین صادقین از وطن مالوف خود بر خاستہ محض للہ و فی اللہ بنا بر اتباع سنت سید المرسلین کہ رحمت بستہ حال این عاجز خاکسار ذرۂ حمید ار بر خاطر عاطران سردار کثیر الاقتدار با خبار متواترہ واضح و لائح شدہ باشد کہ انچہ داعیہ استیصال معاندین دین و در دل اخلاص منزل این ضعیف مرتکز ہست اصلاً و مطلقاً بطلب غرضے از اغراض دنیویہ مثل تحصیل مال و منال یا بدست آوردن عزت و وجاہت یا تسلط بر قری و امصار و امثال آں ہر گز ہر گز ممزوج نیست بلکہ صرف اعلائے کلمہ دین و احیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرض دیگر درمیان نے در ہیں صورت بر ہر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد لازم کہ در مقدمہ اعانت دین پاک ذو الجلال قصوے و عرض جان و مال نورزند ہر گز ہر گز ازیں امر پہلو تہی نکنند کہ محکمہ حساب و کتاب حضور

رب الارباب درپیش ہست لابد در آں مقام بمقتضائے کریمۃ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ وَّیُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا قَلِیْلًا مال و جاہت طلاشے نی ہست واز تغافل وتساہل کہ در باب امتثال احکام رب العالمین واقع میشود سوال متوجہ خواہد گردید پس بکدام زبان جواب پیش کردہ خواہد شد بالجملہ اگر ایں جان ناتوان و نہاد سست بنیان و مال سریع الزوال متاع قریب الانتقال و جاہت منوب بذلت امر فوز و نصر رب العزت مصروف گردید پس صرف خیال ہست پر اختلال بلکہ باعث نکبت و وبال و علاوہ بریں آنکہ چیزیکہ در راہ خدا مصروف میگردد فی الحقیقت بر باد نمی رود بلکہ منافع آں در دنیا و فواید آں در عقبیٰ و حصول جرجزیل و رجحان و ثنائے جمیل و میان اخوان واقران بوجے حاصل می شود کہ خارج از حیطۂ وہم و خیال ہست بنا بر علیہ نجدت عالی نوشتہ می شود کہ ہر چند مشارکت مجاہدین بظاہر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ[1] ۱۲ منہ بشارت المؤمنین ۱۲ نوعے ہست از سوداگری کہ منفعت آں حصول احد کونین و سعادت دارین و سرخروئی بارگاہ رب العالمین و جناب سید المرسلین و بدست آمدن عزت و وجاہت و مملکت و امارت و تصرف قرئی و امصار و اضلاع و اقطار و تحصیل مال و جلال از غنائم کفار بے مثال ہست پس قدرے اگر رنج بر نفس خود اختیار نمایند انواع راحات بعوض آں در دنیا و عقبیٰ مشاہدہ فرمایند اما اینقدر لازم ہست کہ مردانہ وار دریں معرکہ در آیند و نگویند شدہ علائق طمع و خوف از غیر ذات حضرت حق منقطع گردانند و در زمرۂ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ منسلک شوند غرض اینکہ اقامت جہاد و ازالہ یعنی دنیا افضل احکام رب العباد ہست کہ بسبب عبادتے از عبادات و طاعتے از طاعات مساوی آں نمی تواند شد (قال اللہ تعالیٰ) لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ[2] عَلَی الْقَاعِدِیْنَ درجۃً بنا بر علیہ ایں تضعیف بکرم عمیم حضرت حق و قدرت کاملہ قادر مطلق بنا بر ادائے ایں عبادت عظمیٰ و ادراک ایں سعادت علیا خود ہم کرمہا بستہ و ندائے قُوْمُوْٓا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ در میان جماہیر مؤمنین و مشاہیر مسلمین در داد چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشاں مشارکت مجاہدین اختیار نمودہ داد دیانت و شجاعت دادہ قتال اہل کفر و ضلالت در دادند لیکن دریں اثنا عجیب مقدمہ پیش آمد کہ سردارانِ پشاور بنا بر عادت قدیمۂ خود کہ بہ پیشۂ حسد و نفاق ہر کس در سینۂ پر کینۂ خود مرکوز میداشتند دریں مقدمہ ہم مداخلت نمودہ در راہ حیلہ و تزویر پیمودہ کوشیدند بحیثیکہ مسلمین رسانیدند لکن الحمد للہ و المنۃ کہ نکبت و وبال ایں قبائح افعال لاحق حال ایشاں گردید و ہیچگونہ مضرتے بحال مجاہدین نرسید چنانچہ مؤمنین سوات و بنیر و امثال ایشاں بازہ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و نفاق و فساد مستعد گردیدہ اند لاکن منافقین مذکورین تا حال ہم از قبائح افعال خود دست بردار نمی شوند چنانچہ مجاہدین ہندوستان کہ تفریباً دو تدریجاً می آیند در بدگالی ایشاں داد نفاق می دہند و دریں صورت بحکم مقدمۂ الواجب جہاد با منافقین ہم واجب گردیدہ بنا بر علیہ ایں ضعیف با مؤمنین مجاہدین عزم پاک کردن بلدۂ پشاور و قرب جوار آں از آلودگی منافقین بدکردار مصمم کردہ تا بمدت پنجہفتہ رسیدیم و بنا بر امتثال فرمان عالیشان حضرت ملک بیان کہ منطوق کلام لازم الوثوق یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین فی اغلظ علیہم ست کمر ہمت بستیم و بر حول و قوت الٰہی اعتماد کردہ و دعائے ماثورہ اللہم بک احول و بک اصول و انت عضدی و نصیری بزبان اخلاص ترجمان راندہ متوجہ بسمت بلدۂ مسطور گردیدیم حق تبارک و تعالیٰ بقدرت کاملۂ خود نظفر و منصور گردانید۔ ہر چند ما ضعفاء بظاہر سر و سامانے نداریم اما بمقتضائے کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ و بحکمہ مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق در باب ہیچمدان کوہ متمردین و منافقین مخذولین بقدر وسعت خود کوشش می نمایم آئندہ سر انجام دادن سر کار بدست قدرت ہست بموجب بیت

---

[1] نام آیت ایمان است۔ تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار و مساکن طیبۃ فی جنات عدن ذٰلک الفوز العظیم و اخری تحبونہا نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المؤمنین ۱۲ امجد

[2] بقیۃ آیت ہست من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم علی القاعدین درجۃ و کلا وعد اللہ الحسنیٰ و فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ و مغفرۃ و رحمۃ و کان اللہ غفورا رحیما ۱۲ امجد

اوست مالک ہر چہ خواہد آن کند + عالمے را اور دمے ویران کند + درنصورت لازم کہ آں حشمت مآب ہم غیرت ایمانی وحمیت اسلامی رہنما کار فرمایند و در منطوق وانما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ وجاہدوا باموالہم وانفسہم غور نمایند کہ مجرد ایمان بے اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است - ہر چند مشارکت آں حشمت مآب بنفس نفیس خود در میں مقدمہ بعید تر نمی نماید لاکن بفرستادن اقربا و اتباع ممکن پس لازم و متیقن کہ ایں فوج از نخچیر کوچ نمایند یکسر ظفر پیکر خود در سلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول بارگاہ الٰہ حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از بارگاہ صدق ترجمان اظہار نماید آنرا قرین صدق و مصلحت تصور دیدہ بر طبق آں عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب و خیر خواہان دین اسلام است - زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر ۲۴ مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام احمد خان ابن لشکر خان کمالزئی متوطن متھمد یار محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بطالعہ خان الامناصب عالی مراتب کیتھ المناقب عظمت نشان رفیع المکان احمد خان سلمہ اللہ تعالی - بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کہ بمشتمالی مراتب محبت و اخلاص مودت اختصاص سید انواع فرحت و اصناف مسرت بخشید حق جل و علا بر حمت خود ایں مراتب خلت را کہ محض بالنبی و الا المحاد للہ و فی اللہ است روز افزوں گرداناد - و انچہ کمال و فور غیرت و نہایت علو حمیت آں الاہمت در باب اعلائے دین بالعزت از قلم خلت شیم نگارش فرمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی و غیرت ایمانی است حقا کہ تمامی ایں غیرت و وجاہت و حکومت و ریاست و آرام و راحت جاوید روز نگذشتنی و گذاشتنی است و در محکمہ سوال و جواب حساب کتاب بحضور رب الارباب جل ضرشدنی است و در آں مقام پرسول غیر از ایمان و اسلام چیزے دیگر کار آمدنی نیست و در ظلمات قبر و صراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بوجب ربا عی ؎

دائم نہ علم نہ عمر فراشتنی است - ویں تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی است + ایں داشتنی اہمہ گذاشتنی است جز دزہ کہ در دست کہ گمد اشتنی است +

غرض آنکہ اگر ایں لذایذ دنیا و بر ا امر و زور راہ مولائے خود صرف نکردیم لابد فردا جنود عزرائیل بجبر و زور بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع و رغبت جان و مال در رضائے رب ذوالجلال در بایم و وسیلۂ حصول سعادت کونین و راحت دارین بدست آریم و علاوہ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم و ایمان کامل حاصل نمائیم و تکمیل ایمان غیر از مقاتلہ اہل کفر و طغیان صورت نمی بندد قال اللہ تبارک تعالی قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ علیم خبیر + انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون + پس لابد دعوی ایمان را بہ شہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد و الا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است الحق بندہ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود غیرت و حمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست و مجیکہ جان و مال و عزت و آبروئے خود را در تحصیل رضائے محبوب نگمدارد فی الحقیقت محبت نے و مخلصے کہ پاسداری وجاہت غیر معبود خود را ملحوظ دارد در دعوی اخلاص کاذب و دروغ زن است مقتضائے علاقۂ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل و عیال و طلب مال و منال و امر اعات عزت و وجاہت و امارت و الفت اخوان و اقران و پاسداری دوستان پس پشت انداز د و فقط رضائے رب ذوالجلال و مجرد انقیاد او را متعال قبلۂ ہمت سازد مصلحت دیدن نیست کہ یاران ہمہ کار بگذارند و خطرہ بائے گیر ند بر خاطر عاطر واضح و لائح است کہ سرداران زمان با وجود دعوی اسلام رعیتے کی کفار لئام اختیار نمودند و با مسلمین بسبب ایں عمل قبیح دار الحرب گردانیدند و لا و خود را در زیر عمل کفار اشرار دادند محبت خلق آں ملاعین کہ خود مرکز ساختند کہ پیے ایذائے مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار افتادند سبحان اللہ زہے اسلام و نعمے ایمان است کہ بنا بر خیر خواہی کفرہ ملاعین ہنود ہی فاعل مقتولین کہ زمرہ مہاجرین فی سبیل اللہ اند نعوذ باللہ

من شرور الفساد ومن سیئات اعمالنا آخر شده نوشتہ باشان بجدی رسید کہ مومنین استعمال بجہاد بدست تعیال آن ال فساد متعذر گردید بحکم مقدمۃ الواجب واجب ایشان بنیت جہاد بالکفار راوا جب واکد شدند تا وقتیکہ بتعیال ایشان تعین نشود جہاد با اہل کفر وعناد صورت نبندد بنا بر علیہذا بر جزو خاکسار وزرہ بیمقدار باچندے از مہاجرین انصار بر طبق فرمان عالیشان واجب الاذعان یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین اغلظ علیہم وماوٰیہم جہنم وبئس المصیر بر جہاد منافقین نخذولین کمر بستہ تا بموضع پنجتار رسیدیم انشاء اللہ تعالی عنقریب بحول وقوت ملک جبار ومالک قہار تمام شوکت منافقین بدگر دار بشوکت تمام مضمحل می گردد در عرصہ قلیلا انشاء اللہ تعالی این تماشائے قدرت قادر مختار بعین ہند وپاسداری رب العالمین ابرو داری منافقین ایثار فرمایند انچہ از سرداران زمان توقع حصول منافع دنیویہ میدارند اضعاف آن از درگاہ شاہان وخالق الملک جان باید داشت بامید واثق از درگاہ خالق آنست کہ اگر گردد یکجہت شدہ در زمرۂ ناصرین متعین منسلک خواہند گردید منافع دنیویہ ہم بجدے حاصل خواہند کرد کہ خارج از وہم وخیال است اما اگر کسے خواہد کہ پاسداری جانین نماید محروم خواہد بود در زمرۂ مذبذبین بین ذلک خود را منسلک گرداند باز جان خود را در بندگان عبودیت کیش ومحبان خلاص اندیش شمارد وبھبود رضائے حضرت حق متوقع ماندیں ہیں خیالیست پر احتمال دوہمیست سراپا باطل ومحال ہو جب بیت ہم خدا خواہی وہم دنیائے دون ۔ ایں خیال است ومحالست وجنون ۔ آنچہ از واقعہ منازعت فیمابین عالیجاہ محمد خان وسیف اللہ خان نگارش فرمودہ بود مدتحقیقت آن واضح گردید بالفعل انتظام آنرا در حیز تعطیل واہمال باید انداخت وستعیال اعدائے دین پیش نظر باید ساخت وقتیکہ ایں دیار واقطار از لوث مفسدین پاکدار مطہر وپاک گردید بصلاح فیمابین علاجے بغایت سہولت صورت خواہد بست اگر بالفرض آن علاج واقع نخواہد شد تدبیر دیگر کہ مناسب وقت خواہم دید بعمل خواہم آورد ۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام مع الاکرام

نمبر ۲۵ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۃ الاکیمن عالی مقام دودۂ خوانین ذوی الاحتشام دفع افرائے چاپلوس حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالا ودناعۃ جلالا ۔ بعد از اہدائے تحف اسلام یعنی گلدستہ ریاحین اسلام وداعیہ ترقی مناصب دارین ومدارج نشاتین واضح آنکہ رقیمہ مودت ضمیمہ مشتملہ بغایت مراتب اخلاص ونہایت مبالغ اختصاص مع تفاصیل احوال خیر مآل دارین اظہار رسید مضامین مندرجہ از تحریر وتسطیر پذیرش اجمالاً وتقریر فضیلت پناہ ملاذ عالم آخوندزادہ تفصیلاً واضح وللائح گردید ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ محبت دیرینہ وخلت پارینہ تا حال بسان سرو نونہال در سینۂ بے کینۂ اخلاص گنجینہ بکرم رب الارباب سرسبز وشاداب است حق تبارک تعالی بقدرت کاملہ وتربیت بالغہ خود ایں شجر موالات اثمر ثمرات گردانا وآمین ، یا رب العباد ۔ انچہ از لحوق انواع پیچ وتاب قلق واضطراب در مفارقت خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت مظاہر آن عظمت نشان وسرا رکلان رتبہ وہ کلک مودت سلک شدہ بود انشاء اللہ تعالی در مقدمۂ صیانت خان مسعود از شر کافر مردود دعا کردہ خواہد شد حضرت رب کریم بفضل عمیم خود در موقف اجابت آرد وفا آنچہ استشارہ در تدبیر استخلاص آن نوجوان از پنجۂ ظالم ماہر بان نوکر خانہ محبت شعار بود پس حقیقتش آنست کہ در ہنگام تفویض آں سعید در دست عدو عنید ہیچگونہ مشاورت با ینجانب نشدہ بود تا حال در مقدمۂ استخلاص بصواب فرمایند بالفعل چارۂ استخلاص آں بیچارہ غیر ازیں ہیچ بنظر نمی آید کہ جمیع اقربا وآشنا آن گرفتار بیچ وتاب را بنامی ہمت خود ہا فراہم آورده دفعۃً شورے عظیم بر سر آں ستم بوجے برپا کنند کہ بالاضطرار ازاں بخود آمدہ دست بردار شود واچہ در مقدمۂ تعطیل واہمال وتسویف واہمال در اقامت جنگ وجدال با اہل کفر وضلال تا زمان استخلاص آں عزیز از قبضۂ مستعدی بے تمیز نگارش فرمودہ بود بدیں حقیقتش آنست کہ ما مردم متوکل بحکام رب العالمین وہا حیائے سنت

سنت سید المرسلین ترک اہل و عیال خود گزیدیم و مہاجرت اوطان و اخوان ورزیدیم و جمیع ماسوی اللہ را پس پشت انداختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العباد قبلہ ہمت ساختیم و علائق راسخہ کہ با فرزند و عیال و مال و منال و اوطان و اخوان می باشد از سویدائے قلب برکندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل و اہمال اہیچگونہ در مقدمہ اقامت این کمین نظفت دین سید المرسلین بدون توقع منفعتے از منافع دین و دنیا ننمودیم و از پاسداری محبان قدیمی و اخوان صمیمی بیں ماندہ دست نکشیدیم و از ملاحظہ منافع و مضار جان خود در رہنیاب دست برداریم و از پاسداری ماسوی اللہ دریں راہ بیزار۔ بالجملہ شب و روز دکان و یار خود چالاکیم و از لحاظ چپ و راست بے باک و در تدبیر نصرت دین عاقلیم و از پس و پیش غافل۔ ماندگان عبودیت شعار را چہ یارا کہ در امتثال احکام مولائے خود دمے توقف و درنگ ورزیم و عاجزان خاکسار را چہ طاقت کہ بر مصروف شدن جان و مال در راہ قادر ذوالجلال نوعے تاسف کنیم پس توقف و انتظار در مقدمہ استیصال اشرار بدون مثلہ حصول رضائے پروردگار خیالیست پر اختلال و ہمچو است سراسر باطل و محال و اگر بالفرض قدرے صلت روا دایم لابد اطمینان بر اقوال شما بدست آریم و اعتماد مسلمانان خالص الایمان بر مواعید و مواثیق سردار کلاں چیزے متعذر الحصول پس تاخیر از ما مردم غیر مامول ست شب و روز دریں مقدمہ سعی بلیغ مبذول آریم و اتمام آن از درگاہ واہب العطایا امید دایم بالجملہ تا جان در بدن و سر بر تن ہست نہیں کار دیانم و انجام این کار بدست قادر مختار می شمایم در صورت فتح توقع غلبہ دین ہست در مآل و در صورت شکست نقد شہادت ہست فی الحال در ہر دو صورت بمقصد خود فائزیم و برادر خوکامیاب و بسلامت سرو آزاد در بہار و خزان سرسبز و شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق بیان ملا میر اخوندزادہ بمنصۂ ظہور خواہد رسید۔ والسلام مع الاکرام - ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۴۲ ہجری ✦

نمبر (۲۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار رشید الاعتبار سردار دوست محمد خان زاد اقبالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل بر توجہ متعلقہ دآں عالی نہاد در اقامت بنیاد و استیصال کفر و فساد باوجیہ مراتب اظہار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجہ اتم گردید۔ الحمد للہ والمنۃ کہ عزم اقامت این کمین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرہ متمردین در دل جلادت منزل آں سردار جلالت آثار مرتسم و ہویدا گردید الحق مثل این علو ہمت و تاکد عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان نوا نبود۔ ہر چند سعی در اقامت این کمین اسلام یعنی قتال با کفار لئام در ہر زمان و ہر مکان و اجب ہست امادریں جزو زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان است بر ذمۂ جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً اوجب و اکد ہر قدر کہ حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار و رواج و ہلاع و قبا بیشتر اقامت این کمین دین و اعلاے این سید المرسلین مؤکد و لہذا ہر کہ از سرداران نامدار و رؤسار ذوی الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید مختار موفق نگردد و مستحق اجر جزیل در عقبیٰ و ثنائے جمیل و رضائے خدا حاصل نشود حصول سعادت اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجے تصور نیاید و کدام سلمان را درک آں خیلے متعذر و اگر بمعاذ اللہ از ایشان در اقامت ہمیں امر مامور اولی تساہل و قصور واقع شود پس بحکم اقتاس علی دین ملوکہم تمام رعایا و عساکر ایشان بالکل در رہنیاب داد تغافل و تساہل خواہند داد پس بحکم من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا اعمال بیشمار عالمی جمیع رعایا و سپاہ مشحون و سیاہ خواہد گردید در رہنیاب نیک تامل فرمایند و غیر غریق ورطہ ادبار نہ دانند تبدیل خیالات شرور و دکانات بُلغار کہ محض بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریری کشند نشمارند کہ این مضمون در کلام ملک علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح ست پس کیسکہ ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرۃ می دارد البتہ یقین قطعی میداند کہ این امر محض صدق بحت است۔ پس یاد داشت این تغافل و تساہل در محکمہ حساب و کتاب بحضور رب الارباب شدنی ست و در مجازات آن چہ انواع رنج و مناعب و جانکاہ تکالیف

ومصائب کشیدنی ہست فانی آنچہ در ظن اکثر تجربہ کاران زمان ممکن ہست کہ بغیر اعانت سرداران تاجدار وہمجا بگمنت واقتدار حصول این معنی صعوبت می بندد پس این خیالیست محال واحتمالیست پر اختلال زیرا کہ ممکن ہست کہ حق جل وعلا بقدرت کاملہ خود دیگر سعادتمندان ازلی ومقبلان ہم ازلی را کہ از ضعفائے مسلمین وفقرائے مخلصین باشند برگزیدہ کار آرد کہ بمحض عنایت خود این مہم عظیم از دست ما بیشتر برآرد قال اللہ تبارک تعالی ان لا تنصروہ فقد نصرہ اللہ الآیۃ وقال وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شیء قدیر باقی احوال ایشخود وکبرم رب معبود بر ین منوال ہست کہ این عاجز از دار السلطنت کابل برآمدہ واضلاع جلال آباد ونواحی پشاور الی کردہ در بلدہ نوشہرہ رسید دریں اثنار شکر مخالفین بموضع اکوڑہ بکمال جمعیت ونہایت استکبار ونخوت آمدہ ایراق کرد ہر چند ہمراہ این فقیر جمعے قلیل بے سر وسامان بودند اما از انجا کہ طالبان رضائے حضرت خلاق بودند ودر صرف جان ومال نہایت مشاق بنا بر عادت شبانہ شب اندر دیائے لنڈہ عبور کنانیدہ بر سر کفار نگونسار یطریق شبخون وتاخت وانا کردہ شد در آخر ہماں شب بحکم رب العالمین جنود مجاہدین بر سر آن غافلین رسید واز اسلحہ ودور دست مثل تیر وتفنگ درگذشتہ تمام را زیر تیغ بیدریغ گرفتند معسکر ایشان را از خون ایشاں لالہ زار ساختند چنانچہ جمعے کثیر از ایشاں کہ قریب یکہزار باشند یا ازیں ہم بسیار بدار البوار فرستادند وجمعے انبوہ از پشت خطر تالب مقبر رسانیدند واجناس نفیسہ از قسم اسپ ودشتر وبراق وغیرہ بیش از پیش بدست آمد بعضے از آں آنچہ بر تبہ شہادت مشرف گردیدند بجہت اماوی ماوی ساختند واکثر ایشاں مشمول حفاظت ربانی وکفالت رحمانی بمعسکر خود مراجعت نمودند ایں شبخون کفار بدکردار را بحدے شکست داد کہ از مقام اقامت خود برخاستہ بموضع ہنڈ آمدہ اقامت نمود مومنین ایں اقطار از دریائے اباسین عبور نمودہ بر سر شہر حضرو کہ مرکز کفار آں دیار ومجمع متمولان آں اقطار بودہ تاخت آوردہ چہا صد کس ایشانرا بہ نیستی رسانیدند واجناس نفیسہ واموال خطیرہ از نقود واجناس بدست عوام الناس آنقدر افتاد کہ از تحریر وتقریر بیرون ہست بعد ازاں ابواب جنگ وجدال وقتل وقتال مفتوح گردید وشب وروز نصرت آسمانی وتائید رحمانی باین صفت می بارد واز جملہ تائیدات الٰہی این ہست کہ اجتماع جنود مجاہدین ہر چند بسیار بود لیکن از بسکہ لشکر بے سر بود مثل ملوک عام در کوچ ومقام بے انتظام می نمود بنا بر علیہ طبق فحوائے کلام ملک علام واحادیث سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام وفتوی فقہائے عظام وصوابدید عقلائے ذوی الافہام مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ اقامت این کن کین اسلام بدوں نصب امام بوجہ مشروع صورت نبندد بنا بر علیہ تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۶ ہجری مقدس باتفاق مشاہیر سادات کرام وعلمائے اعلام ومشائخ عظام وصاحبزادگان ذوی الاحترام وخوانین ذوی الاعتشام وجماہیر خواص وعوام از اہل ایمان واسلام بہ بیعت امامت بر دست اینجانب واقع گردید وبروز جمعہ خطبہ بنام اینجانب خواندہ شد ہر چند ایں خاکسار رقدرہ بیقدر اکحصول ایں مرتبہ منیف ولا بہ اشارات غیبی والہامات لاریبی مبشر بود ثانیاً بحصول ایں منصب شریف باتفاق جماعات اہل اسلام وخواص وعوام مشرف گردیدہ لیکن بر خبور کہ علیم مانی الصدور دانائے نہان وآشکارہ محیط بر اسرار واعلان واسرار ہست گواہ ہست بر تمینی کہ این فقیر را از قبول ایں منصب شریف بجز از اقامت جہاد ومحبت جمعہ واحیاء واشاعت آں از اظہار احکام دین وعلائے کلمہ رب العالمین بغرضے دیگر از اغراض دنیویہ مثل تحصیل مال ونروت وجاہ وسلطنت یا حصول معنی تسلط بر قتل وامصار واضلاع واقطار یا تذلیل اہل ریاست وسیاست یا اہانت ارباب ریاست یا تنفیذ احکام خود بر بندگان ملک ایمان یا تحصیل معنی ترفع بر اخوان اقران ہرگز نیست بالجملہ شیعہ وسوسہ شیطانی وشائبہ ہوائے نفسانی باین اعتبر رحمانی اصلا مخلوط نگردیدہ واز بسکہ اقامت ایں امر خالصاً لوجہ اللہ الکریم بوقوع آمدہ بود بنا بر علیہ آثار آں پیدا چنانچہ جمعے کثیر وجمعے غفیر ہزاران ہزار بلکہ بے عدد وشمار از ہر جوانب مثل مور ولخ فراہم آمدند می آیند ودر میدان جلادت وہ دیانت واد وشجاعت وجمعیت داده اندومی ہند وعلاوہ بریں آنکہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود علائق خوف وطمع را از ماسوی خود منقطع گردانیدہ ہست نہ از شوکت مخالفین خوفی فی الحال داریم ونہ از کثرت موافقین طمعے۔ آئے امیدوار میدانیم کہ ہر کہ جان خود را در سلک مجاہدین منسلک گردانیدہ دعوی ایمان در امر بمعروف کرد وہر کہ در بنوتہ بہلوتی کرد باد حسرت بدست نرد

اے مدعیانِ دین بیائید و در نصرتِ دین خود جان و مال بیازید تا گوئے سعادتِ جاودانی و راحتِ دو جہانی برائید چنانکہ در نعم منعم حقیقی عمر ہا گذرانیدہ اید الحال در اولائے تنگیٔ آن مال و جان خود را حاضر کردہ کوشش بلیغ نمائید تا سعادتِ دارین و ریاستِ کونین حاصل کنید +

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم غلجائی از مقام پنجتار

نمبر (۲۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بطالعہ خوانین کرام و اراکین عالی مقام و ملکان ذوی الاحترام و سائر مومنین غلجائی کثر ہم اللہ تعالی و وفقہم لما یحب و یرضی۔ بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامتِ جہاد و ازالۂ گفر و فساد بر جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان واجب موکد است اما دریں جز و زمان کہ وقت شورش کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیدہ بنا بر علیدین بندۂ ضعیف باچندے از مومنین صادقین از وطن مالوف خود برخاستہ محض للہ فی اللہ برائے اقامتِ ایں کن کین و نصرتِ دین متین کمر ہمت بستہ و دنائے نہان و آشکارا نیکو آگاہ و خبردار است کہ سوائے اعلائے اعلامِ دین و احیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے در میان ندارم و در حضورت بر ہر مومن اسنع الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد واجب لازم کہ غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی اکار فرمودہ بر اعانت دین و نصرتِ شرع مبین کمر غیرت چست بندند و در عرصۂ جان و مال در راہِ ذو الجلال دریغ نورزند و ہرگز از لوائے ایں عبادت عظمیٰ و ادراکِ ایں سعادت کبریٰ رو نتابند تا در حریدۂ محکمۂ حساب کتاب بحضور رب الارباب بسر خروئی بر خیزند و در زمرۂ غیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شمار نشوند کہ شکر نعمت مال و منال جاہ و عزت طلب شدنی است و از تقاعل و تساہل در اطاعتِ فرمانِ رب العزت سوال متوجہ گردیدنی پس بگذارند ایں جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگر امروز جان و مال در راہ ایزد متعال صرف نگردد فردا و بال جان است ہیچ کار آمدنی نے۔ پس اگر کمر ہمت چست بستہ در بیاب دادِ شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہ تائید دین قویم ثابت قدم خواہند نہاد آنچہ اجر جزیل از حضور ملک منان و ثنائے جمیل در میان خوان و اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل پنہان نیست۔ فالتاجہ منافع لیبار و مغانم بیشمار از عزت و وجاہت و دولت و مکنت بدست خواہند آورد و بیروں از اندازۂ قیاس خواہند بود ان شاء اللہ تعالیٰ ہم مناصب مورو ثی ایشان بدست خواہند آمد و ہم نظر بر سعای جمیلۂ ایشان در بیاب فوائد بیش از بیش علاوہ بر آں حاصل خواہند شد زیادہ و السلام و الاکرام۔ مرقومہ بست و نہم ذی الحجہ ۱۲۴۲ ہجری +

مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہ پسند خان صاحب وزیر شاہ محمود

نمبر (۲۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بطالعہ عمدہ خوانین عظام زبدۂ اراکین عالیمقام و الامناصب کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خان سلمہ اللہ تعالی و عظمہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ایزد متعال و منعم لایزال بمحض جود و نوالِ خود آن خیر المناقب را بمناصب عالیہ ریاست و جاہ و رفیعۂ حکومت و خواجہ و بانواعِ نعم و حشمت و ثروت و اصناف شیم شجاعت و شہامت بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکر این نعمتِ عظمیٰ و لازمۂ سپاس این موہبت کبریٰ آنست کہ در باب اطاعت احکام ملک علام بال ہمت کشایند و راہ فرمانبرداری و رضاجوئی پروردگار بقدم عزیمت بپیمایند و کمر ہمت چست بستہ و نیت قلبیہ درست نمودہ در اعانتِ ملت بیضا و حمایت شریعت غرا و مساعی جمیلہ بر روئے کار آرند و محبت اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداختہ و رضامندی و خوشنودی ایزد کریم را قبلۂ ہمت ساختہ در اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین ہمت عالیہ گمارند کہ اینہا مال و منال سریع الزوال و این حشمت و ریاست فنا مال روئے گذاشتنی و گذاشتنی است و در زیر جادر معرکۂ پر ہول حساب و سوال و جواب روبروئے سید الارباب حاضر شدنی۔ پس مقتضائے حمایت ایمانی و غیرت اسلامی آنست کہ در راہ رضائے مولائے خود جان بازند و جانبان تازند و ماسوی اللہ را پس پشت انداختہ در اقامتِ جہاد بر کفر و فساد

دار باب بغی و فساد سازند دین جان توان و نهاد دست بنیان انجامد حقیقی بسیار ند زندگانی فانی بعوض حیات جاودانی نفروشند و
تحصیل رضامندی ربّ العزت بکمال علو همت و وفور غیرت بکوشند و در تالیف انام و ترغیب خواص عوام بسوی اقامت بایں کہ کین و اعانت
دین متین جهد و جد بلیغ بکار برند دادکوششها و ستد خصوصاً بحضور لامع النور حضرت بادشاہے بطور مناسب و انداز معقول ایں
مضمون عرض لازم القبول فرمایند و گوش حق نیوش ملازمین آنجناب عالی را بدُرِ یکنون خوش بیانی و گوہر فشانی چنان آرایند کہ
مدعائے دلی و خواہش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جہاد بر اہل کفر و ضلالت و استیصال بیخ و بنیاد اہل بغی و نخوت از پردہ اختفا
بلہوۂ آید و از قوت بفعل گراید و بنوعے مشارکت فقیر در بیان بعرض قبول افتد و بوجہ من الوجوہ معاونت دین بلا رباب بغیہ
ظہور جلوہ آرا گردد و ہر چند نہضت فرمائی دائرۂ دولت داقبال آنحضرت در وفق فرمائے قدوم میمنت لزوم آن ولی الامت ایں دیار
داقطا متعسر و دشوار ہست کہ حاجت روائی رعایا و انجاح مسئول و مامول دادرسی برایا ملخ ایں کار مظاہر و اشکار و انفاذ امر
عالی مقدار و رباب سر انجام این امر عظیم و تم و نسق کے از عہدہ امکین عقیدت و فدویت آئین خیلے آسان و میسر الحصول و
انبعاث داشتہ باشد ایں احقر خدمتی دامد لوشرح بیانی نظر بوفور غیرت و ناکہ غریت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت
ہست و قابل قبول بالجملہ بر وجہ کہ دانند و توانند باعانت دین متین و نصرت شرع مبین بجان دل کوشند و فردا روز جزا
روبرے حق تبارک تعالی و حضرت سید الوری افضل البرایا شرف شرفہ و علت عزت پوشند کہ فرمودہ تکمیلاتی مولی ہمیں ہست
و نتیجہ حق شناسی مالک دنیں۔ کدا عینی رائے مکافات ہمیں سیما ہست و روز جزا برائے الیفاء ہوا عید عدہ خوش چنیں کہ دنیا
و انچہ مشرف ایں جہد بسی و سعی ایں جمد جریں و مدد نیاز خواہند دید کہ ازو دیدہ و شنیدہ بیروں ہست و از وہم و خیال فزوں
انشاء اللہ تعالی مدد مناسب و ضیعہ فاضل خواہد گردید و میراث نمیعہ و اموال جسیم کہ بالفعل کار روبا دیگر دارد ایجائے خود واگذارند
و ہمہ ہمت بنصرت دین متین و اعلائے کلمہ رب العالمین و استیصال کفرہ متمردین و شکست رونق ایں فرق ملاعین برگمارند
کہ در سر انجام ایں ہم دنیا و دین و ہم منفعت آجل بسیار ہست و ہم سود و عاجل خارج از حد و حصار۔ ہم جانب خدائے عزیز متعال
ہست و ہم باعث حصول نعمت و شوکت بر اقران و امثال و موجب ازدیاد مال منال ہست و واسطہ عزت و اقبال و علاوہ
ازیں نیکنامی دنیا نقد وقت ہست و دین نجات موقت پس لابد باستعمال ادوام آسیہ کار فرمایند و ناکہ عزیمت نمایند کہ مقتضائے
غیرت ایمانی و ملازمہ حمیت اسلامی ہمیں ہست و بس والسلام مع الاکرام۔ رقمہ دوم محرم الحرام ۱۲۸۳ ہجری از مقام جیتارہ

نمبر (۲۹) استفتاء در مخالفت امام مجمع علیہ انام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماقول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین در صورت کہ جمعے کثیر و جمے غفیر از علمائے اعلام و رؤسائے
ذوی الاحترام بر دست امام ہمام خلیفہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سید امجد امیر المومنین سید احمد مدالله ظله بیعت امامت بجا و فرمند
و اطاعت و انجناب التزام نمودند پس اگر انجناب بنابر خدمت دین و اجرائے احکام شرع مبین امرے صادر فرمایند و کسے از مسلمین
خواہ نہیں باشد خواہ ضعیف امر انجناب را رد نماید و بر مخالفت ایشاں مستعد شود حتی کہ تا بر د حکم انجناب بقتل و قتال جنگ
و جدال آماده گردد دریں صورت حکم شرع شریف در مقدمہ مخالف مذکور در فیضان او چیست۔ بینوا توجروا +

جواب۔ امامت چنانکہ مذکور شد بہ بیعت علماء و رؤساء مذکورین منعقد گردید زیرا کہ امامت بہ بیعت جمعے از مسلمین منعقد میگردد
چہ جائیکہ جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشاں بیعت مذکور بجا آرند قال فی شرح العقد الاکبر سیتعقد الامامۃ بعقد واحد و بکذا فی شرح المقاصد
و شرح المواقف و فیہ کہ امامت انجناب ثابت گردید پس انکار از حکم انجناب الم صریح ہست و جرمہ قبیح قال اللہ تعالی
یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
و من اطاعنی فقد اطاع اللہ و من عصانی فقد عصی اللہ و من یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الامیر

فقد حصان (ایضاً) من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات میتة جاهلیة (ایضاً) من مات وليس في عنقه طاعة لقي الله يوم القيامة ولا حجة له ۔ پس سرکشی مخالفین بحدے رسید کہ بدوں برپا کردن معرکہ قتال وجنگ وجدال از مخالفت دست بردار نشوند و بر حکم امام گردن نہند پس جمیع مسلمین ماموری شوند کہ بر ایشاں لشکر کشی کنند و حکم امام بر ایشاں جبراً جاری گردانند (قال الله تبارک وتعالی) فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ (وقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم) انه ستكون هنات وهنات فمن اراد ان يفرق امر هذه الامة وهي جميع فاضربوه بالسيف كائنا من كان (ایضاً) من اتاكم وامركم جميع على رجل واحد يريد ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم فاقتلوه (قال في مختصر الوقاية) والبغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام فيدعوهم الى الحق فان تحيزوا مجتمعين حل لنا قتالهم ۔ پس لابد ہر کہ از لشکر امامیں معرکہ مقتول خواہد گردید پس ہو شت شہید ناجی و ہر کہ از لشکر مبادین مقتول خواہد گردید ہو شت طریداری و موت این مخالفین اقبح ہست از بسیار فاسقین مثل زناۃ و سارقین چہ نماز جنازہ بر سائر فاسقین ادا کردن واجب است بخلاف ایں مخالفین کہ نماز جنازہ بر ایشاں ہم جائز نیست کمافی درالمختار ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

نمبر (۳۵) مکتوب از جانب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از بندہ ضعیف محمد اسمٰعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیر الدولہ بہادر زاد اقبالہ و ضاعف اجلالہ بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکہ نامۂ نامی و قریضۂ گرامی کہ مدت شجاعت نشان عبد المجید خان نام ایلچی جنابعالی ارسال فرمودہ بودند خان ممدوح بمعسکر اقبال پیکر سیدند تفاصیل اخبار و صداقت آثار از زبان فیض ترجمان ایلچی ابواب بہجت انجامید ۔ حاجی محمد صابر کہ سابق از ایشاں بعرض قلیلے رسیدہ بودند از زبان ایشاں چناں بوضوح پیوست کہ اکثر میاں امام از ارکان ہندوستان از قسم دانشمندان کتب فضیلت نمائے و سالکان طریقت پیشوائے و امیران نجوت شعار و اتباع ایشاں از فساق و فجار بلکہ جمیع منافقین اشرار و فاسقین بدکردار از ملت محمدیہ و دست بردار شدہ راہ کفر و ارتداد و طعن بر ساحت میاں جماد اختیار نمودند و وساوس شیطانی بطریق نیابت از وساوس خناس در قلوب طالبین حق القا کردند و در ایں مدت بلت محمدیہ کج حج و طالبین حق را سد راہ گردیدند آں گروہ متفاوت پژوہ بتشکک بالفرض بزدانی مورد لعن طالبین شدند چنانچہ حق جل وعلی در کلام پاک خود میفرماید اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا چنانچہ پارہ از اشکالات ایشاں کہ بحسب ظاہر امام ہمام و عسکر اسلام ایراد کردہ بودند و بحسب حقیقت آنہا نشانہائے بر کلام ملک علام و بر ذات سید الانام وارد دیگر دیدہ از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید جالا اشکالات مذکورہ از کلام رب العالمین و سنت سید المرسلین و سیرت حاجی ممدوح باحسن وجوہ بیان کردہ شد ہر چند حاجی صاحب ممدوح کہ طالب حق بودند از حال مذکور منتفع گردیدند امایں ضعیف را یقین قطعی یعنی حاصل ہست کہ تقریر مذکور بیچ منفعتے بلاعین مذکورین نخواہد رسانید کہ سند تقریرات مذکورہ از کتاب و سنت ہست و مقصود منافقین مذکورین در پردہ ایراد اشکالات بر عین آں ہر دو ہست و مطلب ایشاں ردّ و قدح بر سیرت نبویہ ہست پس جواب ایشاں غیر ضربۂ السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و ما دامیکہ سلطان حق ہم حاصل نیست جواب ایشاں ہمیں عدم التفات بکلام ایشاں ہست و بس بموجب **بیت** آنکس کہ بقرآں خبر ندہد ہر آئینہ است جوابش کہ جوابش ندہی ۔ آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند در صدق نیت ضرب المثل انشاء اللہ تعالیٰ عند الملاقات تحقیق ایں امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواہم نمود امادریں جزو زماں کہ وقت شورش و وساوس شیطان ہست مفاد طبع جان نژاد و ساوس آں شیاطین و نزغات جنود ابلیس لعین موجب موکد دلہذا وقت ملاقات برادرانہ بہیں نکتہ قناعت فرمایند کہ اصل سیرت سید المرسلین و

جمیع خلفائے راشدین اہل بیت مطہرین و صحابہ کرمین ہمیں ہست کہ تمام عمر خود سا بلکہ ہر ساعتے از ساعات روز و شب را در سعی اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را ہمیں مساعی جمیلہ مصروف دارند و صرف عمر گرانمایہ در ہمیں شغل عین سعادت عظمیٰ شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود ہست در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ادوار و اطوار بر دوام تقلب اقبال و ادبار و برہم زدن ملل و دول پس تعلق بقدرت کاملۂ ربانی میدارد و نباستطاعت ناقصۂ انسانی و مسلماں محمدی را ہمیں لازم ہست کہ مال و جان و عزت و آبروئے خود را در ہمیں راہ در بازد و آنرا عین سعادت خود شمارد و در ترقی و تنزل موقن و مخالف بقدرت کاملۂ ربانیہ سپارد بموجب **بیت** بخت اگر مدد کند امنش آدم یکف ۔ گر بکشم نہ بے طرب ور بکند ہنوز غم و صرف اوقات را در ہمیں مساعی عظمیٰ عبادات انگارد و قرب حق را در ہمیں راہ منحصر پندارد و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ را معطل کردہ مردانہ دارد در ہمیں میدان در آید **فرد** مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار ۔ بگذارند و خم طرہ یارے گیرند پس آنجناب را لازم کہ ہمیں راہ را راہ خدا و رسول انگارند و ہر کہ در ہیں امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملہ اعدائے دین و مطردان رب العالمین مثل اقوام یکہ و یہودا ں شمارند ۔ والسلام مع الاکرام ۔

نمبر (۳۱) از مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از بندہ ضعیف محمد اسمٰعیل بخدمت معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول بارگاہ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ بعد از سلام مسنون و اجابت مقرون واضح آنکہ ۔ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی متضمن بر کلماتیکہ فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا ۔ آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مضامین سوال و جواب منقح گردانیدہ و آنرا کسوت تالیف رسالہ پوشانیدہ ارسال باید داشت ۔ مخدومی حقیقت الامر این ہست ہر چند کہ تحریر و تقریر ہیچ مقدمات نوعے از جہاد ہست فاما این ضعیف بلکہ سائر حاضرین این مقام در امری مشغول اند کہ تقریرات و تحریرات را در آں امر اصلا گنجایش نیست حال ما مردم بہ نسبت حال اہل تحریر و تقریر بشابہ حال شخصے ہست کہ بنفس ادائے صلوٰۃ مشغول ہست بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوٰۃ می نماید پس ہر چند تعلیم مساعی صلوٰۃ ہم از جملہ مقدمات صلوٰۃ است فاما حال ادائے نفس صلوٰۃ مانع ہست از اشتغال بتعلیم مساعی صلوٰۃ کسیکہ حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسلک قیل و قال و بحث و جدال خواہ حق باشد خواہ باطل دیگر و مسلک ایں مردم دیگر ۔ مسلک اول از جنس مسلک علماء ہست و مسلک ثانی از جنس مسلک سپاہیان و دشتبان بینہما حلا نکہ دریں مقام چند کلمہ تحریر کردہ می شود آنہم بر خاطر فاتر پس گران ہست فاما بنا بر خاطر عاطر نوشتہ می شود کہ در اعتقاد و امامت جناب امیر المومنین بر قانون حدیث و کلام و فقہ صلاحیت نیست و آنچہ مخالفین از جنس قبائح بآنجناب یا باتباع آنجناب نسبت می نمایند پس اولا اینکہ آنچہ بذات آنجناب نسبت می کنند آن ہمہ سراسر باطل ہست و از دسیسۂ صدق عاطل و آنچہ بر فقائے آنجناب نسبت می نمایند پس اکثر آنہم مطابق واقع نیست بر تقدیر تسلیم پس صحیح رفقائے امام ہرگز در امامت آں قادح نیست چنانچہ صحیح امتیاں ہرگز در نبوت نبوی ایشان قدح نمی تواند کرد نیز بر تقدیر تسلیم آنچہ بذات آنجناب ہم نسبت می کنند پس پر ظاہر ہست کہ آنہم در ثبوت امامت باقرار آن صلاحیت نیست چہ منتہائے آں قدح در مراتب ولایت است و ثبوت مراتب ولایت صلاحیت شروط امامت نیست بلکہ فسق ظلم ہم سبب زوال امامت بعد ثبوت آن ہرگز نمی تواند شد ۔ چنانچہ در احادیث متواترہ و عبارات اسلاف و اخلاف و فقہائے متکلمین بر آن ما لا مری دارد بالجملہ ما را کلام بہ ہیچ دو امر ست اول ثبوت امامت بعد از ان عدم زوال آں بسبب عمر فیما بسطورہ ۔ اما مقدمۂ اولیٰ پس بیانش آنکہ طریق ثبوت امامت را از کتب حدیث و کلام و فقہ تفتیش باید کرد و در تیقدمہ روایات قوی از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و بعد از ان خلاصۂ مضمون قوی الخ کہ در باب طریق انعقاد امامت ۔ منتج گردد و در ذہن محفوظ باشد

داشت و بعد ازاں تامل باید کرد کہ در ماخن فیہ اں امر متحقق ہست یا نہ ہر چند تحقیق الامر در امثال ایں مقدمات بمشاہدہ منکشف می گردد کہ لیس الخبر کالمعاینۃ حدیثے ہست مشہور و مشنیدہ گئے بود ما ندیدہ مثلے ہست مشہور اما بنا بر آنکہ مشاہدہ حال نسبت غائبیں مفقود ہست پس انکشاف حال بر سبیل اجمال بہ نسبت ایشاں از اطلاع بنا اخبار ایں مجمع اخبار ہم بقدر ضرورت می تواند شد بنا بر آنکہ یک قطعہ پرچہ اخبار اطلاع مع چند قطعات کاغذ دیگر کہ شارح قطعۂ مذکور می تواند شد بخدمت رسال داشتہ شد تا بوجہ من الوجوہ حقیقۃ الحال منکشف گردد پس ہر کہ در ینمقدمہ بخوبی تامل خواہد کرد لا بد انقطاع امامت آنجناب اذعان خواہد نمود۔ اما مقدمۂ ثانیہ پس آنرا ہم از کرت حدیث و کلام دفعۃ تفتیش باید نمود کہ کہ امام کدام امر باعث انعزال امام باشد از منصب امامت خود و ایں کہ در بارگاہ آنجناب بعید ہست کہ کس از کفار رسکوہ و غیرہم ادعائے وجود ایں قبائح در ذات آنجناب بنی تواند کرد۔ بالجملہ چوں ثابت آنجناب ثابت گردید ہیچ امرے کہ باعث انعزال آنجناب از منصب امامت باشد یا فتہ نشد پس اطاعت آنجناب بر کافۂ مسلمین واجب گردید ہر کہ امامت آنجناب ابتدا قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس ہمو نست باغی مستحل الدم کہ قتل او مثل قتل کفار عین جہاد ہست و ہتک او مثل ہتک سائر اہل فساد عین مرضی رب العباد چہ امثال ایں اشخاص بحکم حدیث متواترہ از جملہ کلاب نار و مطعونین اشرار اند این ہست مذہب ایں ضعیف در ینمقدمہ پس جوابات اعتراضات معترضین نزد ایں ضعیف ہمیں ضرب بالسیف ہست نہ تحریر و تقریر اما انچہ ذکر نمی نمایند کہ برائے مقابلہ اہل شوکت ممانعۃ ایشان در شوکت ضروری ہست پس میگویم اولا انکہ ایں مقدمہ مذکورہ ممنوع ہست بلکہ سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی ہست ممانعت مخالفین باشد یا نباشد قال اللہ تبارک و تعالیٰ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (ولہ قل) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مِّثْلَ مَا اَعَدُّوْا لَكُمْ وثانیا انکہ معنی وجود شوکت این نیست کہ در جسیم امام قوتے بہم رسد کہ ہمان قوت و دولت مخالفین را برہم زند و بذات خود تمام جنود و عساکر ایشاں را ہزیمت دہد بلکہ مغیش ہمیں ہست کہ جماعات مخالفین ہمراہ او بسجدے مجتمع شوند کہ باعتبار ظاہر عقل مدافعت مخالفین بقوت ایشاں می تواند کرد و مراد از اجتماع ایں نیست کہ در ہر آن گرد او ایستادہ مانند بلکہ مغیش ہمیں ہست کہ ایشاں را بذات او علاقہ بہم رسد کہ مقتضائے آن علاقہ در حق ایشاں طاعت احکام او باشد مثل علاقۂ نوکری در عرف سلاطین و علاقۂ ذات و برادری در عرف فاغنہ و در عرف شرع ہمیں علاقہ بیعت را اعتبار فرمودہ اند پس چنانکہ صاحب شوکت در عرف سلاطین ہمو نست کہ مجمع کثیر از نوکران داشتہ باشد و در عرف افاغنہ ہمانست کہ مجمع کثیر از اوس داشتہ باشد ہمچنیں در عرف شرع امام صاحب شوکت ہمانست کہ مجمع کثیر از مسلمین بر دست او بیعت امامت بجا آوردہ باشند چہ علاقۂ بیعت نزد شارع اقوی ہست از علاقۂ نوکری و قرابت پس جناب امام ہمام صاحب شوکت شرعیہ بالفعل بحمد اللہ حاصل ہست کہ بمراتب قوی ہست از شوکت مخالفین چہ سرداران پشاور کہ صاحب عساکر و جنود و توپ و شاہین اند دو ثلثین ہزار سمہ و ہمہ خواص و عوام ایشاں و پایندہ خان تولی بیعت امامت بر دست آنجناب بجا آوردہ اند و شمار ایں اشخاص کلکہ کہا میرسد پس لابد شمار عسا کر آنجناب بحدے خواہد رسید کہ شمار جنود کسے از مخالفین ہرگز بآں حد نمیتواند رسید فالما الجملہ از ایشاں نکث بیعت نمودہ و حق آنکہ اطاعت ہست بجا نیاوردہ اند پس محل ہست کہ دیگراں ہم ہمیں معاملہ پیش کنند پس یعنی اصلا در شوکت شرعیہ قدح نمی تواند کرد چنانکہ بسیاری از نوکراں نمکحرامی می کنند و در پدخواہی آقائے خود می کوشند پس احتمال ہست کہ دیگراں ہم ہمیں معاملہ پیش کنند پس چنانکہ این احتمال در شوکت عرفیہ سلاطین قدح نمی کند پس ہمچنیں احتمال در شوکت شرعیۂ ائمہ قدح نمی تواند کرد۔ ثالثا آنکہ ممانعت شوکت باشوکت جمیع مخالفین از کفرۂ مشرق و غرب اصلا مراد نیست والا امامت ہیچ امامے از سابقین و لاحقین ثابت نہ گردد پس ممانعت باشوکت ہمیں مخالفین مراد باشد کہ بالفعل مقابلہ با ایشاں در پیش ہست و در ماخن فیہ اینقدر شوکت البتہ تحقق ہست کہ ممانعت شوکت ناطان چیچہ و بہاولپور و بکھلی میتوانند شد اگرچہ ممانعت شوکت راجحہ رجحیت نگفتہ باشند کہ امام کس بایشاں خبر دادہ کہ جناب امام ہمام ہمیں جمعیت قلیل عزم لاہور میدارند بلکہ شب روز در ازدیاد جمعیت مسلمین و ترقی شوکت ایشاں مساعی بلیغہ بجای آرند و عروج شوکت اسلامیہ شدیدا امید میدارند و ایں امر اصلا مستبعد الوقوع نیست بلکہ بالتقلب

طل وہ دول ہمیں سنت اللہ جاری ہست کہ ضعیفے از ضعفاء احاد الناس مثل نادشاہ و رنجیت سنگھ وغیرہ سری برآرد و تہتہ آہستہ
از رفقا جماعتے بہم می رساند و تو تے و شوکتے تدریجاً بدست می آرد حتی کہ سلطنت سلاطین عظام و مملکت خواہین فوی الاحتشام را
برہم میزند چہ بلا بے انصافی ہست کہ یک محض برائے طلب دنیا کمر بستہ باشد و حق او گمان فتح و نصرت نمایند و بر ہمیں گمان خلافت او
اختیار کنند و کسیکہ محض للہ و فی اللہ و ابتغاء لوجہ اللہ برائے نصرت دین حق مستعد گردد و حق او اصولی یعنی فتح و نصرت مستبعد
می پندارند و آنرا از جملہ اوہام بعیدہ شمارند و اشکالات رنگا رنگ اعتراضات گوناگوں بر و وارد گردانند و خود دفیق او نشوند بلکہ
عوام مسلمین را از رفاقت او متنفر گردانند و آخر شدہ شدہ نوبت بایں حد رساند کہ دربرہم زدن کار و بار جہاد سعی نامشکور بجا آرند
اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَہَا عِوَجًا۔ و رابعاً آنکہ مسلمانرا حصول شوکت قویہ شرط اقامت جہاد
باہل شوکت باشد و اجتناب از شوکت بالفعل حاصل نیست لیکن می پرسم کہ طریق حصول شوکت برائے امام وقت چیست یا شوکت
بایں طریق حاصل می شود کہ شخصے از تنگم مادر خود مع عساکر و جنود و سائر سامان جنگ بیروں برآید یا وقتیکہ برا اقامت جہاد مستعد
شود پس ما نوقت فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ با و عطا شود ایں نگاہے شدہ و نگاہے شدنی
است بلکہ طریقش ہمانست کہ چنانچہ نصب امام بر ذمہ کافہ مسلمین فرض ہست و مداہنت در آں موجب معصیت ہمچنیں تحصیل معنی
شوکت ہم برائے امام وقت بر ذمہ ایشاں فرض ہست کہ کل جماعات مسلمین از ہر سو و داں نزد او جمع شوند و ہر کس از ایشاں بقدر
استطاعت خود و تحصیل سامان جنگ کوشش نمودہ و اسباب آں بقدر طاقت خود بدست آوردہ بحضور امام وقت حاضر گردانند۔
و انہذا در کریمہ اعدّوا لہم ما استطعتم و کریمۂ جاہدوا باموالکم و انفسکم خطاب بعموم امت متوجہ گردیدہ بخصوص بہ امیر پس ہر کہ می
گوید کہ شوکت امام شرط جہاد ہست و شوکت مذکور در ما نحن فیہ متحقق نیست پس او را لازم کہ اوّل خود بیاید و بقدر بست استطاعت خود
سامان جنگ ہمراہ آرد و انتظار مشارکت دیگرے در ایں امر اصلا جائز نیست۔ پس در اینجا در امر جہاد تعویق و تعطیل واقع می شود
و بال و نکال آں ہمہ بر گردن قاعدین متخلفین ہست بمثابۂ آنکہ نماز جمعہ بر ہر کس واجب ہست و ادا بدون جماعت متصور و انعقاد
جماعت بدون امام ممتنع۔ پس اگر کسے در خانہ نشست انتظار یعنی باشد کہ وقتیکہ امام قائم خواہد شد و جماعت مجتمع خواہد گشت
ہما نوقت من حاضر خواہم شد پس لابد نماز جمعہ فوت شود آنکس عاصی و آثم گردد۔ چہ نزول ملائکہ ارواح مقدسہ و جماعتے از
جماعات ملائک برائے اقامت جمعہ ہر گز واقعہ شدنی نیست بلکہ طریقش ہمانست کہ ہر کس از خانہ اگرچہ تنہا باشد بیروں برآید و در
مسجد رود اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشاں شود و الا در ہماں مسجد بنشیند و انتظار دیگرے نماید تا یکہ مسجد از خالی بیند بخانۂ خود
باز گردد کہ انعقاد جماعت و اقامت جمعہ ہر گز بایں وجہ نخواہد شد بچنیں لازم کہ ہر کس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد
بمجرد استماع آوازۂ دعوت امام از خانہ خود بدر رود و جان عور امع ہر قدرے از سامان جنگ کہ میسر باشد در مجمع مسلمین رساند۔
تا قیام جہاد صورت بندد تا یکہ جان خود را از سلک عباد اللہ برگشیدہ و در زمرۂ عباد الطاغوت فین داخل گردانند و ایں کمین
دین متین را گنہ آشتہ و رکاسہ یسیی اغنیا متمردین و فرق سائی شئون ناقصات الدین متغول شود۔ سبحان اللہ حق اسلام ہمیں است
کہ مجمع رکین اعظم او را برگشتہ کسیکہ با وجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینۂ او جوش زند او را اسلام و مسلمون
سازند بیشک آن قوم از جملہ محوس یا بکہ یا ہنود اند کہ با ملت محمدیہ عداوت میدارند و مَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ و یا کہ مقتضائے
محمدیت ہمیں نبود کہ اگر کسے بطریق ہمو و بازی ذکر جہاد بر زبان میراند قلوب مسلمین از استماع آن بسان گل شگفتہ می گردید و بسان
سنبل سرسبز می شد اگر از بلاد دور دست ہم آوازہ قیام جہاد بگوش ہوش اہل غیرت اسلامی می رسید فی الفور دیوانہ وار سوئے
دگو ہار سیدہ بلکہ شل شہباز می پریدہ یا امر جہاد با وجود ایں عظیم شان از پایۂ تعلیم و تعلم شل کتاب الحیض و النفاس ہم ساقط
گردیدہ مناسب ہیں ہست کہ ایں ہوا حبس نفسانی و وساوس شیطانی را از دل دور گردانند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بجوش
آرند و حواء و اولاد مجمع مجاہدین در آیند و در شعیب فراز نماز کہ بر ایشاں می گزرد مصاہرت و زنا و خیالات دور و دراز کار عمل

اسباب پرست سر برمی آرند دست بردارند و آنرا از اوہام چیزہ شمارند و علائق دینیہ و دنیویہ را کہ مانع استعجال بر مرادات نامہ ہم باشند بموجب بیت مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار و بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند ۔ (و در حدیث شریف وارد گردیدہ) اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ آدَمَ کُلَّ وادٍ شُعْبَۃٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُہُ الشُّعَبَ کُلَّھَا لَمْ یَبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وادٍ ہَلَکَ وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَی بِہِ الشُّعَبَ ۔ صاحب این کلام سیادت پناہ سید محبوب علی و امثال ایشاں از طالبین حق ہستند کہ دیدۂ ایمان ہا ہم در عین صفات محمودہ می شمارند نہ مولوی نصیر الدین و امثال ایشان کہ بسبب بلادت طبع و عبادت فہم منتہائے مقصود ایشاں ہمیں قیل و قال و بحث و جدال است نہ تفتیش حقیقت و اکتفاء کنہ مقال و فتیکہ این ضعیف با این ہر دو بزرگ در شاہجہان آباد ملاقات سیداشت ۔ حال ہر کس از ایشاں پرسیدہ می شود کہ نگارش کردہ شد امانی الحال اگر حال ایشاں منقلب گردیدہ باشد بر آں اطلاع نمی دارم و آنرا از ممکنات عقلیہ می شمارم ۔ والسلام مع الاکرام ۔

نمبر (۳۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سلطان زمان شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ عزت و جلال زینت دہ چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک تخت و تاج و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالا و ضاعف اقبالا ۔ بعد از سلام و ادعیۂ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ بشقہ خاص مشتمل بر اتحاف اخلاص نشان شیر زمان خان عز نزول فرمود و محبت دیرینہ و اتحاد پارینہ را تجدید نمودہ آنچہ در باب نزول موکب اجلال بنا بر اعانت لشکر ذو الجلال و استیصال اہل کفر و ضلال نوکر نیز خانۂ حشمت شما بود حقیقت الامر اینست کہ قدر یکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل عظمت منزل میدارد زیادہ چندان ہا این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطۂ محبت قدیم کہ فیما بین طرفین واقع است چنانکہ آنجناب را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیدہ چند بار از آں این فقیر را باشتیاق ملازمت آنجناب رسانیدہ و ثانیاً آنکہ دریں ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم غنیمت کبریٰ می شمارم چہ جائیکہ معاونت بادشاہے کبیر و نیز حال این فقیر آنجناب بخوبی واضح باشد یا نباشد لاکن حقیقت الامر اینست کہ این فقیر را از تمامی این معرکہ آرائی و عربدہ پیرائی غیر از خدمت دین اعلائے کلمۂ رب العالمین امرے و دیگر مقصود نیست بلکہ از روئے این فقیر ہمیں ہست کہ ہر گاہ کافر عنید و جابر مرید را میاں بر خیزد و مسلمانے خدا پرست بر سریر سلطنت بنشیند و این فقیر خدمت او بجان و دل بجا آرد و اعانت او را از جملۂ خدمت دین متین شمارد اولی و لیقے باید منصب فی الحال غیر از آنجناب کسے دیگر بنظر نمی آید آنجناب ہم سلطان قدیم این دیار اند و ہم قائل کفار شرارہ آئین سیاست بخوبی میدانند و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند ۔ حال کلام ملک علام اند و حاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ این فقیر بجان و دل آرزومند ملاقات آنجناب ہست ہمچنیں ہر دو جہ خیر خواہ آں والا قباب ہر چند آرزوئے ملاقات تعجیل تشریف آوری آنجناب بغایت اقرب و اولی ہست و نہایت افضل و اعلی انشاء اللہ تعالی بعد فتح پشاور متکلف خدمت خواہم گردید و بمقتضائے قلبی خواہم رسید بالفعل فضیلت پناہ ملا ہدایت اللہ و اخلاص نشان دائم خان و امثال ایشاں را باستعجال تمام نزد آنجناب روانہ فرمایند و در ینوقت بر ہمیں قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل این سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء اللہ تعالی عنقریب بعد از دو سہ روز شخصے را از اقدم رفقائے خود کہ مقبول بارگاہ الٰہ حاجی بہادر شاہ اند بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل اجمال و تشریح این مقال از زبان صدق ترجمان ایشاں واضح خواہد گردید فقط ۔

نمبر (۳۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رفیع افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشور شہامت

مسند آرائے محفل سیاست وگیاست معرکہ پیرائے میادین صولت وشجاعت مقبول بارگاہ آلہ مُرفّع دینِ رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ابداللہ جلالہٗ وضاعف اقبالہٗ سلامیکہ روح وریحان کھیتی وجان ورنگ ونو بہ گلستانِ یگانہ ولی یعنی گلدستہ بہارستانِ سنتِ نبوی ونو بادۂ نگارستانِ شریعت مصطفوی کہ اکمل تحائف واحسن ہدایائے اہل اسلام است نمودہ لوحۂ اتحاد وصفا بنقوشِ مدعا باد۔ نامۂ عنبرین شمامہ کہ ہمانا ہرحرفش داستانِ مودّت وہر لفظش کتابِ محبت بعد پس از انتظار بسیار باوانِ محمود وساعاتِ سعود ورود ونود ونزول کرامت آمود فرمود بادراک مضامین دلنشینش ابواب مسرت مفتوح گشت وبدریافت نویدِ فرحت جاوید فتح نمودن ملکِ گلگت کہ رقمزدۂ کلک بدیع نگارۂ دگانۂ قلمِ ندرت شعار بود دہان جہان فرحت وعالم عالم بہجت حاصل گردید حق تبارک وتعالی مبارک ومیمون گرداناد وایں عزم بالجزم کہ فی الحقیقت اقامت جہاد واعانتِ دین رب العباد است پیوستہ ومدام مرغوب خاطر عاطر وارادہ خوشا چشمے کہ بامتثالِ اوامر مالک کون ومکان دوختہ وہمایوں مے کہ کاشانۂ تمنیاتِ خود چراغ اعلائے کلمۃ اللہ افروختہ زہے خوش نصیبے سعادتمندے کہ بایں توفیق خیر موفق گردید ومے خوش طالعے اجنبدیکہ بدرایج عالیہ رضاجوئی مولائے خود رسید آنچہ درمقام بیان تعذر وصول عسکرِ ظفر پیکر وضلاع افغانستان بنابر حیلولت برف وکوہستان رقمزدۂ قلم شہادت توام گردیدہ بود پس الحق کہ گذر عساکر دور دست دریں راہ صعب وسخت نہایت دشوار است۔ انجناب کہ در رقیمۂ الوداع وترغیب باقامتِ جہاد کردہ بود مقصود ایں نبود کہ جنودِ آنجناب ازیں راہ دشوار گذار عبور نماید بلکہ مقصود ہمیں بود کہ مستعد بودن شما در مقدمۂ قتل وقتال باہل کفر وضلال واضح گردد الحمد للہ کہ قوت استعداد وشماد مقدمہ لامع گردید ودفور رغبت وعلوہمت از فحوائے نامہ نامی برمنصۂ ظہور رسید الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود بر ئے زمین را بانوار سلاطین عادلین منور گرداینده واخبار فرحت آثار ایشاں بگوش ہوش مامردم رسانیدہ آنچہ دربیان مشارکت ایں فقیر ودہم بلادِ کشمیر نوکر پز خامۂ جلالت شمامہ شدہ بود کہ اعانتِ مجاہدین ابرار ونصرتِ دین پروردگار بسمت بلاد مسطورہ خواہند فرمود آفرین آفرین برہمت آں شاہ ارجمند کہ باوجود شدت اشتغال بجہادِ اہل فضل وضلال براعانتِ مجاہدین واہانت مشرکین مستعد گردیدند انشاء اللہ بیمن علو ہمت ومآکد غیرت سرانجام ایں رکین صورت خواہد بست وتمنائے قلبی بتائید غیبی برکرسی مراد خواہد نشست بموجب مصرعہ ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند۔ لیکن آنچہ ایمائے مصولت انتما فرمودہ بودند کہ بعد از فتح خیرآباد دراک بسمت کشمیر متوجہ باید شد صورتش اینست کہ ضلع خیرآباد دراک متہائے حکومت مشرکین است ومتصل بضلع مذکور حکومت اہل بشاوۂ است وسرداران پشا درخیالے درسینہ پرکینہ خود از طرف عساکر مجاہدین میدارند پس اگر عساکرِ مجاہدین ضلع مذکورہ بدست آرند ودراں مقام اقامت نمایند البتہ درمیان مشرکین ومنافقین خواہند افتاد وایں ہر دو جانب بنیادِ مخالفت خواہند نہاد۔ درصورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاہدین نیک مآل خواہد گردید واعلیٰ کیمنوع گزندے بایشاں خواہد رسید پاک کردن پشاور ما ازالوانِ منافقین بقتل وقتال وجنگ وجدال اگرچہ در شرع مقبول است ولیکن ہمسیر الحصول لاکن از آنجا کہ منافقین مذکورین بظاہر خود را در سلکِ مومنین منسلک می شمارند وانواعِ مکر وتزویر در اعمالِ دینِ رب قدیر بروی کار می آرند ما در جماہیر مسلمین بنام اسلام شہرتہا میدارند بنا علیہ ابتدائے قتل وقتال وجنگ وجدال با ایشاں باعث بدنامی است لہذا تدبیرے بس نیک نمودہ در اہے نہایت باریک پیمودہ ام انشاء اللہ تعالی بسہولت تمام ملۂ مذکور از الوانِ منافقین مسطور بدوں ارتکاب قتل وقتال صورت بندد لاکن از آنجا کہ مومنین ضلع باجوڑ وکھیلی دوشمول وکھیپ ودہنی وہزارہ در اجماعے کشیر ایں فقیر در مقدمۂ اعانتِ دین رب قدیر رفاقت محکم بربستہ اند ومنتظر طلب ایں فقیر نشستہ وجمعے کثیر وجمعے غفیر از غازیانِ ہندوستان فراہم آمدہ پس تعطیل این جمیع مجاہدان تا امتداد زمان مناسب وقت نبود بنا علیہ بدرخواست مومنین مسطورین لشکرے از مجاہدین بسرکردگی جناب ہدایت مآب کمالات انتساب ملا شاہ سبد وشجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان سید مقیم خان سمت بکھلی متوجہ ہست تا در کار وبار مجاہدہ کفار مشغول شوند تدبیر آنرا راہ ضلع کشیر روند وضلع بکھلی برائے ہمیں معنی متعین کردہ شد

گماز کاشغر تا ضلع مذکور راه همواره ست که عبور جنود دران بسهولت تواند شد لهذا بحضور معلی نگاشت گردید می شود که هر چند حرکت آنجناب از دارالحکومت خود باعث اختلال امور سلطنت می نماید لیکن جمیع را از عسکر ظفر پیکر مستعد و آماده فرمایند یا بحضور طلب شاه سید وسید محمد مقیم خان عسکر فیروزی اثر بصحبت ضلع کهلی بنا برمشارکت مومنین و معاونت مجاهدین متوجه گردد و با استعجال تمام شریک حال ایشان شود از بسکه تفاصیل احوال و سالک تحریر آوردن متعذر بود بنا علیه فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاه رب صمد ملا فیض محمد را که از خاص فقهای این ضعیف اند و عظم خلفائے این نحیف نشیب فراز دوران دیده اند و سرد و گرم زمانه چشیده و انواع تربیت سلوک و اشغال طریقت از محبت این فقیر یافته اند و در راه رضاجوئی حضرت حق شانه بحضور معلی فرستاده شد تا تفاصیل احوال حسن مقال اظهار نمایند و بر مصالح وقت آگاه فرمایند و چند روز در هدایت طالبین و مفاوضت سالکین مشغول مانند در حقیقت حال کما حقه مکشوف سازند و آنچه چنین بدست حامل رقیمهٔ کریمه ارسال فرموده بودند رسید جزاکم الله خیر الجزا فی الدنیا والعقبیٰ و وعده تفنگچه نهایت عجیب و نفیس بصحابت ملا محمد فرح بطریق هدیه بحضور لامع النور ارسال داشته ام حق تبارک و تعالی بحفاظت خود سانا د - آمین یارب العباد - والسلام مع الاکرام - ۱۰ محرم ۱۲۴۲ هجری +

نمبر (۳۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر الدوله ولد محمد امیر خان بهادر والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رفعت قباب حشمت انتساب محامد اکتساب نواب امیر الدوله بهادر ولد محمد امیر خان زاد الله اقبالاً و ضاعف اجلالاً - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشعر بر صحت مزاج شریف و عافیت عنصر لطیف مشتمل بر اتم اخلاق کریمانه و اشفاق محبانه رسیده اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از پیش بخشید احوال بی حد و د بکرم رب معبود بریں منوال ست که روسا و علمائی و اهل لشکر بارو شوار و آفریدی و فهمند و خلیل و خٹک و منڈور و اهل سوات و بنیر و باجوڑ و کهلی و تنول و راجهائے کشمیر همه باین فقیر راه اخلاص و مودت پیمودند و معاملهٔ اطاعت و انقیاد نمودند و بر اعانت دین متین و استیصال کفرهٔ متمردین کمر بستند و در مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد بستند اولاً اولاد پاینده خان بارکزئی که بعض از ایشان بر سر مخالفت اند و بعض میلان بموافقت میدارند بالجمله حق جل و علی بکرم عمیم خود بوجهے در تالیف قلوب مومنین و تسخیر مشاهیر مسلمین تائید فرموده که قابل تماشا کردنی ست شب و روز شکر بجای آرم و بر حال خود تعجب می نمایم که این ذرهٔ بیمقدار و عاجز خاکسار را باین نعمت عظمیٰ و عطیهٔ کبریٰ موفق گردانید یعنی جان مال این ضعیف ناتوان بے سر و سامان را بموقف قبول خود رسانید که شب و روز در اعانت دین مشغول و در میان جماعهٔ مومنین مخلصین صادقین مقبول و در حق کفرهٔ متمردین سیف مسلول و در بار پر تاثیر مخلصین بر لطف و رحمت مجبول و عجب تر آنکه در تمامی این کار و بار دینی این نشیب فراز دل اخلاص منزل باعتماد و توکل مشحون دارم و بر ضار و تسلیم مقرون سینهٔ صفا گنجینه از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالا مال ست و از نشیب و فراز زمانه مبرا از رنج و ملال باعانت ربانی شاد دائم و بحمایت رحمانی نازان از استعانت غیر حق بیزار و از خوف و طمع سوی الله دست بردار اعلامات عامه که بابل هندوستان بر نگاشتم محض امتثال حکم حرص المومنین علی القتال میدشتم نه آنکه التجا بمخلوقین نمودم و راه استعانت لغیر الله پیمودم نعوذ بالله من ذلک و پیچنین اشارات طلب مصارف مجاهدین که بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم هرگز هرگز راه اظهار احتیاج الی غیر الله نرفتم بلکه این امر محض بنا بر وعده بود که در وقت طاقات آنجناب فرموده بودند که اگر عند الضرورت طلب خرچ واقعه نخواهد گردید پس معامله بگانگی تبلکه ربیگانگی خواهد انجامید از بسکه طول خطوط بایں مسافت دور دراز مشکوک بنا علیه در رقائم متعدده اشارات مذکوره مندرج کرده شد الحال که از فتوحات ربانیه کریمه بملاحظهٔ عالی رسیده وعدهٔ مذکوره بوفا انجامید باز بدیگر نگارش مذکوره را احتیاج نیست و انشاء الله تعالیٰ مراقع نخواهد شد

زیرا کہ خزائن الٰہی غیر متناہی است و پروردش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت جنود رب العالمین اند از بارگاہ پروردگار مامول است نہ از بندگان خاکسار و عاجزان بیمقدار۔ آسے اگر کسے از بندگان عبودیت کیش و طیعان انقیاد اندیش بنابر استحصال سعادت خویش اعانت مجاہدین بنفس یا بمال یا بمسی مقال نماید پس نہ ہے سعادت و نحے اطاعت او بالجملہ غرض از دعوات افراد انسانی ہمہ اوہا و جانی و مسانی ہمیں قدر بست کہ مضمون کریمہ جاہدوا باموالکم و انفسکم بگوش ہوش بندگان حق نیوش رسانیدہ شود و الا رب غیور کہ علیم بما فی الصدور است آگاہ بست بر نیتی کہ اظہار حاجت نزد غیر مالک بالاستحقاق عار و ننگ دارم و در حق خود بیان خار و سنگ مے شمارم خاطر جمع فرمایند و دائما در باب نصرت دین دعا با نمایند ایں آرزوے و سویدائے دل دارم کہ خدمت آنجناب در دنیا و عقبی بسلام ہر چند عاجز و خاکسارم اما حصول ایں آرزو را امیدوارم کہ مولائے عظمت قدرتہ و عزت رحمتہ بفتح و نصرت مبشر گردانیدہ و بمقام رضا و تسلیم رسانیدہ بنابر تسلی خاطر الطاف ذخائر ایں چند کلمات نوشتہ شد تا دل شفقت منزل بسبب توجع اخبار وحشت آثار بہیچ تاب و گرداب اضطراب در نیاید زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مکرر آنکہ چند خطوط رسالے مسلمین مثل سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر و خان خانان عالم فاضل رئیس قوم خلجی کہ مشتمل بر فاقت ایشان است بایں فقیر در اعانت دین رب قدیر در لف ہمیں رقیمہ الوداد بحضور عالی ارسال داشتہ شد تا بلاحظہ آنہا اطمینان قلب و تسلی خاطر حاصل گردد زیادہ خیر +

نمبر (۳۵) مکتوب از سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب فقیر محمد خان صاحب سلمہا اللہ تعالے دوفقہ لما یحب و یرضی۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ احوال نیخمد و یکرم رب معبود مستوجب حمد بعیدہ و سپاس بیقیاس ست شکر شب و روز بحمایت و کفایت ربانی مشمولیم و از زیادتی توفیق خیر کامل داریم۔ ہر چند در واقعہ جنگ و جدال و قتل و قتال اہل کفر و ضلال بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونہ گرفتاری رسیدہ بود و ایں فقیر ہم در مرض شدید کہ از آثار سم تشخیص می نمودند مبتلا گردیدہ لاکن حق جل و علا بکرم عمیم خود بعد از چند روز شفائے کلی عطا فرمود بعد از حصول صحت بسمت سوات و بیر و چملہ دور و سیر نمودم جمیع رؤسا و ضعفائے و علما و فقرا ضلع مذکور کہ تخمینا سہ چار لکھ مردم باشند بر درست ایں فقیر بیعت امامت بجا آوردند و در فاقت فقیر در اعانت دین رب قدیر اختیار نمودند در رقبۂ اطاعت و انقیاد بہ نسبت ایں ضعیف العباد در گلوئے خود انداختند آخر الامر از دعوت ایشاں فارغ گردیدہ بملوضع پنجتار کہ وطن فتح خان یوسف زئی ہست معاودت ساختیم و رخت اقامت چند روزہ در موضع مذکور انداختیم و ریں اثنا ساکنان سواحل دریائے اباسین مثل اہل تنول و دنتور و جدون و پکھلی و گھیب و دھنی و ہزارہ بر فضائل جہاد با اہل کفر و ضلال دعوت دادہ گرویدند در فاقت ایشاں بمقدمہ اعانت دین پروردگار و زیدہ داعث اینمعنی شد کہ عسکر فیروزی اثر مجاہدین دریں نوبت بجانب پکھلی و تنول متوجہ گردد و بالجملہ بعنایت ربانی و تائید یزدانی مومنین سندھ و خراسان مثل علیجاہی و اہل غزنی و کابل و فاریسی زبانان کوہسار و اہل نگرہار و شنواری و آفریدی و مہمند و خیل و خٹک و مندڑ و یوسف زئی و اہل سوات و بنیر و چملہ و اہل باجوڑ و اہل پکھلی و تنول و دنتور و کھیب و دھنی و ہزارہ و راجہ ہائے کشمیر و بادشاہ کاشغر بر اعانت دین رب العالمین کمر بستہ اند و منتظر طلب نشستہ و اکثر قوم دُرّانی ہم رفاقت ایں فقیر اختیار نمودہ اند حالا خاندان نفاق نشان پایندہ خیل کہ بعضے از ایشاں بر سر مخالفت اند و بعضے ساکت غرضکہ دریں دیار و اقطار تقدیر قادر مختار رحمیت ایمانی در جوش ست و غلغلۂ امامت جہاد در خروش ہر چند در مقدمہ اعانت دین تعین و پرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند کشیری مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کافی و شافی ہست اما از انجا کہ این نعمت عظمی و عطیہ کبری از قبیل نوادر زمان و بدائع دوران ست کہ گاہ گاہ بعد از مرور دہور روی نماید و بر روی مومنین ابواب فتوح و سرور می کشاید بنا علیہ میخواہم کہ دوستان قدیمی و

محبان صمیمی خود را شریک این فیض بانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت و این وجاهت کونین سالم لہذا بنجدمت صداقت درجت نگارش کرده می شود که ورود این مان محمود و آوان مسعود را بنسبت مومنین اخ الاعتقاد و مخلصین کامل الاعتقاد بمثابه آمد موسم بهار و رحمت گل و بلبل و یا موسم برشکال و رحمت اشجار و نباتات شمارند و آنچه کوشی باشد بکنند و اگر تجارت مالی می خواهند اینک وقت او در رسید بکدانه بکارند و هفت صد دانه بدست آرند وقت را از دست ندهند و آنچه از دست تواند شد فی الحال بکنند که اوقات محموده و ساعات مسعوده از دست میرود و جز باد حسرت و ندامت بدست نے آید آینده محتاج اند و در معاملات مغاشیه و معاویه بهوشیار و تجربه کار بر لوح ضمیر گیاست تحریر واضح و مبرهن هست که اعانت دین متین و مشارکت مجاهدین بسان سائر مومنین بر اجناب هم لازم و موکد هست و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرض عین میگردد لاکن دیر یاب کر تغافل بر روئے کاری آرام بینفعتی از منافع دینیا امید وارم که ترغیب مسلمین خواهند نمود و در راه اعانت مالی خواهند پیمود و اگر اینهم بمنصه ظهور نرسید محض حرمان و حسرت نصیب اعدا خیر نیک نیک تامل فرمایند که محض بنا بر خیر خواهی که مقتضائے محبت قدیمه است انچه عی اظهاری نمایم و هرگز هرگز از استعانت لغیر الله بوجه من الوجوه نمی نمایم که این مرا از شیع معاصی می شمارم و قوت و ثروت مخلوقین را دور جنب عظمت پروردگار بیچیال هم نمی آرم - لا حول ولا قوة الا بالله - والسلام مع الاکرام - ۱۲ محرم ۱۲۷۸ھ.

نمبر (۳۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سید محبوب علی صاحب بلوی

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب هدایت مآب زیدت انتساب مناقب کتساب آگاه و اولاد امجاد اظهار ارادة اتحاد و اسلاف نامدار گل سرسبد چمستان مصطفوی سرو نونهال بوستان مرتضوی مقبول بارگاه ربت قوی اخوی اعزی سید محبوب علی مع المسلمین لبطول بقائه و انطق المومنین بجمیل ثنائه - بعد از سلام مسنون و دعائے جانب مقرون واضح انکه فضیلت پناه ملاقطب الدین و مرزا صاحبجان نشان مرزا احمد گل بیگ رسیده تفاصیل مضامین عسکر ظفر پیکر از زبان صدق ترجمان خود اظهار گردانیدند و دو نص از نصوص قرآنی یعنی دو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت آساس که نور بخش خانه افادت شمامه شده بود بملاحظه رسید مقصود آن واضح و لائح گردید الحق که توکل علی خالق البریات فی جمیع المهمات از افضل آثار ایمان و ثمرات الیقان است لکن در مقدمه سیاست ملت و احیائے سنت و اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد و استعمال انظار و افکار بقدر منتهائے طاقت بشر ضروری هست خصوص سائر و ذمه کسیکه جماهیر اهل اسلام و مشاهیر اعلام او را بر منصب ریاست و امامت قائم کرده باشند که اهتمام لوائے تاقب و تفکر صائب و تدبیر سر انجام این مهم عظیم و اتمام این امر مفخم از واجبات موکده هست تلفیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز هرگز نیست که وشاورهم فی الامر نصے است ماثور و گفت پیغمبر یاد آر باشد + بر توکل انوکی اشتر ببند + بیتے است مشهور مناسب وقت هم این است که بمجرد ملاحظه این قیمه مستعد کوچ شوند و روئے عزیمت باین صوب نهند ارباب بهرام خان نزد انجناب روبروئے لبیلے از اعزهٔ این دیار کفیل محافظت ایشان گردیده و چنان اظهار نموده که من ایشان را براه مامون تر دشما خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص را از واقفان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که ایشان را از قرب جوار موضع بیچی عبور کنانیده بمحافظت تمام رسانند و بر تشویف فراز راه گاه سازند انشاء الله تعالی همراه فضیلت پناه ملاقطب الدین آخوند زاده و خان بهرام خان بسرعت سامی میرسند و مرزا ممدوح بسبب آبله پا رفتن متی نتوانند بنا بر علیه فرستادن ملائے موصوف مع آدمان مذکور الکفا کرده شد و در استعجال تشریف آوری تطویل و اهمال و تسویف و امهال را کار نفرمایند که مصالح آن بالمشافه اظهار کرده خواهد شد و ایں را منافی توکل و تجلد تصور فرمایند و در سلک سلوک فی بشارات الله منسلک نسازند در باب توکل و تجلد و بشارات فتح و نصرت نظیر رسول بشیر و نذیر بیچکس از مخلوقات نگاه شده هست و نه گاهے شدنی هست با وجود انچنین توکل و اعتماد و رجوع استمداد و دفع رجلادت و قوت بشارت صلح حدیبیه بوجے که واقع شد بر ضمیر گیاست تحریر ظاهر و مبرهن هست هر چند

غیرتِ اسلامی وحمیتِ ایمانی در دلِ جلالت منزل ہر صحابی کرم لاسیما فاروقی اعظم چہ قدر جوش میزد و کلماتِ حیرت سمات از زبانِ غیب ترجمانِ ایشاں چہ قدر سرمی زد اما جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلحت وقت را رعایت فرمودند و باستمالتِ مومنین و ستہزار منافقین و استکبار کافرین التفات نمودند لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃٌ حَسَنَۃٌ بالجملہ برطبق منطوق لازم الوثوق کہ یہ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ وحدیث ولا تنازع الامر اہلہ کلام ایں عاجز خاکسار روزۃ بمقدار راقبول نمایند و دریں مقام تشریف آوردہ مصالح و منافع ایں امر را مشاہدہ فرمایند و قدرے ازاں از زبان صدق ترجمان ملاقطب الدین خواہند شنید و پارہ ازاں از کلامِ ایشاں خواہند فہمید ہر چند بحکم الشاہد یری ما لایری الغائب حقیقتِ حال بدوں تشریف آوری جلوہ گر نخواہد شد اما فرصت ایں معنی از کلامِ ملائے ممدوح ہم بگنجہ امر پے خواہند برد و طریق سفر را ہمیں اختیار فرمایند از انسبب کہ موسم تابستان و اوقاتِ شب ماہ ہست شب روی اختیار فرمایند و ستر از امرِ تمامی احمال بصوابدید ملا علی خان تفویض کسے از معتبران بطریق امانت باید کرد و جریدہ شدہ بعد مغرب کوچ باید کرد و تمامی شب راہ باید زد و روز بمقام محفوظ در بغل کوہ باید گزرانید و بہیر طریق خود را نزدِ اینجانب باید رسانید و چند کس از ضعفائے برائے حفاظت و خدمت شتران تعین نمایند و اسلحہ اینہا را ہم ہمراہ خود بیارند انشاء اللہ تعالیٰ بسعیِ آدمانِ بہرام خان ہمہ جمال معہ تمامی احمال باینجانب خواہند رسید خاطر جمع فرمایند و مومنین آں دیار و مخلصین آں اقطار را مستلی نمایند انشاء اللہ تعالیٰ اینجانب در عرصہ بست روز یا کمابیش تخمیناً بسمتِ پشاور رخم خواہد نمود ہرگز ہرگز با منافقین مصالحت ننمودہ امر و صلاح را موافقت نپیمودہ چنانچہ خط ملک فیض اللہ خان دریں ایام نزدِ اینجانب رسیدہ بود جوابِ آں نوشتہ شد نقلِ ہر دو در لفِ ایں رقیمہ بخدمت سامی میرسد ملاحظہ نمایند و تسلی ہمہ ہا بہ فرمایند و ملا علی خان را حضور بالضرور ہمراہ خود آرند زیادہ والسلام مع الاکرام - مرقومہ چہارم ہم محرم سنہ ۱۲۴۲ ہجری ٭

نمبر (۳۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہ صبغۃ اللہ سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت با برکت سجادہ نشین مجامع اہل رشاد و ملقین بہ نہائے ارباب صدق یقین مرجع مستفیدین ملاذ مسترشدین ہادیِ راہ آلہ مخدومی حضرت شاہ صبغۃ اللہ صاحب ادام اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس الطالبین الی یوم الدین بعد از سلام مسنون دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرامِ مشتمل بکمال وفور رغبت و علو ہمت و تاکد عزیمت در ابتغائے ملت و احیائے سنت و اقامت جہاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامین مندرجہ اش از جمالاً از اخبار ات بلاعت آیات و تفصیلاً از بیانِ آیندگان در فرگان واضح گردید الحق کہ رغبت بہ سرانجام دادن ایں امرِ عظیم و اہتمام ایں مہم فخیم از امثال آں پہ آیت مآب از مقبولانِ سرفراز و ہادیانِ ممتاز و ارباب ہمت پردازِ زیبد مصرعہ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ٭ ہر چند از خارستان کوہ و دشت را بقدم عالی پیمایند و محفل قفقار را بقدوم جلالت لزوم رشکِ اقلیم چین و ختن سازند و فرق تحکی سمن و ریحان نمایند بعید از ہمتِ عالیہ و عزیمت سامیہ نخواہد بود لاکن صوابدید وقت چناں می نماید کہ مخلصین معتبرین و اعضاء و سائر مومنین صابرین را عموماً ترغیب فرمودہ و مشاہیرِ آں دیار را بلکہ جماہیرِ آں اقطار را رفیق گردانیدہ در مقاماتیکہ از گزند مخالفین مصئون باشند از دست بردِ معاندین مامون و بحدود کفار اقوام سکنہ متصل باشد و از مضرتِ تعدیاتِ ہمسگانِ منفصل مثل دخل و خیرہ فراہم فرمایند و اہل و عیال ایں فقیر را مع اہل و عیال خود در موضع مذکور یا غیر آں از موضع محفوظ مقیم نمایند و بال ہمت بجوان مقام بگشایند و معرکہ جہاد بر اہل کفر و فساد باظہار جلادت و شجاعت بیارایند و دست ہمت باطراف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را موکب مجاہدین و مشرف بکوکبہ دین متین گردانند و تا ہر جا کہ ممکن باشد صیت اقامتِ جہاد و غلغلہ استیصال کفر و فساد رسانند بالجملہ چہ بر راست و رمیدان شہامت بسازند و بیوت کفار را بخونریزی اشرار ایشاں لالہ زار فرمایند حتی کہ ظلمت شرک بشوارق سیوفِ الماس رنگ بوارقِ تیر و تفنگ مقصود گردد و تمام ایں حدود مملو از توحید رب معبود شود و شکفتہ رزاویہ

عدم رود و آفتاب عالمتاب ہدایت و متانت از افق شجاعت و شہامت طلوع کند ہر چہ کہ منتہائے طاقت باشد و ہر قربان سعی بلیغ بجا آرند و اتمام آنرا از درگاہ واہب العطیات امید دارند کہ کارنیدگان عبودیت شعار ہیں ہست کہ در مقدمۂ القیاد و احکام ربّ العباد از طرف خود اقصائے تبیہ بجا آرند و اتمام آنرا بر تقدیر گذارند اعلام عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بخدمت عالی میرسد نقول آنرا اگر فتہ و اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بسامع علماء و فقراء و رؤساء و ضعفاء ایں دعوت عامہ تقدیم باید رسانید انشاء اللہ در عقب ایں تمہید شخصے از رفقائے خود کہ از مؤمنین اسخ الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب ہمت بلند و بخت ارجمند باشد بخدمت سامی روانہ خواہم نمود و او را نائب خود در باب اخذ بیعت امامت خواہم گردانید کہ مؤمنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را بایں معنی ترغیب نمایند کہ بیعت امامت ایں فقیر بدست او بجا آرند ہر چند اولی و انسب چناں می نمود کہ خود آنجناب را دریں باب نائب خود گردانم و آوازۂ ایں نیابت بگوش کافۂ مسلمین آں دیار رسانم لاکن از آنجا کہ بحکم وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ اگر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند و صفائی لوح قلب از اتیان غیر مامول پس متحمل کہ بعضے اعزۂ آں دیار کہ در زعم خود دعوی ہمچشمی آنجناب میدارند و جان خود را ہمسر آں والا قباب می شمارند پس بجا آوردن بیعت امامت اگرچہ بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و بایں باعث امر مسنون را بجا نیارند بنا علیہ تخصص اجنبی برائے نام بنا بر سر انجام ایں فضل بسلام تعین کردہ شد و الا فی الحقیقت منصب نیابت انتخاب بآنجناب می رسید باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان مجمع مکارم برادر دینی سیک محمد قاسم واضح خواہد گردید زیادہ از کلام مصلوت التیام ایشاں مفہوم گردد و آنرا قرین صدق و صواب دانستہ بعمل آرند زیادہ والسلام مع الاکرام ؛

نمبر (۳۸) ۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب وفق فرمائے اورنگ جلالت و فرمانروائی کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و گیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت عظمت مآب ابہت انتساب نواب اسکندر جاہ فولاد جنگ بہادر زاد اقبالہٗ و ضاعف اجلالہٗ و وفقہ اللہ لما یحب و یرضاہ و اوصلہ الی ما تتمناہ ۔ بعد اداے تسلیمات مسنون و تحیات اخلاص مشحون بر رائے جذابات پیرائے واضح آنکہ از آنجا کہ حمیت دین متین شعار بندگان عبودیت کیش ہست و حمایت شرع مبین دثار مہمان خیر اندیش و تذلیل کفرۂ متجبرین از علامات صولت ایمانی ہست و تحقیر ظلمۂ متغلبین از امارات سطوت سلطانی ۔ اہانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام ہست و اعانت اخیار مجاہدین افضل عادات حکام کافر کشتی و جنگ و پیکار از متممات خیرت دین ہست و لشکر کشی از مہمات سیرت سلاطین مخالفت اعدائے دین متین عین مرضائے اعلام نبوت ہست و مرافقت انصار شرع مبین اصل مقتضائے فتوت ۔ فاما سرداریان بقوت سیف و سنان ثمرۂ قوانین انباہ کبایر ہست و کسر شوکت اہل فساد باستیصال ارباب بغی و عناد نتیجۂ آئین رؤسار ذوی الاقتدار و از بسکہ دود مان عالیشان آں عظمت نشان زمان مفخر جاہ و جلال و مرکز عز و اقبال ۔ معدن معانی اخلاق و ہم و منبع بنابیع جود و کرم مرجع ارباب بیت و قلم بودہ از غایت سطوت ارکان خاندان قلوب متکبرین زمن و زمان می لرزید و از نہایت صولت اعلام آں دود مان ہمگی متجبرین دوران می ترقید لیکن از چند سال بتقدیر قادر فعال علیۂ مشرکین اقوام سکھ بر ممالک اکثر ارباب ناموس و ننگ صورت بستہ جاہ و جلال ارباب علم و دیانت برہم گشتہ و عز و اقبال اصحاب حکم و سیاست درہم شدہ بنا علیہ بجناب الا القاب نگارش کردہ می شود کہ آخر ایں جان ناتوان و مال سریع الزوال و متاع قریب الانتقال و جاہ و جلال فنا مآل در زیر گذشتی و گذار ہستی ہست و در محکمۂ حساب کتاب و سوال و جواب بحضور رب الارباب حاضر شدنی ۔ ہر چند امر و زد و حفاظت آں کمال جد و جہد بجا آریم لاکن لا بد روزے آں ہمہ را بگذاریم و بجہت عزیمت اہل و اعوان ملک و ملکت سپاریم ۔ پس چرا بکمال علو ہمت و وفور رضا و رغبت بدست خود و بتائید مولائے خود امر فرو نگذاریم کہ فردا کمال مسکنت و ذلت و حسرت و ندامت بغیر خود ندیدہ و متاع

بکبت و نکال و معصیت و وبال همراه بریم پس بهتر همین است که امروز با علمائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین کمر بسته سازیم و علم تائید شرع مبین برافرازیم هر چند اقامت جهاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمه جماهیر اهل اسلام عموماً واجب است اما بر مشاهیر حکام خصوصاً واجب بنا بر علیه نگارش کرده می شود که این عاجز ذخاکسار و ذرۂ بیقدار بمقتضائے حمیت اسلام و مدعائے تائید دین خیر الانام با چندے از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استصال بحرت و اقامت جهاد بر اقوام سکهاں فساد بر خاسته در بلاد هندوستان و خراسان و دور و سیز نموده و کافه مومنین و المبوئے او را ک این خبر غریب داده ما وطان یوسف زئی رسیدیم و در آنجا بر فاقت مومنین آن دیار و اعانت مخلصین آن اقطار مقصد جنگ و پیکار و حرب و کارزار با کفار نگونسار پیش کردیم الحمد لله و المنه که علامات فتح و نصرت بر طبق وعدهٔ حضرت رب العزت یعنی وکان حقاً علینا نصر المومنین مظفر و منصور گردیدیم گو که در بعض اوقات بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونه تزلزل بجنود مومنین رسید فاما اصل شجرهٔ اقامت جهاد و اساس بنیان استیصال اهل کفر و عناد بوجے محکم گردید که از تزلزل و سختی چندے از برگ و بار بنا بر مصادمت صرصر شورش کفار خزاں یا بیجا شدن چندے از گلوں خ و سنگ بنا بر تزلزل بعضے از نامومنان بے نامور و ننگ اصل و اساس مکونیس نمی چند بلکه مومنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از پیش در جوش آمد و بر زبان مسلمین صادقین نعرهٔ نحن انصار الله از چار سو در خروش هزاران هزار بلکه خلائق بے عدو شمار حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ بهتمامت و سداد بر دوش انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و طلعت شجاعت و شهامت در بر خاستند و از محبت جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست افشانده کمر همت چست بستند و در میدان اعلائے اعلام دین و افشائے سنت سید المرسلین چون شیر غران بر جستند و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و اقوالے علماء کرام اقامت این عمده ارکان اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا بر علیه جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاة دمشق عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت امامت نموده اند - الحمد لله و المنه که بعد مرور هور مقابله اهل کفر و عناد و صحت جمعه و احیا و بر وجه مشروع صورت بست هر چند این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مبشر بود و ثانیاً باتفاق جماهیر مومنین مشرف گشت فاما عالم السرائر و الخفیات گواه است از تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مومنین از دست این دو رازمیان مشرکین امرے دیگر مقصود ندارم و آرزوے تسلط بر بلاد و امصار و تملک خزائن بیشمار و سلب سلطنت سلاطین و الاتبار و ریاست رؤسائے عالیقدر و امتیاز خواجگان و بندگان و ستیان سید الابرار گاهے بخیال هم نمی آرم و هرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی مخلوط نگردیده و الله علی ما نقول وکیل پس هرگاه این عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار با وجود یکه خانه نشینی کار ماست و خلوت گزینی شعار ما بمقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی حالصاً لوجه و محض ابتغاء مرضات الله کمر همت چست بسته بنا بر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت قدم ثابت نهادیم و بقدر جهد و طاقت داو کوشش با داد یم یقین واثق همت که آن والا جاه که بغیرت ایمانی و حمیت خاندانی موصوف اند و سیرت عساکر کشی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنت سید انام و استیصال کفرۂ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار ستمگرین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البته همت والا نهمت متوجه خواهند ساخت و علم شجاعت و شهامت و لوائے صولت و استقامت خواهند افراخت لاکن اگر توجه موکب اجلال بدیں دیار واقطار متعذر و دشوار نماید لازم که جمیع صغار و کبار و علماء اخیار و امراء کبین ذوی الاعتبار و رؤسا و اهالیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین ذخائر عامره بال همت گشایند تا شارکت آن والاقباب اعلائے دین و الله و باب استیصال

کفرہ واہل ارتیاب باحسن وجوہ بر منصۂ ظہور گراید وخطے وافی از منطوق آیت وفضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ بدست آید چنانکہ بریاست وامارت اینجانب ممتاز بنی نوع اند ہمچنیں بدرجات عالیہ جنت نعیم ومقعد صدق در جوار رب کریم مباہی امثال شوند وانشاء اللہ برطبق مواعید صادقہ کلام ربانی وکان حقا علینا نصر المؤمنین و ان تنصروا اللہ ینصرکم وثبت اقدامکم وہم بوجب اشارات غیبی وبشارات لاریبی کہ ایں فقیر بآں مبشر است عنقریب فتح و نصرت جلوہ ظہور خواہد داد وخزائن بیشمار وبلاد وکفار گونسار انیتا ورتاراج درآید ریائے تلخ در دست تصرف انصار اخیار خواہد افتاد ایں فقیر بتحصیل مال ومنال وتصرف بلاد امصار غرضے ندارد ہرکہ از اخوان مومنین بتخلص بلاد از دست کفار مشرکین بودہ در اجرائے احکام رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین کوشید وقوانین شریعت غرا در سیاست وعدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشت ونیز سعی من بر ہدف نشست دریں مقدمہ نیک نیک تامل فرمایند ودولت دوجہانی وسعادت جاودانی بدست آرند۔ والسلام مع الاکرام ۔

نمبر (۳۹) مکتوب از جانب کسے رئیس انصار بنام محمد بہادر خان عباسی ولی بہاول پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت خان شہامت نشان شوکت عنوان عالیجاہ رفیع جاگاہ عظمت پایگاہ شجاعت آثار تہور دثار حافظ الملک نصرت جنگ کن الدولہ محمد بہادل خان عباسی بہادر زاد اللہ حشمۃ۔ بتاریخ ہیزدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۴۷ ہجری روز یکشنبہ مخزن افاضات جزیل معدن افادات نبیل ہادی انام اہل اسلام مقرب بارگاہ جلیل مولانا محمد اسمٰعیل از حضور فیض معمور سیدنا وسندنا حضرت امیر المومنین وامام المسلمین ابد اللہ الدین بنصرہ وبقائہ باجمعیت لشکرے از غزاۃ ابرار ومجاہدین اخیار بطرف پکھلی رخصت شدند واللہ الناصر والمعین۔ از مقام بیتجار ۔

نمبر (۴۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام دہانیان عالیجاہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت مومنین مخلصین صادقین آئین از قوم درانی وغلزئی کہ در سلک عساکر یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ کسیکہ دعوائے اسلام می نماید و جان خود را در اثبت محمد رسول اللہ می شمارد لازم کہ در رتبہ نصرت دین محمدی کوشش بلیغ بجا آرد ودر رتبہ جانب خدا ورسول را بر جانب منافقین وکفار ترجیح دہد ودر مخالفت دشمنان دین بگذارد وجان خود را شریک مجاہدین سازد وباعمل ایں عاجز خاکسار وذرۂ بمقدار یعنی سید احمد کہ بندۂ عبودیت شعار از بندگان قادر مختار وباعتبار نسب از اولاد نبی سید ابرار محض بنا بر نصرت دین واحیائے سنت سید المرسلین کمر بستہ واستیصال کفرۂ متمرد دین پیش نظر نہادہ اما بعضے از کلمہ گویان منافقین کہ محبت وخیر خواہی کفار در دل نفاق منزل مرکوز می دارند وبنا بر ید خواہی جماہیر مسلمین عموماً ومنتظم علماء خصوصاً می نمایند در حق مہاجرین ومجاہدین بحدے از اعداوت میدہند کہ مضرت آنہا بہ نسبت مضرت کفار بمراتب زائد گردیدہ آخر شدہ عداوت آنہا بمرتبہ رسیدہ کہ مومنین امانع از اقامت جہاد می شوند ومجاہدین را سد راہ می گردند در نصورت جہاد با ایشان بہ نسبت جہاد با کفار لازم تر گردیدہ پس ہر کہ ایمان خود را عزیز می دارد ودین اسلام را مخر خود می شمارد ومحمد الرسول اللہ را پیشوائے خود می شناسد وتوقع شفاعت آنحضرت در روز جزا میدارد لازم گردد کہ خود را شریک مجاہدین گرداند وغیرت ایمانی وحمیت اسلامی را کار فرماید وخیر خواہی کفار ورفاقت منافقین را ترک کند دل را از محبت ایں ہر دو گروہ شقاوت پژوہ پاک سازد ودر عسکر مجاہدین داخل شود وآنچہ در رفاقت کفار یا منافقین او را منفعتے دنیاوی حاصل می شد از ان بمراتب انشاء اللہ خواہد یافت ودر دنیا وآخرت بجاہت وسرخروئی حاصل خواہد کرد

بالجملہ ہر کس کہ ارادۂ مشارکت مؤمنین می دارد لازم کہ ایشانرا آگاہ نماید تا صورتِ حالش و طریقِ گذرانِ اوقات معین کردہ شود۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۴۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہزادۂ محمود بخت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت شاہزادۂ والا تبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر سلالۂ خاندان ارباب دیہیم و تخت شاہزادۂ مرزا محمود بخت سلمہ اللہ تعالی و ادصلہم الی غایۃ ما تمنناہ۔ بعد از تحیات اکرام مشحون بدعوات اجابت مقرون بر رائے جلالت پیرائے واضح آنکہ رقیمہ کریمہ سعادت نشان از سلطنت سید عبد الرحمن ہمشیرزادہ این ضعیف صادر گردیدہ بود۔ سید ممدوح صحیفۂ عالیہ البینہ در رقیمۂ خود ملفوف ساختہ نزد ایشانجانب ارسال نمودند نزد اینجانب رسید مضامین لطف آگین واضح گردید آنچہ علاقۂ مودت و خلت در میان طرفین بتجلی اتم استحکام و علاقۂ موالات و مصافات در میان طرفین بکمال انتظام گرفتہ اظہار آن بر اثر تحریر و تقریر متعذر بلکہ کمال ظہور تغنی از اظہار و نہایت و بدایت آں غیر محتاج باخبار۔ لاجرم بسکہ از چندر وز ابواب رسل رسائل ازین کوہستان دور است تا بلاد پور بے سدود بود بنا علیہ ارسال مکاتیب مودت اسالیب یک گونہ تعویق و اہمال و تسویف و اہمال واقع گردید بالفعل در کار و بار خود و مشغولیم و ظہور ثمرات آن از بارگاہ خالق الناس و جان عنقریب بمول انشاء اللہ تعالی بوقت مناسب متضوع اوقات گردید البتہ در اوقات حرکت سراپا برکت بمرتبۂ فیض بین خواہد رسید بالفعل عائق خیر مطلوب و ترقی ازین آنجنابرا بغایت مرغوب۔ والسلام مع الاکرام +

نمبر (۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادات مآب کمالات انتساب فیض افزائے سجادۂ کرام اسلاف رونق افزائے مسند ارشاد عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین مد ظلہ ظلال ہدایۃ علی رؤس المتقین و مستر شدین بعد از ادائے تحیات مسنون و ادعیۂ اکرام مشحون بر رائے ہدایت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ و رقیمۂ بہیہ حضور ورود فرمود مراتب سرور و نشاط افزود آنچہ مضامین الطاف آگین مندرج بود بمرتبۂ وضوح انجامید ملائق یگانگت و اتحاد و تکمل تودد و اتحاد جوڑی قاصد کہ بمعرفت آنجناب روانہ شدہ بود در عین انتظار رسید باعث تسلی خاطر نگران گردید و در وقتیکہ از بیجنا بسمت پشاور دو منزل کوچ کردہ بودم ہمانوقت با قاصدان مذکور دو چار شدم بہماں قدر دو منزل ایشانرا قصر مسافت فرمودہ آمد و چہار روز قیام نمودند بعد ازاں بہماں سمت روانہ شدند زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر (۴۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام راجہ نجف خان جانپوری بزبان عربی از مقام اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان و الصلوۃ و السلام علی سید ولد عدنان و علی آلہ و صحابہ الفضل اقران اما بعد فمن امیر المؤمنین الی قدوۃ المخلصین بدرۃ الصادقین بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ و رقیمتکم البہیۃ الدالۃ علی صحۃ بصیرتکم و حسن سریرتکم فنشکر اللہ تعالی علی ما وفقکم الافضل الاعمال و ہو الحب فی اللہ و البغض فی اللہ و بہما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک و تعالی امرنا بامر مرید فیہ لیسلم امرنا و نہی کما فہ المسلمین و قال عز من قائل تقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک و حرض المؤمنین فنحن بحمد اللہ مستغلون بامتثال امر ربنا القدیر و انتم ایضا تدعون مشارکتنا فی ہذا الامر الخطیر و نسأل اللہ ان یجعلکم صادقا ما تدعون و یوفقکم لکبر ہ الایفاء ما تدعون ثم ما سمعنا من سوالاتکم طبلان السید الحبیب لنجیب فلتسمعون جوابہ بلسان ذلک الخبیر الحبیب والسلام علیکم و علی من لدیکم +

نمبر (۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام علماء پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمات عالیات مناقب ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین خلدہا اللہ تعالیٰ مبین ناشران احکام رب العالمین نائبان رسول امین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزادہ و مولانا حافظ مراد آخوندزادہ و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوندزادہ و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد آخوندزادہ و جمیع علماء بلدہ پشاور و سلمہم اللہ تعالیٰ - بعد ادائے تحیات و دعائے ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد - درین ایام چنان سموع گردیدہ کہ بعضے از مجاہدین بے انصاف و مکابرین بااعتساف چند از وساوس فتنہ انگیز و شبہات عناد آمیز بنسبت مافقرائے مہاجرین و ضعفائے مجاہدین برنافتہ بر جمہور انام از خواص و عوام منتشر ساختہ آتش عداوت در میان مسلمین محض بتعلقہ لسانی افروختہ و مایۂ شقاوت دنیائی برائے خود اندوختہ و بال کذب و افترا بر گردن خود برداشتہ و بکمال دروغ بیفروغ بروز جزا برائے خود مہیا ساختہ معاذ اللہ من ذلک علاوہ برایں آنکہ بذریعہ افتراء و بہتان ضلال بعضے از اہل ایمان کردہ و الیٰ ما از ذراہ رب العالمین کہ عبارت از مشارکت مہاجرین مجاہدین است دور تر پردہ در از میان ایشان بنسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداختہ و راہ راست جہاد را در نظر ایشان اہ تج ساختہ آیۂ کریمہ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ و کریمہ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَہَا عِوَجًا گاہے بخواند و گاہے بخواند و اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف نرانند ہرچند ما ضعفاء کہ محض باستعانت رب العالمین اعتقاد میداریم و فقط عنایت او را قابل اعتماد می شماریم ہرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را بخیال نمی آریم و شتابنا نام نیک و بد را در میان ابنائے زمان بجوے نمی شماریم و دم ایشان را بہیچ شمرد ایشان ساقط الاعتباری و ایتم دوا ما منتظر نزول رحمت قادر مختار می ایم اما بحکم حدیث التقوا مواضع التہم و دفع شبہات ایشان لازم و ضروری و بنا بر توقع آنکہ شاید کسے از مخلصین صادقین عزم مشارکت مجاہدین داشتہ باشد و از سبب تہمت و افترائے ایشان رو تافتہ باشد شاید بکشف حقیقت الحال حل عقدۂ اشکال باز برہ راست معاودت نماید و بطریق اخلاص و محبت فرماید بنا علیہ بیان واقع را در قباب واجب شمردیم پس میگوئیم کہ چنان شنیدہ ایم کہ از جملہ مفتریات آن مفتریان آنست کہ این فقیر را بلکہ زمرۂ مجاہدین را بہ الحاد و زندقہ نسبت می نمایند یعنی چنان اظہار می کنند کہ این جماعۃ مسافرین ہیچ مذہب ندارند و ہیچ مسلک مقید نیستند بلکہ محض راہ نفسانیت می پویند و بر وجہ لذات جسمانی کہ جویند خواہ موافق کتاب باشد خواہ مخالف معاذ اللہ من ذلک - پس باید دانست کہ نسبت نامردم بایں شرع اقرائیت قبیح و بیتانیست صریح این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد ہندوستان کہ نام حضرت الوف الوف نام از خواص عوام این فقیر و اسلاف این فقیر را دانند کہ مذہب این فقیر و ما بین جد مذہب حنفی است و بالفعل ہم جمیع اقوال و افعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیہ دائر و سائر و ایشان مطبق است بکے از آن خارج از اصول مذکورہ نیست لا ما شاء اللہ - آنچہ از جہلہ افراد ایشان بسبب غفلت و نسیان صادر دیگر خطائے خود معترف می باشد و بعد از اعلام براہ راست معاودت می نماید - اگے دہر مذہب باریک محققین دیگری باشد و طرق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے و دیگر نظر بقوت دلیل توجیہ بعضے عبارات منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفہ مدون در کتب امثال ذلک دائما از کار و بار اہل تدقیق و تحقیق است بایں سبب ایشان خارج از مذہب نمی تواند شد بلکہ از بشاشت لباب آن اہل مذہب باید شمرد ہر کہ دریں مقدمہ شبہہ داشتہ باشد لازم کہ نزد ایں فقیر آمدہ بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود بلجہد و ایں فقیر ابلاغ نماید - واز جملہ مفتریات آن مفتریان مذکور آنست کہ ایں فقیر و اتباع و تعلق و نسبت می کنند کہ ایں فقیر رجال مال مسلمین بلا وجہ شرعی دست درازی می کنند و بنہایت چرب زبانی و حیلہ سازی می نمایند حاشا کہ شائبہ چنین عظیم ایں فقیر گلہائے کہ از ابلاغ وجہ شرعی یک تار مانہ ہم زدہ است بلکہ زبان

ہم بلا وجہ از عادات این فقیر نیست ہر کہ چند روز با فقیر ملازمت کردہ باشد لابد بر معنی آگاہ شدہ باشد فاما آنچہ سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دست این ذرہ بیقدار بہ بعضے از مرتدان شرار و منافقین بدشعار رسید پس از ازاعاظم سعادات خود می شمارم و اقوالے علامات مقبولیت خود می انگارم بلکہ غیرت در اعانت دین و رغبت در اہانت معاندین از نوازم ایمان ہست ہر کہ غیرت ایمانی و حمیت اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد و کریمۂ قال تبارک و تعالی یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم (و ایضا) یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم و مأواہم جہنم - و اگر بالفرض و التقدیر چیزے ازاین قبیل از دست این فقیر صادر شدہ باشد پس این فقیر را بطریق وعظ و نصیحت برآن آگاہ باید تا بدانستہ نہ انگیختہ بطریق غیبت اورا در میان محافل و مجالس مذکور نمایند و فقیر را بآں سہو و نسیان مطعون سازند و بر سبیل خیال از زمرۂ مجاہدین دست بردار شوند کہ حدیث الجہاد باق الی یوم القیامۃ لا یبطلہ جور جایر ولا عدل عادل و ہمہ اہل حدیث مشہور بالجملہ در تواتر این فقیر از جمیع علمائے زمانہ امیست کہ تمامی مسلمین را عموماً و این فقیر را خصوصاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر نمایند و بر راہ راست ہدایت امر فرمایند و آنچہ اعتراض و اشکال در نسبت ذکری نمایند آنرا بالمشافہ بدلائل شرعیہ بپایۂ اثبات رسانند و در این فقیر بوعظ و تذکیر بجائے خود پرسشی بر راہ خدا پرستی گردانند کہ مستعد بر ہیں امرست کہ اگر چیزے از اقوال و افعال خود مطلع شود کہ مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور از ان توبہ نمایند و بر راہ راست مراجعت کنند آینده اگر مجاہدین مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آنرا مخالف شرع می انگارند باز این فقیر را بر آن اطلاع نگردانند قدیے بسیج سفر کشیدہ آنرا بالمشافہ بپایۂ اثبات نرسانند پس وبال آن ہمہ بگردن ایشاں ہست و آنچہ بعضے از سفہائے دون و غوغو حمقائے فتنہ جو مشہور گردانیدہ کہ ہر کہ از علمائے کرام و فضلائے ذوی الاحترام این فقیر را امر بالمعروف و نہی عن المنکر می نمایند این فقیر بالیشان بقصد عنف پیش نمی آید بجان و مال ایشان مضرت نمی رساند و بدست و زبان ایشان را بوجہ من الوجوہ می رنجاند پس این امر باطل محض و افترائے بحت بارہا جوابیں کفار و منافقین را در اینجا آورند و یا ایشاں کلام عنیف ہم گفتیم بلکہ از ایذائے ایشان بالکل دست برداشتہ و بسلامت و عافیت فرو گذاشتہ چون با جوابیں کفار و منافقین این معاملہ کردہ باشد ایا ہیچ عاقل تجویز اینمعنی خواہد کرد کہ ایں با علمائے عظام و فقرائے کرام کہ محض بر امر بالمعروف نزد این فقیر آمدہ باشند کلام عنیف و سخن توبیخ در میان آرد کہ ایں امر بعید از خلق ایمانی و دور از مروت انسانی ہست معاذ اللہ من ذلک - و از جملہ مفتریات مقتریان مذکورین آنست کہ آنچہ دار و گیر ربط قدیر از دست این فقیر نجادی الثانی و یار محمد خان رسید و از ان باب این مجاہدین و مہاجرین را بر جانب ظلم و تعدی می شمارند و ان طاغیان و باغیان را محق بجانب می انگارند حتی کہ حکم بر بغاوت مجاہدین می کنند و بشہادت معاندین مذکورین بر آن اللہ شخصے بترک سوم جاہلیت حکم میفرماید و بقبول شرع محمدی دعوت می نماید و جہال معاندین باو بر ہیں امر مخالفت نمایند و با کفار موافقت - و راہ ردّ شرع شریف و انکار احکام رب لطیف پویند و در راہ اہانت آن ہادی راہ دین سعادت از کفار و معاندین جویند و بعضے از ایشاں از دست ہا و یارج مرین و غارتیان مجاہدین در دکاکین تاراج و بردند باز بعضے معاندین دیگر نا مرحمت آن معاندین بحکم کافر لعین بر سر زمرۂ مجاہدین ابرار و مہاجرین اخیار این منافقین بدکردار را در جملہ عساکر کفار شمردہ بطریق مدافعت بالیشان مقابلہ نمایند و در ہماں مقابلہ منافقین بدشعار بغضب ملک جبار گرفتار شوند و بانتقام منتقم حقیقی دنیا و آخرت خود را برباد دہند و مصداق کریمۂ ذلک بانہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم گردیدہ بحکم بہ شہادت آں مرتدین و منافقین کردہ شود و بہ بغاوت این مجاہدین صادقین این مسئلہ از کدام ملت و مذہب ہست (سوال)

ملت محمدیہ نیست البتہ از مسائل ملت اقوام سکھ باشد و با آیات مجوس و ہنود ملتبس این مفتریان مفتریات بروز جزا بحضور رب العزت

وبحضور سید الوری شفیع المذنبین خوار و تباہ و ذلیل و روسیاہ خواہند گردید و تری الذین کذبوا علی اللہ وجوہہم مسودۃ الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین بائے ایں مدعیان مرجع زمن چرا مردہ اند، در معرکۂ مناظرہ بالمشافہ فنی آیند و دعوائے خود بحجت شرعیہ پایۂ اثبات نمیرسانند آیا اینجا کسے تکبر و غرور و تجبر نمی بیند و ارادہ تنقص آمرین بالمعروف نمایند و اگر بالفرض بنا بر عین بے ادبی و بے پردہ گفتگو نمی توانند علام این فقیر را کہ سابق بخدمت علماء پیشاور رامال داشتہ بود ملاحظہ نمایند و جواب آنرا بخوبی بر نگارند لاکن چنانکہ اعلام مذکور بدلائل اربعہ مدلل ہست ہمچنیں جواب آنرا نیز باصول مذکورہ مبرہن سازند اما بوجہے کہ قابل پسندہ قابل مطالعہ موثقین باشد و در معرکہ قیل و قال و بحث و جدال بیارند و در محک امتحان و قواعد میزان آنرا بسنجند و از طول قیل و قال و از کثرت سوال و جواب ہرگز نرنجند اما یقدر لازم ہست کہ خدائے ملک جل جلالہ را حاضر و ناظر دانستہ و علیم بذات الصدور۔ انگاشتہ آنچہ از زبان قلم برآرند جانب حق را سرمو منحرف ندارند و اگر در سل معقول کہ عند اللہ و عند الرسول مقبول باشد نمی دارند و بچرب و سینہ زوری زبان طعن و لعن می کشایند پس امر بخوبی فہمند کہ کلمہ حق بجر و قیل و قال ایشاں باطل نخواہد گردید و ما بندگان الٰہی کہ اخوان و اوطان خود را برائے خدمت دین متین فروگذاشتہ ایم و از سر و مال خود در بریں راہ گذشتیم از خوف ملامت ایشاں از کار و بار خود عاطل نخواہیم شد۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ بالجملہ ایں طعن و لعن ایشاں بدیں وفاداران ایں بوجہ من الوجوہ مضرت نخواہد رسید۔ آری انواع وبال و نکال بدنیا و آخرت بہمیں مکابرین بے انصاف عاید خواہد گردید و ازیں صورت علماء ربانی و فضلائے حقانی را کہ در بلدہ پیشاور سکونت می دارند و بہ نیابت سید الانام ہدایت خواص عوام را از اعظم سعادات خود می شمارند لازم و موکد ہست کہ حکم حق را دانستہ گفتہ و بلا تکلف راہ انصاف پویند تا چنانکہ مجادلین مذکورین رؤسا المضلین گردیدہ مصداق نصوص الدین شدہ اند ہمچنیں علماء محمدیین امیر المہتدین گردیدہ مصداق العلماء ورثۃ الانبیاء شوند و اگر راست پرسی حقیقت الامر اینست کہ مجادلین مذکورین حقیقت زمرۂ مجاہدین در دل خود بروجہ حسن می شناسند مگر مطیع دنیاوی می پوشند و مثل لحیا رہیو راہ ہست را بخوبی می دانند و بنا بر اتباع ہوا و ہوس در راہ کج می کوشند الذین آتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون۔ پس چنانچہ احبار یہود و قسیس نصاریٰ حقیقت اسلام را بخوبی می شناختند فاما بنا بر حفاظت جاہ و جلال و عزت خود و پاسداری سلاطین و ملوک خود ہمہ دانش دین امی ہا نمودند و بہ توجیہات نامعقول تمامی رؤسا و ضعفاء را گمراہ کردند حتی کہ فی الحال نصاریٰ و یہود در ہماں ضلالت افتادہ اند منتظر ظہور فاتحلیط (احمد) نشستہ پس آن مضلین سابقین در وبال این ہمہ ضالین لاحقین الی یوم الدین شریک اند ہمچنیں ایں مجادلین ناحق شناس مکابرین ناسپاس بر حقیقت ایں زمرۂ مجاہدین مہاجرین بخوبی اطلاع می دارند فاما اقرار این باعث زوال عزت و جاہ خود و موجب ناخوشی سلاطین و خواتین خود می شمارند بنا علیہ دیدہ را نادیدہ میکنند و شنیدہ را ناشنیدہ و بطلقہ لسانی و بچرب زبانی ایں طبل را بتوجیہات غیر مسموعہ مع می کنند در رؤسا و ضعفاء رایہ تلبیس و تدلیس از راہ می برند پس وبال ضلال ایشاں تا روز قیامت بر گردن این مضلین خواہد ماند و ہمچنیں کیکہ از علمائے ربانی و فضلائے حقانی در بوقت اظہار حق نمایند پس آنچہ تکثیر جنود مسلمین و توفیر جیوش مومنین از مساعی او متحقق خواہد گردید ایشاں ہم تا وقت بقائے جہاد شریک اجر و ثواب خواہند ماند۔ پس لازم کہ ہر کس از علمائے کبار ایں صحیفہ لطیفہ را ملاحظہ فرمایند و دیگر از ہم بر آں آگاہ نمایند تا بر ہم صغار و کبار رحمۃ الٰہیہ تمام شود لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ تحریر فرمودہ ہم ربیع الثانی ۱۳۴۵ ہجری +

نمبر (۴۵) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب ربانی الادب

عالی جاہ عظمت و شکوہ ارباب فیض اللہ خاں سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کریمہ مشعر بر کوائف خواص خان مع چار رقعتی انگورہ و چار عدد سیب و بہی و بکور و سہ بطخ بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجہ رقیمہ کریمہ واضح گردید حقیقت الامر اینست کہ از روز یکہ خواص خان بانجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بردست این فقیر او انمودند در ہر مقدمہ کہ چیزے از تدبیر و مشورت با ایشاں اظہار کردم و بایں طریق نساختیم ایشاں بخلاف آں عمل آوردند پس ایں صورت اگر ایں طریق پیش گیرم کہ برایشاں بر خلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ را فاسد گردانیدند دمن دیوانہ صلاح آں کوشش نمایم و تمام مشکر مجاہدین را سرگردان کنم پس ایں امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد و ہم خلاف شرع زیرا کہ شارع جل و علا امام را متبوع ساختہ ملت و سائر مسلمین را باطاعت اوامر فرمودہ: بالعکس با فعل مناسب ہمیں ہست کہ خان ممدوح در یک مقامے محفوظ چند روز جان خود را نگاہدارد۔ انشاء اللہ عنقریب این فقیر تدبیرے موافق عقل خود درست کردہ بہ نہجے مقدمہ بر یا خواہد نمود کہ مفید غرضے باشد و محض باستعمال در امرے قدم نہادن و عواقب امور را محفوظ نداشتن خلاف عقل و نقل بہت اگر آن فضیلت مآب بالفعل پا بند کلام ام نباشد پس مناسب کہ تشریف آرند کہ در اینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد و تاسیس بنیاد خدمت دین و رزمین خود بہت کردہ ام بالمشافہ دران گفتگو نمودہ و مشاورت بعمل آورد و دراں دست اندازیم در استوکام بنیاد جہاد و در قلع قمع اصل مفسدین سعی باید نمود و در پے ہر فرع دیدن و ہر شعبہ ایش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعث حیرت و سرگردانی مجاہدین میگردد خان ممدوح را تسلی باید داد کہ انشاء اللہ عنقریب شمار ابوجہے در اکوڑہ خواہم نشانید کہ باز بحسب ظاہر عقل بحکم الزلزال الاقدام نشوند زیادہ والسلام۔

از محمد اسمٰعیل بعد از سلام محبت التیام واضح آنکہ کاغذیکہ مشتمل بر سوال و جواب مردمان پشاور بود بسمع اقدس رسانیدم آنجناب در جواب آن بس تحقیقاتے لطیف و تدقیقاتے بغایت نظیف ارشاد فرمودند اما این تقریر را از ملاحظہ کاغذ مذکور چناں واضح گردیدکہ مردمان مذکور یا اصلاً از زمرۂ علماء نیستند کہ قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشاں تحقیق نیست بلکہ محض فتنہ انگیزی بہت بنا علیہ نوشتن تحقیقات مذکورہ بخاطر ہر ضائع می نمود لہذا چند طلبہ علم و میان خود بطریق گفتگوی نمایند برہموں طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ سامی خواہد رسید لاکن دریں مقام تامل باید نمود کہ در بینجا دو مقدمہ بہت یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین بتفریع اباحت قتال و حلت اموال ایشاں کردہ شود و قطع نظر از انکہ اینمعنی مبنی بر ارتداد ایشاں بہت یا بر بغی ایشاں بہت یا بر دیگر سبب یا مختلف کہ بہ نسبت بعضے ارتداد ثابت شدہ باشد و بہ نسبت بعضے بغی و نسبت بعضے سبب دیگر ہر چند طریق اول ہموارست محقق و منتفع نزد ما نزیرا کہ مفسدین مذکورین اما ضعفاء فی الواقع از جنس مرتدین بلکہ از جنس کفار اصلی می شمارم و ایشاں را از قبیل کفار اہل کتاب می دانم چنانچہ اہل کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آورند و بما جاء من عند اللہ علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند کہ آیہ کریمہ افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کاشف حال ایشانست و ہمیں مذہب مرکب از ایمان و کفر مشربت یہود و نصاریت می داشتند و آنچہ از فضائل و مناقب یہود و نصاریٰ در توریت و انجیل مذکور بود جانہائے خود را اہل مناقب کردہ می شمردند حق جل و علا در رد ایشاں این آیت فرستادہ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ پس چوں تفصیل و ربابت قبول بعضے احکام باعث تکفیر ایشاں گردید و ایمان اجمالی ایشاں ہیچ کار نیامد۔ ہمچنیں این مفسدین ہم اگرچہ اجمالاً لما جاء بہ الرسول ایمان می آرند مالب یائے از احکام شرعیہ قبول نمی دارند و بسیارے از منہیات شرعیہ بطریق استحلال عمل می آرند مثلاً بلا تکلف تزویج مافوق الاربع میکنند و آن عقدہ زنا را نکاح می نامند و آنرا در

اعلان وتشهیر وعقد مجالس ومحافل طرب وتقسیم ولائم واظہار مباہات مثل نکاح میکنند واولاد متولدہ ازیں زنا مثل اولاد نکاح در باب استحقاق اموال ورياسات ودر دیگر علائق می شمارند مثلاً فرزند ودختر زنائی را مثل فرزند ودختر نکاحی وپدر وجدّ زنائی را مثل پدر وجد وبرادر وبرادرزادہ زنائی را مثل برادر وبرادرزادہ نکاحی وعمّ وعمزادہ نکاحی می پندارند وہمچنیں در ابطال مواریث دختران وتقسیم ازواج میت درمیان برادران ودیگر رسوم جاہلیت مثل کفار سابقین عمل می کنند لاکن این قانون کفر ابتنایۂ قوانین شرع بلکہ ازاں واجب الاتباع ترمی دانند وبرترک آں درمیان خود باندازہ ملامت می کنند وتارک آنرا مطعون می سازند کہ بر تارک شرع عشر عشیر آں طعن متوجہ نمی کنند ودریں حریر وخرب فخر اندیشہ باکی می کنند بلکہ تفاخر برایں امور قبیحہ بحدے میدارند کہ حاجت بیان ندارد بالجملہ آنچہ ایں مفسدین بیان از احکام شرعیہ قطعیہ مثل خواب فراموش کردہ اند کہ اگر بتفصیل آں کردہ شود کتابے بس طویل مرتب گردد لہٰذا بہر جملہ ازاں در تکفیر آنہا دلالت خواہد نمود لاکن از انجا کہ ایں طریق بغایت طویل است وقیل وقال مکابرین ازاں بسیا مجال بناء علیہ طریق ثانی کہ نہایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم کہ حضرت امیر المؤمنین را بایں مفسدین ودمعاملہ در پیش گردیدہ یکے معاملۂ آمان زئی دوم بگرام معاملۂ ہنڈ کہ ہماں معاملہ بجنگ یار محمد خان ولشکر کشی سلطان محمد خان وجنگ ہائے رسیدہ اما معاملۂ آمان زئی پس بیاید دانست کہ در ممالک سرداران پشاور بلاشک انواع ظلم وفسق ورسوم جاہلیت آشکارا بود وتا حال موجود است وہر مملکتے کہ مشتمل بریں مفاسد بود لشکر کشی برآں مملکت امام را جائز است وزیر وزیر کردن آں مملکت موجب ثواب چنانکہ امیر تیمور در باب قتال باہل ہندوستان ہمیں استفتا نمود وعلماء کبار کہ حضار آنزمان بودند فتوی دادہ اند چنانچہ استفتاء مذکورہ وآسامی علماء مجیبین مع حوالۂ نقل آں بر کتاب معتبر بخط سامی میرسد اما دراں تامل باید فرمود کہ بعضے ازاں رسوم کہ در استفتائے مذکور نوشتہ است اگر بخصوصہا در ممالک پشاور متحقق نباشد فاما اگر بعض ازاں بعینہا متحقق باشد وبعضے دیگر از رسوم جاہلیت در عوض آں رسوم مفقودہ موجودہ باشد پس آنہم در ثبوت حکم مذکور کافی است چہ مدار حکم خصوصیت رسوم مذکورہ نیست بلکہ مدار آں انتشار مطلق ظلم وفسق بہ بہتہار مطلق رسوم جاہلیت است خواہ عین آں رسوم مذکورہ باشد خواہ مثل آں واما تعذیر ہنڈ پس میگویم کہ خادیخان بیعت امامت بر دست امیر المؤمنین پیشتہا بعمل آوردہ بود چنانچہ از اطاعت انجناب منحرف گردیدہ وبر مکان محفوظ خود کہ عبارت از قلعہ ہنڈ است اعتماد نمود واستعانت بکفار کرد وبر مخالفت حضرت امام ہمم گردانید پس آنجناب را بسزائے او رسانیدند ومال او را تقسیم فرمودند بلکہ سلاح وخیول او را عند الحاجت استعمال فرمودند ودیگر اموال او را حبس کردہ بنا بر حفاظت مجاہدین تقسیم گردند بنا بر ایں قاعدۂ تقسیم غنیمت را در آں رعایت نہ فرمودند کہ خمس آں جدا کردہ وباقی را علی السویہ بر جمیع غازیان بطریق پیادہ وسوار تقسیم فرمایند ونیز دنانیر او را بار بار ترغیب فرمودند کہ بیاید واطاعت قبول کنید تا اموال مورث بشما بدہیم، ما آں ہتفیار ہرگز باطاعت امام وقت گردن نہ نہادند بلکہ در باب بغی وفساد تقلید ہماں باغی کردند واین معاملہ سراسر موافق روایت فقہ است (قال شارح الوقایۃ) البغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام وعاہم الی العود وکشف شبہہم فان تحیزوا واجتمعوا حل لنا قتالہم بدار وجیش ألہم الی ان ان یئوبوا الی جیشہم وفیئہم عند الحاجۃ اما آنچہ عذر میکنند کہ خادیخان امامت قبول کردہ بود باز بیعت تامہ صحیح نگردید سبحانک ہذا بہتان عظیم ایں سفہا اینقدر حیا نمیدانند کہ ایچنیں کلام بیہودہ بر زبان می رانند ضلع یوسف زئی در تمام عالم بایں لقب است کہ گاہے اطاعت کسے از سلاطین ہم قبول نکردہ اند چہ جائے اطاعت سرداران پشاور کہ فی الحقیقت سلاطین اند وند کسے اینہا را از جملہ سلاطین می شمارد بلکہ در خانہ خود ہم گاہے ادعائے سلطنت نکردہ اند چہ جائے امامت ست بالجملہ ایں کلام بیہودہ اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم بر سر اصل مقصود کہ بعد از واقعۂ ہنڈ یار محمد خان بلا داعیۂ شرعی وعرفی بل بہ محض عناد ذاتی واشارت رئیس الکفار ابتدائے لشکر کشی کرد وبر مخالفت حضرت امیر المؤمنین کمر بست اما اینکہ این قید بلاوجہ شرعی بود پس ظاہر است کہ بنا بر انتظام باغی بر امام کمر بستن سہ امر

خلاف شرع ہست اما اینکہ بلاوجہ عرفی بود پس میانش آنکہ در میان یوسف زئی عدالتی ملک نعمانی ہمیشہ معروف نیست بسیار از مردمان یوسف زئی از دست ہمین ظلم وتکدون وترکان کشتہ شدہ اند وگلہا ہے کسے از دردانیان بر ملک یوسف زئی گمرتہ بستہ۔ بالجملہ یار محمد خان بلاشک درین مقدمہ بادی بالظلم بود قتل بادی بالظلم واحتمال او بلکہ قتل جمیع عسکر بادی بالظلم و اموال جمیع عسکر او انواع تصرف در ان از استعمال بیع وتقسیم ہمہ در شرع جائز ہست چنانچہ اخوندزادہ الاکی رحمۃ اللہ در رسالہ غزویہ ناقلاً عن فتاوی الغرائب فرمودہ المسلم اذا کان باغیا بالظلم فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین ویجوز اخذ مالہ بادی بالظلم والتصرف فیہا پس ازین روایت واضح گردید کہ قتل یار محمد خان ولشکر ایشان وتصرف در اموال ایشان شرعاً مباح بود غایۃ الامر آنکہ این امر مبہم ہست کہ مال مذکور از جنس فئی است یا از جنس غنیمت و تقدیر تقسیم آن بطریق غنیمت جائز ہست واگر در نفس الامر غنیمت ہست فبہا واگر فئی ہست پس تقسیم فئی بر طریق غنیمت بلاشبہ جائز ہست وچون واقعہ قتال یار محمد خان باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان با نہ بلا وجہ شرعی لشکر کشی کردہ جمعے را از ساکنان سمہ بلاوجہ زیر وزبر کردند پس ایشان درین نوبت بادی بالظلم گردیدند چہ بر اسے انتقام بادی بالظلم کمر بستند ونیز اغاغنہ مذکورین را محض بلاوجہ ایذا رسانیدند کہ ایشان نہ قاتلان یار محمد خان بودند نہ دوستان حضرت امیر المومنین بلکہ در زمان فتنہ یار محمد خان ایشاں بدل وجان دوستان ایشان بودند پس بلاشک سلطان محمد خان بادی بالظلم شدند مستحق قتل ومنہب گردیدہ لہذا چون بہ تقدیر الٰہی ایشان بسزائے خود نارسیدہ برگشتند بعد چندے حضرت امیر المومنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین بر ایشاں عازم پشاور شدند لشکر مفسدین را فرار راہ بحکم الہی سزائے خود رسید وچون باز اظہار توبہ کردند بر مجرد قول ایشان اعتماد فرمودہ وبر تعظیم ظاہر ہمین لفظ کہ ایشاں باین کلمہ تکلم کردند کہ ما شرع را قبول کردیم نظر فرمودہ مراجعت نمودند اصلا معلوم نیست کہ در کدام مقدمہ ازین مقدمات سیزدہ گانہ تجاوز ہم از حدود شرع شریف واقع گردیدہ چہ جائیکہ این جمال زبان طعن بگشودہ کہ نوبت بتکفیر رسانیدہ اند نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ واما آنچہ مردمان پشاور میگویند کہ بعد از ان برکت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اصلا نفاق متحقق نیست ودرین باب تمسک بوجب حدیث مشکوۃ می نمایند پس باید دانست کہ آنچہ در مشکوۃ در بیان واقع ہست آن حدیث نیست بلکہ اثر است قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ومضمونش ہمین ہست کہ حضرت ممدوح فرمودند کہ جز ازین نیست کہ نفاق در زمانہ پیغمبر بود فاما امروز کفر ہست یا ایمان پس اگر این اثر بمحمول بر ظاہر میکنیم پس لازم می آید تعارض درمیان این اثر ودرمیان آیات بسیار واحادیث بیشمار کہ در بیان علامات منافقین وارد گردیدہ ونیز نماے خاص مقید نشدہ مثل قولہ تعالی بشر المنافقین بان لہم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ پس ازین آیت معلوم شد کہ مدار نفاق بر دوستی کفار ہست تخصیص بہ ہیچ زمانہ ندارد وقولہ تعالی ان المنافقین یخادعون اللہ تا قولہ لا یذکرون پس ازین آیت معلوم شد کہ ہر کہ فریب باز باشد ودر ادائے صلوۃ تکاسل کند ودر عبادت ریا کند واکثر اوقات او در غفلت گذارد وذکر اللہ کمتر کند پس ہمو نست منافق ودر زمان کہ باشد وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیۃ المنافق ثلثۃ اذا حدث کذب واذا اؤتمن خان واذا عاہد اخلف پس درین حدیث معلوم گردید کہ ہر کہ بہ دروغگوئی وبخیانت در امانت وبہ نقص عہد عادت کردہ باشد پس ہمو نست منافق ودر بعضے روایات وارد شدہ وان صلی وان صام پس معلوم شد کہ باوجود ادائے صلوۃ وصوم بوجود علامات مذکورہ منافق می شود ونیز در روایتے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از حال حضرت مہدی اخبار فرمودہ اند این کلمہ واقع گردید حتی یصیر قسطاطین قسطاط ایمان لا نفاق فیہ وقسطاط نفاق لا ایمان فیہ پس معلوم شد کہ در زمان حضرت امام مہدی ہم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان اوبا طل گردید لابد کلام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بامثال مطابق

آیات و احادیث مذکورہ پس میگویم کہ معنی کلام حضرت ممدوح انیست کہ در دلِ ایں شخص تکذیب دین حق موجود است و انعینی بالیقین معلوم باشد و باز با و معاملہ مسلمین کردہ شود و در احکام ایں امر تخصیص بزمانِ پیغمبر بود کہ علام الغیوب احوالِ قلوب منافقین را بر پیغمبر خود بوجے اظہار می فرمود و مؤمنین را بالیقین معلوم می شد کہ ایں شخص منافق است با وجود ایں ہیچ قولے و فعلے کہ موجب تکفیر او باشد بظاہر از و صادر نشدہ باشد پس بسبب ظاہر با او معاملہ مسلمین می کردند حالانکہ او را بالیقین از اہل جہنم می دانستند چنانچہ عبد اللہ بن اُبَی و اتباعِ او کہ تکذیب ایشان در دعوی ایمان در قرآن مجید نازل گردیدہ (قال اللہ تبارک تعالے) اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ تا لَکٰذِبُوْن۔ با وجودیکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با وے معاملہ مسلمین میفرمودند مثلاً بہ بینوشتہ زوجۂ او حکم نفرمودہ و تحریم ذبیحۂ او نیز امر نفرمودند و بعد از فوت نماز جنازہ بر او ادا نکردند و غسل و تجہیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین او را دفن کردند و متروکۂ او را ابوارثِ او دادند حالانکہ بالیقین آنجناب و سائر مسلمین از الی یومنا ہذا معلوم است کہ شخص مذکور مخلد فی النار بود پس ایں مختص بود بزمان پیغمبر کہ حالِ قلوبِ ناس بوحے آشکارا میگردید فاما بعد از زمان پس تا وقتیکہ ہیچ علامتے از علاماتِ نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حال او کسے را معلوم نیست و وقتیکہ صادر گردید کافر مطلق شد حکم کفر بر او جاری گردید پس بعد از ان زمان انسان یا کافر است یا مسلمان امرے دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است و از جملہ کفار است و منافق مستور الحال در اجرائے احکام از مومنین پس معنی قول حضرت ممدوح چنین باشد۔ زیادہ والسلام۔ مورخۂ جمادی الاولی ۱۲۴۶ھ

استفتاء امیر تیمور در باب نہیب شہر دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چہ میفرمایند علماء دین محمدی و فقہائے شرع مصطفوی علیہ الصلوۃ والسلام اندریں مسئلہ کہ شہرے از شہرہائے مسلمانان کہ آنجا والی و قاضی و علماء و سادات ہستند و فسق و فجور و امور نامشروعہ باعلان و اظہار کنند و دائے سازند و خاتونِ خوبصورت و چہرہ را آشکارا کردہ دکان کردہ آنجا بنشانند و روز و شب آنجا زنا کنند و در محلہائے ایشان از حضور مسلمانان و علماء و مفتیان با دہل و دف و نائے احضار کنند و تغنی فرمایند و عوراتِ مغنیہ را آشکارا در میردان و دستان و معندان و مستوراتِ دارند و بفساد و شغول شوند و ہر مہانی (عروسی) کہ موافق سنتِ محمدی ہست چنانچہ ولیمہ بعد شب نکاح و عقیقہ ہفتم روز ولادت نکنند بلکہ برعکس آن برمشابہت رسم کفار ہند پیش از نکاح چند روز مہانی کنند و شب ششم (معروف چھٹی) از ولادت چنانچہ رسم کفار ہند ہست عوراتِ را غسل دہند و مزامیر و مغنیہ را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار را اعانت کنند و اگر مسلمانے بر وفق سنت محمدی ایشانرا منع کند منع نشوند و ہم بران مُصر باشند و گویند کہ چنیں طائفہ مفسدہ و رسوم باطلہ ایں کار میرہنی شود ایں محض کفر است و نیز دکانہا را میان چار سوئے بازار بنا کنند و آشکارا آنجا جمع چیز جائزہ و ناجائزہ فروشند و خوکانرا آشکارا در آبادی شہر با بدارند و آن شعار کفر ہست و نیز در بازارہا و خرابہا (شراب خانہ) و گذرہائے آب (گھاٹ) تنگدارا (عاملانِ محصول چونگی) تعین کنند و باجہا (محصول) در راہہا بخلاف شرع افزود نمایند تا از تجار و غازیان و رعایا و اہل سوق ظلم و تعدی شدہ تمام بالمائے ناحق بستانند و آنرا حق خود دانند و از بعضے محلہ آنچہ من حیث الشرع می آید چنانچہ جزیہ و جنس غنائم آنرا بہ رشوت بگذارند و آنرا جزو احسان تصور کنند و بران ثواب دارند و نیز بعضے مستحقان از اہل کفار از اہل علم و عمل و عمل را صد چند کفایہ زیادہ بدہند و بعضے حقداران تا مقدار کہ کفایت اوست باز دارند و نیز عہدہ داران بعد کفایت از بیت المال چنانچہ قاضی و محتسب و امیر تحفہ و رشیں کو تو مل۔

اخذ رسومات وعقدانه وسجلات کنند وآن ناحق را از ہمائے نفس وجہل مستحق وحق خود دانند ایں کفر است ونیز مردان لباس ابریشمی وانگشتری زرین (طلائی) بہ تفاخر برخلاف سنت بر مشابہت کفار پوشند وبند وستار برخلاف سنت بمشابہت اغنیا ببندند وچون ایشاں را ازاں منع کنند گویند کہ مایان غازیان ستیم ممنوعات شرعی بر ما مباح است وہم دران مُصر باشند وایں سبب زوالِ ایمان است پس اگر بادشاہِ قاہر ہر کہ در دنیا باشد وبر ایشان ثبوت می شد کہ ایں کارہا می کنند وایں رسوم باطلہ کہ از شرع دور وتکفیر نزدیک است می پردازند وایشان منع نشوند وہم بر ایں کار مُصر باشند برایں بادشاہِ قاہر ہر واجب است بلکہ فرض است کہ برائے اعزازِ دین محمدی لشکر ہا کشند وبآں مسلمانان بہ تیغ محاربہ نمایند وایشانرا بکشند وزنان وخرزندان ایشانرا اسیر نمایند وآں ولایت را خراب سازند تاآن رسوم باطلہ بالکلیہ برافتد ودین محمدی اعزاز پزیرد تا بلادہائے دیگر خلق انتباہ شود ومسلمانانِ دیگر گانیں نوع میکردند متنبہ شوند وازان باز نمانند آن بادشاہِ قاہر ہا بہ ثواب باشد عند اللہ العظیم یا نہ۔ ہا بواب باشد واللہ اعلم (دستخط) وہر عبد الرشید بن قطب الدین الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ محمد بن طاہر البخاری المادرار النہری۔ باشد واللہ اعلم کتبہ عبد العزیز بن قطب الدین الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ علی بن عبد الکریم الاصفہانی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ شیخی بن جنید الکوفی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ ابو بکر بن ابی القاسم البغدادی۔ باشد واللہ اعلم مش کتاب الفج العمیق۔ باشد واللہ اعلم کتبہ عبد الجبار بن یوسف البخاری۔ باشد واللہ اعلم کتبہ یوسف بن محمد السمرقندی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ احمد الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ مظفر بن المنصور البلخی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ نظام الدین بن تاج الہروی ۔ تمام شد

نمبر (۴۶) اعلام عام برائے کافۂ انام از جانب امام ہمام امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت الحال ایں بندۂ ذوالجلال برایں منوال است۔ نہ خود شاہم ونہ شاہزادہ ام ونہ امیرم ونہ امیرزادہ ام نہ طالب سلطنت ام نہ جویائے حکومت۔ نہ لشکر سلطانی میدارم نہ خزینہ پادشاہی۔ بلکہ فقیرم وفقیرزادہ ام معاش فقیرانہ واسعادتِ خود می شمارم واز آئینِ سلاطین وخوانین عاری دارم نہ بالفعل مایۂ آں میدارم ونہ آیندہ آرزوئے حصول آں در دلِ میدارم محض بنا بر ادائے فرضِ جہاد وخیر خواہی جمیع عباد واعلائے کلمۂ دین وخدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کہ بیکرفاقت من بحر وخیرِ ایمانی اختیار نماید رہے سعادت اوست وکسیکہ از رفاقتِ من دست بردارد شود عجب شقاوت اوست کہ از بندگانِ خدا وامتیانِ حضرتِ مصطفےٰ جانِ خود را برکشید ودر سلک منافقین وکفار منسلک گردید خزانۂ من ہمیں توکل علی اللہ است وبس ہر روز خرچ جدید از خزانۂ ربانی بمن میرسد نہ مثل امرا وسلاطین خزائنِ دراہم ودنانیر ہمراہ خود میدارم۔ حاشا وکلا کہ در آئین وقوانین اہلِ دنیا بیزارم طریقۂ من طریق جدِّ خود حضرت سید المرسلین است یکروز نانِ خشک سیر مخورم وشکر خدا بجا می آرم ویکروز گرسنہ می مانم وصبر میکنم وشکر ما ہیں چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا بر محبت وخدمت دین رب العالمین کمر بستہ واز طرف خود جانِ خود را بگشتن دادہ آیندہ حق جل وعلا ایشانرا منصب شہادت سرفراز کند ویا بنصرت وفتح موفق گرداند بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقرائے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم واصحاب ایشانرا در اوائل زمانِ ہجرت در پیش بود آسے بشارات بس عظیم از مولائے خود جل شانہ بسیار از بسیار میدارم ہمانرا بجائے خزائن ودنانیر می شمارم انشاء اللہ اگر آں بشارات بظہور نرسد پس کسیکہ ایمان قوی بمواعید آلیہ داشتہ باشد وبہ قدرتِ کاملۂ ربانی اورا ایمان باشد کہ آں قادرِ

علی الاطلاق در یک لحظه دیگ حکم کن عالمے را تہ و بالا می تواند کرد و پیلے را به پشه می تواند گشت پس لابد بشارات مذکوره قبول خواہد نمود و در رفاقت من سود دنیا و عقبیٰ و آخرت خواہد شمرد و کسیکه محض بامید اسباب ظاہره باشد و آنچه بالفعل حال ما فقراء ہست بدعاوی و بشارات را بر کند پس ما را از جمله مجانین و دیوانگان شمرد و غرض از تحریر این چند سطور آنکه انشاء الله روزے مخدوم کفار و فتح بلدان و امصار و ظهور شوکت اسلام از ذات ما فقراء و ضعفاء البته شدنی است لیکن بالفعل حال ما مناسب این نیست بلکه مایه این دعوی ما محض توکل علی الله و بشارات غیبی است اگر انجناب را بخوبی فهمیده و سنجیده رفاقت انجناب باعث سود و بهبود خود شمرده طالب نمایند یک میرسم و اگر بنا بر ملاحظه ضعف و ناتوانی ظاہر در خاطر عاطر تردد ے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکه از جائے دیگر این اقبال اسلامی ظهور کند و آخر این امر بحکم الٰہی از جائے جاری شدنی است خواه از مقام شما باشد خواه از مقام دیگر اما اگر در این جناب رفاقت اختیار خواہند نمود و بجان و مال و رخت من کمر بسته خواہند شد یعنی بذات خود ہم شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود و مصارف غازیان کوشش نمایند پس در ینصورت حق جل و علا ما فقراء ضعفاء را از جمله تابعان مہاجرین اولین گردانیده همچنین شما را از تابعان انصار اختیار خواہد کرد این امر محض برائے همین معنی نوشته شد که شما در زمرهٔ انصار الله داخل شوید و الا حق جل و علا بکرم عمیم خود ما فقراء را گاہے محتاج مصارف اغنیاء نگردانیده بلکه بسیارے را از اغنیاء بدست ما فقراء متموّل گردانیده باقی غیب پاک دہمت بلند در اوّل امر شرط ہست که ہم جان خود در مقابلهٔ اعداء الله پیش کنند و ہم مال خود را در مصارف حبذ الله صرف نمایند بعد ازان ثمرهٔ آن مشاہده نمایند - والسلام مع الاکرام +

نمبر (۴۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاه زمان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین بجناب معلّی القاب زیب افزائے اورنگ عزت و جلال زینت آرائے چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک سپہ و تخت قدوة المسلمین عمدة المخلصین شاه عجم جاه زاد الله اجلالا و ضاعف اقبالا - بعد از سلام مسنون و ادعیهٔ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکه - اخلاص مین زبدة المعتمدین شیخ جمال الدین که از طرف سرکار عالی با شته خاص و رادائل رجب المرجب رسیده بادائے مراتب خیر خواہی آنجناب بر رفاقت این عاجز خاکسار تا این دم نہایت خوش گذرانیدند ہر چند رابطهٔ یگانگت قدیمی و علاقهٔ اتحاد صمیمی ازان سابق ہم نہایت مربوط بود و بغایت مضبوط اما از آمدن این اخلاص نشان رونقے تازه نمود پر فور رغبت فی سبیل الله و علو مرتب محبت و یگانگت لوجه الله مع دیگر کیفیت حالات این برگزیدهٔ اکابر عباد الله بدینت زمان سابق ہم چیزے زیاده تر آگاه و شناسا گردانیده آنچه در باب عزیمت آنجناب بنابر استعداد خدمت دین متین مع اظہار مراتب اشتیاق بایں خادم شرع مبین که از فور مراتب محبت و اخلاص گوناگون مدارج مودّت و اختصاص نو کرد خامه خلعت شمامه شده بود ابواب فرحت و اندوه مسرت بر مسرت افزوده الله تعالیٰ این علاقهٔ مودّت و یگانگت ما که محض بنا بر تحصیل رضایش مستحکم گردیده ثمرات جمیله و جزیله گردانادائے حقیقت الامر این ہست قدر یکه اشتیاق ملاقات این فقیر در دل آن آنجناب ہست زیاده چندان این فقیر را مشتاق ملازمت خود شمارند و چنانکه رابطهٔ محبت قدیمه و فور مودّت صمیمه آنجناب را مشتاق ملاقات این فقیر گردانیده ہست همچنین ده چندان این فقیر را بتمنائے ملازمت آن معلی القاب باید لیکن چونکه این فقیر بسامان و دل آرزومند ملاقات ہست لہٰذا بہر وجه خیر خواه آن ذات آنچه در باره استشاره تشریف آوری خود بایں حدود رقم زده ملائے اتحاد و سلک شده بود پس حقیقت آن بر ایں منوال ہست که تمنائے موصلت بسیار میخواہم

که بهر نوع در تشریف آوری آنجناب کمال استعجال واقع شود اما بمقتضائے مضمون نصیحت مشحون مستشار موتمن و تامل نظر در خیر خواهی عدم حصول امنیت طریق و بے امن نه از طرف خود باعث و مکلف شدن می توانم و از دور اشتیاق تاخیر ملازمت را گوارا میدارم پیش ازیں در زبان سابق هم همیں اشتیاق قاصد دل نیاز منزل بسیار مخواست که یکدام صورت تشریف آوری آنجناب صورت بندد اما از همیں موانع و عوائق خیر خواهی ازدد وجه سد راه ایں مرام شده یکے آنکه تا آں وقت کدامی جائے قابل الاطمینان بدست منکر اسلام نرسیده بود که بعد تشریف آوردن آنجناب برائے محل سکونت تجویز می شد دوم آنکه هیچ راهے از راه امنیت پیدا نے که از گزند مخالفین مامون می شد و بلکه در میانه راهها آن اشتیاق یوما فیوما در مرتبهٔ زاید دو بالا هست به اعانت قادر مختار میکائے بهمچنیں قابل نشستن آنجناب بدست آمده هست و اگر هزار هزار مخالفین اشرار و معاندین فجار شورش نمایند بحول الله بے نیل مراد مخذول گردند۔ اما وجه ثانی که امنیت راه باشد پس بالفعل از قابوئے ایں عاجز خاکسار بیرون هست و لهذا ایں خیر خواه خلق الله در تشریف آوری آن عظمت پناه مکلف شدن یعنی تواند اما امید قوی هست که ایں خس و خاشاک عوائق راه هم عنقریب صاف می شود الحمد لله که شوکت جنود الله هر صبح و مسا در تزائد و ترقی هست و قوت اعدا را الله هر شام و صباح در تقهقر ادبار و ضلالت متواری هست چنانچه تفاصیل ایں بیان از اخبار سابق که بهمدست قاصد سعید محمد روانه شده بود مسبر بن ضمیر منیر گردیده باشد و بالفعل در بارهٔ تیاری مقدمهٔ جهاد آنچه مهمات در نظر ایں بندهٔ پروردگاری آید هر چند مهمات متعدد و دائمی شود اما از انجمله مقدمهٔ مهم پشاور بغایت چسپت می نماید و تدبیر سرانجام آن بحول و قوت ربانی بالفعل از سائر مقدمات آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم که کار سازِ حقیقی ما عنقریب بحول قوت خود ما را مسلط می فرماید و بجود تسلط آں مقام تمام دور دور تا سند و شکارپور می گیرم عمل اسلام بسیط می گردد انشاء الله تعالی در آنوقت بر طور یکه آنجناب قصد ایخدود خواهند فرمود از هر سو جماعهٔ مهمین و گروه مخلصین خواهند افزود بالجمله مجرد اشتیاق ادراک ملاقات را فی الفور میخواهد و تامل خیر اندیشی تا حصول امن طریق اندکے تاخیر میفرماید پس در نصورت بعد ملاحظه ایں صوابدیدها اگر در رائے ملازمان خیر خواه امنیت راه قرار یابد فهو المرام ایں خانه خانهٔ شماست بلا تکلف اقدام فرمایند اما اگر بعد نظر ایں مصالح دور اندیشی بالفعل تشریف آوردن آنجناب موقوف ماند و هم اشتیاق شراکت ایں سعادت کبری رخصت تاخیر ندهد پس در نصورت نزد فقیر الیه ایدلی چنانست که اگر خلاف مصلحت نباشد کسے را از معتمدین خصّ الخواص خود را نائب خود گردانیده هر چه از تجهیز سامان ایں مقدمهٔ عظیمه نزد آنجناب بنابر تحصیل رضاء الله موفق و مهیا باشد همراه او داده رخصت فرمایند که مشارکت آن شخص هم به نیابت آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواهد گردید و آن سعادت قابل تر مفلح هر دو جهان خواهد گردانید باقی مراتب مفصلاً حوالهٔ زبان صدق ترجمان معتمد المخلصین حامل رقیمه الوداد اوصاف صاف مبین خواهد گشت قرین صدق باشد که بنابر اظهار حال هیں معتمد واضح البیان را روانه کردن ضرور افتاد۔ والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته۔ مورخه ۲۲ شوال ۱۲۴۵ هجری ✣

نمبر (۴۸) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام عجب خان رئیس

بسم الله الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعهٔ عالی جاه رفیع جایگاه چشمت و شکوه رفعت پایگاه شوکت نشان عجب خان سلمه الله تعالی۔ بعد از سلام مسنون دعائے اجابت مقرون واضح آنکه تمام عمر خود را در ایں فتنه و فساد و قتل و قتال در میان مسلمین بر پا کردید آخر دمثل ایں وقت که هم کار خدا در پیش آمد از اں رسم کفر و نفاق دست بردار

نشنید بلکہ فتنۂ عظیمہ بر پا کردید شاید ایمان بخدا و رسول درست بنی دارید ورنہ بدین خود ہمیں معنی تصور کردہ آید کہ ہمیشہ در ہمیں جہان باقی خواہید ماند یا سرداری شمار روز محشر ہم روبروئے خدا بخدمے ظہور خواہد کرد کہ خدائے عزوجل ہم پاسداری شما خواہد نمود سبحان اللہ جائیکہ سلاطین جبارین راشل فرعون و نمرود کسے نخواہد پرسید مثل شما چند ضعیف را کسے خواہد پرسید و ایں غرض نیست کہ شما برحق بودید یا برباطل بلکہ مقصود آنست کہ برپا کردن فتنہ و فساد مثل ما بیوقت اگر برحق ہم ہست عین باطل ہست و اگر برباطل ہست قریب بکفر بالجملہ اگر مسلمان ہستید و خداء و رسول را چیزے می شناسید بالفعل با مخالفین بکمال الحاح زاری و خواری مصالحت نمودہ بعجلت تمام جانِ خود را مع اولاد خود نزد ایں جانب برسانید اگر ذرہ از ایمان دارید نزد ایں جانب بیائید والا ایں جانب ہم چنداں احتیاج بسوئے منافقین و ضعیف الایمان مسلمانی ندارد۔ والسلام علی من تبع الہدی ؛

نمبر (۴۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ مرزا غلام حیدر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندانِ سلاطین عظام فقادۂ خوانین عالی مقام عظمت و جلالت مآب صولت و شہامت انتساب رونق افزائے چار بالش جاہ و اجلال مسند آرائے ارائک عزت و اقبال شاہزادۂ والاتبار رعالیمقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ ایانہ و صاعف اجلالہٗ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد۔ الحمد للہ و المنہ کہ بمطالعہ انعامات الٰہی بر خلق کبار ایں صفت بار دان و انوار کرامات نامتناہی برایں ذرۂ بیمقدار خورشید وش تاباں چہ یارائے زبان کہ شکرے کما ہزہزار گذارد و کجا گنجایش حرف و بیان کہ سپاس اندکے از بسیار بجا آرد شوق و رغبت نصرت دین در قلوب ہزاراں ہزار مومنین در جوش و صلائے استیصال کفار و مشرکین از چار سوئے ایں سرزمین لغمۂ گوش افشا اللہ در ازمنۂ قریبہ اخبار فرحت آثار فتح و ظفر جنود گردوگار سامعہ افروز مومنین اخیار و جگر دوز منافقین بدکردار خواہد گردید ایں فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان ہدایت نصاب عالی انتساب حامیٔ سنت شہباء ماحی بدعت ظلماء مقرب بارگاہ رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بازتجدید از زبان لطف بیان محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاہ ذوالمنن رحیم خواجہ حسن مناقب حمیدہ و محامد برگزیدۂ آن والا تبار از علو ہمت در استقامت بشریعت غرا و سمو غیرت در اتباع سنت بیضا و کمالی جلالت و رجاد لسانی و وفور رغبت بجہاد یعنی و سنانی زیب گوش نمودہ نخم محبت و اخلاص غائبانہ در مزرعۂ سینہ صفا گنجینہ کاشت و فرط شوق و رغبت بجسمانی مواصلت دوبار بر آں داشت کہ بے تکلف مکلف قدوم بہجت لزوم دریں مرز و بوم گردد لاکن باز بفکر عمیق چنین اندیشید و بنظر دقیق ہمیں پسندید کہ ہر چند در مقدم ظفر توام در امر دین متفقت نمایان۔ امادر حق ہمچوں آنعالی تبار اندیشۂ مضرت بیش ازاں پس مقتضائے حکمت آنست کہ بالفعل چندے حرکت نکنند و بجائے خود استقامت ورزند و بعنوان دیگر در نصرت دین و شرکت مجاہدین جہد فرمایند و پائے ہمت بلند دریں راہ بوضع دیگر کشایند انشاء اللہ عنقریب وقتے خواہد رسید کہ این داعی با نجم وداعی نہضت آں والا ہمت خواہد گردید باقی تفصیل حال زبانی مکلم صاحب موصوف کہ بخدمت رفیع درجت نخست نمودہ ام بوضوح خواہد انجامید۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مرقومۂ نہم ربیع الاول ۱۲۴۳ ہجری ؛

نمبر (۵۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی علی خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان عالی شان شہامت عنوان حاجی علی خان سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - اینجانب را بکرات و مرات در خلوات و جلوات باشما ملاقات بگانگی با مراتب اخلاص و اتحاد و بے تکلفی واقع گردید احوال ما بر شما و احوال شما بر ما بپایۂ وضوح رسیدہ الحال سوگند بر ذو الجلال بشما میدہم کہ ہماں پروردگار متعال و مالک لایزال را حاضر و ناظر دانستہ و قطع از قیل و قال دوست و دشمن نمودہ محض در دل خود تامل نمایند کہ آیا ہیچ ذرہ از طلب مال و جاہ و عزت و وجاہت و سلطنت و حکومت ہیچگونہ دریں فقیر یافتہ آید خود بخود دل شما گواہی خواہد داد کہ ہرگز در دل ایں فقیر ذرہ امور مذکورہ متحقق نیست و اینچہ مساعی بلیغہ در جمع آوری کافۂ مسلمین از ہندوستان تا خراسان می نمایم ہمہ بنابر اطاعت رب العالمین و خدمت دین سید المرسلین ہست فقط بے شائبہ ہوائے نفسانی و وسوسۂ شیطانی - و ہرگز باکسے از روسا و ضعفا بنا بر اغراض نفسانی ہیچگونہ ضدے و منازعتے نمیدارم با ہر کہ مخالفت کردم محض للہ کردم و با ہر کہ موافقت نمودم محض للہ نمودم و اینہم بر شما واضح و لائح ہست کہ مرا ہر والی پشاور اصلاً و مطلقاً ہیچگونہ معاملہ دوستی و دشمنی نبود آنچہ والی مذکور مراتب نفاق و شقاق بکمال رسانید تفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نباشد اما بر شما بوجے معلوم ہست یا خود آن والی میداند یا شما میدانید بنابر آن بیان ایں امور پیش شما فضول ہست پس شما بخوبی می شنامید کہ اقامت جہاد بدون ازالۂ ایں منافق بدنہاد ہرگز ہرگز شدنی نیست محض بنابر ہمیں امور ارادۂ تسخیر پشاور میدارم تا اساس جنود مجاہدین محکم گردد و گزندِ منافقین بر ہم شود و بر کفار ملاعین یک گونہ رعبے و ہیبتے واقع شود پس در ہر وقت ہر کہ دعوی اسلام وارد و جان خود اور محمدیاں می شمارد او ضرور بالضرور در رفاقت من اختیار کند کہ فی الحقیقت رفاقت من رفاقت من نیست بلکہ رفاقت رب العالمین ہست و در رفاقت جد من سید المرسلین و ہر کہ امروز از رفاقت من پہلو تہی کرد صد حسرت و ندامت باخود برد - ہر چند ایں چند روزہ حیات مستعار بسر وجہ کہ باشد بسر خواہد کرد اما آخر روزے از ایں جہان فانی گذشتہ بمحکمہ حساب و کتاب حاضر خواہد گردید در آں محکمہ بحضور رب العالمین روسیاہ خواہد شد نمیدانم روبروئے جد من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواہد شد و بحضور احکم الحاکمین چہ جواب خواہد داد این وقت ہمان وقت ہست کہ مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود رفاقت من ہمین ہست عین اخلاص و ایمان و ترک رفاقت من ہمیں ہست عین نفاق و شقاق - رفیق من لاریب از محمدیان ہست و شفیق و مخالف من بلاشک از زمرۂ کفار و منافقین - رفیق من از جنود حسین بن علی علیہما السلام ہست و رفیق مخالف من از زمرۂ یزید شقی ہر کہ ذرہ ایمان دارد لابد رفاقت مرا سعادت خود و سعادت اسلاف خود می شمارد و علاوہ بریں آنکہ آن شجاعت شعار با والی پشاور ہیچ علاقۂ قرابت و مصاہرت نمیدارند و در قومیت الوس اصلاً بوجہ من الوجوہ شراکت نیست محض علاقۂ نوکری میدارند پس سپاہی راست و پادرست باید و سراً و سلامت باند ہر جا علاقۂ نوکری برائے او موجود ہست پس محض بنابر محافظت این علاقۂ ضعیف دین و ایمان خود را برباد دادن و در جنود یزید پلید خود را شمردن ہرگز ہرگز بنسبت کسیکہ ادنی امتیاز داشتہ باشد متصور نمیت چہ جائیکہ مشرِ آن شجاعت شعار دانائے ہوشیار و بیگانۂ روزگار باشد خصوصاً و تنگیکہ با شما وعدۂ موکدہ می نمایم کہ اگر رفاقت من اختیار خواہید کرد آنچہ در رفاقت والی مذکور شمار اصل می شود مصاعف آن از خزانۂ ربانی بواسطۂ من خواہید یافت پس ہم آخرت خود را معمور خواہید نمود و ہم این دار دنیا را آباد خواہید فرمود و دین و دنیا بدست خواہید آورد و گوئے نیکنامی از خراسان تا یمن و سندھ خواہید برد - اگر رفاقت من اختیار نخواہید کرد و بر رفاقت والی مذکور اصرار خواہید نمود پس یقین بدانید کہ من بقوت خود نخواہم آمد کسے از روسا و ضعفا نمیکنم بلکہ محض بقوت ربانی و قوت ایمانی

مقابلۂ ہر جبار عنید و ہر متکبر مرید (کمش) می نمایم در دل خود خوب خود بگنید کہ تاب مقابلہ خالق و من مع جان و مالک زمین و زمان میدارید یا نہ سبحان اللہ کرا زہرہ مقابلۂ آن مالک علی الاطلاق ہست و کرا تاب معارضۂ آن ملک بالاستحقاق آنچہ اوجل و علا خواستہ ہست البتہ ضرور بالضرور شدنی ہست خواہ کسے سعاوت رفاقت برائے خود حاصل نماید خواہ شقاوت ترک رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجہت ہمیں نوشتہ ام کہ شما را استگو در ہستیاز میدانم نہ منافق مکار و فریب باز غدار ہر چہ در دل خواہید داشت لابد صاف صاف بزبان خواہید گفت لابد او امر دانہ دار بانجام خواہید رسانید در ہیصورت اگر شما را رفاقت این جانب یکسو و یک روشدہ منظور ہست پس آنرا صاف صاف بر نگارند تا آنچہ مناسب وقت ہست بنشما نوشتہ شود و اگر رفاقت اینجانب آرزوئے شما نمی شود آنرا ہم صاف صاف بے پردہ بر نگارند تا آنچہ بنویسند خدائے پاک را کہ عالم السرائر والخفیات ہست حاضر و ناظر دانستہ بر نگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر (۵۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت بابرکت صاحبزادۂ والا تبار مولانا محمد اسحٰق صاحب سلمہ اللہ تعالی۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ بتاریخ دہم ماہ رمضان ہنڈوی مبلغ ہفت ہزار و نہ صد و پنجاہ روپیہ رسید لیکن بجز پرچۂ کاغذیک خرمرہ ہم نرسید موجبش دریافت نیست لازم کہ سبب تعویق آن بر آن بر نگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر (۵۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام فیض اللہ خان مہتمد مشیر و دبیر والی پشاور در جواب پیغام زبانی شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بطائفہ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملکت فیض اللہ خان سلمہ اللہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ زبانی اخوند جیوا اولاً و بزبانی نعمت اللہ خان ثانیاً واضح گردید کہ ایشانرا گمانے بس بعید بمیرسیدہ کہ خطیکہ شما در نزد اینجانب در اضلاع سوات مشتمل بر اتب اظہار اخلاص و اتحاد فرستادہ بودند بدست اغیار حوالۂ مودم۔ سبحان اللہ این عجب خیالیست پر اختلال و احتمالیست محال سخن چینی و فتنہ انگیزی فیما بین مسلمین از طینت منافقین نکوہیدہ خصال و از سیرت مفسدین بدمآل ہست نہ از عادات مومنین صادقین و معاملات مخلصین متحابین۔ اگرچہ فیما بین ما و شما انواع معاملات شکوہ و شکایت متحقق گردد اما این امر قبیح ہرگز گاہے شدنی نیست چہ فتنہ انگیزی و تزویر بانی منافی خیر خواہی و سینہ صافی ہست بالجملہ از امثال این مقدمات از طرف اینجانب اطمینان کلی دارند و ہرگز خلاف آن نقل کنند از ما جمعیت پنان شما نند بنا بر تسلی خاطر و اطمینان قلب خط سرت نمط کہ مزین بمہر خاص ہست بخدمت سامی بدست نعمت خان ارسال داشتہ شد انشاء اللہ تعالی بملاحظہ عالی خواہد رسید بخدمت سردار سلطان محمد خان از طرف اینجانب بطریق پیغام انچہ معنی دہد آنکہ شاید بسعادت سرانجام شدن مہم جہاد از دست ما ضعفاء بے سروسامان بخاطر عاطر مرکوز گردیدہ احتمال دوم شوکت و وصولت مخالفین بہمرسیدہ حالانکہ انقلاب زمان و تغییر دوران در ہر زمان و ہر مکان علی سبیل التواتر و التوالی متحقق میگردد۔ اسلاف شما کہ ذرۂ از عزت و وجاہت نمیرشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارج عزت و مکنت رسیدند۔ نادرکہ بگردون زنی و دشمن کشی ضرب المثل بود یک گردش دون و تغیر زمانہ بوقلمون منفعل و خجل شد

بیت بیک گردش چرخ نیلوفری ۔ نہ نادر بجا ماند نے نادری ۔ از فتح و نصرت تمنا یہ و حکم تقدیر راکہ قاہر بر تدبیر است بخیال ہم نمی آرید شعر ما از برون در شدہ مغرور صد فریب ۔ تا خود درون پردہ چہ تدبیری کنند ۔ ہر رائے فطانت پیرائے ایشان معاملہ این خاکسار کالشمس فی رابعۃ النہار مویدا و آنکہ راست کہ بجہاد اہل عناد قوم سکھ مامور و بفتح و نصرت موعود ۔ احتمال خلف در مواعید ملک منان از ساحت اہل کفر و طغیان است نہ از افہام اہل دین و ایمان کہ مَنْ اَوْفٰی بِعَہْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ نصیبہ است و از کلام ملک علام وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وعدہ آن راست از کلام ہدایت التیام انیقنی را بغیر تمام دریا بندہ و بسر وار ممدوح برسانند و بخوبی ایشانرا فہمانند دیگر آنکہ خان عالیشان را لازم کہ در رسانیدن مجاہدین ہندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈ و اقامت میمانند نزدیک و فقیر از طریق مامون سعی بلیغ بجا آرند انسب آنست کہ بنا بر پاسداری سرداران معلوم ایشانرا از قرب و جوار پشاور دریابند بلکہ براہ موضع فجنی عبور کنانیدہ خدمتگذاری ایشانرا بانواع مشاورات و معاونات از افاضل عبادات شمارند زیادہ والسلام مع الاکرام ۔ مورخہ ۹ محرم ۱۲۴۲ھ ہجری ۔ از موضع پنجتار ٭

نمبر (۵۳) عہدنامہ در اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ این ذکریست در میان آنچہ کمترین بندگان درگاہ حضرت رحمن ضعیف العباد فتح خان رئیس پنجتار وغیرہ عہدے بست بس چشت و میثاقے بغایت درست و انیقنی مکمل و مسجل نمودہ کہ ما بندگان بحمد اللہ مسلمان و مسلمان زادہ ایم آئین شرع متین و دین سید المرسلین را بسر و چشم قبول میدایم و از برہ وجہ افتخار خود می شماریم آنچہ از احکام معاملات فیمابین الوسات خلاف شرع شریف رواج یافتہ از ہمہ رسوم مذکورہ دست برداشتیم و بہیں احکام شریعت غرا رر انجات خود پنداشتیم و در جمیع معاملات و منافشات در مقدمہ اجرائے احکام شرعیہ جناب قدسی القاب امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام یعنی سید امجد امیر المومنین سید احمد مدّ اللہ ظلّہٗ را امام خود برضا و رغبت قرار دادیم و بیعت امامت بردست آنجناب بجا آوردیم و اطاعت آنجناب را بموجب کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم عین اطاعت خدا و رسول خدا شمردیم و بہیں التزام بیعت و اطاعت دین اسلام خود را اکمل کردیم ہر چند این بیعت از مدت مدیدہ بجا آوردہ بودیم فما فی الحال بنا بر تذکیر ما سبق و تاکید ما لحق این معنی در محضر علمائے دین و مجمع فضلائے شرع متین اظہار نمودیم و آن بزرگان را بر عہود و اواثیق خود گواہ گردانیدیم و از ایشان دعائے استقامت خود بر ہمیں عہد و میثاق درخواست نمودیم تا حیات و ممات مایان بر قانون اسلام و آئین سنت سید الانام واقع گردد و اللہ علی ما نقول وکیل ۔ اینچند کلمہ بطریق عہد نامہ نوشتہ شد تا عند الحاجت حجت باشد ۔ بعد ازان بروز جمعہ دیگر فتح خان جمیع رؤسار الوس خود را حاضر نموده از ایشان طلب بیعت امامت و اجرائے احکام شریعت و ترک رسوم جاہلیت نمود و آن ہمہ مخلصان بعد از نماز جمعہ بیعت امامت بجا آوردند و ہر دو امر مذکور را قرار نمودند و در ہمان مجمع یک فاضل جلیل را منصب قضا سپردہ شد و دستار قضا بر سر او بستہ و منشور قضا باو دادہ شد بعد ازان بحمد اللہ احکام شرع جاری گردید و فصل خصومات و قطع منازعات بر قانون شرع شریف در اضلاع متعلقہ پنجتار شروع شد چنانچہ چندے از معاملات عمدہ بنا بر تمثیل مناقشہ بیان می شود از انجملہ امام ملا قطب الدین ساکن موضع نگر بار را از مدت مدیدہ بنا بر نیت امامت جہاد و بر فاقت آنجناب سالہا بسر بردہ و در دیانت و تقوی بے نظیر آمدہ خدمت احتساب بر تارکین صلوۃ سپردہ شد و قریب سی مرد م تفنگچی کاری از قندہاریان ہمراہ او متعین کردہ شدند چنانچہ ملا محمد من یار فقائے خود در دیہات قرب و جوار مابکوہ بندود و میر غرو

وچندان ضرب وشلاق بر اعزه ونوجوانان افاغنه کتارک الصلوة بودند قائم گردانیده که هر صغیر وکبیر از دیهات مذکوره که تارک صلوة باشد باک اللہ یافته نمی شد وبر اهل دیهات چندان هیبت تعزیرات واقع گردانیده که اگر کدام از هندوستانیان یا قندهاریان بنا بر بعضے حوائج خود به بعضے دیهات مذکوره میرود در تمامی دیه بحدے شور وغوغا بر پا می شود که روسا ره حاضر نگذیده اظهار می نمایند که دریں دیه یک متنفس هم از تارکین نماز نیست وانه انجله آنکه از عادات افاغنه است که اگر کسے گناه کرده باشد خواه از جنس حقوق اللہ وخواه از جنس حقوق العبد باز از قریهٔ خود گرفته بقریهٔ دیگر رود ونزد رؤسا رود آنجا نشیند پس رؤسا بالضرور بحدے اعانت می کنند خواه ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکر بادشاهی بر سر ایشان تاخت آرد وجان ومال ایشان را تباه گرداند هیچگونه از رفاقت آن عاصی دست بردار نشوند وجان ومال خود را بے تکلف بر بادمی دهند بنا بر همیں قاعده چندے از مردمان دیهات مذکوره در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات وفواحش گردیده از مقامهائے خود گرفته بدیهات دیگر رفته بودند آنجناب بنا بر سد باب ایں فتنه ودیگ شب جماعات را از غاریان مذکورین شبانه شب بر سر آں عاصیاں فرستاده آنها را گرفتار کرده آورند وآنجناب بعضے را از ایشان بحبس وبعضے را بالضرب وبعضے را به آویختن بشاخهائے درخت کلان بر سر شارع عام تعزیر رسانیدند وبحمد اللہ کسے از روسا ردیهات مذکوره به اعانت ایشاں شه برخاست - همچنیں معاملات رنگا رنگ که از فروع اجرائے احکام شرع است شب وروز میگذرد والحال تمامی ملک متعلق فتح خان بلا مانع ومزاحم در تصرف امام همام است وریاست وسیاست آنجا تعلق بآنجناب دارد وخصومات ومنازعات تمام بحکمهٔ قضاء رجوع می شود وفتح خان مثل دیگران کسے از رعایا است همچگونه بر ملک مذکور تصرف ندارد انشاء اللہ بر وقت تحصیل عشور هم جاری خواهد شد ومامول از بارگاه واهب العطایا آنست که دریں استحکام بنیان دین را یوما فیوما ترقی بخشند وابتدائے ایں عروج را بانجام رسانند آمین یارب العالمین +

نمبر (۵۴) استفتاء در باب صحت اقامت جمعه واعیاد باذن امام باوجود عدم اجرائے جمیع احکام شرعیه

بسم اللہ الرحمن الرحیم - چه میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین در صورتیکه در یک مکانے باذن امام وقت مدار اقامت جمعه وعید متحقق گردید لیکن جمیع احکام شرعیه بالفعل در آں مقام جاری نیست پس دریں صورت مسلمین آن مکان را اقامت جمعه وعید میرسد یا نه (جواب) مسلمین مذکورین را اقامت جمعه میرسد زیرا که هر چند فقها را دریں مسئله اختلاف است بعضے میگویند که نفاذ جمیع احکام شرعیه شرط اقامت جمعه است ونزد بعضے فقط اذن امام کافی است ونفاذ جمیع احکام شرعیه ضرور نیست لاکن قول ثانی بسیار صحیح است ونهایت قوی زیرا که پیغمبر صلے اللہ علیه وآله وسلم پیش از هجرت خود مصعب بن عمیر را که از اعظم اصحاب بود بمدینه منوره برائے هدایت اهل مدینه فرستاده بودند چوں ایشاں بمدینه رسیدند با چندے از مومنین مخلصین در آن مقام اقامت جمعه نمودند حالانکه در آنوقت اکثر اهل مدینه اسلام هم قبول نکرده بودند چه جائے نفاذ حکم شرعی وچوں پیغمبر صلی اللہ علیه وآله وسلم بذات پاک خود در مدینه منوره تشریف آوردند فعل مصعب بن عمیر اسلم داشتند بلکه خود هم اقامت جمعه فرمودند حالانکه تا آنوقت حکومت اسلام در مدینه هم مستحکم نرسیده بود وحتی که جهاد هم آنوقت قائم نگردیده بلکه در آن زمان به تدبیر جهاد مشغول بودند وتمامی دنیا کفرستان بود واکثر شروط از شرائط جمعه موجود نبود نگردر همانوقت اقامت جمعه نمودند ونیز در عهد عبد الملک که بدترازیں وقت بود بسیارے از صحابه واهل بیت واکابر تابعین اقامت جمعه میکردند حالانکه جمیع احکام شرعیه در انوقت جاری نبودند د

وہمچنیں در عہود منصور و ہارون الرشید حضرت امام اعظمؒ و صاحبین و امام مالکؒ و امام شافعیؒ اقامت جمعہ میکردند حالانکہ بادشاہان مذکورہ بالا ہرگز جمیع احکام شرعیہ را جاری نمیکردند و لہذا امام اعظمؒ در آنوقت (ظلم و فتنہ) منصب قضا قبول نہ کردند و با وجود آن گاہے ترک نماز جمعہ نفرمودند پس معلوم شد کہ قول ثانی صحیح است کہ مؤید بہ فعل پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحاب کرمین و اہل بیت مطہرین و اکابر تابعین و ائمہ مجتہدین است پس بر ہمان قول عمل باید نمود و در کسے حال ہرگز در اقامت جمعہ توقف نہ باید کرد و ہمیں حکم شرع اوّل جاری باید کرد تا جمیع احکام شرعیہ بیرکت آن ندریجاً جاری گردند۔ فقط ٭

نمبر (۵) مکتوب از امیر المومنین سیّد احمد صاحب بنام مولوی سیّد حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سیّد احمد بخدمت فیضدرجت منبع ینابیع علوم و حکم معدن یواقیت معانی اخلاق و مہبط مخزن اسرار معقول و منقول مصدر احکام فروع و اصول مؤسس بنیان ہدایت شیّد ارکان افادت سلالۂ خاندان سیادت نقاوۂ دودمان سعادت مورد الطاف ربانی مہبط افاوز رحمانی مقرب بارگاہ ربّ قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رام پوری مدّ اللہ ظلال ہدایتہٗ علی رؤس المستفیدین و متع ببرکاتہ المسترشدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ الحمد للہ و المنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سروسامان را بوجہے مشمول رحمت گردانیدہ و در نظر مشاہیر مؤمنین و جماہیر مسلمین و متبحرین گردن کش و متجلدان دشمن کش بمرتبۂ قبول رسانیدہ کہ حال مذلت استعمال ما عاجزان خاکسار و خاکساران ہمیقدار تماشا کردنی است کہ افواج مجاہدین ابرار بسان امواج بحر زخار در جمیع بلاد و امصار این اقطار در جوش ہست و غلغلۂ اقامت جہاد و استیصال ارباب بغی و فساد و اصحاب کبر و عناد در اطراف و اکناف در خروش اطباق کون و مکان و بساط زمین و زمان از انوار اہل خلاص و ایمان معمور گردیدہ و مغز گردون وقار از صیت مردان جنگ و پیکار و غاریان شہامت آثار پر شور۔ از انجا کہ آنجناب ہدایت مآب در جہاد لسانی و حمیت ایمانی یعنی بہ ترغیب و وعظ و تذکیر شبے روز مشغول اند و کلام ایشان در میان جماہیر اہل ایمان مقبول۔ بنا بر علیہ بخدمت فیضدرجت نگارش کردہ می شود کہ ہمیں طریق مرضیہ و دعوت حنفیہ و جلیہ ہموارہ ثابت القدم باشند و این کلام ہدایت التیام گوش ہوش ایشاں رسانند کہ در دین محمود و آداب مسعود را در حق ظہور اخلاص مخلصین و بروز ایقان موقنین بمثابہ در رود موسم بہار در حق گل و بلبل ایام برشکال در بارۂ اشجار و سائر نباتات تصور فرمایند گلے کہ در موسم بہار نہ خندید اور ا بمثابہ خار باید خمید و دانہ کہ در ایام برشکال نچمید از درود آں الی ابدالاباد طمع باید برید و در حقیقہ در آداب بیع سرسبز نگردید بمثابہ ہیزم خشک اورا از بیخ باید کند بخصوصاً مخالف افکار دانشوران عبودیت کیش و زیان دوران اخلاص اندیش این مضامین ہدایت آگین بتوک زبان برنگارند و بچشم و دین ایشان این عروس حجلہ نشین جمول را بزیور خوش بیانی بیارایند کہ بر ذمۂ ایشان واجب مؤکد و لازم متحتم ہست کہ ذہان عذب البیان و ارباب ترغیب و ترہیب بکشایند و سعی بلیغ در مقدمۂ وعظ و تذکیر بجان و دل بنمایند تا بمنصب جلیل و مقام سبیل بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدت اذہان و قوت بیان امروز بکار نیاید ہیچ کار آمدنی نیست سنان زبان در معرکۂ تقریر باید جنبانید و کمیت قلم در میدان تحریر باید جانید زیادہ تطویل کلام بخدمت آن قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن ہست کہ در امثال این مقدمات خود بچہ کار اند و عاقل

وہوشیار - زیادہ والسلام مع الاکرام - مرقومہ پانزدہم محرم ۱۲۴۳ ہجری +

نمبر (۵۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہِ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب دقیق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محافل سیاست وگیاست معرکہ پیرائے میادین صولت وشجاعت مقبول بارگاہِ الٰہ مرتج دینِ رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ابد اللہ جلالہ وضاعف اجلالہ - بعد از اتحافِ تحائف اسلام وابدائے مدیہ مرضیہ اسلام کہ سنت سید الانام بہ علیہ الصلوۃ والسلام مشہود وضمیر خلت تخمیر گردانیدہ می آید رقیمۂ کریمہ مودت شیمہ باعث ازدیادِ مراتب خلت گردید حقا کہ ہر نقشے از نقوش تسکینش شمل خال غدا خوب اں وہر سطرے از سطور غیر بنش بمثابہ زلف محبوبان زینت بخش چہرۂ قرطاس خلت اساس بوجے بودہ کہ رشحات مودت از سحاب کلمات اتحاد آیات باران صفت می بارید وقلم محبت وثائق اخلاص اختصاص بداد محبت ووداد بر لوح سینہ بیگانگت گنجینہ می نگارید علاوہ بریں انکہ انچہ ہدیۂ مرضیہ یعنی یک کہنہ ویک چکین ارسال فرمودہ بودند - آن مضامین صداقت آگین را دو بالا گردانید وصدائے تہاد واتحاد لوا بگوش دل خلت منزل رسانید - الحمد للہ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آں خلائق مآب را بایں سعادت عظمی وعطیہ کبریٰ کہ عبادت از محبت فی اللہ ست نوخت وآں معلی القاب را بتائید دین متین ورفع اعلام شرع مبین از سائر اخوان واقران ممتاز ساخت واسباب العطیات ایں توفیق را روز افزوں گردانا دو بر چند مفاخر ومناقب آن اورنگ آرائے جلالت از زبان اکثر خواص عوام ایں دیار واقطار عموماً واز زبان فضیلت مآب ملا فیض محمد ملا نصر اللہ خصوصاً مجملاً بگوش محبت نیوش کبریات دمرات رسیدہ بود وباعث استحکام روابط خلت وعلائق محبت گردیدہ لیکن درین ایام نجستہ فرجام خان ہلاکو نشان محبت عنوان آدینہ خان بدنشانی کہ بنابر استفادۂ اشغال طریقت نزد ایں فقیر رسیدند تمامی حال خیر اشتمال آں نجستہ خصال مفصلاً بیان نمودند بسبب استماع اخبار فرحت آثار علو ہمت ووفور رغبت آن عالی منزلت بہ ابلاغ اعلائے کلمۃ اللہ واحیائے سنت رسول اللہ وکسر شوکت ظلمۂ متعدین وکفرۂ متمردین وکمال شہامت وجلادت آن والا منزلت درمیدان سطوت ومعارک صولت استحکام سلاسل محبت واخلاص اختصاص دوبالا گردید والحق ما مردم ضعفا را کہ محض جانِ خود را از جمیع ماسوی اللہ منقطع گردانیدہ وسینۂ اخلاص گنجینہ را از محبت جمیع من دون اللہ مطہر کردہ بنابر نصرت دین متین واعلائے کلمۂ رب العالمین لمرقبتہ ام واز محبت اخوان واوطان ومحبان ودوستان رو گردانیدہ در محبت محبان حضرت حق وعداوت اعدائے آن قادر مطلق بالکل مشغول شدہ ایم نہ بارا کسے محبت میدارد نہ عداوت آرے بامتثال آن ناصر دین متین وماہر احکام رب العالمین وناشر سنت سید المرسلین لازم کہ علاقۂ محبت مستحکم تر گردانیم وبلاقات فرحت آیات آن برگزیدہ خالق السموات محض للہ وفی اللہ خود را رسانیم نہایت تمنائے قلبی بود کہ ملاقات جسمانی میسر شود اما از بسکہ درین جزو زمان جمیع مومنین ضلع سوات وبنیر ومہمند وخلیل وغلجائی ودوڑائی وساکنان بلدۂ پشاور وسپاہیان عسکر روسار آن دیار بر سہ معنی اتفاق کردہ اند کہ بغیر بر ہمزدنِ دولت پایندہ خیل وکسر شوکت ایشان ہرگز ہرگز باب جہاد مفتوح شدنی نیست واین فقیر را بر سہ معنی ترغیب دادند کہ بعد انقضائے ماہ رمضان المبارک بنابر استیصال منافقین مخذولین متوجہ شویم یعنی پاکردن بلدۂ پشاور از الوث منافقین مذکورہ عزم نمائیم چنانچہ ازیں معنی نہایت بسند خاطر ایں فقیر وجمیع مومنین ایں دیار گردیدہ منتظر انقضائے ماہ صیام در ضلع سوات

گشته ایم ہیں کہ ماہ مبارک منقضی گردید موسم گرمستان غازیان در رسید ہر چند عروض بظاہر مانع ملاقات جسمانی فی الحال بود اما بیک وجہ از دیاد اشتیاق ملاقات گردید کہ دل اخلاص منزل این فقیر چنان اقتضاء نمود کہ آن برادر عزیز را ہم دریں دولت دو جہان و سعادت جاودان شریک حال خود فائیم ایشانرا ہم بانواع ترغیبات و ترہیبات بسر انجام این مہم عظیم کشان کشان آرم تا کہ اگر بنفس نفیس خود شریک این مہم عظیم شوند پس نہ ہے سعادت ایشان والا برانتقدیر البتہ چارناچار ایشانرا مستعد نائیم کہ پارہ از لشکر ظفر پیکر وقدرے از مصارف مجاہدین بقدر استطاعت خود حضور بالضرور نزد ایں فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکہ دریں جہان فانی بسلطنت و مملکت معروف اند ہمچنیں در ملک جاودانی بوجاہت و ریاست و علو مدارج جنت موصوف شوند و در میان جمیع اقران و اخوان اہل زمان نیکنامی و صیت عالی و ثنائے جمیل بدست آرند و استحکام علاقۂ محبت للہ و فی اللہ کہ سعادت جانبین و شرافت طرفین است شہرۂ جمہور انام و زبان زد ہر خاص و عام گردد بنابرین مصالح میخواستم کہ ملاقات جسمانی حاصل نمایم و چیزے از فیوض ربانی و حمیت رحمانی کہ ایں عاجز و خاکسار و ذرہ بیمقدار بحض قدرت قادر مختار بآن فائز گردیدہ آں برادر عزیز را بنابر استحکام علاقۂ اخوت تعلیم نمائم در ہمیں معنی متردد بودم کہ اگر عازم ملاقات آن برادر عزیز شوم اجتماع مومنین برہم می شود و اگر از ان پہلو تہی نمایم شارکت ایشاں دریں امر عظیم از دست می رود بناء علیہ بزرگے از اعزہ عزیزان و اعظم رفیقان خود کہ حامل اسرار طریقت بایں فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالات این ضعیف ملاقات ایشان بعینہ ملاقات ایں فقیر باشد و استفادہ از ایشان در حکم استفادہ ایں ضعیف و کلام ایشاں در جمیع مقدمات منسوب بایں نحیف یعنی ہدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصر حوزہ تیقن سنت سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی رامع خان ممدوح یعنی آدینہ خان بحضور آن اقبال معمور روانہ کردہ شد و یک قطعہ اعلام عام برائے ترغیب جمہور اہل اسلام بنجاب مسمی القاب بصحابت شیخ ممدوح فرستادہ شد تا آنرا در جمایر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام منتشر فرمایند و ہر کس از مومنین مخلصین مضمون نصیحت مشحون اعلام مسطور ترغیب نمایند اما بنابر ترغیب خود آن برادر عزیز می خواستم کہ دفتر ے بس عریض و طویل نگارش کنم لیکن فہمیدم کہ ہر چند مضامین ترغیب و ترہیب در البسۂ رنگا رنگ و قوالب گوناگون اظہار نمایم اما ہرگز ہرگز در جنب کلام ملک علام یعنی قرآن مجید و فرقان حمید کہ سراسر مشتمل بر ہیں مضمون ہدایت آگین یعنی اعانت مجاہدین باموال و انفس معاندین بجوئے معدود نخواہد گردید لہذا بر ہمین قدر اکتفا نمودم کہ مصحفے نہایت واضح الخط ہمدست شیخ ممدوح برائے تلاوت ایشان فرستادم تا در ہمان مصحف مجید تلاوت نمایند و آنرا فرمان واجب الاذعان خلاق زمین و زمان تصور فرمودہ بر منطوق لازم الوثوق عمل فرمایند کہ بر اقامت جہاد و اعانت مجاہدین و ازالہ کفر و فساد اہانت مفسدین چہ قدر تاکید بلیغ میفرمایند و منافع و فوائد آنرا بتقریرات رنگا رنگ می فہمانند آیا ہیچ یکے از بندگان انقیاد شعار میرسد کہ با وجود ایں تقدر تاکید اکید مولا تغافل و تساہل نماید و پاسداری جان و مال و جاہ و جلال در مقابلۂ امتثال احکام ذوالجلال بخیال آرد و اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم - زیادہ بجز دعائے ازدیاد مراتب جاہ و جلال و ترقی مدارج عز و اقبال چہ بنگارد - والسلام مع الاکرام *

نمبر ۵۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت نواب وزیر الدولہ بہادر والی ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب حشمت مآب شوکت انتساب قرب اکتساب

شہامت نشان جلالت عنوان نواب سیر الدولہ محمد وزیر خان بہادر زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ - بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم مشعر بر صحت مزاج وہاج مشتمل بر مراتب اخلاص و اتحاد و خلت و ودادر سید مضامین خلت آگین بر منصۂ ظہور رسید مراتب فرحت بے نہایت و مدائح مسرت بغایت بخشید الحمد للہ حق جل و علا بزم عمیم خود را بایں فضل عبادات و اکمل سعادات کہ عبارت از حب فی اللہ ہست موفق و مشرف گردانیدہ چنانکہ ایں تخم شجرۂ سنت سنیہ و رسیتہ بے کینہ کاشتہ اند بچنیں ایں شجرۂ مبارکہ را شاخ در شاخ و برگ سبز و شاداب و انتشہ ثمرات جلیلہ و باعث برکات جزیلہ دارین گرداناد - ایں فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارۂ ایں فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول مانند و خاطر خلت مقاطر را از طرف ایں فقیر و سائر مجاہدین مہاجرین مطمئن دارند کہ بفضل الٰہی جمیع روسا و ضعفا را ایں نواحی در مقدمہ اعلائے کلمۂ پروردگار و احیائے سنت سید ابرار و رفاقت ایں عاجز خاکسار بحدے چست و چالاک اند کہ حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی است آنچہ مراتب محبت و اخلاص مہربان ہندوستان با ایں فقیر مصروف میکردند آنہا ازاں در حق جمیع اقوام افغان عموماً و قوم یوسف زئی خصوصاً تصور باید کرد و آنے اینقدر تفاوت ہست کہ اگرچہ صرف جان خود را در بیمقدمہ میسوجے یعنی شمار نداد و در بذل مال لاچار اند کہ استطاعت ندارند بناء علیہ یک گونہ تردد و تفکر بود مخلصین ہندوستان کہ از جنس غربا و ضعفا راند و بحمیت اسلامی و غیرت ایمانی موصوف اند دور خدمت گذاری مہاجرین و مجاہدین حاضر ہر چند جد و جہد میکردند کہ در خدمتگذاری حزب اللہ شریک شوند اما چوں طریق ارسال مصارف نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخر الامر طریقے نہایت محکم و سہل بدست آمد کہ صاحبزادۂ یگانۂ آفاق مولانا محمد اسحاق بر آن اطلاع میدارند بنا بر آن مخلصین مذکورین بجان و دل کوشش نمودہ و بقدر استطاعت خود مثل انصار کبار از خرمہرہ و فلوس گرفتہ تا دو پیہ و اشرفی قدرے جمع نمودہ ارسال کردند اکثر آن رسید و بعضے ازان انشاء اللہ خواہد رسید بالجملہ ہر کہ نزد مولوی محمد اسحاق صاحب چیزے خواہد فرستاد نزد ایں جانب بلا تکلف خواہد رسید و آنچہ مولانا ممدوح سابق انکار اخذ مرسولہ مجبیں می نمودند محض بنا بر ہمیں معنی بود کہ ایشاں از طریق ارسال بدست نیامدہ بود الحال کہ بدست آمد انشاء اللہ انکار ہم نخواہند فرمود اعلاماً نوشتہ شد تا خاطر خاطر از پریشانی مصئون ماند از طرف ما فقرا تردد ے و تفکرے لاحق حال نشود کہ از طرف خرچ ہم عسرتے نیست و آنچہ مصارف بنائے مقدمۂ جہاد ضروری است عنقریب خواہد رسید - برادرم مکرم میان میر سید احمد علی صاحب نیابۃً از طرف آن حشمت مآب بہیبت مآمت بجا آوردند حق تبارک و تعالیٰ قبول فرماید برادر ممدوح اظہار نمودند کہ آن حشمت مآب با ایشان بانعیتی فرمودہ بودند کہ اگر خللے یعنی ایں فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من بیعت او بجا آرند و اگر آوازۂ ایں دعوی محض از زبان رفقا سر برمی زند پس چندان اعتبارے ندارد - مہربان من حقیقت الامر اینست کہ ایں فقیر محض از زبان خود ہم دعوی مذکور نمیکند بلکہ ایں عاجز وفاکسار وذرۂ بیمقدار را بالشک و ریب از پردۂ غیب بریں منصب شریفہ از مدت مدیدہ منصوب گردانیدہ اند و بالفعل باظہار آن مامور ساختہ خدائیکہ عالم الجہر و الخفیات و السر و الاعلان ہست گواہ ہست بریں معنی کہ این بندۂ درگاہ قادر مقتدر و عاجز عبودت شعار کبھی صادق بحث است اصلاً و مطلقاً کذب را در آن مدخل نیست و انچہ یعنی را بالیقین بتصور فرمایند در سویدائے قلب ہرگز قرار ایں منصب نمیکند مقبول بارگاہ لایزال ہست و ہر کہ بانکار پیش می آید بیشک مطرود بارگاہ رب ذوالجلال - روز یکہ ہمہ اولین و آخرین بحضور مالک من کہ مالک عالمین ہست بحضن کرم خود مرا منصب بخشیدہ و دوبرے تجدین کہ رئیس المرسلین است کہ ببرکت اتباع ایں منصب یافتہ مجتمع خواہند گردید رفیقان من کہ بایں منصب اقرار کردہ اند بلکہ ہم مناصب

عزت و وجاهت خواهند رسید و مخالفان من که از منصب من انکاری دارند در ممالک ذلت خواهند کشید فرجائے قیامت بیشک آمدنی نیست و بلاریب اینهمه تماشا ظاهر شدنی هرگز نخواهد که کسے از مخلصین بایں ذلت گرفتار شود لاکن چه کنم که استطاعت ندارم که هرکس را کشان کشان در متابعت خود آرم - زیاده والسلام مع الاکرام -

تحریر بتاریخ بست و ششم ماه شعبان ۱۲۴۲ هجری از مقام خاص ضلع سوات +

نمبر (۵۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاه اعلی جایگاه ریاست و سیاست و دستگاه جلالت نشان سردار سرداران سلطان محمد خان زاد الله اقبالا مع التوفیق والهدایة - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - از روز یکه علاقه اخلاص و اتحاد و محبت و وداد فیمابین ما و شما در ربقه سلطنت کابل متحقق گردیده و آثار آن از جانبین بر منصه ظهور رسیده از همان روز علاقه مذکوره از طرف این ضعیف در مراتب استحکام روز افزون بست و در مدارج الیام از حد افزون چنانچه این ضعیف فی الحال هم بر همان منوال خواهان ترقی مدارج دارین آنجناب هست و جویائے بهبودی کونین آن عالی قباب بست شب و روز بدعائے خیر و رفع شما مشغول ام و هدایت و استقامت شما از بارگاه واهب العطایا مامول هر چند درین چند ایام راه رسل و رسائل منقطع شده اما خیال بدخواهی شما در دل اخلاص منزل نرسیده و سبب انقطاع مکاتیب همین بود که چنان مسموع شده که در رود و قایم و داد این ضعیف بنابر پاسداری سردارکان باعث تکدر خاطر عاطر می گردید بنا علیه اراه رسل را مسدود گردانیده بر مجرد دعائے غائبانه اکتفا کرده می شود اما الحال که منصب سرداری پشاور رسیده و بر مسند ریاست و سیاست نشستید لابد بحکم کریمه کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ و کریمه اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ - تجدید دعوت پارینه بملاحظه اتحاد دیرینه لازم آمد پس اے برادر عزیز این نصیحت بگوش هوش بشنو و این مضمون بغور تمام و ریاب که این دنیا دکار و بار دنیا همه گذشتنی و گذاشتنی هست و این جاه و جلال و عز و اقبال همه بر باد شدنی هوشیار و تجربه کار همانست که خیال خود پرستی بایں متاع قلیل الانتفاع در دل اونه نشسته و جان خود را بایں زندگانی فانی نه بسته **فرد** مجو در کدستی عمد از جهان کسست نهاد * که این عجوزه عروس هزار داماد هست + اینک سردارکان را چه قدر غرور و نخوت و خیال عزت و عظمت در دل نشسته و خیالات خود پرستی دماغ ایشان را گرفته با چندین شور و شغب کمال جد و تعب بمخالفت رب العالمین بمحض پاسداری خاطر کافرلعین گرفته و فساد و عناد و عناد بر بسته بر سر چند از فقرائے مهاجرین و غربائے مجاهدین که محض تارک دنیا و طالب دین و خادم حکم رب العالمین و سنت سید المرسلین اند چه لشکر کشی ها نمودند و راه عداوت و بدخواهی پیمودند از انجا که ایشان بر لشکر و توپخانه و شاهین خانه خود مغرور بودند و ما فقرا بتائید مالک خود مسرور - بنا علیه غیرت ایمانی بجوش آمد و تائید یزدانی در خروش بچشم انصاف - ببین که چنان در یک لمحه شعبده تقدیر آسمانی بظهور رسیده و روز اقبال آن مغرور بشب ادبار در طرفة العین بدل گردید آخر الامر بکمال ذلت و خواری و نهایت خسارتی تنها بحضور مالک علی الاطلاق ملک بالاستحقاق بجان خود حاضر گردیدند آنجا آن کافرلعین بار بود و نه کسے از منویان منافقین غمخوار پس شما الآن که فی الحال هوشیار شوید و از خواب غفلت بیدار که آخر روزے پیک اجل بشما هم خواهد رسید و در محکمه حساب کتاب بحضور رب الارباب حاضر خواهید گردید و دوستی کافرلعین و خوشامد و تملق منافقین مبین و دشمن سازی

شیطان بدراہ و توجیہات ملایان گمراہ بیع منفقے بشما نخواہد بخشید ہر چند اکثر عمر گرانمایۂ خود در مخالفت ربّ العالمین و تملق منافقین بیدین و دوستی کافرین صرف نمودید در راہ نفس پرستی و دنیا طلبی شب و روز پیمودید و ہر بار عہد و میثاق بر اطاعت مالک علی الاطلاق بربستید فی الحال بپاسخ طرد از خود نشنیدید امامنکہ نائب مرسول مقبول ام و بدعوت بندگان الٰہی براہ راست شریف روز مشغول بزبان حال و قال ہمیں کریمہ میخوانیم قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ + و شب و روز ہمیں بیت در مخاطبۂ شما بر زبان می رانم **بیت** بازآ بازآ ہر آنچہ کردی بازآ ۔ صد بار اگر توبہ شکستی بازآ + باجملہ اگر ذرہ از ایمان می دارید و باز پرس آخرت الیقین می شمارید و خدائے خود را مالک خودی ستایید و خدمت دین خود را از لوازم بندگی می انگارید و از دوستی کفار دست می بردارید پس اینک راست بے کم و کاست بشما نشان میدہم کہ باعث ترقی مناصب دنیوی باشد و ہم موجب علو مدارج آخروی کہ خود را وقف رضائے دین ربّ العالمین و موافقت زمرۂ مجاہدین و مقابلۂ کفرۂ بیدین چست نہ بندید و ہیں بندہ درگاہ الٰہی القیتین از ہوا خواہان خود تصور کنید و اگر دوست از محبت کفار نخواہند برداشت و با زمرۂ مجاہدین کہ خدام دین ربّ العالمین اند علم مخالفت خواہند افراخت و نرد وغا و دغل با ایشان خواہند یافت و بنیاد تعدی و ظلم محکم خواہند ساخت پس بالیقین بدانید کہ ہر چند ما عاجزان ناتوانیم و فقرائے بے سر و سامان امادگار پاہماں قادر ذوالجلال ہست و قدرت کاملۂ او لم یزل ولایزال کہ پشۂ ناچیز بحکم او مثل نمرود را کشتہ و ضعیفے بے تمیز رشتۂ حیات عنید را باذن او گسستہ اگر با من راہ دوستی می پیمائی پس ہماں یار دیرینۂ توام و اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالک من بترس کہ مالک من نہایت عبور ہست و بغایت پر زور ہرگز مقابلۂ او نمی توانی کرد و بجز حسرت و ندامت ہیچ نخواہی برد آخر مرد ہستی و دلاف مردانگی میزنی اگر این مردانگی در راہ خداوند خود صرف کردی مردی والا از ہمہ نامردی و در حسرت و ندامت مردی اینہمہ قیل و قال کہ بار بار با تو میکنم خدا آگاہ ہست کہ محض بنا بر خیر خواہی شماست والا پروائے کسے ندارم و التجا پیش کسے نمی آرم کہ عنایت مالک خود مرا پس ہست باقی ہمہ ہوس ہست انچہ شمار اد مقدمۂ موافقت ربّ العالمین و مخالفت کافرین یا بالعکس منظور باشد آزاد و جواب این رقیمۂ الوداع مفصل برنگارند ۔ والسلام من اتبع الہدیٰ

تحریر تا پنج بست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۲۴۲ھ ہجری +

نمبر (۵۹) مکتوب در سلسلۂ پیران طریقت امیر المؤمنین سیّد احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین وعلیٰ آلہ واصحابہ السالکین ۔ اما بعد پس ہر کہ بشرف بیعت (بدست سیّد صاحب یا بدست خلفاء سیّد صاحب) مشرف شدہ و در سلک طریقۂ عالیۂ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسط فقیر سید احمد منسلک گشت بداند کہ این فقیر را در اخذ برکات این طرق دو وجہ ہست وجہ اول اویسیہ و آن در طریقۂ چشتیہ از روح مقدس حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و در قادریہ از روح مقدس حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقۂ نقشبندیہ از روح مقدس حضرت امام الشریعۃ والطریقۃ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمہم اللہ متحقق گردید و در طریقۂ مجددیہ و محمدیہ پس بالتوسط احدے از جناب حضرت حق مستفید

گردیده و ایں حصول مقام اُویسیہ اگرچہ محض بفضل الٰہی متحقق شدہ لیکن آنرا بسببے از اسباب ظاہرہ نیز باید و آں سبب در حق ایں فقیر دُعائے حضرت پیر و مرشد خود ہست ۔

شجرۂ خاندان چشتیہ

وجہ ثانی انسلاک بطریق بیعت و اجازت در سلک مشائخ طرق مذکورہ و آں بریں وجہ ہست ۔ ایں فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوۃ العلماء والمحدثین ووارث الانبیاء والمرسلین وحجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ **عبد العزیز** ہست و ایشانرا بجناب والد ماجد خود شاہ **ولی اللہ** و ایشانرا بجناب والد ماجد خود حضرت شیخ **عبد الرحیم** ہست و ایشانرا شیخ **رفیع الدین** و ایشانرا بشیخ قطب عالم و ایشانرا بشیخ **نجم الحق** جانشین شیخ و ایشانرا بشیخ **عبد العزیز** و ایشانرا بشیخ بہ قاضی خان یوسف ناصحی و ایشانرا بشیخ **حسن** طاہر و ایشانرا بسید راجہ حامد شاہ و ایشانرا بشیخ حسام الدین مانکپوری و ایشانرا بخواجہ نور قطب العالم و ایشانرا بشیخ علاء الحق و ایشانرا بشیخ اخی سراج و ایشانرا بسلطان الاولیاء حضرت نظام الدین و ایشانرا بہ امام الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج و ایشانرا بخواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشانرا بہ امام الزاہدین حضرت شیخ معین الدین چشتی و ایشانرا بخواجہ عثمان ہارونی و ایشانرا بحاجی شریف زندنی و ایشانرا بخواجہ مودود چشتی و ایشان را بخواجہ یوسف چشتی و ایشانرا بخواجہ محمد چشتی و ایشانرا بخواجہ ابو احمد چشتی و ایشانرا بخواجہ ابو اسحق چشتی و ایشانرا بخواجہ علوی سنوری و ایشانرا بہ ابو ہبیرہ بصری و ایشانرا بہ حذیفہ مرشی و ایشانرا بسلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشانرا بہ فضیل بن عیاض و ایشانرا بہ عبد الواحد ابن زید و ایشانرا بخیر التابعین حسن بصری و ایشانرا بہ امام الاولیا قدوۃ الاصفیا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و ایشاں را بجناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم

شجرۂ قادریہ

و ہمچنیں شیخ عبد الرحیم (جدِ شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ) انتساب بیعت و اجازت بطریقہ قادریہ بسید عبد اللہ اکبر آبادی ہست و ایشانرا بسید آدم بنوری و ایشاں را بجناب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی ہست و ایشاں را بجناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشانرا بہ شاہ کمال و ایشاں را بہ شاہ فضیل و ایشانرا بسید گدا رحمن و ایشانرا بسید شمس الدین عارف و ایشاں را بسید گدا رحمن بن ابی محسن و ایشانرا بہ شیخ شمس الدین صحرائی و ایشانرا بسید عقیل و ایشاں را بسید بہاؤ الدین و ایشانرا بہ سید عبد الوہاب و ایشاں را بسید شرف الدین قتال و ایشانرا بسید عبد الرزاق و ایشاں را بجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رح و ایشاں را بہ شیخ ابو سعید مخزومی و ایشاں را بہ شیخ ابو الحسن قرشی و ایشانرا بہ شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشانرا بہ شیخ ابو الفضل عبد الواحد و ایشاں را بہ شیخ عبد العزیز میمی و ایشاں را بہ شیخ ابو بکر شبلی و ایشاں را بہ سید الطائفہ جنید بغدادی و ایشاں را بہ شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشاں را بہ شیخ معروف کرخی و ایشانرا بہ شیخ علی رضا و ایشانرا بہ امام موسیٰ کاظم و ایشانرا بہ امام جعفر صادق و ایشاں را بہ امام محمد باقر و ایشانرا بہ امام زین العابدین و ایشانرا بہ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ و ایشانرا بسید الاولیاء

خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وایشاں الی السید انبیاء محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ

پنجمیں شیخ عبد الرحیم (جدّ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ) را انتساب بیعت و اجازت در طریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ بہ سید عبد اللہ اکبر آبادی ہست و ایشاں را بہ سید آدم بنوری و ایشاں را بہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی و ایشاں را بخواجہ باقی باللہ و ایشاں را بخواجہ امکنگی و ایشاں را بمولانا درویش محمد و ایشاں را بہ مولانا زاہد و ایشاں را بخواجہ عبید اللہ احرار و ایشاں را بمولانا یعقوب چرخی و ایشاں را بہ امام الشریعۃ والطریقہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند و ایشاں را بخواجہ محمد بابا سماسی و ایشاں را بخواجہ امیر کلال و ایشاں را بہ خواجہ محمود انجیر الفغنوی و ایشاں را بخواجہ عارف ریوگری و ایشاں را بخواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی و ایشاں را بخواجہ یوسف ہمدانی و ایشاں را بخواجہ ابو علی فارمدی و ایشاں را بہ امام القاسم قشیری و ایشاں را بہ شیخ ابو علی دقاق و ایشاں را بہ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی و ایشاں را بہ شیخ ابو بکر شبلی و ایشاں را بہ سید الطائفہ جنید بغدادی و ایشاں را بہ شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشاں را بہ شیخ معروف کرخی و ایشاں را بہ امام علی رضا و ایشاں را بہ امام موسیٰ کاظم و ایشاں را بہ امام جعفر صادق و ایشاں را بہ پدر القاسم محمد و ایشاں را بہ جد امجد قاسم بن محمد و ایشاں را بہ سلمان فارسی و ایشاں را بہ امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء والراشدین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و ایشاں را بہ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

پس جملہ برادران دینی را کہ بدست ایں فقیر یا خلفاء ایں فقیر بشرف بیعت و توبہ مشرف گردیدند و در سلک طریقۂ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسط ایں جانب منسلک گشتہ اللہ تعالیٰ بفضلہ و کرمہ ایں ہمہ طریقہ با نصیب ایشان گرداناد و در اتباع شریعت غرا استقامت عطا کناد آمین ✦

خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ میں بعد حمد باری تعالیٰ جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالائق بے علم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام کو پورا کرا دیا بواعث تحریر کتاب ہذا اور اسکے بعضے فوائد متعدیہ کو بھی پبلک (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل یہ کہ ناظرین باانصاف پر اس کتاب ہدایت باب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ سید صاحب کی ذات مقدس اور آپکے خلفاء نامدار بلکہ آپ کا ہر ایک پیرو کار خیر القرون کے مسلمانوں کا ایک نمونہ اور مثلہ من الآخرین بلکہ قلیل من الآخرین کے موعود ابرار کی ایک مثال تھا۔ ان بزرگوں کے حالات زندگانی اور کارنامجات ایمانی ہماری موجودہ اور آیندہ نسلوں کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہیں بلکہ قابل تتبع ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگوں کے کارنامجات اور حالات زندگانی دروبست تحریر ہو کر آج تک شائع نہیں ہوئے۔ اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگوں کے دو ایک بقیہ صحبت یافتوں بھی اس دنیا سے رحلت کر جائیں۔ اُن کے بعد ان بزرگوں کے عمدہ حالات جو اب زندہ سے لکھنے کے قابل ہیں فراہم ہونا مشکل ہو جائیگے۔ اس واسطے مینے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ جمع کر کے شائع کر دوں تاکہ روز قیامت لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہیں ✦

دوم ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور دوسرے متعصب مؤلفوں نے سید صاحب سے خیر خواہ اور خیر اندیش سرکار انگریزی کے حالات

کو بدل سدل کر ایسے مخالفت کے پیرایہ میں دکھلایا ہے کہ جس سے ہماری فاتح قوم کو آپکے پیرؤں لوگوں سے سخت نفرت ہوگئی ہے۔ پس اِس دھوکہ بازی اور غلط فہمی کے دُور کرنے کے واسطے بھی مینے ضرور سمجھا کہ سیدؐ صاحب کے کل سوانح عمری اور مکاتیب کو جمع کرکے آپکے صحیح خیالات اور واقعی تحریرات کو پبلک کے سامنے پیش کرکے اُس خیال باطل کو اُن کے دل سے دُور کردوں۔ آپکے سوانح عمری اور مکاتیب میں ہیں سو زیادہ ایسے مقام ہیں جہاں کھُلے کھُلے اور علانیہ طور پر سیدؐ صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔

سوم۔ بعض نافہم اور متعصب مسلمان خصوصاً ولایتی لوگ جو سیدؐ صاحب کے صحیح خیالات اور واقعی حالات سے واقف نہیں ہیں وقتاً فوقتاً غالباً بغرض مدافعت اور سلف ڈفنس یعنی حفاظت خود اختیاری اسوقت بھی ہماری سرکار کے مقابلہ کو کھڑے ہوجاتے ہیں اِسواسطے بھی مجھ کو ضرور ہوا کہ یہ سوانح عمری مع مکاتیب کے اُن متعصبوں کے سامنے پیش کرکے یہ دکھلاؤں کہ سیدؐ صاحب کا جہاد صرف اُسوقت کے اُن ظالم سکھوں سے تھا جنھوں نے اُسوقت پنجاب کے مسلمانوں پر قیامت برپا کر رکھی تھی نہ کہ سرکار انگریزی سے پس اِس امر میں بھی اُن کو سیدؐ صاحب کی پیروی کرنی ضرور اور لازم ہے۔

چہارم حضرت آدمؑ سے لیکر سیدؐ صاحب تک جسقدر ہادی من اللہ مدرسہ وہبی سے تعلیم پاکر اِس دُنیا میں آئے ہیں اُنکی شرافت قومی (غالباً اسرائیلی یا قریشی) اور حالات طفولیت اور کیفیت تحصیل علوم ظاہری اور طرز معاشرت اور سادگی تحریر و تقریر و طریقہ تعلیم اور نشر ہدایت اور فیض باطنی اور قوت جاذبہ اور نفرت از حب دُنیا و طلب جاہ اور غایۃ ابتہا۔ اور صبر و تحمل اور قناعت و عفت اور شجاعت اور ظہور کرامات اور خرق عادات ٹھیک ویسے ہی ہوتے ہے ہیں جیسے کہ سیدؐ صاحب کی ذات بابرکات میں اُن خوبیوں کا جمع ہونا اِس سوانح میں بیان ہوا ہے (لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا) پس اب یا آیندہ جو کوئی سچا ہادی تعلیم یافتہ اُس وہبی مدرسہ کا دُنیا میں آویگا تو اُسکی ذات مقدس میں یہی علامات جمع ہونگی جس سے اُنکی شناخت میں کچھ دھوکا نہیں ہوسکتا۔ چونکہ واقفان علم سیر اور تواریخ اسلام پر یہ بات بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اِسوقت تک بیسیوں آدمی یا تو بوجہ خلل دماغ یا بغرض طلب دُنیا دعویدار کاذب نبوت و ہدیت و مسیحیت کے ہوکر بفحوائے کریمہ (جاء الحق و زہق الباطل) ذلیل اور خوار بھی ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی جائے تعجب نہیں ہے کہ ہمیشہ سے ایسے کاذب دعویداروں پر بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں جاہل اور جاہل بقاعدہ بھیڑ چال ایمان لاکر اصل جوہر ایمان کو برباد کرتے رہے ہیں۔ پس اِس سوانح کی تحریر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اِس سوانح کو مطالعہ کرنے کے بعد ایک فہمیدہ اور سعید ازلی آدمی کسی بزرگ کو اپنا رہبر مقرر کرکے ایسے صادق اور کاذب دعویدار میں بخوبی تمیز کرسکیگا۔ جب یہ کتاب لکھی جارہی تھی اُسوقت ایک بزرگ باشندۂ پنجاب جو پہلے سے مہدی ہونے کے دعویدار تھے اور اب ترقی کرکے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہوبیٹھے تھے تو اِس دعوے کو خلاف اپنے خیال کے دیکھکر مجھ کو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب میں نے انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیوں میں جو متعلق مہدی اور مسیح کے ہیں غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی کوئی دوسرا نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمانوں کی قوتیں ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتیں چھاتی پیٹیں گی اور بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر مسیح کو آتے دیکھیں گے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ مسیح اپنے فرشتوں کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اُسکے پیارے لوگوں کو دُنیا میں ایک حد سے دوسری حد تک جمع کردینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت پر

بیٹھے گا اور سب قومیں اور بادشاہ اُسکے آگے کیے جاوینگے اُسوقت وہ اپنے مخلص لوگوں سے فرماویگا کہ اِس بادشاہت کو جو روز بنائے عالم سے تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے میراث میں لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اُسوقت سب بدکار ہلاک کرکے دوزخ میں ڈالدیے جاوینگے" ۔ مذہب اِسلام بھی اِس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح حاکم عادل نزول فرماکر تمام دُنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سوروں کو نیست و نابود کردیوگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹ کر مذہب اِسلام باقی رہ جاویگا اور بوجہ نہ باقی رہنے قوم کفار کے جزیہ جہان سے موقوف ہوجاویگا اور لوگوں کے دلوں سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بُلائے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نہ کریگا اور یہانتک لوگوں کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دُنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور جہانتک آپکی نظر پہونچیگی وہانتک کوئی بیدین اور کافر زندہ نہ رہے گا اور چالیس برس تک اِس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح ساری دُنیا کی بادشاہت کرکے صاحب اولاد ہوکر فوت ہونگے" ۔ پس اگرچہ مسیح موعود جسکے جلال اور اقبال کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ مینے کسیقدر ذکر اوپر کیا ہے در ہیل وہ بزرگ باشندہ پنجاب ہی ہیں توچشم ما روشن دل ما شاد بجائے نزول ایک عربی یا رومی یا شامی یا یورپین مسیح کے اگر ہمارا ایک واقفکار اور وطنی آدمی اِس عمدہ جلیلہ پر ممتاز ہوا تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھ کر اُن پیشین گوئیوں مذکورہ بالا کا مورد ہوگا تو ہم لوگوں کو بھول نہ جاویگا ۔ ایسے دعوے عظیمہ کے ثبوت میں مسیح یا اُسکے حواریوں کا عقلی اور نقلی دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کرنے زبانی یا کاغذی جدال قتال کرنا اور یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ کو قبول کرو ٹھیک ایسا ہے کہ جیسے ایک دیوانہ شخص کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے اور فلاں فلاں وجوہات سے میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے ۔ اے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں فرد واحد ہے اِسکو اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی حاجت نہیں ۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ۔ جو علماء بے بصیرت ایسے دعوے جلیلہ کی تردید میں اُس سے بحث کرتے ہیں وہ خود ہی نیم دیوانے ہیں ۔ تھوڑا انتظار کیوں نہیں کرتے اگر در ہیل وہ مسیح موعود ہے تو عنقریب اُسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دُنیا میں پھیل جاویگا اور وہ کل پیشین گوئیوں مذکورہ بالا کا مورد ہوگا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مار کر اور روسیاہ ہوکر تھوڑے دن کے بعد خود ہلاک ہوجاویگا اور ہزارہا مسلمانوں کے ایمان کا خون کرجاویگا ۔ میرے نزدیک ایک عقلمند اور سعید ازلی کو اسیقدر بس ہے ۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ نظم

مجھ سے جو کچھ ہوسکا خدمت میں حاضر کردیا	قدردانی منصف والا ہمم کے ہاتھ ہے
خاتمہ اِس کا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا	خاتمہ بالخیر پر اہل کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ✣

خاکسار خان نثار قوم محمد جعفر تھانیسری نزیل کمپ انبالہ عفی عنہ مؤلف کتاب ہذا ✣

تمت بالخیر

تصوّف کی سراپا رحمت کتابیں

جذب الاصفیا الی فضائل المصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی جناب عربی فداہ روحی اُمی وابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل پر ایک صوفیانہ قرآن و حدیث سے تلخیص مصنف صاحب نے آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے فضائل کو قرآن و احادیث صحیحہ و اقوال بزرگان عظام سے ثابت کیا ہے۔ عاشقان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک نہایت مستند اور اعلیٰ درجہ کی کتاب لاجواب ہے۔ صوفیانِ صفا کیش اس کو حرزِ جان بنائیں۔ اور سعادت دارین حاصل کریں۔ قیمت صرف ۴؎

القول المقبول فی علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی جناب نبی عربی فداہ روحی اُمی وابی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر ایک محققانہ اور مصدقانہ قرآن و احادیث صحیحہ سے ثبوت مصنف صاحب نے اس بات کو نہایت عمدہ اور واضح طور پر قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ بس قابل دید و لاجواب کتاب اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت صرف ۱؎

مثنوی تحفۃ العاشقین مع تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادۂ الست مقبول بارگاہ احد

حضرت شاہ عبدالصمد قدس سرہ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف میں سے ہیں۔ اُردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا۔ اور سچ وجہ ان کے مقبول عام اور فائدہ مند ہونے کی ہے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھپائی گئی ہیں۔ قیمت صرف ۱۲؎

اُردو ترجمہ کتاب عین الفقر

یہ کتاب پیرار الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باھُو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے۔ اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اس دُرِ یتیم کو اس کو خرید فرماویں۔ یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط اُردو میں چھپ کر اُردو میں تیار ہوگئی ہے۔ قیمت صرف عہ؎

اُردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے۔ خدا سے ربط و اتحاد پیدا کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو۔ طالبانِ مولا کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیانِ صفا کیش اس کو حرزِ جان بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں۔ کتاب قابل دید ہے قیمت عہ؎ ۱۲

اُردو ترجمہ کتاب محک الفقر

یہ رسالہ حضرت سلطان باھُو قدس اللہ العزیز کی تصنیف ہے اور طالبان مولا کی خاطر اس کا ترجمہ فارسی سے اُردو میں کیا گیا ہے۔ بڑا قابل دید نایاب کتاب ہے قیمت عہ؎ ۱۲

اُردو ترجمہ کتاب شمس العارفین یہ کتاب حضرت سلطان باھُو قدس سرہ العزیز کی تصنیف سے سات بابوں پر منقسم ہے۔ اور ہر ایک باب میں ایک ایک مضمون پر دلچسپ بحث ہے۔ مسائل تصوّف کو نہایت تفصیل سے حل کیا ہے۔ قابل دید و نایاب کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

اُردو ترجمہ کتاب نفحات الانس یہ بے نظیر کتاب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی علیہ الرحمۃ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے۔ حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اِس کتاب میں حضرت نے تمام اولیاء اللہ کے حالات مع اُن کی کرامات بہ تفصیل قلمبند کئے ہیں۔ اور جس طریقہ سے بیان ہوئے ہیں وہ عجیب و غریب ہے۔ کتاب ہذا میں مردانِ خدا کے علاوہ جو خاتونِ باصفا اولیاء اللہ گذری ہیں اُن کے حالات بھی حضرت نے نہایت تحقیق سے لکھے ہیں۔ اور سب سے اول مسائل تصوّف پر ایک زبردست بحث کی ہے۔ نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ۔ قیمت ۱۰ر

مثنوی مراد العاشقین یہ مثنوی زلیخا ملّا جامیؒ کے بحر میں حضرت قدوۃ السالکین سید مراد علیشاہ صاحب کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے۔ یہ ایسی دلچسپ اور مقبول و مؤثر نظم ہے کہ اگر کوئی خوش الحان شخص پڑھے تو سامعین فوراً وجد میں آجاتے ہیں۔ اور جوشِ محبّت سے ان پر رقّت طاری ہو جاتی ہے۔ دردمندوں اور عاشقانِ الٰہی کے لیے تو گویا خدا سے ملنے کا زینہ ہے + قیمت ۶ر

اُردو ترجمہ کتاب رفیق السالکین اِس کتاب میں امام العارفین سراج السالکین محبوب خدائے ذوالجلال حضرت میر کلال رحمت اللہ المتعال کے مبارک حالات ہیں۔ اِس نایاب کتاب کا بھی طالبانِ مولا کی خاطر اُردو ترجمہ کرایا گیا ہے۔ یہ کتاب مشائخان طریقہ نقشبندیہ عالیہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے حضرات کے لیے بھی ازبس مفید اور قابل مطالعہ ہے۔ قیمت ۶ر

مختصر مجموعہ وظائف چشتیہ مترجم بترجمہ اُردو و ترجمہ ہندی بطرز مُسدّس جس میں نود و نہ ۹۹ نام بارتعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اسبوع شریف و درود و مستغاث اور شجرہ خاندان چشتیہ درج ہیں۔ مترجم نے ترجمہ ہندی نظم میں بطرز مسدس اِس خوش اسلوبی سے کیا ہے جو تعریف کا محتاج نہیں۔ اِس کے دو بند مجلس صوفیا میں پڑھے جائیں تو حاضرین وجد میں آئیں۔ اور سامعین از خود رفتہ ہو جائیں۔ قیمت ۸ر

اُردو ترجمہ چہل مکتوب حضرت خواجہ عثمان جالندھری نقشبندی علیہ الرحمۃ اِن چالیس مکتوبات میں حضرت نے مسائل توحید کو جس خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے وہ انہیں کا حصّہ تھا۔ قیمت عہ ر

اُردو ترجمہ کتاب مجمع الاسرار جناب پیر بہادر شاہ صاحبؒ نے طریقہ قادریہ کے ذکر اذکار اور اوراد کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ و سلسلہ چشتیہ کے ذکر اذکار وغیرہ بھی بتفصیل بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ بعض عملیات بھی بوضاحت لکھے ہیں۔ اور اس کے ساتھ طریقہ اویسیہ کے حالات پر نہایت عمدہ بحث فرما کر طالب کی تسلی فرمائی ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

المشتہر۔ منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ پنجاب

حیات جاودانی یعنی مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بزبان اُردو

یہ کتاب نایاب جو حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کرامات و مناقب میں جامع ہے۔ عربی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ اِس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر اخیر تک کے کل حالات مع کرامات عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپ کے علم و فضل کے حالات آپ کے مدرسہ کی کیفیت آپ کے یاران صحبت کی سوانح اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپ کے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے۔ نیز آپ کے شاگردوں کے حالات اور اُن لوگوں کا ذکر جن کو جناب عالیمقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپ کے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرہ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے۔ اِس سے پہلے آج تک اُردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں چھپی۔ لہذا ہر اس خاطر عاشقان جناب غوث الاعظم و طالبان جمال محبوب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اِس بیش بہا کتاب کو عربی سے اُردو میں بصرف زر کثیر ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۴ر +

اُردو ترجمہ کتاب تحفہ قادریہ

اِس رسالہ بابرکت میں حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری نے جو عاشق جناب سید عبدالقادر جیلانی کے ہیں۔ جناب غوث پاک کے مناقب اور کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پُر اثر طریق سے قلمبند فرمایا ہے۔ اور تحریر عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے سچے عشق اور بیتابی کا نہایت پُر درد الفاظ میں ثبوت دیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اِس کتاب کو طالبان مولا کی خاطر نہایت عام فہم اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور بہت بڑی کوشش سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

قانون عشق ہر دو حصہ

یعنی شرح کافیہائے توحید و معرفت حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری شطاری قدس سرہ العزیز۔ اشنایان دریائے حقیقت اور واقفان اسرار طریقت اور اہل تصوف کے جان نثاروں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے یعنی اوّل سے آخر تک اسیین جمیع منازل و مراتب تصوف کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اِس کے پڑھنے سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ تصوف کیا کچھ ہے۔ گویا کہ یہ کتاب مبتدی تصوف کے لیے اوّل سے آخر تک ایک کورس ہے۔ یہ کتاب ۳۵۲ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ اِس کی خوبی اور برکت پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ قیمت ۱۲ر

اُردو ترجمہ کتاب حسنات العارفین

تصنیف لطیف شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

اِس کتاب میں شہزادہ موصوف نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر جتنے بزرگان دین اور ابرار اللہ گذرے ہیں سب کے ارشادات میں سے ایک ایک بات اقتباس کر کے اِس عجیب و غریب طریق سے بیان فرمائی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز یہ بوضاحت معلوم ہو جاتا ہے کہ بزرگان بلند پایہ نے توحید کے متعلق کیا کیا ارشادات فرمائے ہیں۔ پس بے نظیر کتاب ہے + قیمت ——— صرف ۵ر

منیجر کارخانہ آبحیات وصوفی پنڈی بہاؤالدین۔ ضلع گجرات۔ پنجاب

اُردو ترجمہ کتاب مقاصد السالکین حضرت ضیاء الدین علیہ الرحمۃ نقشبندی کی تصنیف قابل قدر ہے۔ مسائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے باریک باریک نکات بیان فرمائے ہیں قیمت ——— صرف (عہ)+

اُردو ترجمہ کتاب سرّ العارفین یعنی حالات وکرامات بزرگان چشت اہل بہشت از ابتدائے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلیفہ شیخ عماد الدین تک نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ از شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری علیہ الرحمۃ۔ قیمت ——— (عہ)+

اُردو ترجمہ کتاب زبدۃ المقامات یہ نادر اور بے مثل کتاب حضرت قطب الاقطاب ہادئے شیخ وشاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رستہ امدد علیہ وخواجۂ جہان شاہ والامکان حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات۔ اور آپ کے خلفائے نامدار اور آپکی اولاد پاک کے حالات سے پُر ہے۔ حلقہ بگوشان سرکار نقشبندیہ اس نعمت غیر مترقبہ کو خرید کر عزیز جان بنائیں۔ بڑی محنت سے مشتاقان جمال نقشبندیہ کیلئے بامحاورہ اُردو ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت (عہ)

اردو ترجمہ کتاب انیس الطالبین یہ کتاب سرحلقۂ اولیاء الاصفیاء شاہنشاہ مشکلکشا خواجہ خواجگان حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری علیہ رحمۃ الباری کے مقامات وارشادات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے۔ جس کو نہایت تلاش وتجسس سے بہم پہنچا کر فائدہ عام کے لئے بصرف زر کثیر بامحاورہ اُردو ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت ——— (عہ)+

اردو ترجمہ کتاب سلک سلوک مصنفہ حضرت مولانا بخشی رحمۃ اللہ علیہ اسمیں ۱۵۰ سلک ہیں اور ہر ایک سلک نہایت دلکش پیرایہ میں لکھا ہے۔ قابل دید ہے قیمت (عہ)

اردو ترجمہ کتاب چہل حدیث یہ وہ چالیس حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ جن کو علامۂ دہر فاضل اجل محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت اور محبت سے عامہ اہل اسلام کے فائدے کے لیے جمع کیا ہے۔ اور اس کے ہی ہر ایک حدیث کے متعلق اصحاب کبار اور اولیاء اللہ کی ایسی ایسی مؤثر اور پُر عبرت حکایات نقل کی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ قیمت ——— صرف (عہ)

اُردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الواعظین یہ کتاب سراپا برکت اور رحمت مولانا مولوی محمد جعفر التھریٹی حنفی المذہب کی تصنیف سے عربی زبان میں تھی۔ اس کا اُردو ترجمہ بصرف زر کثیر عام شائقین کے لیے عموماً اور واعظین کے لیے خصوصاً کرایا گیا ہے۔ اور ہر مسلمان کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ ہونا ضروری ہے۔ قیمت ——— (عہ)

اُردو ترجمہ کتاب جواہر فریدی اس کتاب میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر مع جملہ اصحاب کبار واحوالات زندگی واد کرامات عالیہ مفصل شجرہ اولاد پاک حضرت بابا فرید گنجشکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ بالتفصیل درج ہے۔ خاندان چشتیہ کی تو گویا جان ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ صرف حضرت بابا صاحب کا نام ہی اس کتاب کی عظمت اور بزرگی کے واسطے لکھ دینا کافی ووافی ہے۔ نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ۔ قیمت صرف عہ

المشتاق منیجر کارخانہ انجمن وصوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

اردو ترجمہ جواہر علویہ یہ کتاب حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا شاہ رؤف احمد صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ خاص حضرت شاہ غلام علی صاحب نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے۔ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک بزرگان نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ نہایت عمدہ چھپ کر تیار ہے۔ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت ——— (عہ)

اردو ترجمہ لطائف خمسہ یا مقامات مظہری اس متبرک کتاب کو عالیجناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین واقف اسرار خفی وجلی حضرت مولانا سید غلام علیشاہ صاحب قدس سرہ نے حالات ومقامات وملفوظات ومکتوبات ومعمولات حضرت شمس الدین حبیب اللہ جناب مرزا جان جانان مظہر شہید قدس سرہ میں جناب حضرت مولوی نعمۃ اللہ صاحب کی کتاب سے ونیز اپنی یادداشت سے ترتیب دیکر اسکا نام مقامات مظہری رکھا ہے۔ حضرت سید غلام علیشاہ صاحب قدس سرہ حضرت قبلہ مرزا جان جانان مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص ہیں۔ آپ نے اس کتاب کی ترتیب حضرت کی دعائی اجازت سے دی ہے جس کا ذکر اس کتاب کے شروع میں حضرت نے فرمایا ہے۔ یہ کتاب حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے لیے ایک صراط المستقیم ہے۔ اس کے پڑھنے سے رحمت اور برکت کے آثار وافر نمودار ہوتے ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ جواہر بے بہا ہے۔ کتاب کے اخیر میں ایک ضمیمہ مقامات مظہریہ کے نام سے بھی شامل ہے جس کو مولوی عبدالغنی صاحب برادر زادہ حضرت مولوی رؤف احمد صاحب نے تصنیف فرمایا ہے۔ اس ضمیمہ میں مولوی صاحب نے حضرت سید غلام علیشاہ قدس سرہ اور اُن کے خلفائے نامدار کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ تمام وکمال کتاب فارسی زبان سے اُردو ترجمہ کراکر چھاپی گئی ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور اعلیٰ درجہ کی چھاپی گئی ہے + قیمت ——— (عہ)

سکینۃ الاولیا یہ کتاب تصنیف حضرت خواجہ شہزادہ محمد دارا شکوہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اسمیں مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنے مشائخان عظام کے حالات نہایت عمدگی سے لکھے ہیں اور ہر چہار طریقہ عالیہ کی نسبت نہایت محبت اور اخلاص سے اظہار عقیدت فرمایا کردہ وہ رموز باریک بیان فرمائے ہیں جس کی تلاش میں طالبان مولا اپنی عمریں کھو دیتے ہیں۔ اور انہیں اس سے واقفیت تک نصیب نہیں ہوتی۔ نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ کراکر شائع کی گئی ہے + قیمت ——— (۸ر)

اردو ترجمہ المقصد الاسنیٰ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اسماء الحسنیٰ کی شرح نہایت شرح وبسط سے کی ہے۔ اور منطقیانہ اور فلسفیانہ طور سے ہر ایک اسم مبارک کی شرح میں بحث کی ہے جو ہم نے نہایت محنت سے بامحاورہ اُردو ترجمہ کرائی ہے + قیمت ——— (۱۲ر)

مشکوۃ الانوار یہ عجیب وغریب دلچسپ کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف میں سے ہے۔ اس میں حضرت امام حجۃ الاسلام نے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی نہایت عمدہ تفسیر فرماکر مشکوۃ الانوار کی تفصیل فرمائی ہے۔ کتاب کیا ہے گویا اسرار الٰہی ہے۔ نہایت عمدہ بامحاورہ اُردو ترجمہ معہ اصل عربی کتاب۔ قیمت (۸ر)

المشتہر منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

اُردو ترجمہ کتاب مرصاد العباد

یہ کتاب علم تصوف میں جناب بدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ کی تصنیف اعلیٰ میں سے ہے۔ حضرت خواجہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ایسے ایسے مسایل تصوف بیان فرمائے ہیں کہ شاید کسی کتاب میں ہوں۔ اس کتاب کی ہم زیادہ تعریف اپنی زبان سے کرنا نہیں چاہتے بلکہ مصداق اسکے کہ مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ کتاب اپنا گرویدہ خود مطالعہ کرنیوالے کو کریگی۔ اس کتاب کی یہ خوبی ہے کہ آپ اگر اوّل سے اُسکو پڑھنا شروع کردیں تا وقتیکہ ختم نہ کرلیں کبھی نہ لینگے اور برکات روحانی سے محو ہو جائینگے۔ اور تصوّف اور اہلِ تصوف کی حالت باطنی کا نقشہ آپکی آنکھوں کے سامنے کھنچ جائیگا۔ اور وہ مقامات نظر آئینگے جو کبھی نصیب میں نہ ہوتے ہوں۔ اور اُن مسائل سے واقفیت حاصل ہوگی جو کبھی سُنے تک بھی نہ ہونگے۔ اس کتاب میں پانچ باب ہیں اور ہر باب کے تحت میں متعدہ فصلیں ہیں ہر فصل میں علیحدہ مضمون پر بحث کی گئی ہے۔ یہ متبرک کتاب جو اہلِ دل اور طالب مولیٰ کیلئے از بس ضروری ہے یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط طبع کرائی گئی ہے۔ اس کا اُردو ترجمہ نہایت سلیس اور بہت شیریں ہے۔ ضخامت ۳۶۸ صفحہ قیمت ——— (عہ ۱۲)

عربی سے اُردو ترجمہ کتاب نور العین فی مشہد الحسین

اس کتاب میں نہایت معتبر اور صحیح روایات سے مصنف علیہ الرحمۃ نے جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روشنی ڈالکر سچے واقعات کا اظہار کیا ہے۔ اور اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید لعین نے کسطرح بیدردی کیساتھ اہلبیت اطہار سے سلوک کیا ہے۔ اور اپنے باپ کی اُس وصیت کو جو اُس نے مرتے وقت کی تھی کسطرح پامال کیا۔ جناب امام حسین علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے کوفہ کیطرف جانا آپکی ہمشیرہ کا آپ کو روکنا۔ پھر اُس خاک پاک کا دیکھنا جو جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی۔ اور اُس خاک کا رنگ خون آلود دکھائی دینا۔ مکہ معظمہ میں اصحاب رسول اکرم کا جناب امام علیہ السلام کو کوفہ جانے سے منع کرنا۔ امام مسلمؓ کے پے در پے خطوط کا حصول ہونا۔ اہل کوفہ کی بدسلوکی۔ ابن زیاد کا ظلم و تشدد امام حسین علیہ السلام کے تمام رشتہ داروں کا شہید ہونا۔ اور خود جناب امام علیہ السلام کا شہادت پانا۔ افواج یزید کا خیمہ اہلبیت کو لوٹنا اور اہلبیت کو قید کرکے بیدردی کے ساتھ جناب امام زین العابدینؑ کو طوق و سلاسل پہنانا اور پا برہنہ شتروں کی مہار دیگر پابیادہ مشق کو لیجانا۔ اور یزید کا اہلبیت کو قید خانہ میں رکھنا۔ اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام سے بے ادبانہ گستاخی کرنا۔ حضرت سکینہؓ کا یزید سے سوال و جواب کرنا۔ اور اُسکو اُسکے ظلم سے آگاہ کرنا۔ یزید کا شرمندہ ہونا۔ آخرش اہلبیت اطہر کا معہ امام زین العابدینؑ کربلائے معلےٰ سے ہوکر مدینہ منورہ پہنچنا۔ اہل مدینہ کا غم حسینؑ میں حصہ لینا۔ اور اہل بیت سے اظہار ہمدردی کرنا وغیرہ وغیرہ واقعات ایسے دلی درد سے لکھے ہوئے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے ہر ایک مومن مسلمان چشم پُرآب ہو جاتا ہے۔ ہم نے اس کتاب کا نہایت سلیس اُردو زبان میں ترجمہ کرکے چھپوایا ہے۔ عاشقانِ سرکار حسینؑ کی تو گویا یہ کتاب ایمان ہے۔ اور ہر واعظ کے دیکھنے کی کتاب ہے۔ ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ مضامین اشتہار میں لکھے ہیں۔ یہ جامع کتاب جناب امام حسین علیہ السلام کے حالات میں ہے نہایت خوشخط چھپکر تیار ہے۔ قیمت صرف ۱۲ار

المشتہر
منیجر کارخانہ آبجیات و رسالہ صوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

کُتب تصوّف کا عظیم الشان سلسلہ

جواہرات کوڑیوں کے مول

مشاہیر اسلام و صوفیۂ کرام کے حالات زندگی مرتب کرنے سے یہ فائدہ پیش نظر ہے۔ کہ ہم لوگ بھی اُن بزرگوں کے روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب ہوں اور دیکھیں کہ اسلام نے اپنی سادہ اور پاک تعلیم سے قرون اولیٰ میں کیسے کیسے حکما و مشائخ اور کس پائے کے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں۔ اِن بزرگوں نے معرفت کے رموز باطنی کو طشت از بام کر دیا اور ان کی بیانتک اشاعت کی کہ آج ساری دُنیا پر شیوخ باطن کی حکومت ہے اِنکے نقش قدم پر چلنے کیواسطے انکے حالات سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اسلیے کارخانہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات (پنجاب) نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ اور اس غرض سے کہ ہر ایک شخص سانی سے خرید کر مطالعہ کر سکے قیمت نہایت کم رکھی ہے۔ فی الحال ۱۰۰ نمبرانِ ذیل تیار ہیں۔ شایقین خود پڑھیں اور اپنے بچوں اور مستورات کو پڑھائیں۔ اہل ثروت خرید کر غربا اور مسلمان طالب علموں میں تقسیم فرمادیں۔

۱	حضرت منصور بن حلاج رح	۲	۰	۱۴	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی	۲	۰	۲۷	غازی عثمان پاشا شیر پلونا	۲	۰
۲	حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی	۳	۱	۱۵	حضرت عبداللہ بن عمر رض	۳	۱	۲۸	شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد مرحوم	۳	۱
۳	حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی	۳	۱	۱۶	حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی	۲	۰	۲۹	" " حافظ نذیر احمد خانصاحب	۳	۱
۴	حضرت امیر خسرو رح	۲	۰	۱۷	حضرت عمر خیام رح	۳	۱	۳۰	راشٹ آنریبل سید امیر علی صاحب	۲	۰
۵	حضرت خواجہ حسن بصری رح	۳	۱	۱۸	حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح	۴	۱	۳۱	خلیفہ حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی	۵	۲
۶	حضرت غوث الاعظم جیلانی رح	۳	۱	۱۹	حضرت شہاب رح	۵	۲	۳۲	آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم	۵	۲
۷	حضرت سلمان فارسی رض	۲	۰	۲۰	حضرت امام شافعی رح	۴	۱	۳۳	نواب محسن الملک مہدی علیخان صاحب مرحوم	۳	۱
۸	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح	۳	۱	۲۱	حضرت خالد بن ولید رض	۵	۲	۳۴	حضرت امام ابوحنیفہ سہروردی رح	۲	۰
۹	حضرت شیخ سنوسی رح	۳	۱	۲۲	حضرت عمر بن عبدالعزیز رح	۶	۲	۳۵	شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنوی رح	۲	۰
۱۰	حضرت امام بخاری رح	۵	۲	۲۳	حضرت جنید بغدادی رح	۲	۰	۳۶	حضرت مخدوم علی علاء الدین		
۱۱	حضرت سرمد شہید رح	۳	۱	۲۴	حضرت امام غزالی رح	۵	۲		علی احمد صابر کلیری رح	۲	۰
۱۲	حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی رح	۳	۱	۲۵	حضرت امام حنبل رح	۳	۱	۳۷	حضرت کرشن مہاراج رح	۲	۰
۱۳	حضرت بابا فرید شکر گنج رح	۲	۰	۲۶	سلطان صلاح الدین غازی رح	۵	۲	۳۸	حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ	۲	۰

ایک بڑی عنایت

جو اصحاب بواپسی ڈاک صوفی کے خود خریدار بنیں۔ اُن کو پہلی کتابوں سے کوئی کتاب مفت۔ دو خریدار بنانے والوں کو دو اور تین خریدار بنانے والوں کو تین کتابیں مفت بلا قیمت دیجاوینگی۔ ۳۸ کتابوں کے مکمل خریدار سے علاوہ محصول ڈاک (عہ) لیے جائینگے۔ ۳۸ کتابوں کا حجم دو ہزار صفحے سے زیادہ ہے +

المشتہر

منیجر کارخانہ آبحیات و صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ پنجاب

قابل دید کتابیں

اصلی کیمیاگری اُردو مولفہ مولوی ظہیر احمد شاہ صاحب ظہیر بدایونی - کتاب کیا ہے گویا سونے کی کان ہے جسکو فاضل مؤلف نے حکمائے متقدمین سے کام لیکر نہایت محققانہ طور پر لکھا ہے - اس میں سونا چاندی رانگ سیسہ جست تانبہ پیتل لوہا وغیرہ دھاتوں کو بنانے کے طریقے اور اُن کے استعمال کے اصول مفصل طور پر لکھے گئے ہیں - اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ چیزیں کہاں اور کیونکر پیدا ہوتی ہیں اور انسان کو ان کے کیا کیا فائدے ہوتے ہیں اور انکا استعمال کس کس وقت پر جائز ہے وغیرہ - حجم ۲۰۰ صفحہ قیمت (عہ)

سہ صدی مکتوبات مولانا و مخدومنا شیخ زمان مقتدائے دوران محقق حقائق حقیقت مفسر دقائق کتاب الہیت فارق بیان حق و باطل فاضل میاں ناقص کامل پروانہ شمع حضرت احدیت بلبل گلستان حمدیت بقیۃ السلف مقتدا الخلف شرف الملۃ والدین حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری کے نفیس مکتوبات کا مجموعہ جن میں مضامین تصوف کچھ اس انداز سے بند کیا گیا ہے - اس لائق ہے کہ کوئی مسلمان اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہے - اس کتاب کے مضامین یہ ہیں - توحید - توبہ - طلب پیر - اہلیت شیخیت ارادت ولایت کرامت کشف تجلی ارکان طریقت شریعت و طریقت شریعت حقیقت اخلاق حمیدہ تقوی صدق وغیرہ وغیرہ صفحات ۶۰۰ تقطیع کلان - قیمت (عہ)

مکتوبات شاہ فقیر اللہ شائقین کتب متین اور سالکین سبل حق الیقین پر مخفی نہ ہے کہ اس خوش آثار زمانہ میں کتاب ہدایت انتساب یعنی مکتوبات جامع کمالات اسرار حضرت قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین کاشف کنوز دقائق واقف اسرار و معارف حقائق مخزن معارف قدسیہ معدن لطائف سنیہ قدوۃ زمان قطب دوران عارف باللہ حاجی سید شاہ فقیر اللہ صاحب علوی ہاشمی جلال آبادی قدس سرہ العزیز روشنی بخش چشم ہائے اہل بصیرت ہوا - اسمیں علم شریعت کے حقائق اور طریقت کے دقائق اس قدر اور اس قسم کے کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں کہ تعریف سے باہر ہیں تشنگان آبحیات عرفان اس کتاب سے استفادہ سے محروم نہ رہیں لکھائی چھپائی کاغذ اعلی تقطیع کلاں صفحے قریباً ۴۰۰ قیمت (عہ)

احسن الکلام یہ کتاب نہایت دلچسپ اور بابرکت ہے آمین شروع سے لیکر آخیر تک اللہ تعالی کے پاک بندوں یعنی حضرت یعقوبؑ اور آپ کے فرزندوں خصوصاً حضرت یوسفؑ کی مفصل سوانح عمری ہونے کے علاوہ حضرت کا چاہ میں ڈالا جانا پھر فروخت ہونا مصر میں جاکر مصائب و تکالیف برداشت کرنیکے بعد وایسے مصر ہونا اور پھر بھائیوں سے باسلوک پیش آنا نہایت دلچسپ واقعات ہیں - صفحات ۵۲۵ تقطیع کلان قیمت (عہ)

الصلوۃ والسلام مولفہ جناب قاضی محمد سلیمان صاحب درود شریف کے فضائل اور احکام اور لفظ صلوۃ اور سلام اور آل کی تحقیق میں یہ لاثانی کتاب ہے - اسمیں درود شریف کے محل و مواقع کے بیان کے علاوہ اُن کے وجوب عدم وجوب پر مفصل بحث کی گئی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے علاوہ حضور اور اُن کے ازواج مطہرات کے حالات تلمیذ کے گئے ہیں - اعاذ کتاب میں بہت سے صحابہؓ کے حالات لکھے گئے ہیں - لکھائی چھپائی کاغذ اعلی قیمت (عہ)

نئی اُردو تفسیر - قرآن مجید کے آخری پارہ کی تفسیر ہے جو کاشف المکنون عن مطالب عم یتساءلون کے نام سے مشہور ہے چونکہ نماز میں عموماً اخیر سپارہ کی سورتیں پڑھی جاتی ہیں اسلیے اس مختصر سی تفسیر کا دیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے تاکہ وہ اپنے نماز کے مطالب کو سمجھ کر خدا تعالی کی طرف نمازوں میں دل لگائے رکھیں - لکھائی چھپائی - کاغذ عمدہ - (قیمت ۸ر)

مجربات شیخ سنوسی اُردو - یعنی حضرت سید شیخ سنوسی کے وہ عملیات جو خدا تعالی نے آپ پر ابھارکئے اور آپنے اُنکو تجربے کے بعد صحیح اور نہایت مفید ثابت ہونے کے بعد اپنے حلقہ کے مشائخ اور مریدوں اور دوستوں کو بتلائے جس کا ہمنے ترجمہ کرکے بڑی آب و تاب کے ساتھ نہایت خوشخط اور عمدہ چھپا کر شائع کیا ہے - قیمت چھ آنے (عہ)

المشتہر

منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

اسرار التنزیل ۔ مصنفہ امام فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر ۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی نکات اور اسرار بالخصوص خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے عقلی و نقلی دلائل ۔ اُس کی کائنات کی ماہیتوں اور اُن کے فوائد اور اُس کی قدرت کاملہ کی پُر زور ثبوتوں کا منبع ہے ۔ الغرض امام صاحبؒ صوف کی مدت مدید کے غور و خوض کے نتائج کا ذخیرہ ہے کاغذ عمدہ صفحات ۴۰۰ قیمت ۶ر ۔ **نور التجلی** یہ کتاب منیۃ المصلی کا ترجمہ مع متن ہے جو فقہ حنفیہ میں سب سے پہلی اور مستند کتاب ہے جو مسائل نماز میں جامع اور تمام ممالک اسلامیہ میں مروج بلکہ درسی ہے اسکو صحیح اور معرب کر کے آسان اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے ۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت (۱۲ر) ✤ **سرمہ چشم آریہ** ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ماسٹر مُرلی دھر آریہ کے مابین مذہبی مباحثات بڑی تفصیل کیساتھ اس کتاب میں درج ہیں ۔ مذہبی جنگ و جدل کرنے اور مخالف پر پوری فتح پانے کیلئے اِس کتاب کو ضرور کیا جائے ۔ صفحات ۶۰۰ ۔ قیمت ۱۲ر ✤

مطبوعات کارخانہ صوفی

یادِ رفتگان ۔ اِس کتاب میں جسکو شہر لاہور کا روحانی گائڈ کہنا چاہیئے ۔ لاہور کے جملہ اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج کئے ہیں ۔ حضرت داتا گنج بخش صاحبؒ ۔ حضرت میاں میر صاحبؒ ۔ حضرت شاہ ابو المعالی صاحبؒ ۔ حضرت شاہ محمد غوث صاحبؒ ۔ حضرت بھجو بھگت اور دیگر بیسیوں ہندو و مسلمان فقراء کے حالات و کمالات و خوارق عادات کا مفصل تذکرہ ہے ۔ اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ ہر ایک بزرگ کا روضہ کس جگہ واقع ہے اور اُنکا کیا حال ہے منشی محمد الدین صاحب فوق نے اس کتاب میں دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے ۔ اِس کتاب کے جامع مکمل اور معتبر ہونیکے واسطے صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی دہلویؒ ۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم ۔ اے ۔ ایل ایل ڈی ۔ ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لاء پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور اور احسان شاہجہان پوری نے اسکو بہترین تصنیف تسلیم کیا ہے ۔ حجم قریباً ۴۰۰ صفحے ۔ قیمت (۱۲ر) علاوہ محصولڈاک ۔ صوفی کے چار خریدار دینے والوں کی خدمت میں مفت ۔

حالات حضرت مولانا رُوم علیہ الرحمۃ ۔ یہ کتاب منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور نے لکھی ہے ۔ اس میں حضرت مولانا کی زندگی کے تمام واقعات درج ہیں ۔ یہ کتاب ہر ایک صوفی مزاج مسلمان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت (۱۲ر) علاوہ محصولڈاک ۔ صوفی کے چار خریدار دینے والوں کو مفت ۔

شمس تبریز ۔ مولانا رُوم علیہ الرحمۃ کے مرشد حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خوارق عادات میں یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے ۔ قیمت فی جلد (۶ر) علاوہ محصولڈاک ۔ صوفی کے واسطے دو خریدار دینے پر پیشگی قیمت بھجوانیوالوں کو خدمت میں مفت ۔ **میلاد النبی** سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی ۔ قیمت (۱۲ر) صوفی کے واسطے چار خریدار دینے والوں کو مفت ✤ **آئینہ خود شناسی** تصوف کی بینظیر اور لاجواب کتاب ۔ خدا شناسی و خدا رسی کا رہبر ۔ قیمت صرف ۴ر ۔ ایک خریدار صوفی کا دینے والے کو مفت ✤

الجریان ۔ جریان کی ماہیت اسباب و خیرہ کی مکمل تشریح اور یونانی و ویدک اور ڈاکٹری اصولوں سے اسکا علاج نہایت بے نظیر اور عام فہم کتاب ہے ۔ یہ کتاب ہر ایک شخص کو ضرور منگا کر پڑھنی چاہیئے ۔ اپنا علاج آپ کرلو ۔ قیمت صرف (۱ر) **عملی صابون سازی** ۔ تین سو قسم کے دیسی اور انگریزی صابون سازی کی ترکیبیں اور نسخے مشرح درج کئے گئے ہیں ۔ بلا استاد کاریگر ہر شخص خود بخود صابون بنا کر سیکھ جاتا ہے حجم ۱۸۰ صفحے (قیمت (عہ)) ✤

المشتہر رسالہ صوفی و کارخانہ آبجیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات ۔ پنجاب

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی شہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

سرگذشت دینی برکتیں مولانا شرر کا ایک پُر مغز لکچر جسمیں مرحوم کی زندگی کی مذہبی برکتوں پر۔ قیمت (۴ر) +

عصر قدیم - مصنفہ شرر۔ ایک نہایت مکمل اور سچی تاریخ جسمیں حضرت عیسےٰ سے پیشتر کی تمام قومیں سلطنتیں مصر یونان آسیریا وبابل والوں۔ ایرانیوں۔ یونانیوں۔ سرویا والوں۔ یہودیوں عیسائیوں بطلیموں کے حالات و ضاحت سے بتلائے گئے ہیں۔ قیمت (۴ر)

معاشرت - سر جان لبک کی کتاب یوز آف لائف کا ترجمہ قیمت (۴ر)

اتالیق بی بی - ایک نہایت ہی لطیف فصیح بامذاق اور نتیجہ خیز کتاب۔ اسمیں دکھایا گیا ہے کہ بی بی کس فلسفہ سے اور کیسی منطق سے شوہروں کو فاعل مفعول کیا کرتی ہیں۔ قیمت (۱۲ر)

ابوبکر شبلی - سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب۔ حضرت شیخ شبلی کے حالات آپکا جوش حدت اور آپکا جذب و جوش و خروش (عہ)

تاریخ سندھ - نہایت مکمل مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانہ تک مستند طریق فارسی انگریزی مورخ کی تغلیط اور اسکا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا۔ دو جلدیں۔ جلد اول (۴ر) جلد دوم (۴ر)

حروب صلیبیہ - صلیبی لڑائیاں جو کئی سو سال تک بیت المقدس کی حکومت کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہوئیں۔ مصنف مزاج انگریزی مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جسمیں مستند عربی تاریخوں سے مدد لیکے نوٹ کیے گئے ہیں قیمت (۶ر)

تاریخی ناول

زوال بغداد - سب سے نیا تاریخی ناول جسمیں سنیوں اور شیعوں کی نا اتفاقی کا عبرتناک نتیجہ۔ بغداد کے مسلمانوں عیاروں اور وہاں کے شرمناک ہنگاموں اور اسکے خون لانے والے انجام کی تصویریں دکھا کے حسن و عشق کے ایک پُر لطف واقعہ کے سلسلہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ قیمت (۴ر) +

قیس و لبنیٰ (لائبریری ایڈیشن نمبر ۲) عرب جاہلیت کا ایک سچا عاشقانہ قصہ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اُس کی معشوقہ لبنیٰ کے حالات۔ یہی سوانح عمری اور یہی ناول (مطبوعہ گلدستہ پریس (۴ر)

یوسف و زلیخہ کامل - جگ بیتی نہیں آپ بیتی ہو گیا ہو یہ کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری۔ اس کے چند نا تمام اوراق ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ جو بڑی قدر کے ہاتھوں سے لیے جاتے تھے۔ اب تکمیل کے بعد اسمیں جو لطف پیدا ہو گیا ہو وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ نہایت پاکیزہ ناول ہے۔ قیمت (۴ر)

فتح اندلس - اسپین پر عربوں کا حملہ۔ ظالم فرمانروائے اسپین کی بے اعتدالیاں اور مسلمانوں کا سچا دینی جوش و ولولہ بیان نے سچے واقعات میں جان ڈالدی ہے۔ قیمت (۴ر)

فلورا فلورنڈا - ہسپانیہ عظمیٰ کے عہد خلافت آل مروان پر عیسائیوں کی حالت۔ انکا احمقانہ تعصب اور مجنونانہ جوش شہادت ایک مسلمان لڑکی کو بھگا کے خراب کرنا اور اس خرابی کا حیرت خیز اور حسرتناک انجام (لائبریری ایڈیشن) قیمت (۴ر)

مقدس نازنین - ایک برٹش لڑکی کا مراقو میں مقدس دین بنکے رہنا۔ اور آخر پوپ روم یعنی حضرت عیسیٰ کا جانشین منتخب ہو جانا۔ سند پاپائی پر وضع حمل۔ مسیحیوں میں برٹش اور مسلمانوں کی مدد سے اُس کی جانبری۔ قیمت (۴ر) +

آغا صادق کی شادی - لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک بامذاق تصویر۔ احمد کی بگڑی محمود کے سر (لائبریری ایڈیشن (۱۰ر)

ملک العزیز ورجنا - رچرڈ شیردل اور صلاح الدین اعظم۔ دل افروز معرکہ کارزار۔ قیمت (۴ر) +

حسن انجلینا - روس روم کی لڑائی۔ ایرانیوں اور ترکوں کی پھوٹ اور اسکا انجام۔ آخر میں نفاق و انحطاط در فاتحہ قیمت (۴ر)

منصورہونا - ارض سندھ میں ایک نصیری خاندان کے اگلے فتوح عرب کی یادگار۔ اسکی تباہی اور یمین محمود غزنوی کی مدد کا بھیجنا مسلمان مجاہدین کے آگے آگے اسلام کی داعی اور منتری (۴ر)

شہید وفا - غرناطہ اور اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر۔ ایک سچے بہادر و غیور عاشق کا رستاخیز پر بیان دینا۔ یہ ایک عشقیہ ناول نہیں نشر دار دو میں ایک دلسوز ڈراما ہے۔ قیمت (۴ر)

المشتہر

منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مشہور عالم کتابیں تصنیف کردہ بابو پیارے لعل صاحب

ان کتابوں کو پڑھ کر صدہا روپیہ کما لو۔ یا اپنا بہت سا خرچ بچا لو۔ ایسے نام تو بہت لوگوں نے رکھ لیے ہیں مگر اُن میں ایسا مضمون نہیں ملتا

ہر فن مولا - اصلی قیمت (عہ) - گھر بیٹھے سب ہنر سکھانیوالی کتاب - بیکاروں کو روزگار کا ذریعہ - اِسمیں دوسری اشتہاری کتابوں کے موافق دو دو سطر میں شعبدہ بازی یا سیاہی وغیرہ کے بنانے کی ترکیبیں نہیں ہیں - بلکہ واقعی دستکاریاں و ہنر لکھے ہیں جنکو سیکھ کر کوئی پیشہ کر کے بہت سا روپیہ کما سکو - سب کی ترکیبیں صحیح پوری لکھی ہیں اور نقشہ دیکر سمجھائی ہیں کہ بلا اُستاد کے معمولی آدمی بھی سمجھ سکے - ایسا مفید مقبول کامل مجمع آجتک کسی زبان میں نہیں چھپا - فہرست مضامین پر غور فرمایئے - باب (۱) سونی کے کام سکھانا - پکے چکن سونے کی - گلوبند - بٹیاں - قالین - کرنفل وغیرہ بنانا - باب (۲) انگریزی ہنر تاریتی - فوٹوگرافی - گھڑی سازی - نقشہ کشی - گلاٹ - صابن - ربر کی مہر - مُول روٹی - برف وغیرہ بنانا - باب (۳) دیسی دستکاریاں - کاغور کا مالا - پارہ کا کشورہ - موم کے پھول - تار کی چھڑی - ریشم کے پھول - کھانڈ کے کھلونے وغیرہ بنانا - باب (۴) کاریگر عطار - رنگریز خوشبو حلوائی - خمیر تیار کرنا - چھاپہ - جلد سازی - شیشہ کا کام وغیرہ کے سیکھنے جتنی اُسکی قیمت ہے اتنے میں کوئی ایک ہنر بھی نہ سکھا دیگا - کیا ایک روپیہ کے برابر بھی اِس کام نہ نکلیگا - اگر کوئی نکمہ نہ سکھانا ہو تو یہ کتاب نہ دیدو - اسکو پڑھ کر خود تاریو - گھڑی ساز بن جاؤ - **کرامات** (۵) اصلی قیمت (عہ) اسکو زندہ کرامات یا خزانہ کرامات نہ سمجھیں - یہ کتاب نئی چھپی ہے جسکا پانچ سال سے انتظار تھا - جادو منتر جنتر وغیرہ جھوٹ آجکل جھوٹا بتلاتے ہیں ان کو سائنس کے موافق ثابت کر کے دکھایا اور ترکیب پوری لکھی ہے - بالکل سچے جو چاہے کر کے دیکھ لے جنکے کرنوالے اِسوقت موجود ہیں اُن کا پتہ بھی لکھدیا ہے - اِسمیں تین باب ہیں - باب (۱) یوگ ابھیاس کے ذریعہ خدائی جلوہ دیکھنا غیب کے حالات جاننا - باب (۲) علم کیمیا - قوت خیالی کے کرشمے - دوسروں پر اثر ڈالنا - فاصلہ پر خبر ہونجانا - بازیگروں کی نظربندی - باب (۳) روشنضیری - گذشتہ واقعات و دور کی چیزیں اور مخفی چیزوں کا دیکھنا - کراماتی انگوٹھی - جام جہاں نما - باب (۴) تسخیر ارواح - ارواحوں سے کام لینا حاضرات کرنا جادو کی تختی حاضرات کی تیاری - دھونی وغیرہ - باب (۵) سحر سامری - اشیا کی مخفی خاصیتیں خزانہ تلاش کرنا - ادویات کا قیافہ - منتر بدیا - جادو کے راز - باب (۶) علاج روحانی صرف ہاتھ پھیر کر یا پھونک مار کر چنگا کرنا - فاصلہ پر مریض ہو اُسکا علاج کرنا - باب (۷) مسمریزم کے قواعد اور کل جالوروں کو قابو کرنا - انکو نظر سے بیہوش کرنا - تابع کرنا - عادات بدلنا - باب (۸) عملیات تسخیر ہزار درست غیب - اسم اعظم - بسی کرن - سانپ باؤے کتے کے لیے منتر - زمود امریکہ والوں کی تازہ تحقیقات - صدہا کتابوں کا خلاصہ اور زندہ اُستادوں کے تجربات جنمیں شک کرنیکی گنجایش نہیں **اصلی علم النساء یعنی کنتا** اس نام کی کتاب آجکل بہت چل رہی ہے - اور اسکے جھوٹے اشتہار دیکر لوگ پیسے کو خوب لوٹ رہے ہیں - خیر وہ تو اپنے پیٹ کے لیے ایسا کرتے ہیں مگر ہمارا یہ قصور ہے کہ وہ کیوں اُنکے جال میں پھنستے ہیں - یہ کتاب سب سے پہلے ہمنے چھپوائی تھی - پھر چند لوگوں نے اسکی نقلیں چھاپیں - اُن پر عدالت سے وارنٹ ہوئیں - ہماری کتاب اب تک ۸ دفعہ چھپ کر ساٹھ ہزار جلد بک چکی ہے - ملک کے بہت سے اخباروں نے اسکی تعریف چھاپی - اصلی کتاب چاہنے والے ہم سے منگائیں - ہماری کتاب کو دوسروں کے موافق نہ سمجھیں - اِسمیں مندرجہ ذیل باتیں درج ہیں - (۱) مردوں عورتوں کے اقسام و خواص - اُن کے میلان کے اصول حکما قدیم کے تجربات (۲) صحبت کے اصول علمی و عملی - حسین و جمیل کی شناخت وغیرہ - عورتوں کو خوش کرنے و قابو کرنے کی تدابیر (۳) عجیب ٹوٹکے - منتر بسی کرن باجی کرن - چاند کی تاریخوں کا اُتار چڑھاؤ - اسکے فائدہ اُٹھانا (۴) جوانوں کے کار آمد مخفی مصالح عجیب عمل قوت باہ بڑھانیوالے کام ادویات و غذائیں - (۵) خوبصورت بننا - رنگ گورا کرنا - جسم لمبا اور موٹا و مضبوط کرنا - سینہ بڑھانا - بال سیاہ رکھنا - (۶) عمر بھر جوان بنے رہنا - ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہنا - پورے سو برس تک زندہ رہنا - (۷) اطلاع خوبصورت و عقلمند بچہ پیدا کرنا - نر کا پیدا کرنیکی ترکیب - بانجھ و نامرد کو صاحب اولاد بنانا - (۸) ایسے صدہا مفید و دلکش مضامین کی صدہا عجیب مخفی از معدہ ۱۳۱ تصاویر قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) سنسکرت و فارسی میں جتنے قسم کے کوک شاستر ملتے ہیں سب کا خلاصہ معہ جدید تحقیقات عالمان یورپ و امریکہ - عمر بھر عیش سے زندگی بسر کرنا ہو اور کیل کانٹے سے درست رہنا ہو تو ہر ایک دو عدد اسکو ضرور پڑھیں +

المشتہر منیجر کارخانہ ابجیات وصوفی - پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

انگلش ٹیچر - اُستاد کے بغیر چند روز میں انگریزی سکھانیوالی سب سے بہتر کتاب - اِس نام کی بہت سی کتابیں چل رہی ہیں، لئے ہوشیاری سے خریدو تاکہ پیسے کھو کر پچھے نہ پچھتانا پڑے - صرف نام سے ہی دھوکا مت کھاؤ - بابو پیارے لعل ایم آر اے ایس کی بنائی ہوئی مانگو ب اصلی لیگی - اِس کتاب میں گریمر پرونسیشن ریڈر اسٹوری - ورسز ڈکشنری شامل ہیں - اسمیں ہر ایک لفظ کا تلفظ اور معنی اردو میں لکھے ہیں - ترجمہ کرنے کے قواعد اور مثالیں بول چال کے فقرے ہر محاورہ اور ہر موقع کے ہر قسم کے ہزار ہا الفاظ و اصطلاحات سیکڑوں مجاوروں کے مخصوص لفظ اور فقرے اور اُنکے استعمال کے صحیح موقعے و طریقے چٹھی عرضی تار وغیرہ لکھنے کے قواعد مفصل معمولہ اور بہت سے عجیب الفاظ جو اکثر اُستادوں کو بھی نہیں معلوم وغیرہ الفاظ ہم معنی وغیرہ اور صدہا باتیں جو اور کسی کتاب میں نہیں ملینگی - دیکھئے اِسکی نسبت کیسے ماہرین عالم صاحب کی کیا رائے ہے مفتے نمونہ ایک تعلیمی اخبار کی لئے ایڈیٹر صاحب سالہ بنہائے تعلیم لاہور - اِس کتاب کے ذریعہ ایک انگریزی سے بالکل ناآشنا اُردو خوان اپنی ہی کوشش سوا نٹرنس تک کی لیاقت بہم پہنچا سکتے ہیں - غرضیکہ یہ کتاب اُن تمام کتابوں سے بہتر ہے جو آجتک اِس مطلب کے لئے لکھی گئی ہیں + ایک ڈاکٹر صاحب کی رائے - ڈاکٹر محمد اللہ خانصاحب سیوھا :- نہایت مفید ہے آجتک ایسی آسان کتاب انگریزی سکھانیوالی نظر سے نہیں گذری + ایک جج صاحب کی رائے جناب ایم - این ملک صاحب سیشن جج محبوب نگر - خوبی تحریر سے باہر ہے جو نہ دیکھے - بختی ہو" چوتھی بار چھپی ہے جسم ۱۰۰ صفحے قیمت ایک روپیہ عمدہ یہ کتابیں ہر گھر میں ہنی چاہئیں تاکہ علاج میں کوڑی خرچ ہو :- **جوہر حکمت** ایسے نام کی دیگر کتابوں سے فرق سمجھنے مضمون غور کرو - یونانی - ویدک - ڈاکٹری - ہومیوپیتھی - سب کا مجموعہ ایک جلد میں - علاج اب کی سب سے بہتر کتاب جس کی نظیر آجتک کسی زبان میں نہیں چھپی - پچاس کتابوں کے برابر ایک کتاب - اِس اکیلی کو پڑھ کر پورے حکیم ڈاکٹر بن جاؤ - حکمت کی سب شاخوں سے واقف ہو جاؤ - پھر کسی سے کچھ نہ پوچھنا پڑیگا - باب(۱) تشریح جسمانی معہ تصاویر بقاعدہ ڈاکٹری تمام رگوں و ہڈیوں وغیرہ کے نام چاروں زبانوں میں معہ اُن کی بناوٹ افعال وغیرہ کے - باب(۲) اصول حفظ صحت کے باریک اصول شاستری و ڈاکٹری موسمی ہدایات اشیاء استعمال غذاؤں کے خواص پرہیز ہر ایک عضو کی احتیاط - باب(۳) تشخیص امراض جن سو امراض کے نام فارسی سنسکرت - انگریزی ہندوستانی زبانوں میں معہ شناخت وغیرہ - باب(۴) تشخیص امراض جن سو ادویات کے نام سنسکرت - فارسی انگریزی - بازاری معہ شناخت معہ تاثیر و فوائد وغیرہ - باب(۵) علاج الامراض تمام بیماریوں کا بقاعدہ ایلوپیتھی - کرد پیتھی - یونانی - ویدک - فقیری معہ پرہیز پیشبندی - باب(۶) دواسازی - ہر قسم کے کشتے بنانیکی سہل ترکیبیں جو ہر اُڑانا - تیل نکالنا - ست - کھار وغیرہ بنانا - سودھنا - اصلی کی شناخت - باب(۷) قرابادین - مرکبات یونانی و ویدک کی تیاری کے طریقے معہ فوائد - حکماء قدیم کے مشہور نسخے - جنتروں کا بیان معہ نقشہ جات - باب(۸) ولایتی ادویات پیٹنٹ - ہومیوپیتھی - بایوکیمی - الوپیتھی - آلات ڈاکٹری - فوائد جراحیہ کین و دایان وغیرہ - باب(۹) اصطلاحی طبی الفاظ چاروں زبانوں کے وزن - پیمانے - نبض و قارورہ کی شناخت - قصد - الفاظ کیمیا وغیرہ - باب(۱۰) زہروں کے خواص علاج و بچاؤ کے طریقے - فرنگی عالموں کی جدید تحقیقاتیں اور ہزارہا کام کی باتیں - کہانک لکھیں - ایک بیماری کے متعلق جو معلومات متقدمین کی ہیں اور حال کی تحقیقاتیں سب ایک جگہ جمع کر کے دکھادی ہیں - حجم ۴۰۰ صفحہ قیمت صرف دو روپیہ (عہ) **علاج نورنگی** ہر ایک مرض کا علاج ہر طرح سے ڈاکٹری - ہومیوپیتھی - یونانی - ویدک - کشتہ جات سے - فقیری بوٹی سے - خانگی چیزوں سے - عطائی چٹکلے ۵۰۰ کے قریب حکمی و سہل نسخے اعلیٰ درجہ کے کشتے بنانیکی ترکیبیں بھی بتلائی ہیں - ۴۰ بڑے اور مشہور امراض کا علاج - قیمت آنہ (۸/) **جڑی بوٹی** - جنگل اور پہاڑوں کی دو کھڑیاں جو ادویات کے کام آتی ہیں اُن کے مفصل حالات معہ تصاویر شناخت - پتہ و پھول و بلندی - ذائقہ - سلنے کا موسم - پیدائش کی جگہ - فوائد و تاثیر - ہر ایک بوٹی کتنی بیماریوں کو کام آتی ہے اور کس کس حصہ کو پھوٹکتی ہے - سب بیماریوں کا علاج اور سب دھاتوں کا کشتہ بنانا بوٹیوں سے بتلایا گیا ہے - قیمت صرف ایکروپیہ (عہ) **ملنے کا پتہ :- منیجر کارخانہ آبحیات صوفی - پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب**

ہفت زبان - بنگلہ - گجراتی - گورکھی - مرہٹی - تامل - تلنگی - کناری - پشتو - بلوچی - برہمی - ترکی - چینی - جاپانی زبانیں سیکھنے کے لائق ضروری الفاظ ہر زبان - سیاح و تجارت پیشہ کے بڑے کام کی ہے - قیمت صرف (۸) **جوہر موسیقی** اِس کتاب کو پڑھ کر بلا اُستاد کے گانا بجانا چند روز میں سیکھ لو - اسمیں تمام راگ راگنیوں کی تعریف - اقسام وزن اور مثالیں - سُر تال - ٹھیکہ وغیرہ کے ضابطے - باجوں کی بناوٹ اور استعمال - ستار - ہارمونیم بجانے سیکھنے کے سہل طریقے - گتوں کے نقشے - انگریزی و ہندوستانی گیت - موسیقی کی ایجاد کے تاریخی حالات - مشہور اُستادوں و کتابوں کا مشہور واجی غزل و ٹھمری و ادا وغیرہ کے نمونے میکھ راگ و دیپک راگ وغیرہ ہر بات کے اعلیٰ اصول بتلائے ہیں اور اصلی ترکیب سمجھائی ہے - پھر کچھ پوچھنا نہ پڑیگا - قیمت (عہ) **جوہر نباتات** - اسمیں ہر قسم کے درختوں کا بیان مفصل ہے - پھل پھول کے درخت - آرائشی گملے کے درخت - جنگلی خوشبودار ادویات کے درخت - عجائب و دیسی ولایتی چھوٹے بڑے - بیلدار درخت مع ساخت دنام انگریزی و طریق پیدائش و حفاظت عمر وغیرہ اور باغ لگانے کے اعلےٰ اصول بتلائے گئے ہیں اور اصلی ترکیب سمجھائی ہے - پھر کچھ پوچھنا نہ پڑیگا **جوہر باغبانی** مخفی باتیں جن کو مالی لوگ ہرگز نہیں بتلاتے بڑے صرف اور محنت سے تلاش کرکے لکھی ہیں - ایسا ایک نسخہ دس روپیہ کو بھی نہیں ملتا درختوں کی بیماریوں کی شناخت اور علاج - پھول کی رنگت یا خوشبو بدلنا یا مقررہ وقت پر کھلانے بے موسم پھل لگانا - بڑا بیدانہ پیدا کرنا - ہر بارہ ماسی کرنا - سیدھے درخت کو بیدا رنانا - قیمت صرف ایک پیسہ (عہ) **اصول ریاضی** حساب و مساحت کے تمام قاعدے ابتدا سے انتہا تک - قیمت صرف چار آنہ (۴) **پھلواڑی** اس سلسلہ میں میوہ جات اور ترکاریاں دو کتابیں مفصل چھپ چکی ہیں - اب تیسری کتاب پھلواڑی شائع کی جاتی ہے جسمیں صدہا قسم کے انگریزی اور ہندوستانی پھولوں کے پودوں کا ذکر درج ہے - اب کے مالکوں اور خانہ باغ کے شوقینوں کو اِس کتاب کی مدد سے ہر قسم کے پھول حاصل کرنے میں بڑی مدد ملسکتی ہے - بہت سے پھولوں کے اقسام کی تصویریں بھی دیگئی ہیں - حجم کتاب ۱۸۰ صفحے - قیمت ایک روپیہ (عہ) **میوہ جات** - ان تمام میوہ دار درختوں کے حالات مع اُن کے بونے اور اُن کی پرورش کرنے اور عمدہ عمدہ پھل پیدا کرنے کی ترکیب اور ہدایت کے درج ہیں - جو ہندوستان میں بوئے جاتے ہیں باتصویر - حجم ۱۵۴ صفحے - قیمت ایک روپیہ (عہ) **کتاب الاثمار** - فاضل اجل شمس العلماء خان بہادر نواب سید امداد امام صاحب مصنف کیمیائے زراعت مراۃ الحکا وغیرہ وغیرہ کے باغبانی اور میوہ جات کی یہ مشہور کتاب بار اوّل کارخانہ یہ اخبار میں چھپکر شائع ہوئی ہے جسمیں پونے چار سو صفحے کے اندر ہندوستان کے اُن تمام میوہ جات کی کاشت مگہداشت کی ترکیبیں اور تدبیریں بیان کی گئی ہیں جو یا تو ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں - یا کم و بیش مدت سے ہندوستان میں کاشت کیے جاتے ہیں اور یا بعض ایسے بھی ہیں کہ جو ابھی ہندوستان میں کاشت بھی نہیں کیے گئے - غرض فن باغبانی پر اردو زبان میں یہ بےنظیر اور نہایت مکمل کتاب ہے - پہلے ۵۶ صفحے میں عام قواعد باغبانی و تخلیدی کے بیان کیے گئے ہیں - اور ۵۶ صفحہ میں صرف آم کے متعلق تخم سے لیکر کاشت تک تیاری ثمر سے آداب خوردن تک مفصل کیفیت بیان کی گئی ہے - اسیطرح باقی تمام ملکی اور غیر ملکی میوہ جات کے متعلق ضروری ہدایتیں درج ہیں - حجم ۳۸۶ صفحے - قیمت صرف دو روپیہ (عہ) **کیمیائے زراعت** شمس العلماء خان بہادر مولوی سید امداد امام صاحب نے یہ جامع کتاب فن زراعت پر بڑی قابلیت سے لکھی ہے - تمام قابل کاشت غلوں اور ترکاریوں وغیرہ فصلوں کے بونے اور اُن سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی تدابیر درج کی ہیں فصلوں اور زراعتی چیزوں کے انگریزی نام بھی درج کردیے ہیں - مسٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی اے تھی کہ اس سے بہتر کتاب میری نگاہ میں سے نہیں گزری حجم ۱۸۸ صفحے - قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) **ترکاریاں** ہندوستان اور ممالک غیر کی ایسی تمام ترکاریوں کی کاشت پرورش نگہداشت اور اُن سے فائدہ حاصل کرنے کی ترکیبیں درج ہیں کہ جو کاشت ہوسکتی ہیں - کوئی ترکاری ایسی نہیں کہ جس کی پوری پوری کیفیت درج نہ کی گئی ہو - ۶۰۰ تصویریں - حجم ۱۲۰ صفحہ - قیمت ایک روپیہ (عہ) +

المشتہر مینجر کارخانہ آبحیات وصوفی - پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

رموز الاطباء

صدی مجربات کا نایاب ذخیرہ۔ ایکسو سالہ طبی خاندان کی کمائی

یاوس اور مزمن امراض کے صحیح مجربات

جو لاہور کے مشہور مولف اور طبیب حاذق حکیم محمد فیروز الدین صاحب ایچ پی۔ ایل۔ ایل سالک ایڈیٹر رفیق الاطباء نے اپنے ذاتی تعلقات اور کثیر الاشاعت اور شہرۂ آفاق رسالہ رفیق الاطباء کے ذریعے ساڑھے تین چار سال کی لگاتار اور سر توڑ کوشش و صرف زر کثیر و بیشمار خط و کتابت و بیگنت پیدل اور سواری کے سفر۔ بے انتہا جسمانی تکالیف اُٹھانے اور اکثر اطباء سے مباحثات اور جھگڑے کر کے انہیں قائل اور اُنکے خیالات تبدل کو دُور کرانیکے بعد فراہم کی ہے۔ اور جو طبی دُنیا میں اپنی قسم کی پہلی نظیر ہونے اور خاص طور پر مفید عام و خاص ہونیکی وجہ سے بیحد قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی جا رہی ہے۔ اِس کتاب میں ہندوستان کے موجودہ اور زندہ اطباء و ویدوں میں سے ۱۶۰ کے قریب طبیبوں اور ویدوں کے مختصر حالات زندگی طبی مذکور ہونے کے علاوہ اُن کے ذاتی اور خاندانی سینکڑے مجربات بھی درج ہیں۔ جو تعداد میں ۱۹۰۰ کے قریب ہیں اور جنکے صحیح ہونے کے ثبوت میں صرف یہی بتا دینا کافی ہے کہ پچھلے اٹھ دس سال کے عرصہ میں اسکے تین سو سے زائد نسخہ جات کی مختلف مجربین کی طرف سے تصدیقیں ہو چکی ہیں جو اس دسویں ایڈیشن میں لکھدی گئی ہیں۔ مختصر یہ کہ اس کتاب میں ایسے مجربات جمع ہو گئے ہیں۔ جو اس سے پہلے اپنے ممبران خاندان کے سوائے کسی دوسرے پر ظاہر کیے جانے سخت معیوب سمجھے جاتے تھے۔ اور وہ اکثر اوقات مجربین کے سینہ میں ہی مدفون چلے جایا کرتے تھے۔ یہ کتاب اور نسخہ جات یقیناً ہمارے نئے فارغ التحصیل اور کہنہ مشق اطبا کی تمام مشکلات دُور کرنے کا باعث ہونگے +

قریباً ہر مشکل یاوس اور کثیر الوقوع امراض کے

مجرب نسخہ جات اِس کتاب میں موجود ہیں۔ ہر طبیب اور غیر طبیب اِس کتاب سے یکساں فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ کتاب کے ساتھ فرہنگ ضروری بوٹیوں اور قابل تشریح الفاظ کی توضیح۔ امراض کے نام لکھ کر اُن کے نیچے اُن کے نسخہ جات کے نمبر اور دیگر ضروری سہولتیں ہم پہونچانے میں پُوری کوشش سے کام لیا گیا ہے +

تقطیع ۲۲×۱۸ - حجم ۹۲۵ صفحہ - لکھائی چھپائی عمدہ - کاغذ اعلےٰ (۱۹۰۰) نسخہ جات - اور ۱۹ ہاف ٹون تصاویر - جلد ولایتی نما ہے - جس کے پشتے پر سنہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہے +

قیمت ـــــــ بلا جلد (صرف) رعایتی مجلد قیمت ـــــــ چار روپے (للہ)

اس کے متعلق بیسیوں ریویو اور اس کی پُوری حقیقت اور نمونہ طرز بیان کے علاوہ دار الکتب رفیق الاطباء لاہور کی دوسری مطبوعات کی حقیقت معلوم کرنی ہو۔ تو

مفصل فہرست کتب مرکانٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں

المشتہر

منیجر کارخانہ آبجیات صوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

آب حیات

آب حیات نے جسقدر نام پایا ہے اُسکی مکمل تشریح کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کیضرورت ہے۔ عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے دفعیہ کے لیے یہ اکسیر اعظم ہے۔ طرفہ یہ کہ اسکا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے سر درد۔ ہر قسم کی کھانسی۔ زکام۔ نمونیا۔ درد پہلو۔ وجع المفاصل۔ بواسیر۔ نقرس۔ معدہ پر اسکا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے اور فساد خون۔ قولنج۔ ہیضہ۔ طاعون۔ پھوڑا پھنسی اور دانت کے درد اور ضعف بصارت۔ ضعف باہ۔ نامردی۔ نقوہ سوزاک۔ آتشک۔ بخار ہر قسم مارگزیدہ وغیرہ امراض کیلئے اکسیر ثابت ہوا ہے۔ نامردی کے لیے اعلیٰ درجہ کا طلا ہے۔ آبحیات جس گھر میں موجود ہے اُسکو اور ادویات تیار کرانے کی ضرورت نہیں۔ ایک شیشی میں پچاس بیماریوں کے لیے دوا ہوتی ہے۔ آبحیات کے مقابلہ میں اور ادویات ذرنی کے بکس فضول ہیں۔ سفر یا دیہات میں جہاں حکیم یا ڈاکٹر نہیں مل سکتا ہے یہ نعمت عظمیٰ ہے بڑے بڑے نامی ڈاکٹر اور حکیم اسکے استعمال سے پانچ کے پچاس بناتے ہیں۔ ناواقف آدمی اسکو استعمال کر کے پورا حکیم بن جاتا ہے۔ آبحیات سے ہر ایک دھات کا کشتہ موجاتا ہے۔ پارہ کی گولی بن سکتی ہے۔ یہ تیل صرف بوتلیوں کا تیل ہے قیمت فی شیشی دو روپے دو آنہ (عہ) نمونہ کی شیشی (۸/) علاوہ محصول ڈاک۔ اگر آبحیات بوجہ اشتہار اکسیر ثابت نہ ہو تو آپ کے ایک بار لکھنے سے بغیر کسی شہادت کے قیمت شیشی کی بعہ ایک روپیہ زائد بطور ہرجانہ بذریعہ منی آرڈر واپس کر دونگا۔

رعایت ۔ اکٹھی تین شیشیاں طلب کرنیوالوں کو محصول ڈاک معاف۔ چھ شیشی کے خریدار کو نمونہ کی چھوٹی شیشی مفت نذر ہوگی۔ آبحیات کی تعریف میں روزانہ اسقدر سائنفکیٹ موصول ہوتے ہیں جن کے اندراج کیلئے کئی ضخیم جلدیں بھی ناکافی ہیں ✦

کثرت پیشاب کو حکمائے یونانی ذیابیطس اور ڈاکٹر ڈایابیٹز کہتے ہیں :-

ذیابیطس

جن لوگوں کو بار بار پیشاب آتا ہے۔ اکثر تو اسمیں شکر کے اجزا پائے جاتے ہیں ایسے بیماروں کو تشنگی زیادہ ستاتی ہے۔ پیشاب پر کیڑے جمع ہو جاتے ہیں۔ قوت باہ گھٹ جاتی ہے۔ ہیضہ خراب اور منہ کا ذائقہ بدمزہ اور ہاتھ پاؤں میں یبوست کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ آنکھیں کمزور۔ رقت کی کوئی حد نہیں رہتی جسم دبلا ہو کر سوکھتا چلا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو پیشاب کی زیادتی شروع ہو۔ اگر وہ فی الفور علاج کریں تو اُن کو یقین کر لینا چاہئے کہ مرض جب جڑ پکڑ جائے تو پھر لاعلاج ہو جاتا ہے۔ ایسے مریض ذیابیطس والا چونکہ زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا اور اسلیے بیمہ کمپنیاں اسکا بیمہ نہیں کرتیں۔ یہ گولیاں مرض کو دور کرنے کے علاوہ قوت زائل شدہ بحال کر دیتی ہیں۔ کثرت پیشاب رک جانے سے آدمی مرد بن جاتا ہے اور تمام تکلیفیں دور ہو کر پیشاب سے شکر آنی بند ہو جاتی ہے۔

ذیابیطس میں وہ لوگ زیادہ مبتلا ہونیکے قابل ہوتے ہیں

جو لحیم شحیم فربہ خواہ مخواہ مردآدمی اور مسیانہ قد۔ مُرغی پلاؤ اُڑانے والے۔ بستر پر بیٹھ کر عیاشی کرنے والے پس اگر اس مہلک مرض ذیابیطس سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو ان گولیوں کا چند روز استعمال کریں۔ بیسیوں میں صحت یافتہ جنکو سات اور دن میں دس پندرہ دفعہ پیشاب آتا تھا موجود ہیں جو ان گولیوں کے استعمال سے تندرست ہو چکے ہیں

قیمت فی بکس تین روپے

المشتہر

منیجر کارخانہ آبحیات وصوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

اکسیر عنبری

میں خدا کے فضل و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے حاصل کرنے کے واسطے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز چھوٹے اشتہاروں کی نظر کئے ہیں۔ خداوند کریم کی عنایت سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اکسیر عنبری کا تجربہ ہو چکا ہے۔ اسلیے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سعِ خراشی منظور نہیں۔ اور نہ اس کے کوئے صفات بیان کرنے کی اِس اشتہار میں گنجایش ہے۔ یہ جوانی کی سُرخ بُرہا پے کی جان ہے۔ یہ مقوی۔ مسکّ مفرح اور مُبہی ہے۔ اور دیرینہ کے تمام امراض مثل کثرت احتلام وجریان و سرعت وغیرہ کو نافع ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں اور بچپن کی شادی سے جب آدمی زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ اکسیر عنبری نئی زندگی بخشتا ہے۔ اس کی پہلی خوراک مُنہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری اور باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیال اعلےٰ اور مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہونچتی ہے کہ گویا قادر مطلق نے ایک نئی زندگی عطا فرمائی ہے ضعف دل۔ بیچینی دل۔ دل کا دھڑکنا۔ دِل کا ڈوبتے جانا۔ پراگندہ خیالی۔ سانس کا پھُول جانا وغیرہ امراض کے واسطے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔ جس کے استعمال سے دیرج کے تمام امراض کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو اوّر ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا۔ جب اعصاب میں بسبب کوتاہ اندیشی۔ غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت۔ ناغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمی واقع ہو تو اکسیر عنبری ایسی حالت میں اکسیر ثابت ہوگا۔ اس لیے امیروں۔ وکیلوں۔ ججوں منصفوں تحصیلداروں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ مجسٹریٹوں۔ فوج اور پولیس کے عہدہ داروں وغیرہ کو یہ مونس و رفیق ہر دم اپنی جیب و جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ جہاں ذرا طبیعت گھبرائی جھٹ ایک خوراک مُنہ میں ڈال اور تر و تازہ ہو گئے۔

قیمت فی شیشی چار روپے (للعہ) تین شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

نادر طلاء سُستی

عضو تناسل کو سخت اور قوی اور دراز کرتا ہے
تقویت باہ کے لئے نہایت مجرب ہے۔
پٹھوں کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے عضو
ہزارہا بار کا مجرب ہے۔ کبھی بلا مضرت ہے۔

تناسل میں ایستادگی اور خواہش پیدا کرتا ہے۔

قیمت فی شیشی جو ایک آدمی کے لئے کافی ہے۔ صرف پانچ روپے (صہ)

بیت الرسول اور حرم نبوی

کا پلین یا سطحی نقشہ جو مدینہ منوّرہ سے بڑی تلاش سے فراہم کیا گیا ہے اور اب چربی کر کر پانچ رنگوں میں چھپوایا گیا ہے۔ آپ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر صوفی کے لیے صرف تین خریداریں۔ یہ نقشہ کسی قیمت پر بھی فروخت نہ کیا جاویگا۔ اگر آپ روغنی نقشہ کے شائق ہوں تو پانچ خریداریں۔ تین خریدار دینے والوں کو صرف رنگین نقشہ ارسال ہوگا۔ یہ نقشہ گھر کی زینت اور برکت ہے۔ شیشے میں جڑوا کر لٹکانے۔ نہایت عمدہ بڑے سائز پر کھچا ہوا ہے۔ منیجر صوفی

المشتہر

منیجر کارخانہ آبجیات وصوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

حضرت ابوبکر صدیقؓ

کی شاندار اور پُرشوکت زندگی کے مفصل اور معتبر حالات جناب بابو بیق بک صاحب عظیم مشہور مصری مصنف و یفارمر نے نہایت تحقیق و جستجو سے قلمبند کیے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں دوسرے صحابہؓ کبار کی مقدس زندگیوں کے حالات بھی شائع کیے گئے ہیں۔ چنانچہ اِن میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پہلے کارخانہ پیسہ اخبار میں عربی سے اُردو میں ترجمہ ہوکر شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ دوم کے حالات متبرکہ اُردو میں ترجمہ کرکے شائع کیے جاتے ہیں۔ اِن حالات کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل کیسے اولوالعزم اور عاشق اسلام تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سے اسلام کے نکلنے کے بعد دین کی کس جانفشانی اور خلوصیت سے حفاظت کی۔ اور اسلام کی شروع میں کیا حالت تھی صفحہ کتابت ۱۲ قیمت عمدہ

حضرت عمرؓ

مصر کے نامور فاضل و یفارمر رفیق بک عظیم نے حال میں خلفائے راشدین کے صحیح اور معتبر حالات پر متعدد کتابیں عربی میں لکھی ہیں۔ ان کی بڑی خوبی یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نہایت صحیح حالات جمع کیے گئے ہیں۔ اِس سلسلہ سے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات اُردو میں ترجمہ کرکے کارخانہ پیسہ اخبار نے چھپوائے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائے اسلام میں کون کون سے عظیم الشان اور حیرت ناک کام کیے۔ تمام تاریخ اسلام میں اِن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ حجم ۴۴۲ صفحہ۔ قیمت دو روپے بارہ آنہ (عہ ۱۲)

خانگی سائیکلوپیڈیا

اُردو زبان میں اِس قسم کی کتاب پہلے کبھی نہیں چھپی۔ یہ کتاب کیا ہے دریا در کوزہ ہے۔ اُس کے کل صفحے ۸۴۰ ہیں اور کل مضامین تقریباً (۳۱۰۷) ہیں۔ اس کی موٹی موٹی تقسیم مضامین اسطرح ہے۔ باب اوّل کی گیارہ فصلیں گھر اور سامان خانگی کے متعلق + بابؔ دوم کی ۹ فصلیں ہیں۔ آداب و تہذیب و اخلاق وغیرہ پر + بابؔ کی ۲۹ فصلیں ہیں صحت اور بیماری کے متعلق + بابؔ کی گیارہ فصلوں میں دنیاوی کاروبار اور تربیت پر ہدایات ہیں + بابؔ کی گیارہ فصلوں میں باغبانی و حیوانات اہلی پر + بابؔ تفریح اور سیر کے سامان۔ بابؔ صنعت و حرفت و عجائبات + بابؔ چیستاں پہیلیاں معمے + بابؔ مختلف ماپ تول پیمانے + اور ان سب بابوں میں نمبروار (۱۰۷) واقعات مضامین درج ہیں مفصل فہرست جو کئی صفحوں پر ہے ۲ پائی کا ٹکٹ بھیجنے پر مِلسکتی ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں ہونا چاہیئے جسمیں ایسا مستند نہ ہو۔ اردو خوان ناظرین کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ حجم (۸۴۸) صفحہ قیمت تین روپے بارہ آنہ (عہ ۱۲)

تاریخ ٹیونس و طرابلس

شمالی افریقہ کے دونوں نامور اسلامی سلطنتیں ایک زمانہ میں بہت کچھ بحری طاقت کی شہرت اور عظمت حاصل کر چکی ہیں ان کے سلاطین کی تاریخ دلچسپی سے خالی نہیں۔ بلکہ دنیا کی بحری تاریخ میں عجب شان رکھتی ہیں۔ حجم ۱۳۲ صفحے۔ قیمت صرف بارہ آنہ (۱۲ر)

المشتہر
منیجر کارخانہ آبحیات و رسالہ صوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

اردو ترجمہ

ہر سہ دفتر مکتوبات شریف

مع مفصل سوانح عمری

امام الاولیا قبلۂ اصفیا۔ غوث الثقلین۔ نائب رحمۃ للعالمین۔ محبوب سبحانی غوث صمدانی۔ قطب ربانی مقصود روحانی واقف اسرار متشابہات قرآنی۔ ماہر رموز مقطعات فرقانی۔ قلم رحمانی۔ شہباز لامکانی۔ خورشید چرخ عرفانی۔ کاشف اسرار سبع مثانی۔ بحر موج ہمہ دانی۔ مقتدائے ارباب معانی۔ خزینۃ الرحمۃ فضل الاولیائے اُمت محمی سُنّۃ ماحی بدعت وضلالت۔ سلطان طریقت برہان شریعت۔ وارث کمالات نبوت ابوالبرکات بدرالدین

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی ملقب بہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ہم ولی مسرت اور انبساط سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور صوفی مذاق اہل اصحاب کو خصوصاً یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ بفضل خداوند عالمین و بتوجہ روحانی حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بامداد ارواح پاک بزرگان ہر چہار سلاسل عالیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں دفتر کمال خوبی و خوش اسلوبی سے بامحاورہ اردو ترجمہ چھپکر تیار ہو گئے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان مکتوبات شریف میں نہایت خوش اسلوبی سے شریعت و طریقت کی تطبیق فرمائی ہے۔ اور بڑے بڑے باریک مسائل کی اس خوبی سے تفسیر فرمائی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے نیز اسرار و معارف کی باتیں اس عمدہ طریق سے بیان فرمائی ہیں کہ پڑھتے پڑھتے انسان بیخود ہو جاتا ہے۔ اسمیں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ مکتوبات شریف اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ اور انکے مطالب و معارف کے مقابلہ میں کوئی کتاب ٹکر نہیں کھا سکتی اصل میں یہ ایک دریائے فیض ربانی ہے جو حضرت امام صاحبؒ کی زبان فیض ترجمان سے جاری ہوا جسنے ہر ایک طالب ہر چہار سلاسل عالیہ فیض پا رہا ہے۔ درحقیقت اسمیں جو کچھ حضرتؒ نے درج فرمایا ہے وہ بالکل الہام ہے۔ ان مکتوبات شریف کو جناب مولوی قاضی عالم الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ مجاز حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول رب الرحیم جناب حاجی حافظ خواجہ محمد عبدالکریم صاحب نقشبندی مجددی سجادہ نشین اولپنڈی نے بڑی محنت سے بامحاورہ اردو ترجمہ کیا۔ اور مشتہران نے بصرف زر کثیر نہایت اعلےٰ درجے کے کاغذ پر خوشخط اور عمدہ چھپوایا ہے۔ جو بفضل خدا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا طالبان راہ مولا سے درخواست ہے کہ وہ اس گوہر بے بہا کو جلد خرید کر حرز جان بنائیں۔ اور اسکے مطالعہ سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کریں۔ قیمت دفتر اول جسمیں ۱۱۳ مکتوب اور سوانح عمری ہے ضخامت ۱۰۱۶ صفحہ (۱۴) دفتر دوم میں ۹۹ مکتوب ۳۱۰ صفحے (۸) دفتر سوم میں ۱۲۴ مکتوب ۳۵۱ صفحے (۱۴) (محصول اگر بذمہ خریدار)۔ قیمت ہر سہ دفتر چھ روپے بارہ آنے (۱۲/۶)

الملتمس

منیجر کارخانہ آبجیات وصوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ پنجاب

اماکن مقدسہ کے فوٹو

خاکسار ایڈیٹر صوفی اپنے گذشتہ سفر حج و زیارت اماکن مقدسہ کے دوران میں حسب ذیل متبرک اور مطہر مقامات کے عکسی فوٹو اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اور اُن کو بڑے اہتمام سے تیار کرا کر اُن کا سائز بڑا رکھا گیا ہے۔ یہ فوٹو خوبصورت۔ دلکش اور دیدہ زیب ہیں۔ مکانوں کی زینت اور برکت کا باعث ہیں۔ فی الحال حسب ذیل فوٹو تیار ہیں۔ قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ (۳ر) دس فوٹو کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱ر۸ر) بیس فوٹو کے لئے دو روپیہ بارہ آنہ (۲ر۱۲ر) علاوہ محصولڈاک کے ہے ۔

(۱) لعبۃ اللہ۔ اسمیں بیت اللہ شریف کا فوٹو ہے سیاہ ریشمی غلاف پر سنہری حروف کا عکس ایسی صفائی سے اُتارا گیا ہے کہ سب حروف نہایت عمدہ طور پر آسانی سے پڑھے جاتے ہیں۔

(۲) روضہ شریف حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) مدینہ منورہ۔ شہر کا عام نظارہ۔ روضہ شریف مسجد نبوی۔ اور دیگر پاک مقامات۔

(۴) بیت اللہ شریف میں نماز جمعہ کا نظارہ اور حاجیوں کی کثرت۔

(۵) منا میں عید کے دن حاجیوں کے کیمپ مسجد خیف اور شریف صاحب کے خیمے۔

(۶) شیطان کو کنکر مارنے کا سین۔ شیطان کا مجسمہ اور لوگوں کا اژدحام۔

(۷) جبل رحمت پر حج کے روز قاضی صاحب کا خطبہ پڑھنا۔ میدان عرفات کا قابل دید نظارہ۔

(۸) صفا و مروہ کی پہاڑیاں جنکے درمیان سعی کی جاتی ہے ایک پہاڑی پر کلام مجید کی آیت جو منقش ہے وہ فوٹو میں صاف طور پر پڑھی جاتی ہے۔

(۹) بیت اللہ شریف کے گرد لوگوں کا طواف کرنا۔

(۱۰) جنت المعلی واقعہ مکہ معظمہ میں حضرت خدیجہؓ حضرت آمنہؓ اور دیگر بزرگان اسلام کے مزارات۔

(۱۱) جنت البقیع واقعہ مدینہ منورہ میں مزارات بی بی سیدۃ النساء بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی خلیفہ ثالث و دیگر بزرگان کے مزارات

(۱۲) مسجد حضرت عائشہ صدیقہ جہاں حاجی عمرہ باندھتے ہیں۔

(۱۳) محل نشانی میدان عرفات میں۔

(۱۴) پرانے مدینہ میں اسلام کی پہلی مسجد قبا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تیار کی اور کرائی۔

(۱۵) مزار سعیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔

۱۶ محل مصری میدان عرفات میں۔

(۱۷) مسجد الفتح واقعہ بیت المقدس۔

(۱۸) حرم شریف بیت المقدس میں قبہ اور رحمت کے دو نمونے (۱۹) مسجد اقصیٰ اور حرم شریف بیت المقدس کا عام نظارہ۔

(۲۰) محمود بیلے دہ بشی جو حرم بیت المقدس میں خادم تھا کا فوٹو اور مسجد کے اندر کا سین۔ قیمت فی فوٹو (۱) دس فوٹو کے لئے (۱۱) بیس فوٹو کے لئے (۲ر)

لکھنے کا پتہ:- منیجر رسالہ صوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔